یکم محرم سے تیس ذی الحجہ تک ہر مجلس و محفل اور مخصوص کی مناسبت سے
حدیثِ کساء سے زیارت تک منتخب و معیاری کلام
(مع حمد و نعت و مناقب، نوحہ اور قومیات و متفرقات)
سوزخوانی کیلئے کلید اور معیاری کلام کا منفرد مجموعہ

عزاداری اور عزاداروں کا تحفۃ العوام

بستہ

تحقیق و ترتیب

پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی

بانی (بین الاقوامی) ادارۂ ترویج سوزخوانی

تدوین و تزئین

اے اچ رضوی

محفوظ بک ایجنسی
مارٹن روڈ کراچی
MBA
Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

نام کتاب: .... بستہ
تحقیق و ترتیب: .... پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی
تدوین و تزئین: .... اے ایچ رضوی
کمپوزنگ / گرافک آرٹ: .... سید امتیاز عباس (العصر پبلشرز)
.... احمد گرافکس، کراچی
.... سید اکبر رضا رضوی، 0345-2290710
ٹائٹل: .... ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، جولائی ۲۰۰۰ء
طبع اوّل: .... (باہتمام سرفراز ابد / آل شفق پرنٹرز، کراچی)
.... ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ، نومبر ۲۰۱۱ء
طبع سوئم: .... محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ، کراچی
ناشر: .... =/۴۵۰ روپے
ہدیہ: .... خاص ایڈیشن =/۶۵۰ روپے

ضروری گزارش

یہ بستہ ہر مسجد و امام بارگاہ بلکہ ہر گھر کی ضرورت ہے جو اسے ہدیہ/وقف کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں یا مزید طبع کرانا چاہیں، بانیٔ ادارہ سیّد سبطِ جعفر پوسٹ بکس 10979، کراچی 74700 یا محفوظ بک ایجنسی (مارٹن روڈ، کراچی) سے رابطہ کریں

محفوظ بک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی
Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk
MBA

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

(سورة النساء ، آیت ۱۴۸)

اللہ پسند نہیں کرتا کہ کسی کی علانیہ برائی زبان پر لائی جائے سوائے اسکے کہ جس پر ظلم کیا
گیا ہو اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا
لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

(آیات ۲۲۴ تا ۲۲۷ سورة الشعراء)

اور گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکے ہوئے سرگرداں پھرتے ہیں؟ اور وہ ، ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور اعمال صالح بجالائے۔ اور کثرت سے اللہ کی یاد کی۔ اور اپنے اوپر ظلم کیے جانے کے بعد ہی بدلہ لیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کہ ظلم کیا۔ جلد جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں۔ (ان کا انجام کیا ہوتا ہے)۔

(مترجمہ: ابومنصور، مطبوعہ: فضلِ ربی فاؤنڈیشن)

IDAARA-E-TARVEEJ-E-SOAZKHWANI

ادارۂ ترویج سوز خوانی

Post Box No. 10979, Karachi-74700

Ref: ITS/ M-1 / 2007

Date: 20 / 05 / 2007

تفویضِ حقوق اشاعت و تقسیم

جیسا کہ متعلقہ افراد بخوبی آگاہ ہیں کہ اس احقر نے دینی و مذہبی شاعری پر مشتمل ایک مستند و معیاری مجموعۂ کلام بنام ''بستہ'' ۲۰۰۰ء میں مرتب و شائع کرا کر حسبِ ضابطہ ۲۰۰۱ء میں حکومتِ پاکستان کے متعلقہ محکمہ سے باقاعدہ رجسٹر کرا کے اس کی طباعت و تقسیم سے متعلق جملہ حقوق اپنے نام محفوظ کرا لیے تھے۔

یہ بستہ طبع ہوتے ہی نایاب ہوگیا تھا چنانچہ ایک ادارے نے ہماری اجازت سے اسے دو حصوں میں تقسیم کرکے انتخابِ بستہ کے نام سے جاری کیا۔ واضح رہے کہ مذکورہ ادارہ سے ہمارا اشتراکِ عمل اور مشاورت قانونی محض ''انتخابِ بستہ'' تک محدود تھی۔ اپنے ادارہ کی دیگر مطبوعات میں اشتراکِ عمل اور مشاورت کے حوالے سے موصوف / ادارۂ مذکور میرا اور میرے ادارے کا نام بلاجواز استعمال کرتے ہیں۔

اب عامۃ المومنین کے بے حد اصرار پر اصل و مکمل بستہ ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ بار دیگر زیور طباعت سے آراستہ کرکے قدر دانوں کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے جو ہر مومن کے گھر بالخصوص ہر مسجد و امام بارگاہ اور عزا خانے کی ضرورت ہے جس میں یکم محرم تا ۳۰/ذی الحجہ ہر قسم کی دینی و مذہبی اور قومی و ملی تقریبات اور ہر مخصوص کے لئے مطلوبہ کلام موجود ہے۔ اس مکمل اور اصل بستہ کی طباعت و اجرا کے بعد اس قسم کے کسی اور مجموعہ یا انتخاب کی کوئی ضرورت و جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

اس بستہ کا مختصر انتخاب جیبی بستہ ''گلدستہ'' کے نام سے بھی ہم نے مرتب و جاری کیا۔

ہم بخوشی بلا معاوضہ دینی و مذہبی کتب کے معروف ناشر و تقسیم کنندہ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی کو اس ''بستہ'' کی اشاعت و تقسیم کا کلی اختیار تفویض کرتے ہیں اور آئندہ بھی یہی ادارہ (محفوظ بک ایجنسی) اس کی اشاعت و تقسیم کا مجاز و ذمہ دار ہوگا نیز اس کا ہدیہ ممکنہ حد تک کم / مناسب رکھا جائے گا تاکہ زیادہ سے زیادہ مومنین اس سے مستفید ہوسکیں۔

۲۰ مئی ۲۰۰۷ء

والسلام / محتاجِ دعا:

پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی

مرتب بستہ و بانی (بین الاقوامی) ادارۂ ترویجِ سوز خوانی

حضرت ابو طالبؑ کی وصیت

جب جناب ابو طالبؑ کو یہ پتہ چلا کہ مشرکینِ مکہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ: ابو طالبؑ انتقال کر جائیں تو ہم لوگ (حضرت) محمدؐ (مصطفیٰ) کو قتل کر دیں — تو آپؑ نے خاندانِ بنی ہاشمؑ کے تمام لوگوں اور جن لوگوں سے اس خاندان کے لوگوں کے عہد و پیمان تھے، سب کو جمع کر کے وصیت فرمائی کہ ''میں دنیا میں رہوں یا نہ رہوں بہر صورت رسولِ خداؐ کی مدد و نصرت کرتے رہنا۔'' اس موقع پر آپ نے چند اشعار بھی کہے:

أُوْصِیْ بِنَصْرِ النَّبِیِّ الْخَیْرِ مَشْهَدَهٗ　　عَلِیًّا اِبْنِیْ وَعَمَّ الْخَیْرِ عَبَّاسَا
وَحَمْزَةَ الْاَسَدِ الْمَخْشِیِّ صَوْلَتَهٗ　　وَجَعْفَرًا اَنْ تَذُوْدَا دُوْنَهُ النَّاسَا
وَهَاشِمًا کُلَّهَا اُوْصِیْ بِنُصْرَتِهٖ　　اَنْ یَّاخُذُوْا دُوْنَ حَرْبِ الْقَوْمِ اَمْرَاسَا
کُوْنُوْا فِدًی، لَکُمْ نَفْسِیْ وَمَا وَلَدَتْ　　مِنْ دُوْنِ اَحْمَدَ عِنْدَ الرَّوْعِ اَتْرَاسَا
بِکُلِّ اَبْیَضَ مَصْقُوْلٍ عَوَارِضُهٗ　　تَخَالُهٗ فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ مِقْبَاسَا

(حضرت نبی اکرمؐ کی مدد و نصرت کے لیے میں (آپ سب لوگوں کو اور خاص طور سے) اپنے فرزند علیؑ اور پیغمبرؐ کے چچا عباسؓ کو وصیت کرتا ہوں۔

اور شیر بیشہ شجاعت جناب حمزہؓ کو جن کی ہیبت سے سب ڈرتے ہیں، اور (اپنے بیٹے) جعفرؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ لوگوں کے مقابلے میں حضورؐ کا پورا ساتھ دینا اور ان کی طرف سے دفاع کرنا۔

نیز بنی ہاشمؑ کے تمام لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر لوگ جنگ پر کمر بستہ ہو جائیں تو تم لوگ رسولِ خداؐ کی مدد کرنا۔

اور جب بھی خطرات کا سامنا ہو، تو تم سب لوگ حضرت محمد (مصطفیٰؐ) کے لیے سینہ سپر ہو کر ان پر اپنی جان نثار کرنا، میری جان اور میری اولاد سب تم پر قربان ہو۔

(پیغمبرِ اکرمؐ کی مدد و نصرت کے لیے) وہ چمکدار اور آبدار تلواریں لے کر (میدان میں نکل آنا) جو رات کی تاریکی میں شعلہ کی طرح (لپکتی ہوئی) محسوس ہوتی ہیں۔

ماخوذ از ''دیوانِ ابو طالبؑ'' مترجمہ و مرتبہ

مولانا رضی جعفر نقوی ادارۂ اصلاح (کھجوا) پاکستان

دُعَاء حَضرت امام زین العَابدین علیه السّلام

ترکیب:۔ اول و آخر ۱۵ مرتبہ دُرود شریف پھر اس کے درمیان دعا پڑھے پھر حاجت طلب کرے۔ شیخ کفعمی نے مقاتل بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ امام نے فرمایا سو مرتبہ اس دعا کو پڑھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ دعا مستجاب ہوگی۔۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اِلٰهِیْ كَیْفَ اَدْعُوْكَ وَاَنَا اَنَا وَكَیْفَ اَقْطَعُ رَجَائِیْ مِنْكَ وَاَنْتَ اَنْتَ اِلٰهِیْ اِذَا لَمْ اَسْئَلْكَ فَتُعْطِیَنِیْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ اَسْئَلُهٗ فَیُعْطِیَنِیْ اِلٰهِیْ اِذَا لَمْ اَدْعُوْكَ فَتَسْتَجِیْبُ لِیْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ اَدْعُوْهُ فَیَسْتَجِیْبُ لِیْ اِلٰهِیْ اِذَا لَمْ اَتَضَرَّعْ اِلَیْكَ فَتَرْحَمُنِیْ فَمَنْ ذَاالَّذِیْ اَتَضَرَّعُ اِلَیْهِ فَیَرْحَمُنِیْ اِلٰهِیْ فَكَمَا فَلَقْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَنَجَّیْتَهٗ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُنَجِّیَنِیْ مِمَّا اَنَافِیْهِ وَتُفَرِّجَ عَنِّیْ فَرَجًا عَاجِلًا غَیْرَاٰجِلٍ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۝

میرے اللہ کیونکر تجھے پکاروں جب کہ میں ہوں (خطا کار) میں اور کیونکر کاٹ دوں اپنی امید تجھ سے جب کہ تو ہے (رحمت سے بھرپور) تو میرے اللہ جب میں نے تجھ سے نہیں مانگا تب (بھی) تو نے مجھے عطا فرمایا تو وہ کون (ہستی) ہے کہ اُسے مانگوں تب (ہی) مجھے عطا فرمائے میرے اللہ جب میں نے تجھے نہیں پکارا تب (بھی) تو نے میری (آرزو) پوری کردی تو وہ کون ہستی ہے کہ اُسے پکاروں تب (ہی) میری (آرزو) پوری کردے میرے اللہ جب میں تیرے حضور نہیں گڑگڑایا تب (بھی) تو نے مجھ پر رحم فرمایا تو وہ کون (ہستی) ہے کہ اس کے سامنے گڑگڑاوں تب (ہی) (وہ مجھ پر رحم فرمائے میرے اللہ جس طرح تُو نے چاک کیا سمندر کو موسیٰ علیہ السّلام کے لئے اور چھٹکارا دیا اُن کو۔ (پس) تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ دُرود بھیج حضرت محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر اور یہ کہ چھٹکارا دے مجھے اس سے جس میں، میں پھنسا ہوا ہوں۔ اور برطرف کردے مجھ سے (پریشانیوں کو) برطرف کرنا بہت جلدی بغیر دیر کیے۔ واسطہ تیرے فضل اور تیری رحمت کا۔ اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اللہ ہو اللہ ہو

کلام: مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازیپوری

چاند تاروں کی شانِ جمالی میں تو   سبز پتوں میں پھولوں کی لالی میں تو
خوشے خوشے میں تو بالی بالی میں تو   ٹہنی ٹہنی میں تو ڈالی ڈالی میں تو
بوٹے بوٹے میں گل، گل میں بو، بو میں تو
اللہ ہو اللہ ہو، اللہ ہو اللہ ہو!

سبز پوشانِ گلشن سرِ آب جو   نرگس و نسترن، یاسمن، ناز بو
مشک بیزانِ دشتِ ختن چار سو   طائرانِ چمن خوش نوا، خوش گلو
کہتے ہیں آبِ شبنم سے کر کے وضو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

یوں تو ہر اک نبی تجھ سے منسوب ہے   تیرا بھیجا ہوا ہے بہت خوب ہے
ہاں مگر اُن میں اک تیرا محبوب ہے   جس کی ہر اک ادا تجھ کو مرغوب ہے
تیرا محبوب وہ اُس کا محبوب تو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

دخل ممکن نہیں تیرے اسرار میں   کس کو یارا بھلا تیری سرکار میں
کس کو تابِ سخن تیرے دربار میں   حسنِ یوسف تو بک جائے بازار میں
اور نفسِ نبیؐ کا خریدار تو!
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

دید کس کو میسر تری ذات کی   لاکھ موسیٰ نے تجھ سے مناجات کی
پھر بھی تو نے نہ اُن سے ملاقات کی   چھپ کے پردے میں کی جب کبھی بات کی
اور محمدؐ سے کی دو بدو گفتگو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو!

گفتگو کب خدائی کے لہجے میں تھی   کب بھلا کبریائی کے لہجے میں تھی
کب تکبر بڑائی کے لہجے میں تھی   یاں تو ہر بات بھائی کے لہجے میں تھی
آ رہی تھی نبیؐ کو اخوت کی بو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

تھی محمدؐ کو حیرت یہ کیا راز ہے   یاں تو کوئی نہ یار اور نہ دمساز ہے
پھر یہ ہے کون یہ کس کی آواز ہے   یہ تو کچھ میرے بھائی کا انداز ہے
اے خدا سچ بتا یہ علیؑ ہیں کہ تو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

کیا علیؑ ہم سے پہلے یہاں آ گئے   توڑ کر سب حدودِ مکاں آ گئے
یا مرے ساتھ ہی مثلِ جاں آ گئے   چھوڑ آئے کہاں تھے کہاں آ گئے
اللہ اللہ علیؑ میں ہے اتنا غلو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

جبرئیلؑ اپنے پر دیکھتے رہ گئے   شانِ سیرِ بشر دیکھتے رہ گئے
گردِ راہِ سفر دیکھتے رہ گئے   تا بہ حدِ نظر دیکھتے رہ گئے
اور محمدؐ روانہ ہوئے سوئے ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

ہر فضیلت محمدؐ کے گھر بھیج دی!   تھی جو شے خوب سے خوب تر بھیج دی
ان کے بھائی کو تیغِ دو سر بھیج دی   اور ملک سے پھر اس کی خبر بھیج دی
لا فتیٰ کی صدا اب بھی ہے چار سو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

اللہ اللہ تری ذاتِ عز و جل   مشرک تھے جو صدیوں سے اپنے اٹل
جن کا نعرہ احد میں تھا اعلیٰ ہبل   دیکھ کر تیغِ حیدر گرے منہ کے بل
اور کہنے لگے خوف سے حیلہ جو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

جن کو اپنے بزرگوں سے پستی ملی   علم و عرفان کی فاقہ مستی ملی
دین و ایمان کی تنگ دستی ملی   اپنے اجداد سے بت پرستی ملی
اُن کی محفل میں بھی آج ہے چار سو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

حَدِيْثِ كِسَاء

اعوذ بالله من الشيطن الرجيمO بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ (وعَجِّلْ فَرَجَهُمْ وَالْعَنْ اَعْدَائَهُمْ اَجْمَعِيْن)

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيّ عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسلم قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ،

فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اِنِّيْٓ اَجِدُفِيْ بَدَنِيْ ضُعْفًا فَقُلْتُ لَهٗ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَآاَبَتَاهُ مِنَ الضُّعْفِ،

فَقَالَ يَافَاطِمَةُ اِيْتِيْنِيْ بِالْكِسَآءِ الْيَمَانِيّ فَغَطِّيْنِيْ بِهٖ فَاَتَيْتُهٗ بِالْكِسَآءِ الْيَمَانِيْ فَغَطَّيْتُهٗ بِهٖ وَصِرْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِذَا وَجْهُهٗ يَتَلَأْلَأُ كَاَنَّهُ الْبَدْرُ فِيْ لَيْلَةِ تَمَامِهٖ وَكَمَالِهٖ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ) فَمَا كَانَتْ اِلاَّ سَاعَةً وَّاِذَا بِوَلَدِيَ الْحَسَنِ قَدْ اَقْبَلَ،

وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَااُمَّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَاقُرَّةَ عَيْنِيْ وَثَمَرَةَ فُؤَادِيْ فَقَالَ يَااُمَّاهُ اِنِّيْٓ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ نَحْوَا الْكِسَآءِ،

وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْٓ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ قَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ وَيَا صَاحِبَ حَوْضِيْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهٗ تَحْتَ الْكِسَآءِ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ) فَمَا كَانَتْ اِلاَّ سَاعَةً وَّاِذَا بِوَلَدِيَ الْحُسَيْنِ قَدْ اَقْبَلَ،

وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَآ اُمَّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَاوَلَدِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ وَثَمَرَةَ فُؤَادِيْ فَقَالَ لِيْ يَا اُمَّاهُ اِنِّيْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسلم فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ وَاَخَاكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَدَنَى الْحُسَيْنُ نَحْوَ الْكِسَآءِ،

وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاجَدَّاهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَتَاْذَنُ لِيْٓ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمَا تَحْتَ الْكِسَآءِ،

فَقَالَ وَعَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا وَلَدِيْ وَيَا شَافِعَ اُمَّتِيْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُمَا تَحْتَ الْكِسَآء (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ) فَاَقْبَلَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ،

وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَابِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَيَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ،

فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِنِّيْٓ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ اَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ هَاهُوَمَعَ وَلَدَيْكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَاَقْبَلَ عَلِيٌّ نَحْوَالْكِسَآءِ،

وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمْ تَحْتَ الْكِسَآءِ،

قَالَ لَهٗ وَعَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا اَخِيْ وَيَا وَصِيِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ وَصَاحِبَ لِوَآئِيْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ عَلِيٌّ تَحْتَ الْكِسَآءِ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ) ثُمَّ اَتَيْتُ نَحْوَ الْكِسَآءِ،

وَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْٓ

اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ،

قَالَ وَعَلَيْكِ السَّلاَمُ يَابِنْتِيْ وَيَا بَضْعَتِيْ قَدْ اَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلَتْ تَحْتَ الْكِسَاءِ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ) فَلَمَّا اكْتَمَلْنَا جَمِيْعًا تَحْتَ الْكِسَاءِ اَخَذَ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِطَرَفَيِ الْكِسَاءِ وَاَوْمٰىءَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى اِلَى السَّمَاءِ،

وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلاَءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَخَاصَّتِيْ وَحَامَّتِيْ لَحْمُهُمْ لَحْمِيْ وَدَمُهُمْ دَمِيْ يُؤْلِمُنِيْ مَايُؤْلِمُهُمْ وَيَحْزُنُنِيْ مَايَحْزُنُهُمْ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُمْ وَمُحِبٌّ لِمَنْ اَحَبَّهُمْ اِنَّهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَغُفْرَانَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ وَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا،(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ)

فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا مَلاَئِكَتِيْ وَيَاسُكَّانَ سَمَاوَاتِيْ اِنِّيْ مَاخَلَقْتُ سَمَاءً مَبْنِيَّةً وَلاَ اَرْضاً مَدْحِيَّةً وَلاَ قَمَرًا مُنِيْرًا وَلاَ شَمْسًا مُضِيْئَةً وَلاَ فَلَكاً يَدُوْرُ وَلاَ بَحْرًا يَجْرِيْ وَلاَ فُلْكاً تَسْرِيْ اِلاَّ فِيْ مَحَبَّةِ هٰؤُلاَءِ الْخَمْسَةِ الَّذِيْنَ هُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ،

فَقَالَ الْاَمِيْنُ جِبْرَائِيْلُ يَارَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْكِسَاءِ،

فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ هُمْ اَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَةِ هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا،(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ)

فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ يَارَبِّ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ لِاَكُوْنَ مَعَهُمْ سَادِسًا،

فَقَالَ اللّٰهُ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَهَبَطَ الْاَمِيْنُ جِبْرَائِيْلُ،

وَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ وَيَخُصُّكَ بِالتَّحِيَّةِ وَالْاِكْرَامِ وَيَقُوْلُ لَكَ وَعِزَّتِيْ وَجَلاَلِيْ اِنِّيْ مَاخَلَقْتُ سَمَاءً مَبْنِيَّةً وَلاَ اَرْضًا مَدْحِيَّةً وَلاَ قَمَرًا مُنِيْرًا وَلاَ شَمْسًا مُضِيْئَةً وَلاَ فَلَكًا يَدُوْرُ وَلاَ بَحْرًا يَجْرِيْ وَلاَ فُلْكاً يَسْرِيْ اِلاَّ لاَ جْلِكُمْ وَمَحَبَّتِكُمْ وَقَدْ اَذِنَ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ فَهَلْ تَاْذَنُ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ يَا اَمِيْنَ وَحْيِ اللّٰهِ اِنَّهُ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ جِبْرَائِيْلُ مَعَنَا تَحْتَ الْكِسَاءِ،(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ)

فَقَالَ لِاَبِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْحٰى اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا،(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ)

فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ مَالِجُلُوْسِنَا هٰذَا تَحْتَ الْكِسَاءِ مِنَ الْفَضْلِ عِنْدَ اللّٰهِ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَاصْطَفَانِيْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًّا مَاذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِنْ مَحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَمُحِبِّيْنَا اِلاَّ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلاَئِكَةُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمْ اِلٰى اَنْ يَتَفَرَّقُوْا،

فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِذًا وَاللّٰهِ فُزْنَا وَفَازَ شِيْعَتُنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ،

فَقَالَ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ يَا عَلِيُّ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَاصْطَفَانِيْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًّا مَا ذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِنْ مَحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَمُحِبِّيْنَا وَفِيْهِمْ مَهْمُوْمٌ اِلاَّ وَفَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَلاَ مَغْمُوْمٌ اِلاَّ وَكَشَفَ اللّٰهُ غَمَّهُ وَلاَ طَالِبُ حَاجَةٍ اِلَّا وَقَضَى اللّٰهُ حَاجَتَهُ،

فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِذًاوَّ اللّٰهِ فُزْنَا وَسُعِدْنَا وَكَذَالِكَ شِيْعَتُنَا فَازُوْا وَ سُعِدُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و الِ محمدٍ)

اشاریہ

ترتیب	تفصیل	صفحہ
1	راغب مرادآبادی کے بستہ کے لیے منظوم تاثرات	27
2	اپنی سوز خوانی اور ''بستہ'' کے بارے میں	29
3	ادارہ کی کارکردگی	33
4	فنِ سوزخوانی کا مختصر تعارف	37
5	حُسنِ صوت وخوش الحانی اور غناء وموسیقی	55
6	ایک غورطلب نکتہ	61
7	مختصر تعارف پروفیسر سیّد سبطِ جعفر زیدی	64
8	تاثرات وپیغامات مشاہیر	67

قطعات

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	کچھ تو حیدرؑ، کچھ علیؑ، کچھ مرتضیٰؑ کہنے لگے	85
2	ہماری کیا ہے کہ ہم سب تو ہیں غلام علیؑ	85
3	سوتے ہی کب تھے ساقیٔ کوثر تمام رات	85
4	میرے لئے تکلیف وہ فرماتے ہیں	85
5	مسلمانوں پہ فرضِ حج عیاں ہے	85
6	سب کے مُشکل کشا ہیں میرے علیؑ	85
7	علیؑ جناب بھی بازوئے آنجناب بھی ہے	86
8	حسنؑ کی صلح میں یوں کربلا جلوہ دکھاتی ہے	86
9	عقیدت پیکرِ الفاظ میں جب جگمگاتی ہے	86
10	لیتے ہیں نام اُن کا تو پڑھتے ہیں سب دُرود	86
11	حسینؑ شاہ بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے	86
12	جمے تھے ظلم وستم کے مقابلے میں حسینؑ	86
13	اپنے دُکھوں میں آیا جو شبیرؑ کا خیال	86
14	حسینؑ ظلم میں جینا سکھا دیا تو نے	86
15	گزر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا	87
16	سَرِ نیزہ وہ فرقِ شہؑ ہُدیٰ بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ	87
17	رہ گئی دشت میں تنہا تو وطن یاد آیا	87
18	جہاں میں پیش بیٹی باپ کی تصویر کرتی ہے	87
19	حضرتِ عباسؑ شاہِ لافتیٰ کے شیر ہیں	87
20	جس نے شبیرؑ سے وفا کی ہے	87

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
21	علی اکبرؑ جو مرنے جا رہا ہے	87
22	شمر فطرت سوچ جتنے تیر برسانے لگی	87
23	نجاتِ حشر کے ضامن کا گھر ہے	88
24	آج یوں ذکرِ غمِ تشنہ دہانی چاہیئے	88
25	دعائے زہراؑ کی تعبیر ہے عزاداری	88
26	توحید کا پیام عزاداریٔ حسینؑ	88
27	ملا یہ اوج شہیدوں کے آستانے کو	88
28	اے کربلا کی خاک اِس احسان کو نہ بھول	88
29	جاتا ہے کوئی شہؑ کا عزادار جہاں سے	88
30	اسیر عشقِ شہِ مشرقین میں ہوتے	88
31	جلو میں اپنے لئے کربلا کا پس منظر	89
32	غلام فاتح بدر و حنین ہیں تینوں	89
33	فرشِ مجلس پہ فاطمہؑ زہرا	89
34	ہائے اکبرؑ کا دَم اُکھڑتا ہے	89
35	حسنؑ کی جان ہو گیا ہو گا	89
36	ہر پھول کے رنگ و بو کا گلدستہ ہے	89

رباعیات

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	جس کی عینِ حرمِ حق میں ولادت ہو جائے	90
2	اے اہلِ عزا، عزا کے دِن آ پہنچے	90
3	دنیا سے چلا لے کے جو نام حیدرؑ	90
4	دِل، دِل سے مِلا یا ہے ابو طالبؑ نے	90
5	مداحِ پنجتنؑ کا دَم بھرتے ہیں	90
6	ایمان کی تصویر نظر آتی ہے	90
7	شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ	91
8	کیا صرف مسلمانوں کے پیارے ہیں حسینؑ؟	91
9	بے حبِ حسینؑ دین و ایماں ہیں تباہ	91
10	میدان میں جب آئے شہِ عرش پناہ	91
11	لاکھوں شہِ مشرقین کہنے والے	91
12	کارے کہ حسینؑ اختیارے کردی	91
13	خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے	91
14	عالی نَسب و نیک سِیَر والا جاہ	91
15	مظلوم نہ شاہِؑ بحر و بر، سا ہو گا	92
16	حیدرؑ کی فضیلت کا بیاں ہے اب تک	92
17	حاصل جسے آقا کی حضوری ہو جائے	92
18	بلبل کو گل پسند گلوں کو ہَوا پسند	92
19	حکمِ حاکم ہے کسی کا نہ رہے سَر باقی	92
20	مر جائے جو فرزند تو کیا چارا ہے	92
21	میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا	92
22	جب نام علیؑ منہ سے نکل جاتا ہے	92
23	دَس دِن یہ وہ ہیں کہ نوحہ گر ہے زہراؑ	93
24	ماں کہتی تھی کیا مَلال جھیلے ہوں گے	93
25	حیرت میں ہوں کیوں جہاں میں آیا پانی	93
26	پھر چاند محرم کا نظر آیا ہے	93

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
27	غیروں سے بھی کیا فیض کوئی پاتا ہے؟	93
28	کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تڑپا	93
29	عابدؑ کو دوا اور نہ غذا دیتے ہیں	93
30	رشتۂ غمِ سرورؑ سے لگا رکھا ہے	93
31	کرتے ہیں اہلِ درد ہی چہلم حسینؑ کا	94
32	عابدؑ نہ کبھی رنج و محن سے نکلا	94
33	منقوش ہے دل پر مرے نام حیدرؑ	94
34	حُرؑ کو شبیرؑ نے کیا رَن کی اجازت دے دی	94
35	جب حُرؑ کا گنہ شاہِ اُمم نے بخشا	94
36	سبطِ ختم الانبیاء کو کیوں نہ روئیں اہلِ داد	94
37	اصغرؑ کے لئے شغلِ فُغاں رکھتے ہیں	95
38	جس روز کہ ہو اِذا السّماء انشقّت	95
39	حیدرؑ کی عطا پہ ھَل اَتیٰ شاھد ہے	95
40	اے بادشۂ کون و مکاں اُدرکنی	95
41	یہ لوگ ہیں دنیا کو جگانے والے	95
42	گلشن میں پھروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں	95
43	رُکتے ہوئے دریا کو روانی دے دی	95

سوز

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	ہر دَور کے نقیب ہیں قرآن و اہلِ بیتؑ	96
2	بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے	96
3	مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سوا ملا	96
4	چشمِ نبیؐ کے خواب کو کہتے ہیں سیدہ	96
5	کیا پیشِ خدا صاحبِ توقیر ہے زہراؑ	97
6	اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں	97
7	شریکِ صبرِ شہِؑ مشرقین ہیں زینبؑ	97
8	جرأت میں علیؑ صبر میں شبیرؑ ہیں زینبؑ	97
9	جب وطن سے کوچ کی مسلمؑ کے تیاری ہوئی	97
10	کسی نے کوفے کے رستے میں دی یہ شہؑ کو خبر	97
11	خیمے دریا پہ کئے جب کہ شہِؑ والا نے	98
12	تسبیح فاطمہؑ جو ادا کی امامؑ نے	98
13	ہُوا جو شاہؑ کے لشکر میں قحط پانی کا	98
14	جب نہ اعداء سے کسی طرح صفائی ٹھہری	98
15	جب رات عبادت میں بسر کی شہؑ دیں نے	98
16	جب آئی صبح قتلِ امام فلک وقار	98
17	جب تھوڑی رات قتل کی میداں میں رہ گئی	99
18	عاشور کی جو رات تھی محشر صفات تھی	99
19	جب بانوؑ نے رَن کی علی اکبرؑ کو رضا دی	99
20	برچھی کی اَنی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں	99
21	حسینؑ جب کہ چلے بعدِ دوپہر رن کو	99
22	عصر کا وقت ہے مونس ہیں نہ یاور باقی	99
23	کام آئے رفقا شاہؑ کے جب میداں میں	100
24	اے عزیزو کیا بیاں ہو ماجرائے اہلبیتؑ	100
25	کارواں سالارِ دیں جب کاروانِ کربلا	100

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
26	قریبِ کوفہ جو رانڈوں کا کارواں آیا	100
27	ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین	100
28	عباسؑ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہ جانی	100
29	جب نوجواں کی لاش نہ پائی حسینؑ نے	101
30	شہِؑ مظلوم سے عباسؑ نے جس دَم علم پایا	101
31	نکلے خیمے سے جو ہتھیار لگائے عباسؑ	101
32	شور ہے شام کے لشکر میں کہ عباسؑ آئے	101
33	جب مشک بھر کر نہر سے عباسؑ غازی گھر چلے	101
34	شبرؑ کا ماہ رُو تھا جلالت میں لاجواب	101
35	آشنا بحرِ صداقت کا حسینؑ ابنِ علیؑ	102
36	جب چمن خاک میں اکبرؑ کی جوانی کا مِلا	102
37	یارب صغیر سِن میں کوئی بے پدر نہ ہو	102
38	عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے	102
39	رُلا رہی ہے دِلوں کو لٹی ہوئی سرکار	102
40	بے چین تھی صغراؑ جو فراقِ پدری سے	102
41	دولہا بنا جو بانوئےؑ سرورؑ کا بے زباں	103
42	اصغرؑ کی لاش جب کہ اٹھائی حسینؑ نے	103
43	جب ظہر تک حسینؑ بہتر (۷۲) کو رو چکے	103
44	تھا حکم یہ یزید کا پانی بشر پئیں	103
45	کہتی تھی بانوؑ اصغرؑ جانی کب تم گھر میں آؤ گے	103
46	جب ذوالفقار ماتمِ اصغرؑ میں رو چکی	103
47	جب رَن میں زخمی ہو گئے سلطانِ بحر و بر	104
48	کربلا سے جب حسینؑ قافلہ لُوٹا ہُوا	104
49	شبیرؑ کو خالق نے سکینہؑ جو عطا کی	104
50	جب یزید اپنے گناہوں سے پشیمان ہُوا	104
51	سرہانے لاشۂ حُرؑ کے یہ طعن شمر نے کی	105
52	نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے	105
53	ایک اک کر کے بچھڑتے تھے جب انصارِ حسینؑ	105
54	سو گئے جب سبھی اصحاب، سَرِ دشتِ بلا	105
55	یہ کون سی مستورہ ہے کیا مانگ رہی ہے	105
56	علیؑ کی بیٹیاں زنداں میں جب اسیر ہوئیں	105
57	شمرِ سفاک نے، یہ حضرتِ زینبؑ سے کہا	106
58	عابدؑ سے یہ وطن میں کسی نے کیا کلام	106
59	سجادؑ کو بُلوایا دوبارہ جو شقی نے	106
60	سکینہؑ قید ہو کر شام کے زنداں میں جب آئی	106

سلام

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	مجرئی جبکہ عیاں ماہِ عزا ہوتا ہے	107
2	ذکرِ شہؑ کر کے محبوں کو رُلایا میں نے	107
3	کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے	108
4	مجرئی پیدا ہوا تھا قاسم حسنؑ کے واسطے	108
5	زرد چہرہ ہے نحیف و زار ہوں	109
6	بغور سُن لے زمانہ، حسینؑ ایسے تھے	109
7	مجلسوں سے کچھ مَلَک شیشوں میں بھر کر لے گئے	109

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
8	حسینؑ ابن علیؑ کا غم دلِ مُضطر میں رہتا ہے	110
9	آیۂ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ	110
10	سلامی جاں گزا ہے رنج و غم خاصانِ داور کا	111
11	ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی سدا، ہائے حسینؑ	111
12	گردن جُھکی زمین پہ جس دَم امام کی	112
13	وارثِ سیدُ الانام حسینؑ	112
14	دِل میں جس مسلم کے حبِ ساقیٔ کوثر نہیں	113
15	اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا حجابِ فاطمہؑ	113
16	کیا مصیبت ہو بیاں بے سَرو سامانوں کی	113
17	حسینؑ یوں ہوئے اے مجرئی وطن سے جُدا	114
18	حفظِ ناموسِ الٰہی، کارِ شمشیرِ حسین	114
19	کس زباں سے ہو بیاں یہ عزّ و شانِ اہلبیتؑ	114
20	یہ زیب دیتا تھا کہنا حسینؑ ہی کیلئے	115
21	اِک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے	115
22	جب کوئی تیرِ ستم سینے پہ کھاتے ہیں حسینؑ	116
24	ہے یہی وقت اِن کا دامن تھام لے	116
25	وہی تو فتح وظفر کے نشاں اُٹھاتے ہیں	117
26	بے شک عظیم رتبہ شاہِ انام ہے	117
27	حق کی منزل کربلا ہے حق کا جادہ کربلا	117
28	باعثِ رشک نہ کیوں حُرؑ کا مقدر نکلے	118
29	پھر عاشور ہے اور چہرۂ تابانِ حسینؑ	118
30	جو شب کو دن بنا دیں لعل و گوہر ایسے ہوتے ہیں	118

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
31	خیالِ کربلا ہے اور میں ہوں	119
32	جو مراتب ہیں محمدؐ کے خدا کے سامنے	119
33	اے مرکزِ ایماں زندہ باد اے صبر کے پرچم	119
34	کربلا کی منزلت ثابت ہے ہر عنوان سے	120
35	بیٹھا ہے مُشکلات کے رستے میں ہار کے	120
36	منتظم کعبے کا آ پہنچا صفائی کے لئے	121
37	نظر پڑی جو محمدؐ کی آلؑ کی صورت	121
38	سلسلہ نام خدا، جذبۂ ایمانی کا	121
39	ہر ایک چیز زمانے کی آنی جانی ہے	122
40	مجرئی مشتاق ہیں قُدسی کلام ایسا تو ہو	122
41	ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے	123
42	ملتفت ہے میری جانب رحمتِ داور کی آنکھ	123
43	حُرؑ کی ایسی نہ کسی اور کو تقدیر ملی	123
44	اجل کو ایسی ملی زندگی حسینؑ کے بعد	124
45	خانۂ کعبہ سا کوئی گھر نظر آتا نہیں	124
46	سجادؑ ہیں ہمراہ تو صغریٰؑ ہے وطن میں	124
47	مجرئی کہتے تھے شہہؑ کچھ نہیں پروا مجھ کو	124
48	جو شہؑ کے طرفدار یہاں بھی ہیں وہاں بھی	125
49	خوب جی بھر کر جمالِ روئے اکبرؑ دیکھنا	125
50	سلام اُس پر کہ جو لختِ دلِ شیرِ خدا بھی ہے	126
51	ذکر ہم کرتے رہیں گے حشر تک شبیرؑ کا	126
52	کبھی فرطِ ادب میں اشک افشانی نہیں جاتی	126

ترتیب	مصرعِ اولیٰ	صفحہ نمبر
53	شاہوں کا تذکرہ ہے نہ لشکر کی بات ہے	127
54	کہو نہ حاجتِ ذکرِ شبہؑ ہدیٰ کیا ہے	127
55	سلامی کربلا میں کیا قیامت کی گھڑی ہوگی	127
56	مجرئی جس نے مرے مولاؑ کو پہچانا نہیں	128
57	مری آنکھوں سے یوں اشکِ غمِ سرورؑ نکلتے ہیں	128
58	یہ سلسلہ ہے اٹل دینِ مصطفیٰؐ کیلئے	129
59	اے عزادارانِ سبطِ مصطفیٰؐ جیتے رہو	129
60	جہاں بھی ظلمتِ باطل نے سر اُبھارا ہے	129
61	کس کی ہمت تھی کہ اِس راہ گزر سے گزرے	130
62	چھوڑتا نہیں ہم کو کربلا کا غم تنہا	130
63	خاک جو مرحب و عنتر کو چٹا دیتے ہیں	130
64	دنیا جو دیکھی دین سے خالی حسینؑ نے	131
65	ٹھکرا کے تخت چل دیئے اِس بانکپن کے ساتھ	131
66	کیا ہے بتائیں آپ کو کیا کیا ہمارے پاس	132
67	آ جاؤ امامت کی حسیں بارہ دری تک	132
68	زینبؑ کمالِ صانعِ قدرت کا نام ہے	132
69	کچھ بھی بجز آلِ پیمبرؐ نہیں دیکھا جاتا	133
70	کھنچتی ہوئی زمیں پہ جو زنجیرِ پا چلی	133
71	شاہِؑ دیں کا نام لیجے خندہ پیشانی کے ساتھ	133

ترتیب	مصرعِ اولیٰ	صفحہ نمبر
72	چلی ہے رسمِ صداقت حسینؑ کے گھر سے	134
73	کربلا والوں کے جیسے امتحاں ہوتے نہیں	134
74	کھلی ہے تشنہ لبی کی کتاب پانی میں	135
75	مجرئی کہتے ہیں شبیرؑ کا شیدا مجھ کو	135
76	کہاں وہ فکر دنیا کوئی دامن گیر رکھتے ہیں	136
77	حسینؑ کرب و بلا کو بسا کے سوئے ہیں	136
78	یہ ماتم کی صدا زندہ رکھے گی	136
79	کربلا کی شیر دِل خاتون زینبؑ السلام	137
80	ہر سمت جہاں میں ہے شہرہ، علی اکبرؑ کا	137
81	اہلِ کوفہ نے دغا مسلمؑ سے بے تقصیر کی	137
82	اے چاند کربلا کے تو نے تو دیکھے ہوں گے	138
83	کربلا کی خاک پر کیا آدمی سجدے میں ہے	139
84	خدا شناسی و خود آگہی حسینؑ سے ہے	139
85	چھوڑ کر باطل کا در تجھ پہ کھلے در سینکڑوں	139
86	دشوار سہی کام یہ کرنا ہوگا	140
87	نیزے پہ کر رہا تھا تلاوت سرِ امامؑ	140
88	قطعہ/ پیر نصیر الدین گولڑہ شریف	140
89	حسینؑ جب کہ چلے بعد دوپہر رن کو	140

مرثیے

ترتیب	مصرعۂ اولیٰ	موضوع	صفحہ
1	گھر سے جب بہرِ سفر سیّد عالم نکلے	روانگی از مدینہ	142
2	جاتی ہے بہار آج مدینے کے چمن سے	ایضاً	143
3	جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیٰؐ سوئے عراق	ایضاً	145
4	جب ہوا یوسفِ زہراؑ کا سفر یثرب سے	ایضاً	146
5	پہلی منزل جو مدینے سے ہوئی سرورؑ کو	ایضاً	148
6	مسلم کے یتیموں کو جو ملعون نے پایا	----	149
7	اس درجہ بے قرار تھے سلطانِ بحر و بر	ایضاً	150
8	مُضطر تھے شبِ ہشتمِ ذی الحجہ کو شبیرؑ	روانگی از مکہ	151
9	وطن سے چُھٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو	شہادت حضرت مسلمؑ	152
10	انساں کیلئے موت ہے غم بے وطنی کا	ایضاً	154
11	کوفے میں داخلہ ہے سفیرِ امام کا	ایضاً	155
12	شہؑ نے جب چاند محرم کا سفر میں دیکھا	رویتِ ہلال محرم	156
13	اے اہلِ عزا پھر الم و غم کے دن آئے	آمدِ ایامِ عزا	157
14	حضرت کو ہوا ماہِ محرم جو سفر میں	احوالِ جنابِ صغراؑ	158
15	جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِؑ والا کے ہوئے	ورودِ کربلا	159
16	ہفتمِ ماہِ محرم کی ہوئی جبکہ سحر	محصوری سے رخصت تک	160
17	جس دم سنی امامِ اُمم نے صدائے حُرؑ	شہادتِ حضرتِ حُرؑ	161
18	باقی جو رفیقِ شہؑ دیں رہ گئے دو چار	شہادتِ حضرتِ حبیبؑ	162
19	ہفتم سے تا و ہم جو ہوا قافلے کا حال	احوالِ اعزہ، احبا و علی اصغرؑ	163
20	مسلمؑ کے لال جبکہ شہیدِ جفا ہوئے	رخصتِ عونؑ و محمدؑ	165
21	رن میں زینبؑ کی جو آغوش کے پالے آئے	شہادتِ عونؑ و محمدؑ	167

صفحہ نمبر	موضوع	مصرع اولیٰ	ترتیب
168	ایضاً	جب زخم کھا کے بنتِ علیؑ کے پسر گرے	22
169	ایضاً	زینبؑ جو ننگے پاؤں کھڑی تھی قریبِ در	23
170	شہادتِ حضرت علی اکبرؑ	رخصت ہُوا حسینؑ سے جب نوجواں پسر	24
171	ایضاً	اکبرؑ کی لاش جبکہ نہ پائی حسینؑ نے	25
172	لاشِ اکبرؑ درِ خیمہ	پہنچے پسر کی لاش پہ جب شاہِ بحر و بر	26
173	شہادتِ حضرت علی اکبرؑ	چھٹا جو شاہ سے پیری میں نوجواں فرزند	27
175	ایضاً	جب دلبرِ زہراؑ کی شہادت کا دن آیا	28
177	ایضاً	لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اُٹھالائے حسینؑ	29
178	لاشِ اکبرؑ درِ خیمہ	پھری جو مومنو رن سے سواری اکبرؑ کی	30
179	ایضاً	جب لاشۂ پسر کو اُٹھایا حسینؑ نے	31
180	شہادتِ حضرتِ قاسمؑ	پہنچا جو رن میں شبرؑ ذی جاہ کا پسر	32
181	ایضاً	گھوڑے سے جبکہ قاسمِ گلگوں قبا گرا	33
182	ایضاً	قریبِ لاشۂ قاسمؑ جو پہنچے سرورِ دیں	34
183	شہادتِ حضرت عباسؑ	مشک بھر کر سوئے خیمہ جو علمدارؑ چلے	35
184	ایضاً	جب ہوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر	36
185	ایضاً	تیغ کا وار جو عباسؑ کے شانے پہ لگا	37
186	ایضاً	جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے	38
187	پُرسۂ شہادتِ حضرت عباسؑ	شبیرؑ جبکہ رن سے چلے سوئے خیمہ گاہ	39
188	رخصت و شہادتِ علی اصغرؑ	لکھا ہے جب کوئی حامی نہ شاہِ دیں کا رہا	40
190	قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ کا پرسہ	مومنو بے کس و بے یار ہے مظلوم حسینؑ	41
191	رخصت و شہادتِ علی اصغرؑ	ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین	42
192	ایضاً	گہوارے سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے	43
193	ایضاً	پہنچے جو قتل گاہ میں شاہِ فلک جناب	44

ترتیب	مصرع اولیٰ	موضوع	صفحہ نمبر
45	بانو پچھلے پہر اصغرؑ کیلئے روتی ہے	ایضاً	194
46	امامؑ پاک کو جب اشقیاء نے گھیر لیا	احوالِ شب عاشور	195
47	کتب میں ہے شب عاشور کا یہ حال لکھا	ایضاً	196
48	لکھا ہے جب شب عاشور گزری ایک پہر	ایضاً	198
49	کوفے کو چلا قاصد صغراؑ جو وطن سے	آمدِ قاصدِ صغراؑ در کربلا	199
50	امتحاں گاہ میں پہنچے جو شہِ جن و بشر	ایضاً	200
51	عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے	شہادتِ امام حسینؑ	201
52	جب رن میں سبطِ احمدِ مختار گھر گیا	بوقتِ عصر اک مسافر کا آنا	203
53	جب قتل رن میں ہو چکا لشکر حسینؑ کا	عصرِ عاشور	205
54	جب آخری سلام کو خیمے میں آئے شاہؑ	رخصتِ امام حسینؑ	206
55	جب ماریہ کے دشت میں وارد ہوا زعفرؑ	ورودِ زعفرؑ جن در کربلا	207
56	جب کربلا میں شاہؑ کا لشکر ہوا شہید	ایضاً	208
57	جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ	امام کا خدا سے مکالمۂ شکر	210
58	اقربا کٹ گئے جب شاہؑ کے باری باری	رخصتِ آخر و بیماریٔ سجادؑ	211
59	جب خاتمہ بخیر ہوا فوجِ شاہؑ کا	رخصتِ آخر	212
60	جس دم نگینِ خاتمِ پیغمبراں گرا	شہادتِ امام حسینؑ	213
61	پیاسا ہے کئی دن سے یداللہ کا جانی	امام کا ذوالجناح سے کلام	215
62	لوٹا گیا جو آلِ محمدؐ کا کارواں	بعدِ قتلِ شاہ	216
63	غارت خیمۂ سرورؑ کو جب آئے اعدا	تاراجیٔ خیام	218
64	جب رخصتِ حسینؑ کا ہنگام آ گیا	فریادِ زینبؑ عصرِ عاشور	220
65	جو کربلا میں ہوئی شاہؑ پر جفا سنیے	قبضِ روحِ امام حسینؑ	221
66	جب رن میں قتل فوجِ شہؑ کربلا ہوئی	تاراجیٔ خیام و فریادِ زینبؑ	223
67	جب رن میں بعدِ شامِ غریباں سحر ہوئی	ایضاً	224

ترتیب	مصرع اولیٰ	موضوع	صفحہ نمبر
68	جب گل چراغِ تربتِ خیر الوریٰ ہوا	تاراجیٔ خیام و شامِ غریباں	225
69	نمودِ شامِ غریباں ہجومِ آفت ہے	شامِ غریباں آمدِ مولا علیؑ	227
70	شامی جو شمعِ دینِ الٰہی بجھا چکے	تاراجیٔ خیام و اسیریٔ اہلِ حرم	228
71	آج مقتل میں عجب بے سر و ساماں ہیں حرم	شامِ غریباں	229
72	لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام	ایضاً	230
73	کربلا میں شہِؑ والا کے حرم لٹتے ہیں	تاراجیٔ خیام	233
74	جبکہ پابندِ سلاسل ہوئے بولے سجادؑ	اسیری و روانگی از کربلا	234
75	جب کربلا میں عترتِ اطہار لٹ گئی	ایضاً	235
76	جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے	ایضاً	236
77	یوں رقم کرتا ہے اک راویٔ مغموم و نگار	احوالِ بازارِ کوفہ	237
78	دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیٰؐ آئی	مکالمۂ امام حسینؑ و زینبؑ	238
79	جب حرم قلعہ شیریںؓ کے برابر آئے	اشتیاق و فریادِ شیریںؓ	240
80	جب کہ شیریںؓ نے سنا سیدِ والا آئے	احوالِ شیریںؓ	241
81	آمد آمد حرم شاہؑ کی دربار میں ہے	دربارِ شام	243
82	جبکہ دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے	سرِ امام در آغوشِ سکینہؑ	245
83	غل ہے دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے	آمدِ ہند دربار میں	246
84	آمد ہے اہلبیتؑ پیمبرؐ کی شام میں	بازار و دربارِ شام و سکینہؑ	248
85	لکھا ہے دستِ بنتِ یدُاللہ تھا بندھا	=	249
86	یا علیؑ آیئے زنداں میں حرم روتے ہیں	احوالِ قید خانۂ شام	249
87	سر اپنا پیٹ کے فضہؓ سے ہندؓ نے پوچھا	قید خانہ میں آمدِ ہندؓ	250
88	قید خانے سے جو نزدیک تھا حاکم کا محل	ایضاً	251
89	عابدؑ کو جب یزید سے بابا کا سر ملا	احوالِ دربارِ شام	252
90	پہنچی جو قید خانے میں ہند نکو سیر	مکالمۂ سیدِ سجادؑ و ہندؓ	253

صفحہ نمبر	موضوع	مصرعِ اولیٰ	ترتیب
254	ایضاً	قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہندؔ آتی ہے	91
256	احوالِ جنابِ سکینہؑ	قید خانے میں سکینہؑ کو جو، لائی تقدیر	92
257	شہادتِ جنابِ سکینہؑ	سرِ حسینؑ جو زندانِ شام میں آیا	93
258	ایضاً	سکینہؑ شام کے زنداں میں تھی الم سے نڈھال	94
259	ایضاً	زنداں میں جبکہ دخترِ شبیرؑ مرگئی	95
260	احوال وشہادتِ جنابِ سکینہؑ	سرِ جو شبیرؑ کا زندان میں لائے خدام	96
262	رہائیٔ اہلبیتؑ	جب قید سے اسیر رہا ہو گئے تمام	97
263	چہلم شہدائے کربلا	حسینؑ بے کس و بے پر کا آج چہلم ہے	98
263	چہلم شہدائے کربلا	چہلم جو کربلا میں بہتر (۷۲) کا ہو چکا	99
264	رہائی و چہلم شہدائے کربلا	شام سے جب اہلبیتؑ غم زدہ گریاں چلے	100
265	قبور شہداء پر اہلحرم کے بین	پہنچے اسیر شام سے چھٹ کر جو کربلا	101
266	یادِ اقرباء	جب چُھٹ کے قیدِ شام سے سجادؑ گھر چلے	102
267	واپسیٔ مدینہ	چُھٹ کر جب آیا شام سے کنبہ رسول کا	103
269	رہائیٔ اہلبیتؑ	جب آفتوں کے گرفتار قید سے چھوٹے	104
270	واپسیٔ مدینہ	وطن میں جب حرمِ شاہِ نامدار آئے	105
271	ایضاً	یثرب سے کربلا کے مسافر قریب ہیں	106
272	ایضاً	لکھا ہے چھوٹ کے یثرب میں جب حرم آئے	107
273	رودادِ مظالم	مالکِ سلطنتِ کوفہ جو مختار ہوئے	108
274	الوداع وسلام رخصت	حسینؑ سبطِ رسولِ زمن سلام علیک	109
276	ایضاً	واحسرتا کہ شاہؑ کا ماتم ہوا تمام	110
277	ایضاً	ہاں دوستو کی نہ ہو اب شور وشین میں	111
278	رحلتِ حضرتِ خدیجہؑ	ماں کا جو سایہ فاطمہؑ کے سر سے اُٹھ گیا	112
279	رحلتِ رسولؐ خدا	آیا بہت قریب نبی کا دمِ وصال	113

ترتیب	مصرع اولیٰ	موضوع	صفحہ نمبر
114	بیمار جب کہ احمدؐ مختار ہو گئے	رحلتِ رسولؐ خدا	280
115	اے امتیو روؤ کہ یہ فصلِ عزا ہے	ایضاً	281
116	تھا یاد میں نبیؐ کی جو زہراؑ کا غیر حال	بعدِ رسولؐ خدا تا رحلتِ سیّدہؑ	282
117	بابا کو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی	شہادتِ جنابِ سیّدہؑ	284
118	جب خلق سے وقت سفرِ فاطمہؑ آیا	ایضاً	285
119	راوی بیان کرتا ہے زہراؑ کا ماجرا	ایضاً	286
120	دنیا سے جب گزر گئیں زہراؑ جگر فگار	ایضاً	287
121	دنیا سے آج رحلتِ بنتِ رسولؐ ہے	ایضاً	288
122	تنہا جو رن میں رہ گیا زہراؑ کا گلبدن		289
123	زخمی ہوئے جو حیدرِؑ صفدر نماز میں	ضربت برفرقِ مولا علیؑ	289
124	اُنیسویں (۱۹) سے آپ کا ماتم ہے یا علیؑ	=	290
125	اکیسویں (۲۱) کی رات قیامت کی رات تھی	شہادتِ امیر المومنینؑ	291
126	اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں	شہادتِ امیر المومنینؑ	292
127	کیا سبطِ مصطفیٰؐ کی شہادت کی رات تھی	شہادتِ امام حسنؑ	293
128	شربتِ تلخ سے شبرؑ نے وہ کلفت پائی	ایضاً	294
129	جس دم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہوا	ایضاً	296
130	زہرِ دغا سے غیر جو حالِ حسنؑ ہوا	ایضاً	297
131	کفن پنہا کے جو شبرؑ کو لے چلے شبیرؑ	ایضاً	298
132	ہاں دوستو یہ وقت ہے اندوہ و محن کا	ایضاً	299
133	دشمن معاویہ ہوا شاہِ حسنؑ کا جب	شہادتِ امام حسنؑ	300
134	جس دم جنازۂ پسرِ شاہِ لافتیٰ	شہادتِ امام حسنؑ	302
135	پڑا ہے غش میں حسینؑ غریب کا جانی	شہادتِ سیدِ سجادؑ	303
136	جب عابدؑ بیکس کو پیامِ اجل آیا	ایضاً	304
137	بال بکھرا دیں غلامانِ رسولؐ دوجہاں	شہادتِ امام محمد باقرؑ	305
138	حشر برپا ہے مدینے میں قیامت ہے قریب	ایضاً	306

139	قولِ صادق ہے سنیں دل سے غلامانِ حسینؑ	شہادتِ امام جعفرِ صادقؑ	307
140	قتلِ کاظمؑ کا دیا حکم جو عباسی نے	شہادتِ امام موسیٰ کاظمؑ	309
141	وارثِ صابر و شاکر تھے جو راضی بہ رضا	شہادت امام علی رضاؑ	311
142	تھا وہی عالمِ غربت میں رضا کا عالم	ایضاً	312
143	قید میں مولاتقیؑ شام وسحر رہتے تھے	شہادتِ امام محمد تقیؑ	313
144	قید ہو کر جو چلے شہرِ مدینہ سے نقیؑ	ایضاً	314
145	کونسا ظلم تھا جو مولانقیؑ نے نہ سہا	شہادتِ امام علی نقیؑ	315
146	جب زہر سے شہید ہوئے گیارھویں امامؑ	شہادتِ امام حسن عسکریؑ	316
147	معتمد کا تھا زمانہ کہ ہوا ظلم یہ آہ	ایضاً	317
148	چھٹ کر پدر سے بیکس وتنہا تھے عسکریؑ	ایضاً	318
149	اے صاحب الزماںؑ یہ زمانہ الم کا ہے	امامِ زمانہ اور کربلا	319
150	سجادؑ جب دوبارہ اسیرِ جفا ہوئے	شہادتِ جنابِ زینبؑ	320
151	جب کربلا سے لٹ کے وطن کو حرم پھرے	رحلتِ جنابِ ربابؑ	322
152	مختار قیدِ کوفہ سے جب ہوگئے رہا	ایضاً	323
153	اے مومنو پھر آٹھویں شوال آئی ہے	انہدام جنت البقیع	324
154	جانِ نبیؐ و خاصہ ٔ داور ہے فاطمہؑ	ایضاً	325
155	اے سوگوارو آہ و بکا کا مقام ہے	الوداع	326

نوحہ / بین

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	لاچار حُسیناؑ بے یار حُسیناؑ (متینؔ)	328
2	جویائے برادر شیدائے برادر (متینؔ)	329
3	سقائے سکینہؑ شیدائے سکینہؑ (متینؔ)	329
4	پروان چڑھالوں ارمان نکالوں (متینؔ)	329
5	لاچار کھڑی ہے بے یار کھڑی ہے (متینؔ)	330
6	پیاسوں سے زیادہ دور نہ ------ دریا کا پانی	330
7	ہلتی ہے زمیں روتا ہے فلک ------ والی ہے	331
8	بنتِ زہراؑ یہ کہتی تھی رورو ------ لاشہ بتادو	331
9	روزہ دارو قیامت کے دن ہیں	332
10	سواری ہے شہیدِ کربلا کی	332
11	آقا کی سواری ہے قرینے سے ادب سے	333
12	بَین/قطعات (سبط جعفر)	334

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
13	عزاداروں سے خطاب	334
14	زینبؑ نے کہا۔۔۔۔۔اب آئے ہو بابا	334
15	اے اہلِ ماتم اہلِ غم، اونچا رہے اپنا علم	335
16	کربلا کی فضاؤں میں۔۔۔۔ماں کی صدا ہے	336
17	دَم بدم اُن کا دَم بھرے جاؤ	337
18	غمِ حسینؑ منانا بہت ضروری ہے/عروج بجنوری	337
19	شہید کربلا بابا، غریب و بے وطن بابا	338
20	میرے غریب الوداع، میرے شہید الوداع	339
21	دشتِ پُر ہول میں۔۔۔۔۔خیموں کے قریب	339
22	میرے بابا......میرے بابا......	340
23	کن تمناؤں کا تھا ابنِ حسنؑ کا سہرا	340
24	عباسؑ کہاں ہو	341
25	رو رو کے پوچھتی ہیں بانوشہؑ زمن سے	341
26	روایتِ شامِ غریباں/شفق اکبر آبادیؒ	342
27	شہؑ نے درِ خیمہ سے زینبؑ کو پکارا ہے	344
28	گھبرائے گی زینبؑ مرجائے گی زینبؑ	346
29	سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا	346
30	بے پردہ حرم ہیں ساتھ۔۔۔۔۔پرایا ہے	347
31	پردیسی کنبے والوں کی یاد جو تیر چبھوتی ہے	348
32	نشانِ فوجِ پیمبرؐ سجایا جاتا ہے	348
33	ہنسلیوں والے مرے!	349
34	ہائے اکبرؑ جواں، ہائے اکبرؑ جواں	350
35	گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ	350
36	اب کس کا انتظار ہے اُٹھو سکینہؑ گھر چلو	351
37	اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے	352
38	مارا گیا حسینؑ جو مہمانِ کربلا/روایتی نوحہ	352
39	معصومہؑ کو تربت میں بھی ظالم نے ستایا	353
40	ہائے ظالم نے کیا ظلم ڈھایا	353
41	اے کربلا بتا، علی اصغرؑ کہاں گیا	354
42	بعدِ حسینؑ کس نے کہا میں یتیم ہوں (سُرور)	355
43	سُر کیڈ اردو کا منظوم اردو ترجمہ	355
44	مُحرم آ گیا اُمت کے شہزادے نہیں آئے!	356
45	جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے	357
46	بانوؑ کا یہ ارماں تھا آباد مکاں ہوگا	357
47	کربلا سے جو کبھی ہو کے ہوا آتی ہے	358
48	کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گزر گئے	358
49	یاد آئی نہ تمہیں فاطمہ صغراؑ بابا	359
50	لُوٹا گیا ہے سبطِ پیمبرؐ، وطن سے دور	359
51	میرے بچے کی آتی ہے مہندی	360
52	روانگی از مدینہ/سیّد ابرارؑ نے ترک وطن کر دیا	361
53	مختصر زیارات	361

حمد، نعت و مناقب

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
1	سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تو ہے	362
2	کون کہتا ہے مجھے شانِ سکندر دے دے	363

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
3	عزت ابو طالبؑ سے شہرت ابو طالبؑ سے	363
4	اے خدیجہؑ ہوگئی توقیر ساری آپ کی	364
5	مرے خیال کو نسبت ہوئی مدینے سے	365
6	آیا ماہِ ولادت نبیؐ کا، لہلہانے لگی ڈالی ڈالی	365
7	ہُوا یا نہ ہُوا؟!	366
8	لافتیٰ علیؑ / پیر طریقت حضرت بیدمؔ شاہ وارثیؒ	367
9	دَم بمہ دَم علیؑ علیؑ / مولانا کوثر نیازیؒ	367
10	علیؑ آگئے / سید سبطِ جعفر	368
11	اژدر کا کلّہ چیرا تو حیدرؑ بنا دیا	369
12	گر علیؑ نہیں آتے، زندگی نہیں آتی	369
13	مدحِ حیدرؑ نہ کروں مجھ کو حذر کس کا ہے	371
14	قائمؑ آلِ محمدؐ کا سپاہی بن کر	371
15	در صورتِ پیوند جہاں بود علیؑ بود	372
16	بستہ / حضرتِ شاداںؔ دہلوی	372
17	مقام پیشِ خدا معتبر بتولؑ کا ہے	373
18	شاعری بھی مری اُنؑ سے منسوب ہے	374
19	نمازِ عشق پڑھتا ہوں خدا سے بات کرتا ہوں	375
20	زیست جس کی باندی ہے وہ حسینؑ میرا ہے	377
21	شفا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کرینگے	378
22	آلِ نبیؐ کے نوحِ ثانی / سید سبطِ جعفر	380
23	امام ہر دوسرا تھے محمدِ باقرؑ	381
24	زمانے میں جو چرچا فقہ و دینِ مصطفیٰؐ کا ہے	382
25	سحابِ فضل و رحمت تھے امام موسیٰ کاظمؑ	383
26	مرجع ہے خلائق کا روضہ مرے مولاؑ کا	384
27	بشر ہو کر بھی تم شر سے جُدا ہو	385
28	زمانہ لائے تو آقا علی نقیؑ جیسا	385
29	نائبِ خیرُ الوریٰ قرآن گویا عسکریؑ	386
30	حالِ غم سُنائیں گے جب امامؑ آئیں گے	386
31	ظہور کا وقت آ گیا ہے امامؑ سے لَو لگائے رکھنا	388
32	ہر شاخِ عقیدت کو ثمر دیتے ہیں عباسؑ	389
33	انتظار اِس کا سَرِ عرشِ علیٰ ہوتا ہے	390
34	جو زیرِ کساء پروان چڑھے زینبؑ ایسی ہستی ہے	391
35	لاریب سعادت ہے خدمت علی اکبرؑ کی	391
36	حسینیت کی بقاؑ تھے جنابِ زید شہیدؒ	392
37	زیدؒ شہید / حکیم سیّد محمد کاظمؔ زیدی	392
38	منقبت (سید سبطِ جعفر)	393
39	کوئی جانے بھلا کیا مقدرت معصومہؑ قم کی	395
40	خدا، مصطفیٰؐ، مرتضیٰؑ میرے مولا	395
41	آیئے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں	397
42	باغِ ہاشم کی کلی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد	399
43	نام نامی فاطمہ اور فاطمہ کی جانشیں	400
44	اللہ اللہ یہ اعزاز یہ رتبہ	400

متفرقات وقومیات

ترتیب	مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر
1	یا کاشف اسرار مدد کیجئے میری	401
2	حقیقت دوستی، نہج البلاغہ (سبطِ جعفر)	403
3	قطعات (کاظمؔ، زائرؔ)	404

ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
4	اے ربِّ جہاں پنجتنؑ پاک کا صدقہ	404
5	نویدِ بعثتِ خیرُالوریٰ ہے ذوالعشیرہ میں	405
6	نور ہے جلوہ نما شعبِ ابوطالبؑ میں	406
7	سرورِ کونین یوں آئے شبِ معراج میں	406
8	متحد ہوگئے کفار شبِ ہجرت میں	407
9	علَم لے کر بہت جاتے رہے اغیار خیبر میں	407
10	خبر ہے سارے زمانے کو ابتدائے غدیر	408
11	عکس یقینِ آلِ عبا ہے مباہلہ	409
12	لاحق جو ہُوا حرص کو آزار فدک کا	409
13	ہر قدم تھا وردِ زباں دم ہمہ دم مولا	410
14	شہید ہوگئے کچھ اور تیرے لال حسینؑ	411
15	چند سکّوں میں جو......میں نہیں مانتا	412
16	عنصرِ خُلق و مروّت سے ہے خِلقت ماں کی	413
17	جو خارِ گل کے یمین و یسار رہتا ہے	414
18	غیروں کی محبت میں مرد کس نے کہا ہے	415
19	سوز خوانی/ سردار حسین	416
20	کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے	417
21	ہے نبیؐ سے محبت کا دعویٰ......دشمنی چھوڑ دے	417
22	سبطِ جعفر محترم ہیں جنکی یہ تصنیف ہے (دلاور فگار)	417
23	وارثوں کو سلام/ سبط جعفر	418
24	اے میری بہن بے پردہ نہ پھر۔/ سبط جعفر	419
25	اے میرے برادرِ ایمانی/ سبط جعفر	419
26	یہ ہے زندگی تجھ سے اے جنت البقیعہ / سبط جعفر	420
27	سہرا (شاداںؔ دہلوی)	422
28	سہرا/ سبطِ جعفر زیدی	423
29	رخصتی (شاداںؔ دہلوی)	424

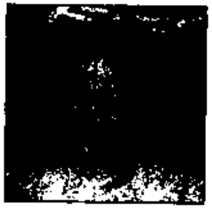
ترتیب	مصرع اولیٰ	صفحہ نمبر
30	منظوم ترجمہ دعائے فرج/ شاداںؔ دہلوی	426
31	شانِ اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر/ محسن نقوی	427
32	حقِ مودۃ ادا کرو / سبط جعفر	428
33	درسِ اتحاد/ علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم	430
34	نوجوانوں سے خطاب/ علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم	431
35	اے حسینؑ ابنِ علیؑ کے ماننے والو اٹھو	431
36	سلامت رہو غازیو تم جہاں میں	433
37	ذوالجناح/ علامہ محسنؔ اعظم گڑھی مرحوم	433
38	اے خمینیؒ زندہ باد/ راہی جہانگیر آبادی	434
39	اے پاک وطن پائندہ باد	435
40	ماں/ شاعر اہلبیتؑ سید صفدر علی الترمذی	435
41	اصحابؓ تھے کیا بوذرؓ و سلمانؓ وغیرہ/ سید سبط جعفر زیدی	437
42	حاجیو مبارک ہو/ سید سبط جعفر زیدی	438
43	راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے	438
44	دعا / ساجد رضا حیدری	439
45	میرے مالک!/ سید سبط جعفر زیدی	440
46	بمناسبتِ ولادتِ جنابِ سکینہؑ	441
47	شاعری/ مولانا راہی	442
48	سلام/ محترم ضیغم زیدی	443
49	وسیلۂ حیات (ماں، باپ) رضا سرسوی	444
50	جدید اشعار بعنوانِ ماں رضا سرسوی	451
51	باپ = رضا سرسوی	454
52	جانے والے نہیں آئینگے	461
53	پاکستان کی بنیادوں میں/ سبط جعفر	462
54	اماں	463

SOME LEGENDS OF SOAZKHWANI

گزشتہ نصف صدی کے چند نمائندہ اکابرینِ سوز خوانی



آغا مقصود مرزاؒ ایک بارعب مگر عزاداری و سوز خوانی کے سلسلے میں منکسر المزاج، دہلی کے صاحبِ طرز نمائندہ سوز خوان، اچھے منتظم اور قیام پاکستان کے بعد فروغ سوز خوانی و انجمنِ سوز خوانان کے محرکین میں شامل تھے۔ آپکے صاحبزادگان مسعودؔ و داؤدؔ اور دیگر اہلِ خانہ بھی اچھے سوز خوان ہیں۔



آفتابؔ علی کاظمیؒ بھی دہلی کے نمائندہ صاحبِ طرز سوز خواں اور انجمنِ سوز خوانان کراچی کے بانیوں میں تھے۔ آپ ایک خلیق اور فعال انسان تھے۔ انجمنِ سوز خوانان کی سالانہ مجلسِ سوز خوانی، جشنِ ولادت جنابِ سیدہؑ اور چشمۂ غم آپکے حسنِ انتظام کا ثبوت ہیں۔ آپ کے اعزہ بھی سوز خوان ہیں



عظیم الحسن آگرہ کے ایک مہذب، ہمہ تن مستغرقِ فن نمائندہ سوز خوان تھے۔ سوز اور بالخصوص مرثیے کی بعض بندشوں کے ایسے ماہر تھے کہ جن کا جواب تو کیا نعم البدل بھی کوئی نہیں۔ قریبی اعزہ میں خواتین اور شاگردوں میں صفدرؔ کاظمیؒ اور حسنؔ عابد جعفریؒ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔



استاد معشوقؔ علی خاںؒ حیدری ایک نفیس و خلیق، وجیہ و شکیل انسان اور مکمل سوز خوان و ماہر فن استاد تھے اگرچہ آپکا تعلق الور و جیپور سے تھا مگر تمام ہندوستان نے آپکی فنی مہارت کا اعتراف کیا آپ انجمنِ سوز خوانان کراچی کے صدر بھی رہے ایسی روشن آواز سوز خوانی کو پھر نہ میسر ہو سکی۔



اخترؔ وصی علیؒ ایک نفیس و نستعلیق انسان اور اودھ (لکھنؤ / محمود آباد) کے نمائندہ ماہر فن سوز خوان تھے۔ انجمنِ سوز خوانان کے قیام، مجلسِ سوز خوانی کے انعقاد اور چشمۂ غم کی اشاعت میں آپکا نمایاں حصہ تھا۔ آپکا سارا گھرانہ ہی فن و ثقافت اور عزاداری و سوز خوانی کے حوالے سے جانا پہچانا جاتا ہے



محترمہ تجن بیگمؒ کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں آپ لکھنوی تہذیب کی علامت، خلیق خاتون اور ماہر فن سوز خوان تھیں۔ بلاشبہ آپ ایک صدی اور تاریخ ساز شخصیت تھیں دستیاب اثاثہ اور سوز خوانی کی معلوم تاریخ میں آپکی نظیر نہ تو دستیاب ہے نہ ہی بظاہر آئندہ کوئی امکان ہے۔



استاد واحدؔ حسین خاںؒ (خنفی / خورجوی) ایک ماہر فن استاد، محبِ اہلبیتؑ انسان اور مکمل سوز خوان تھے۔ کبر سنی کے باوجود آخری سانس تک آپکے لہجے کی گھن گرج باقی رہی۔ آپ ایک مہذب منکسر المزاج اور صوفی منش انسان تھے۔ آپکے والد مرحوم اور صاحبزادگان بھی اچھے سوز خوان ہیں۔



استاد اشتیاق علی خاں حیدری شادابؔؒ ایک وضع دار منکسر المزاج شریف النفس خوددار انسان، مخلص عزادار اور مکمل سوز خوان تھے۔ آپ ایک اچھے کمپوزر اور نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنیوالے استاد تھے۔ اپنے بھائی استاد معشوق علی خاں کیساتھ سوز خوانی اور انجمن میں بھی شانہ بشانہ رہے۔

''بستہ'' اور صاحبِ بستہ کے لیے چند رباعیات

(حضرت راغبؔ مرادآبادی کے منظوم تاثرات/عزت افزائی)

دیباچۂ حق و حق بیانی کہیے
مغموم دِلوں کی ترجمانی کہیے
سبطؔ جعفر نے جو دیا ہے بستہ
اب اس کو کلیدِ سوز خوانی کہیے

''بستہ'' پڑھنے پہ جو کمر بستہ ہے
وہ مومنِ جانباز ہے دل خستہ ہے
''جنّت کی نوید سبطؔ جعفر کے لیے
اللہ کا دیا مصرع برجستہ ہے

پھولوں کا ہے سوز و درد کے گلدستہ
ہوجائیں گے تازہ دم پڑھیں دِل خستہ
''محفوظ'' ہیں جس میں سوز خوانی کے رموز
سبطؔ جعفر کا ہے یہی وہ ''بستہ''

تحفہ ہے حسینؑ کا عزاداروں کو
بخشے گا شفا یہ درد کے ماروں کو
''بستہ'' کے مطالعے سے غافل نہ رہیں
صحت یہ عطا کرے گا بیماروں کو

(بشکریہ شاعرِ اہلبیتؑ ذوالفقار حسینؑ نقوی صاحب)

کچھ اپنی سوز خوانی اور اس ''بستہ'' کے بارے میں

سیّد سبطِ جعفر زیدی

بحمدِ اللہ برصغیر میں سوز خوانی کیلئے خاصا مواد متعلقہ حلقوں میں ہمیشہ موجود رہا ہے اور بھارت کے مختلف شہروں کے علاوہ اردو ادب و عزاداری کے پاکستانی مراکز کراچی اور لاہور سے متعدد مجامیع اور بیاضیں مختلف ناموں سے شائع ہوتی رہی ہیں اب بھی ہورہی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ اس اعتبار سے یہ کوئی پہلا کام ہے نہ ہی آخری۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے مجامیع اور بیاضوں کی موجودگی میں اس نئی کتاب ''بستہ'' کی ضرورت کیا تھی؟

بات یہ ہے کہ کلاسیکی موسیقی کی طرح سوز خوانی کا المیہ بھی یہی ہے کہ جو لوگ اس کی عملی واقفیت و مہارت رکھتے ہیں وہ اسکی تعلیم و تصنیف کی قدرت نہیں رکھتے اور جو اس علمی و فنی طور پر تصنیف و تالیف کرسکتے ہیں وہ اس کے عملی مظاہرہ کی استطاعت نہیں رکھتے اور جن معدودہ چند افراد کے پاس یہ دونوں صلاحیتیں موجود ہیں ان کی صحت و مصروفیات اور ترجیحات انہیں ان دونوں کاموں کی مہلت و فرصت نہیں دیتیں اور پھر اسے باقاعدہ طور پر سکھانے اور آگے بڑھانے کا کام بھی کار دارد تھا۔ یہ کام انجمنِ سوز خوانانِ کراچی کے تحت زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا تھا جس کا میں خود بھی ۱۹۸۰ء سے رکن اور پھر عہدیدار بھی رہا۔ اور اپنی خواہش اور کوشش کے باوجود ''بوجوہ'' یہ کام وہاں نہ کرسکا؟!

بحمدِ اللہ معصومینؑ کے فضل و کرم سے مجھے قدرت نے سیکھنے سمجھنے محفوظ کرنے برتنے اور آگے بڑھانے سکھانے کی استطاعت و مہلت اور فرصت عطا کی یوں میں نے عزاداری و سوز خوانی سے دلچسپی رکھنے والے بزرگوں دانشوروں عزاداروں اور اپنے بہی خواہوں کے علاوہ اپنے سوز خواں ساتھیوں اور بازوؤں کے تعاون سے ۱۴۱۸ھ میں ادارۂ ترویج سوز خوانی کی بنیاد ڈالی تاکہ اس تربیت گاہ (نرسری) سے انجمن سوز خوانانِ کراچی اور قوم کو باصلاحیت نوجوان سوز خوان فراہم کئے جاسکیں۔

یوں تو میں اسکول ایجوکیشن ہی کے زمانہ سے مختلف حیثیتوں میں ریڈیو ٹی وی سے وابستہ تھا مگر بطور سوز خواں میرے بچپن کے دوست شاعرِ اہلبیتؑ ریحان اعظمی مجھے ۱۹۸۸ء

میں پی ٹی وی لے گئے اور اسی سال میرا پہلا آڈیو کیسٹ انکی کوششوں سے جاری ہوا شالیمار ریکارڈنگ کمپنی (SRC) ای ایم آئی (EMI)، جعفری کیسٹس، (AVT)، پنجتن کیسٹس، لیٰسین اسٹوڈیوز، رضوی کیسٹس، باب العلم کیسٹ لائبریری اور زیدی پروڈکشن، عترت فاؤنڈیشن، ترابی کیسٹ لائبریری، پیام وغیرہم کے اشتراک و تعاون سے تقریباً پچاس آڈیو ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز ۲۰۰۶ء تک منظر عام پر آچکے تھے اور ہر سال ریڈیو، پی ٹی وی اور دیگر ملکی و غیر ملکی ذرائع ابلاغ سے بھی باقاعدگی سے سوز خوانی نشر ہو رہی ہے نیز پانچ آڈیو کیسٹس کا سیٹ نصابِ سوز خوانی کے نام سے محرم الحرام ۱۴۲۱ھ میں جاری کیا جاچکا ہے۔ بہ زبانِ شاعر کے عنوان سے حمد و نعت و مناقب اور سلام کے کیسٹس اس کے علاوہ ہیں۔

جب کہ محترم سرفراز ابد کی تحریک پر میرا پہلا تکنیکی تحقیقی مضمون ''سوز خوانی'' روزنامہ جنگ کراچی کے مڈویک میگزین کے آخری صفحے اور بقایا نصف اندرونی صفحہ پر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا جسکے بعد نہ صرف سوز خوانی پر متعدد تحقیقی و تکنیکی سلسلہ وار مضامین روزنامہ جنگ میں شائع ہوتے رہے بلکہ حسنِ قرأت، نعت خوانی، قوالی و سماع اور نوحہ خوانی پر بھی مفصل سلسلہ وار مضامین روزنامہ جنگ اور پھر اخبارِ جہاں، نوائے وقت، پبلک، امن، حریت، قومی اخبار/ میگزین اور دیگر قومی اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہے۔ بعد میں اس سلسلہ کو میں نے صوتی علوم و فنونِ اسلامی کا نام دیا اور برادرم ابد نے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔

بعض سوز خوانوں پر تو اس سے پہلے بھی چھوٹے موٹے مضامین لکھے جاچکے تھے مگر سوز خوانی اور پھر سوز خوانوں کے موضوع پر باقاعدہ طور پر یہ پہلی علمی فنی تحقیقی و تکنیکی کوشش و کاوش تھی جو پہلے روزنامہ جنگ کراچی اور پھر کتابی شکل میں ۱۹۹۵ء میں منظر عام پر آئی جسکی یادگار شاندار و پُر وقار تقریبِ اجراء ہوٹل پرل کانٹی نینٹل کراچی میں سرفراز ابد صاحب، جاوید رضا نقوی صاحب اور دیگر احباب کے تعاون سے منعقد ہوئی جسکے بعد عہدِ حاضر کے معروف عالم و خطیب اور دانشور حضرتِ علامہ سیّد عقیل الغروی مدظلہٗ کی تحریک و تشویق پر برصغیر کے ممتاز دانشور و محقق ڈاکٹر سیّد سکندر آغا صاحب نے اپنا تحقیقی مقالہ ''سوز خوانی'' مرتب کیا جو اُتر پردیش گورنمنٹ (بھارت) کے تعاون سے ۱۹۹۹ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ بلا شبہ یہ ایک قابلِ قدر اور بڑا کام ہے لیکن اس میں سوز خوانی سے زیادہ سوز خوانوں پر مواد پیش کیا گیا ہے۔ (اس احقر کی بڑی عزت افزائی کی گئی)۔ امید ہے کہ عنقریب ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں یہ کام مزید آگے بڑھ سکے گا۔

بھارت کے نامور استاد اسد علی خاں (دہلی یونیورسٹی) کی زیرِ نگرانی بھی سوز خوانی کے حوالے سے تحقیقی کام ہو رہا ہے جبکہ کولمبیا یونیورسٹی، ہارورڈ یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف پنسلوینیا، امریکہ کی معروف اسکالر ڈاکٹر ایمی برڈ اور ڈاکٹر رچرڈ ولف نے بھی برصغیر کی موسیقی، مذہبی اصنافِ ادائیگی، عزاداری اور بالخصوص سوزخوانی پر خاصا تحقیقی کام کیا ہے جس میں اس احقر (سبطِ جعفر) کا بھی خاصا حصہ اور تذکرہ ہے۔ جو انکی ویب سائٹس پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

مجھے اس کمی کا شدت سے احساس رہا ہے کہ مارکیٹ میں سوزخوانی کیلئے جو **مجامیع اور بیاضیں موجود ہیں وہ کسی مستند و فعال** Practical, Original & Genuine **سوز خواں کی مرتب کردہ نہیں** اور غیر متعلقہ مرتب و ناشر کتنا ہی باشعور کیوں نہ ہو سوز خوانی اور سوزخواں کے عملی تقاضوں ضروریات اور مشکلات کا کماحقہ

اوراک نہیں کرسکتا۔

دوسرے ان بیاضوں میں کتابت/کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی بھی بڑی **ناقابلِ معافی غلطیاں ہوتی ہیں** اور ہر سوز خواں کو انکا احساس اور تصحیح کی صلاحیت نہیں ہوتی یوں سادہ لوح سوز خواں ان غلطیوں اور کوتاہیوں کا شکار ہوکر اپنا اعتبار بھی کھوتے ہیں اور باشعور سامعین کی طبیعت پر بھی بار بن جاتے ہیں جس سے سوز خواں کا اعتبار اور سوز خوانی کے مقاصد مجروح ہوتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان بیاضوں میں کوئی مجموعہ بھی مکمل بیاض یا بستہ نہیں ہے موضوع ومخصوصی کے اعتبار سے بھی اور متون ومواد کے اعتبار سے بھی یعنی قطعات رباعیات سوز سلام بین مرثیے اور دیگر مقدمات ومتعلقات ولوازماتِ سوز خوانی یکجا نہ تھے۔

چوتھی بات یہ کہ مجموعوں اور بیاضوں میں بالخصوص مرثیوں کے انتخاب میں سوز خوانی کی ضرورت اور دورانیہ کا خیال نہیں رکھا گیا پندرہ سے تیس بندوں کے مرثیے پڑھنے سننے کا وقت رواج اور موقع بلکہ پتہ اب کس میں ہے؟! جب پوری مجلس کا معیاری دورانیہ (Standard Time / Duration) ہی ایک گھنٹہ اور سوز خوانی کا دس سے بیس منٹ کے درمیان ہوتو پھر مرثیے کے پندرہ بیس بند کی گنجائش کہاں سے نکل سکتی ہے؟! اور ظاہر ہے کہ ہر سوز خواں ان پندرہ بیس بندوں میں چار پانچ مربوط بندوں کے انتخاب کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پھر ہر مرثیہ بالخصوص جدید مرثیہ سوز خواں اور سوز خوانی کے مطلب کا نہیں ہوتا کہ ہمیں فکر و فلسفہ کے بجائے رخصت شہادت بین اور تعزیت و پرسہ پر مبنی بند پڑھنا ہوتے ہیں۔

پانچویں اور آخری بات یہ ہے کہ بعض ہستیوں کی مجالس ومحافل اور مخصوصیوں کا رواج پہلے نہ تھا اس لئے بھی ان موضوعات وشخصیات پر مرثیے پہلے موجود نہ تھے چنانچہ ہم نے ان نئے مواقع اور مخصوصیوں کیلئے پہلے اساتذہ کا کلام ڈھونڈا جن ہستیوں اور مخصوصیوں کیلئے مناسب کلام نہ مل سکا ان کیلئے موجودہ مستند ومعتبر شعراء سے درخواست کر کے نیا کلام بالخصوص مرثیے کہلوائے۔ اساتذۂ متقدمین اور شاعرِ آلِ محمد منیمؔ امروہویؒ، کلیمِ آلِ عباؑ شاہد نقوی، شاعر وسوز خواں ظہور جارچوی، داروغہ امیر محمد رضوی سبزواری بالخصوص ادارے کے سرپرست صدرِ شعراء اہلبیتؑ حضرت شادانؔ دہلوی کے ہم خصوصی طور پر شکرگزار ہیں جنہوں نے ہماری ضرورت کیلئے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کیں۔

اس بستہ کے حوالہ سے دو کام ایسے ہیں کہ جو بعد میں کسی وقت کئے جاسکتے ہیں بیرونِ ملک مقیم وہ حضرات جو اردو بول تو سکتے ہیں مگر پڑھ نہیں سکتے انکے لئے اس کلام کو انگریزی حروف میں تحریر کیا جاسکتا ہے (یعنی اس کلام کا Transliteration) علاوہ ازیں اس کلام کی بندشیں Scaling یعنی Notations (کمپوزیشن) بھی تحریر کیجا سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص اُس سے براہ راست استفادہ تو نہیں کرسکتا مگر جو بندشیں کیسٹس میں محفوظ ہیں انکے علاوہ بھی اس کلام کی بندشوں کو صفحات پر منتقل ومحفوظ کیا جاسکے گا۔

یہاں **اس امر کی وضاحت** ضروری ہے کہ ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ یہ بستہ محافل ومجالس کیلئے ایک مکمل دستاویز ثابت ہو اور ہر مسجد و امام بارگاہ، عزا خانہ بلکہ ہر مومن کے گھر کی ضرورت اور سوز خوانی کی ضروریات کی تکمیل کا باعث ہو ہم چاہیں گے کہ یہ ''بستہ'' ہر مسجد، امام بارگاہ اور عزا خانہ میں موجود ہو آپ اسے حاصل کر کے اپنے مرحومین کے ایصال

ثواب یا اپنے لئے ثواب جاریہ کے طور پر وقف کرسکتے ہیں اور جسطرح قرآن مجید، تحفۃ العوام، مفاتیح الجنان، توضیح المسائل، وظائف الابرار وغیرہ عبادت گاہوں میں رکھی جاتی ہیں یہ بستہ بھی موجود رہے۔ یقیناً اس میں اضافہ اور بہتری کی گنجائش موجود ہے تاہم فی الوقت اسے قبول فرمائیں اور ہمارے سر پرستوں محسنوں معاونین اوران کے مرحومین کیلئے خصوصی دعا فرمائیں۔

اس بستہ میں شامل بعض کلام کی بابت اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض کلام میں ہم نے ''بوجوہ'' کچھ ترمیم و اضافہ یا تبدیلی کی جسارت نیک نیتی کیساتھ کی ہے بعض تبدیلیاں مآخذ و مصادر اور نسخوں میں فرق کی وجہ سے ہیں اور بعض ہماری طرف سے مثلاً فی زمانہ جو الفاظ متروک یا معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ صوتی لطافت اور بقول حضرت نصیر ترابی سامع سہولت کے پیشِ نظر ان میں تبدیلی کردی ہے یہ تبدیلیاں اساتذۂ متقدمین کے کلام میں زیادہ ہیں۔ بعض الفاظ یا مصرعوں کی ترتیب یا تبدیلی ادائیگی اور سوزخوانی کی ضرورت کے تحت کی گئی ہے۔ ان تبدیلیوں سے نفسِ مضمون اور مواد و متن اور مقصد و افادیت اور تاثر میں بہتری ہی واقع ہوئی ہے۔ بعض حوالے مشکوک یا متنازع ہیں پرانے مرثیہ خوان و سوزخوان مجلس کی ضرورت اور اپنی آسانی کیلئے مختلف شعراء کے کلام کا الحاق و ادغام کرلیا کرتے تھے اسکے لئے بھی ہم متعلقہ شعراء اور انکے متعلقین سے معذرت خواہ ہیں۔ بعض جگہ شعراء کرام کا نام اور حوالہ نہیں دیا جاسکا یا اگر سہواً غلط دے دیا گیا ہے تو اس کیلئے بھی معذرت خواہ ہیں۔ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکتی ہے۔

اس بستے کے سلسلے میں دامے درمے سخنے قدمے تعاون کرنے والوں کی فہرست بڑی طویل ہے ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا اس بستہ میں شاید ممکن نہ ہو اور بہت سے اسماء گرامی رہ جائینگے کچھ حضرات نے سختی سے اسکے اظہار کی ممانعت کی ہے کچھ کا تعاون ہمیں اس کی اشاعت کے بعد درکار و حاصل ہوگا۔ ان سب کا شکریہ ہم ذاتی و انفرادی طور پر ادا کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے لیکن حقیقی اجر و ثواب بارگاہِ احدیت، معصومین علیہم السلام اور بالخصوص معصومۂ کونینؑ اور حضرت حجۃ المنتظرؑ ہی سے ملے گا ہم خود بھی ان ہی کی خوشنودی کیلئے کوشاں اور آپکی دعاؤں کے طالب ہیں۔ بڑی قدر ناشناسی ہوگی اگر ان حضرات اور انکے متعلقین و مرحومین کیلئے دعا نہ کی جائے جن کا تذکرہ اس بستہ میں مختلف مقامات پر موجود ہے۔

اگرچہ اس کتاب میں سوز خوانی سے متعلق ضروری مواد فراہم کردیا گیا ہے۔ تاہم جو شائقین مزید مطالعہ و استفادہ کرنا چاہیں وہ ''صوتی علوم وفنون اسلامی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

تمام سرپرست و محسنین و معاونین اور وابستگانِ ادارۂ ترویجِ سوز خوانی، ان حضرات و خواتین کے متعلقین کیلئے دعا گو اور ان کے مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کے طالب ہیں۔ بالخصوص اپنے خصوصی کرم فرماؤں محترم زائرحسین شاہ صاحب مدظلہٗ، آغا سعید عباس صاحب، شاعر و سوز خوان محترم سیّد تسنیم زیدی (USA)، محترم سیّد ابنِ حیدر، شبر رضوی ایڈووکیٹ، محترم منظر کاظمی اور پرویز عابدی صاحب (UAE)، محترم سیّد محمد رضی جعفری (کینیڈا)، محترم سیّد جاوید رضا نقوی، محترم سیّد امتیاز رضا زیدی، محترم ثقلین تقوی (اوروابستگانِ العصر پبلشرز)، پروفیسر مولانا تقی ہادی نقوی، مولانا حسن ظفر نقوی، محترم عنایت حسین رضوی (محفوظ بک ایجنسی)، محترم حسین عباس زیدی (احمد بک ڈپو)، عارف جعفری (جری سلمہٗ)، ADM والے اللہ دتہ برادران اور شاہد عباس صاحب، باب العلم کیسٹ لائبریری والے آفتاب و قمر اور عرفان بھائی۔ ترابی کیسٹ لائبریری اور

IRC کے منتظمین و کارکنان، رضوی کیسٹس والے اختیار امام رضوی اور آلِ شفق پرنٹرز کے تمام کارکنان، الحاج قمر عباس و برادران، الحاج سیّد ناصر عباس، سیّد حسن کاظم و سلمان جلالوی وغیرہم اور انکے متعلقین کے علاوہ انکے مرحومین کیلئے خصوصی دعا کے ملتمس ہیں۔

بحیثیت سوز خواں ہم نے جن مجامیع سے استفادہ کیا ہے یا جن کا مطالعہ کیا ان میں چند بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں مثلاً مراثی انیسؔ و دبیرؔ و نسیمؔ، چشمۂ غم، عرفانِ غم، تنویرِ غم (جلد اوّل و دوم)، ہلالِ محرم/شمشیرِ ماتم، سوزِ کربلا، سوزِ غم، نوائے غم (جلد اوّل و دوم)، منتخب مرثیے، مقبولِ عام مرثیے، نالۂ عزاداران، شعور و سوزِ مرثیہ اور مختلف شعراء کرام کے مجامیع۔

اس بستہ کی اشاعت کے موقع پر مجھے اپنا ایک انتہائی مخلص و جانثار بھائیوں سے زیادہ غمگسار اور خوش ہونے والا زندہ دل جواں مرگ دوست علمدار حسین بڑی شدت سے یاد آرہا ہے جو میرے ہر دکھ درد کا ساتھی اور ہر کام پر خوش ہونے حوصلہ افزائی اور تعاون کرنے والا تھا۔ آپ سے ملتمس ہوں کہ **علمدار حسین** ابنِ عابد حسین زیدی کیلئے ایک سورۃ **فاتحہ** کی تلاوت اِسی وقت فرمادیں۔

اِس بستے میں مرحومین و موجودہ تقریباً **تمام** معلوم و معروف **سوز خوانوں کا حوالہ / ذکر** کسی نہ کسی عنوان سے موجود ہے اس کے باوجود جن کے اسماء گرامی رہ گئے ہیں اُن کا اضافہ و ازالہ آئندہ ممکن ہے۔

والسلام / آپ کے مشوروں، تبصروں اور دعاؤں کے طالب
سید سبطِ جعفر زیدی (بانی) بین الاقوامی ادارۂ ترویجِ سوزخوانی

ادارہ کی کارکردگی

۱۴۱۸ھ تا ۱۴۲۶ھ (۲۰۰۶ء)

برصغیر کے اردو داں طبقہ میں نہ صرف ایامِ عزا بلکہ شبِ جمعہ شب ہائے شہادت اور سوئم چہلم برسی کے حوالہ سے بھی مجالسِ ترحیم و ایصالِ ثواب کا انعقاد و اہتمام ہوتا ہے اور ہر مجلس کا آغاز سوز خوانی سے ہوتا ہے یوں مجالس اور سوز خوانی کا سلسلہ تقریباً سارا سال ہی جاری رہتا ہے اور جتنی مجالس کراچی میں ہوتی ہیں بدقسمتی سے اتنے سوز خواں دستیاب نہیں ہیں اور اس شعبہ میں نئے باصلاحیت رضا کاروں کی آمد نہ ہونے کے برابر تھی گھریلو اور زنانہ قسم کی سوز خوانی میں نوجوانوں کیلئے کوئی دلچسپی یا کشش نہ تھی اور باقاعدہ فنی و تکنیکی سوزخوانی کی قدر و پذیرائی نہ ہونے کے باعث بھی کسی کو مشق و ریاضت کا یارا، نہ تھا۔

نہ سیکھنے والے، نہ ہی سکھانے والے رہے اور خدشہ تھا کہ جب باقی ماندہ دو چار صاحبانِ فن جو ادائیگی (موسیقی و گائیکی) اور عزاداری دونوں کے تقاضوں اور آداب سے واقف ہیں وہ بھی نہ رہے تو تکنیکی روایتی کلاسیکی سوز خوانی کے حقیقی خدوخال بتانے والا بھی کوئی نہ رہے گا اور یہ مقدس عزائیہ صنف ادائیگی اور فنِ سوز خوانی ختم ہوجائے گا چنانچہ ان نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انجمن سوز خوانان کراچی کے سابق مشیرِ قانون و سکریٹری نشر و اشاعت شاعر و مصنف پروفیسر سیّد سبطِ جعفر زیدی ایڈووکیٹ نے محرم الحرام ۱۴۱۸ھ میں ادارۂ ترویجِ سوزخوانی کی بنیاد رکھی جس کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل تھے۔

☆ کوئی مجلسِ عزا سوز خوانی کے بغیر نہ ہو اور کسی بانیِ مجلس کو سوزخواں کے لئے پریشانی نہ ہو۔

☆ ہر عزا خانہ اور ہر محلہ کیلئے کم از کم ایسی نوجوان باصلاحیت

دیندار و باکردار سوز خواں پارٹی ضرور تیار کردی جائے جو حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق النفس میں توازن یعنی تعلیمی، معاشی وسماجی، انفرادی ونجی اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ اس خدمت کو بھی بطریق احسن سرانجام دے سکے۔

ان مقاصد کے حصول کیلئے ہمارے ترجیحی اہداف ابتدائی طور پر مندرجہ ذیل تھے۔

☆ معیاری و روایتی سوز خوانی کے بقاء و تحفظ اور فروغ و ترویج کے لئے آڈیو، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی تیاری اور اجراء۔

☆ باصلاحیت نوجوان سوز خوانوں کی تربیت، تکنیکی اعانت اور حوصلہ افزائی کے لئے خصوصی نشستوں کا انعقاد اور سوز خوانی کے لئے منتخب معیاری کلام کی ترتیب و اشاعت۔

☆ ان مقاصد کے حصول کے لئے ہم سے تعاون اور ہماری خدمات سے استفادہ کیجئے۔

بحمد اللہ کراچی کے مختلف علاقوں کے علاوہ بیرونِ کراچی بھی اچھے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہمارے **ایک سو سے زیادہ باصلاحیت و ہونہار** اور خوش اطوار دیندار و باکردار **رضاکار سوزخواں** اس خدمت کو سر انجام دے رہے ہیں جو نہ تو اشتہار میں نام دینے کو کہتے ہیں نہ کسی اور مادی و مالی پذیرائی کے متمنی ہوتے ہیں نہ ہی کرایۂ آمد و رفت یا ہدیہ و نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ (اگرچہ یہ ان کا حق اور منتظمین مجالس کا فریضہ ہے) ان نوجوانوں میں بیس مکمل سوز خواں ہیں اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ و معصومینؑ ہی سے اجر و ثواب کے طالب ہیں تاہم قوم کا فرض ہے کہ وہ انکی ہر ممکن دلجوئی و پذیرائی اور سرپرستی و حوصلہ افزائی کرے تاکہ دوسرے نوجوان بھی اس طرف راغب ہوں کہ مجالس کی ضروریات کے پیشِ نظر یہ تعداد بہت کم ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری تمام منتظمین و **بانیانِ مجالس** اور مسجد و امام بارگاہ و عزا خانوں کے منتظمین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے محلّہ کے چند نوجوان باصلاحیت **شائقینِ سوز خوانی** کو اس خدمت پر راضی و تیار کریں ہم انہیں ہر ممکن تکنیکی وفنی **تعاون و رہنمائی** فراہم کرینگے یاد رہے کہ ہم **اسکول کی سطح کے طلبہ کو تربیت نہیں دیتے کہ انکا اصل کام تعلیم ہے** اور ہم پیشہ ور خدمتگاروں کی بجائے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذی حیثیت قومی و مذہبی سماجی خدمتگار تیار کرنا چاہتے ہیں۔

جہاں تک خواتین کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ مومنات اور خصوصاً سیدانیوں کی حُرمت اور عزت و احترام سب سے مقدم ہے اگر مَحرم ساتھ نہ ہو اور جان مال عزت آبرو کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ حج کا بھی مطالبہ و تقاضہ نہیں کرتا چنانچہ موجودہ حالات میں مومنات کا کسی اہتمام اور خصوصی پردہ و تحفظ کے انتظام کے بغیر دور دراز علاقوں میں جا کر عزاداری کرنا مناسب نہیں البتہ محلّہ اعزہ اور محفوظ مقامات پر مجالس کی خدمت و شرکت میں کچھ حرج نہیں ہے ایسی شائقینِ سوز خوانی کیلئے ہم آڈیو وڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کلام اور ضروری رہنمائی کا بندوبست کرسکتے ہیں۔ اس وقت بھی کراچی اور بیرونِ کراچی براہ راست اور بالواسطہ طور پر خواتین و حضرات ہم سے رہنمائی حاصل کرکے اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں۔ **تربیتی** نشستوں کا ویڈیو سیٹ، ''اساتذہ کی لافانی سوز خوانی''، نصابِ سوز خوانی اور یہ بستہ بھی ہمارے اسی **تربیتی** پروگرام کا حصہ ہیں۔

ادارہ کے ابتدائی سرپرستوں اور معاونین میں مندرجہ ذیل

افراد شامل تھے۔ پروفیسر کرار حسین صاحب، مولانا رضی جعفر نقوی، محترمہ کجن بیگم، پروفیسر اظہار حیدر رضوی ایڈووکیٹ، پروفیسر کنہیا لال ناگپال، حضرت شاداں دہلوی، محترم سرفراز ابد، محترم ریحان اعظمی، جناب شہزاد اللہ دتہ، جناب جاوید رضا نقوی، جناب اختیار امام رضوی اور باب العلم کیسٹ لائبریری والے آفتاب و عرفان اور قمر صاحبان۔

ادارہ کے متذکرہ بالا ابتدائی مقاصد کے حصول کیلئے ادارہ کی جانب سے باقاعدہ تعارفی و ترغیبی اشتہاری مہم چلائی گئی قومی اخبارات و جرائد میں بھی باقاعدہ اعلانات شائع کئے گئے اور پھر خصوصی **تربیتی** نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ شمسی عیسوی تقویم کے مطابق ہر ماہ کے پہلے منگل کو مرکزی نشست مسجد و امام بارگاہ باب العلم کی محفل ابوطالبؑ میں ہوا کرتی تھی جبکہ متفرق علاقائی نشستوں کا بھی انعقاد و اہتمام کیا گیا۔

ان نشستوں میں دانشوران عظام و علماء کرام کے علاوہ مختلف صوتی علوم و فنون کے ماہرین اور اساتذہ کو مدعو کر کے ان کی شخصیت و فنی مہارت سے استفادہ کیا گیا اور تیس گھنٹوں پر مشتمل دس نشستوں کا انتخاب سات گھنٹوں پر مشتمل دو وڈیو کیسٹس پر جاری کیا گیا جس میں پروفیسر کرار حسین و پروفیسر سحر انصاری، آر اے کلیمی، پروفیسر کنہیا لال ناگپال کی دانشورانہ رائے اور مولانا رضی جعفر نقوی مجتہد کی عالمانہ و فقہی رائے اور مشاہیر اساتذۂ فن اور اپنی شعبوں کی نمائندہ شخصیات کی ماہرانہ فنی آراء، گفتگو اور عملی مظاہرہ شامل ہے۔

مثلاً موسیقی گائیکی اور عزاداری و سوزخوانی کی شرعی حیثیت و جواز اور حدِ فاصل و خطِ امتیاز کیا ہے؟ ریاض کیسے کیا جائے؟ آواز خراب ہوجائے گلا بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے وغیرہ جن افراد نے اظہارِ خیال و عملی مظاہرہ کیا ان میں محترمہ کجن بیگم، استاد نظام الدین خاں، استاد امیر احمد خاں، استاد اسد علی خاں، پروفیسر ناگپال، محترم قاری حسن محمود، محترم الحاج خورشید احمد، محترم ندیم سرور اور محترم نازش مرزا وغیرہم نمایاں ہیں جبکہ وابستگانِ ادارۂ ترویج سوزخوانی کے علاوہ اساتذہ کے تبرکات بھی شامل ہیں مثلاً دلاور فگار صاحب، استاد غلام خسرو خاں، استاد معشوق علی خاں استاد اشتیاق علی خاں، استاد واحد حسین خاں، استاد پیارے خاں، محترم اختر وصی علی، محترم عظیم الحسن، محترم آباد محمد نقوی، محترم زوار حسین، محترم مظاہر کاظمی، محترم علی اوسط زیدی، بہاؤالدین قطب الدین وغیرھم، یہ وڈیو سیٹ ۱۹۹۸ء میں جاری کیا گیا۔

۱۹۹۹ء میں لافانی سوزخوانی کے نام سے اساتذۂ متقدمین کے تبرکات پر مشتمل آڈیو کیسٹس کا سلسلہ شروع کیا گیا جس میں استاد واحد حسین خاں، استاد معشوق علی خاں، استاد اشتیاق علی خاں، محترم عظیم الحسن محترم آغا مقصود مرزا (آغا مسعود مرزا و داؤد مرزا)، استاد چھوٹے غلام علی خاں، محترم اختر وصی علی، محترم سائیں تقی بابا وغیرھم شامل ہیں جبکہ اسی سلسلہ میں محترم آفتاب علی کاظمی، محترم سردار حسین زیدی، محترم حسین احمد رضوی بارہوی اور محترم زوار حسین وغیرہ بھی شامل ہیں۔ خوب سے خوب تر کی تلاش اور اس عظیم سرمائے کی حفاظت و منتقلی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس طرح ادارہ کے بنیادی دو مقاصد یعنی تربیتی نشستوں کا انعقاد و اہتمام اور معیاری انتخاب پر مبنی آڈیو وڈیو کیسٹس کا انعقاد و تیاری و اجراٗ کا مرحلہ ۱۹۹۹ء تک مکمل ہوگیا۔

ہمارے بقایا **دو مقاصد کی تکمیل** بحمداللہ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ میں ہوئی۔ یعنی ''نصابِ سوزخوانی'' اور ''بستہ'' کا اجراء

بانی ادارہ سید سبطِ جعفر نے مختلف نامور اساتذۂ فن سوز

خوانوں سے براہ راست بالمشافہہ اور بالواسطہ دونوں طریقوں پر اکتسابِ فیض کی کوشش کی۔ سوز خوانی اور سوز خوانوں کا نام مستند و معتبر بستوں کے انگ رنگ ڈھنگ اور انداز و آہنگ کے علاوہ چراغ سے چراغ جلانے کی رسم کے مطابق خود بھی کچھ طبع زاد بندشیں ایجاد و اختراع اور مرتب و موزوں کیں۔ جن میں سے بیشتر ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۹ء کے دوران آڈیو وڈیو کیسٹس کی صورت میں جاری ہوتی رہیں۔ پھر ایک ہی نشست میں چھ گھنٹوں کی سوز خوانی پانچ آڈیو کیسٹس پر مشتمل نصابِ سوز خوانی کے نام وعنوان سے تیار اور جاری کی گئی جو قطعہ، رباعی، سوز، سلام/بَین اور مرثیوں پر مشتمل ہے ان کیسٹس میں ۲۷ کلام اور بندشیں محفوظ ہیں جبکہ ان بندشوں کے علاوہ بھی بہت کچھ سرمایہ موصوف کے حافظ، گلے اور بعض دیگر آڈیو ویڈیو کیسٹس میں محفوظ ہے اور آئندہ بھی حسبِ موقع وقتاً فوقتاً پیش کیا جاتا رہے گا۔

فی الوقت جو نصابِ سوز خوانی پیش کیا گیا ہے وہ بلاشبہ سوز خوانی کا نمائندہ اثاثہ ہے جس میں سوز خوانی کے ہر بستہ کی نمائندگی اور سوز خوانی کا ماضی حال اور مستقبل پنہاں ہے۔ علاوہ ازیں بیشتر کلام مختلف اداروں نے مختلف ویب سائیٹ / انٹرنیٹ اور CD پر بھی جاری کیا ہے تاہم یہ کام انشاء اللہ عنقریب ادارہ کی جانب سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

ادارہ کے زیرِ اہتمام مختلف قدیم و معاصر اور نوجوان سوزخوانوں کی کیسٹس اور سی ڈیز وقتاً فوقتاً جاری ہوتی رہتی ہیں۔ علاوہ ازیں ادارہ کے زیرِ اہتمام وقتاً فوقتاً مجالس ومحافل کا اہتمام مختلف مقامات پر ہوتا رہتا ہے جس کا انتخاب بھی جاری کیا جاتا ہے۔ جبکہ خصوصی نشستوں کے علاوہ ہفتہ واری تربیتی نشستوں کا بھی انعقاد ہوتا ہے۔

ادارہ کا آخری مقصد جو ادارہ کے قیام کے وقت پیش نظر تھا وہ منتخب و معیاری کلام کی اشاعت تھا جو نہ حرفِ اوّل ہے نہ حرفِ آخر تاہم عزاداری و سوز خوانی کے عصری تقاضوں اور حدیثِ کساَ سے زیارت تک مجالس ومحافل کی ضروریات کی کسی قدر کفایت ضرور کرتا ہے یعنی یہی مجموعہ ''بستہ'' جو آپ کے پیشِ نگاہ ہے۔ (واضح رہے کہ سوزخوانوں کی سہولت کے لئے اس بستہ کا انتخاب بھی دو جلدوں میں اور ایک مختصر جیبی بستہ بنام ''گلدستہ'' جاری کیا جاچکا ہے)۔

؎ گر قبول افتد..........

اس طرح ادارہ کے بنیادی مقاصد سرِ دست تقریباً پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ تاہم اگر حالات سازگار ہوئے تو ادارۂ ترویجِ سوز خوانی یا کوئی دوسرا ادارہ مندرجہ ذیل خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔

- ☆ ایک مرکزی دفترِ رابطہ (جہاں بانیانِ مجالس خصوصاً سوز خوانی اور سوزخوانوں کے سلسلے میں رابطہ کرسکیں)
- ☆ سوزخوانوں کی مجالس میں آمد ورفت کیلئے مناسب سواری کا انتظام
- ☆ مستحق سوزخوانوں کی امداد اور فروغِ سوز خوانی کے سلسلے میں ضروری اقدامات کیلئے مستقل فنڈ کا قیام۔

والسلام محتاجِ دعا (مہتممینِ نشر واشاعت)

سید امتیاز عباس اور کاشف زیدی

فنِ سوزخوانی کا مختصر تعارف

تکنیکی و بنیادی طور پر ''صوتی علوم وفنونِ اسلامی'' تین ہی ہیں: حسنِ قرات، قوالی و سماع اور سوزخوانی۔ حسنِ قرات و قوالی پر تو مقامی اور بین الاقوامی طور پر بہت کام ہوتا رہا مگر بوجوہ فنِ سوزخوانی پر توجہ نہ دی گئی جسکی وجہ سے یہ فن اور اس سے وابستہ ماہرین بھی مسلسل نظر انداز کئے جاتے رہے۔ اس فن کے منتشر وغیر منضبط اُصولوں کو یکجا مرتب اور پیش کرنے کا پہلا شعوری اور باقاعدہ کام پروفیسر سید سبطِ جعفر نے کیا۔

تعریف

''سوز'' کے لفظی ولغوی معنی دکھ درد اور جلن کے ہیں اور ''خوانی'' کے معنی پڑھنے، سنانے اور دہرانے کے ہیں اس طرح سوزخوانی کے لغوی معنی دکھ درد کا بیان (سنانی) کے ہیں۔ اصطلاحاً اہلبیتؑ کے فضائل و مصائب بالخصوص واقعات و مصائبِ کربلا وشام وکوفہ کولحن ونظم میں مخصوص ومتعین طریقہ پر بیان کرنے (سنانے) کوسوزخوانی کہتے ہیں۔

سوزخوانی وہ باقاعدہ فنی وتکنیکی صوتی اسلامی عزائی فن ہے جسکا آغاز تقریباً تین سو سال پہلے برصغیر میں ہوا۔ اسکا باقاعدہ آغاز اگرچہ اودھ سے ہوا مگر دہلی، آگرہ، الور، جے پور (راجھستان)، حیدر آباد دکن اور یوپی کے دوسرے علاقوں نے بھی اسکے فروغ وترویج میں نمایاں حصہ لیا۔ بعد میں کچھ اثرات پنجاب کے بھی مرتب ہوئے۔

سوزخوانی بنیادی طور پر اردو صنفِ ادائیگی ہے کہ اسمیں اردو کا معیاری ومستند کلام ہی پیش کیا جاتا ہے تاہم اس میں عربی فارسی کا حمدیہ نعتیہ منقبتی کلام بھی شامل کر لیا جاتا ہے اگرچہ اسکی ترویج میں راجھستان، دکن و پنجاب کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے۔ مگر بنیادی طور پر یہ یوپی والوں (اردو بولنے والوں) کا فن ہے۔

فنِ سوزخوانی کی اپنی جداگانہ اصطلاحات اور ادائیگی کے علاوہ نشست و برخواست کے مقررہ ومتعینہ اصول وضوابط اور آداب ہیں۔ مثلاً ایک خاص طریقہ پر تکیہ سامنے رکھ کر بیٹھا جاتا ہے اور تکیہ پر بیاض رکھی جاتی ہے جسے ''بستہ'' کہتے ہیں ''ہمنواؤں/ساتھیوں کو بازو اور لیڈر/استاد کو'' سر'' یا سوزخواں کہتے ہیں۔ اکار'' سے سوزخوانی کا آغاز کیا جاتا ہے جسے'' آس''

کہا جاتا ہے۔ اس کے اجزاء کلام میں قطعہ، رباعی، سوز، سلام/بین اور مرثیہ شامل ہیں اور ان میں ہر ایک کی ادائیگی کا مختلف انداز ہوتا ہے۔

عام گھریلو اور عزاخانوں کی سوزخوانی اگرچہ تقلیدی قسم کی محض اظہارِ عقیدت اور پرسہ کیلئے ہوتی ہے جس میں زیادہ فنی اہتمام نہیں کیا جاتا، تاہم سوزخوانی کی بندش موزوں/ مرتب کرتے وقت کلام کے مزاج و تاثر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے معیاری و مستند کلام صحیح مخارج صحتِ تلفظ و ادائیگی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ ماہرین فن ادائیگی کے وقت، ماحول، موقع ومحل، وقت، موسم اور حاضرین مجلس یعنی سامعین سب ہی کو ملحوظ رکھتے ہیں تاہم راگ راگنی اور سروں کا استعمال حسبِ ضرورت بہت احتیاط اور مہارت سے کیا جاتا ہے اسلئے کہ اصل مقصد کلام و پیغام کا ابلاغ ہے نہ کہ موسیقی وگائیکی کی مہارت کا اظہار۔موسیقی وگائیکی میں محض آواز و ریاض کافی سمجھے جاتے ہیں لیکن سوزخوانی کے لئے خداداد آواز یعنی خوش الحانی کے ساتھ ریاض اور سوزِ دل بھی درکار ہوتا ہے۔ اس میں ایک ہی کلام میں انتہائی نچلے اور انتہائی اونچے سر بھی استعمال ہوتے ہیں اور بیک وقت سینہ گلا جبڑا ناک وغیرہ کا بھی بھرپور اور متوازن استعمال ہوتا ہے۔

راگ/راگنیوں اور سروں کا استعمال

سوزخوانی میں بنیادی اہمیت کلام و پیغام کی ہے کہ اصل مقصود و مدعا ابلاغِ کلام ہے تاہم کلام کو مؤثر طور پر سامعین تک پہنچانے، انکے لئے قابلِ قبول بنانے، انہیں متوجہ و متاثر اور مائل و ملتفت کرنے کیلئے کلام و پیغام کی موزونیت و مناسبت کو پیش نظر رکھ کر ''بندش'' (طرز) موزوں/مرتب کی جاتی ہے۔کبھی کلام کو دیکھ کر موزوں راگ/راگنیوں اور سروں کا نہایت محدود و محتاط استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی راگ/راگنیوں کے تاثر کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب کلام تلاش/منتخب کیا جاتا ہے۔

چونکہ سوزخواں کے پیش نظر ترجیحاً کلام کا ابلاغ ہوتا ہے اسلئے سروں کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے اور یہ اہتمام و التزام کسی کلام کی ابتدائی و غالب بندش کی ترتیب ہی میں نہیں بلکہ بوقت ادائیگی بھی بطورِ خاص ملحوظ رکھا جاتا ہے یعنی موقع محل موسم وقت و مقام اور ماحول و سامعین کے اعتبار سے معمولی اور ضروری/ناگزیر تبدیلی بھی کرلی جاتی ہے تاہم فوقیت و ترجیح کلام و پیغام ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

اگر کلام و پیغام بیانِ فضائل پر مشتمل یعنی بہاریہ ہوتو بندش میں مترنم سر اور زمزمہ شامل کردیا جاتا ہے اور اگر بیان مصائب ہوتو بینیہ و الیہ سر استعمال کیئے جاتے ہیں اس مقصد کیلئے بعض اوقات معروف راگ/راگنیوں میں نامانوس قسم کی غیر معمولی تبدیلیاں بھی کرلی جاتی ہیں اور اس ایجاد و اختراع (ترمیم و اضافہ) یا انحراف سے راگ/راگنی کی متعین ومعلوم اور مشخص و مانوس شکل بھی تبدیل ہوجاتی ہے۔ یا نئی صورت/شکل سامنے آتی ہے اور یہ شعوری وارادی کوشش سوزخوانی میں بطور خاص کی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اساتذۂ فن سوزخوانی کی اکثر بندشوں کے تعین اور راگ/راگنی کی شناخت میں ماہرین و اساتذۂ موسیقی میں اختلاف وتضاد پایا جاتا ہے۔ایک ہی بندش کے بارے میں نہ صرف راگ/راگنی بلکہ بعض اوقات تو ''ٹھاٹھ'' کے تعین و تشخیص اور شناخت میں بھی اختلافِ رائے پیدا ہوجاتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ماہر فن سوزخواں حضرات کسی راگ/راگنی یا ٹھاٹھ کی غالب تاثر کو ملحوظ رکھ کر بندش مرتب و موزوں کرتے ہیں اور کلام و پیغام سے مطابقت نہ رکھنے والے سروں کو تبدیل کردیتے ہیں بقول شاعر و ادیب و دانشور اور ماہرِ فن موسیقی سید

مہدی ظہیر ضو کلیمی مرحوم ۔

ہو ذکر شہؑ تو فضا درد ناک کر پہلے
نوائے غم کے گریباں کو چاک کر پہلے
رہے ذرا بھی نہ آلائشِ طرب باقی
سروں کو سوز کے دریا میں پاک کر پہلے

تو اب آلائشِ طرب کو علیحدہ کرنے اور سروں کو سوز کے دریا میں پاک کرنے کا عمل اسی کو سزاوار ہے کہ جو بیک وقت فنی تقاضوں اور تکنیکی لوازمات اور مقصدیت سے بھی مکمل طور پر آگاہی رکھتا ہو۔

بہرحال ٹھاٹھ اور راگ/راگنی میں اس شعوری و ارادی تبدیلی کے علاوہ سوزخوانی کے تقدس کے پیشِ نظر بھی احتیاطاً و احتراماً سوزخواں حضرات بندشوں کی فنی و تکنیکی تعیین و تشخیص کی بحث میں نہیں پڑتے اگرچہ تمام فنی تقاضوں اور تکنیکی لوازمات کو خوب خوب سمجھتے اور برتتے ہیں مگر اظہار و اعلان نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھیں تو باذوق عزادار اور سامعین بھی ان فنی باریکیوں کا خوب خوب ادراک و احساس رکھتے اور ان سے مستفید و محظوظ و مثاب ہوتے ہیں۔

(بالکل اسی طرح کہ جیسے ہم اذان وحسنِ قرأت کے بارے میں راگ/راگنی اور ٹھاٹھ کی بحث میں نہیں پڑتے اگرچہ یہ مقدس فنون بھی تکنیکی لوازمات سے بھرپور ہوتے ہیں لیکن انکے ماپنے جانچنے اور پرکھنے برتنے کے پیمانے اور معیارات و اصطلاحات جداگانہ ہیں)۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر سوزخواں کیلئے راگ/راگنی کی باقاعدہ تعلیم و تربیت اور مہارت ضروی نہیں ہے تاہم علم و ادب، تاریخ و مذہب، صحیح تلفظات و مخارج اور ضروری فنی و تکنیکی آگاہی سے اسکی شخصیت اور ادائیگی میں نکھار آجاتا ہے اور ایک مکمل سوزخواں، ایک مثالی مہذب انسان بھی ہوتا ہے تاہم کلام کا انتخاب کرنے اور بندش موزوں کرنے والے کیلئے اس قسم کی علمی و تکنیکی مہارت ضروری ہے جو اسے کامل سوزخواں اور ''استاد'' بناتی ہے۔

معیاری و مستند سوزخوانی اور مکمل سوزخواں/استاد کی تعریف (فن سوزخوانی میں)

جو سوزخوانی موقع محل اور مخصوصی کی مناسبت سے ہو، کلام/شاعری بھی مستند ہو اور بندش بھی اس کی مطابقت و موزونیت سے ہم آہنگ ہو، دل و دماغ کو متاثر کرے، کانوں کو بھلی لگے، روح میں تازگی و بالیدگی محسوس ہو، اسے سننے پڑھنے اور دہرانے گنگنانے کا جی چاہے اور ہرکس و ناکس اسے بغیر محنت و تیاری اور مشق و ریاضت کے نہ پڑھ سکے۔ گویا جو سوزخوانی مقررہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو وہ معیاری و مستند سوزخوانی کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ اگر استاد اور بازو، ساری سوزخوانی اول تا آخر ایک ساتھ ہم آواز ہوکر مل جل کر، کررہے ہیں تو یا تو استاد کی مہارت میں کوئی کمی ہے یا پھر بازو بھی اتنے ہی ماہر و باکمال ہیں؟!

یوں تو ہر شخص کیلئے اس کا پسندیدہ سوزخواں اور ہر شاگرد کیلئے اس کا استاد اور پارٹی کا سربراہ (سر/لیڈر) استاد کا درجہ رکھتا ہے لیکن اصطلاحی اور فنی و تکنیکی طور پر استاد کہلانے کا مستحق ایسا مکمل سوزخواں ہے جو سوزخوانی کے ہر جزو/حصہ مثلاً قطعہ، رباعی، سوز، سلام، بین اور مرثیے کی ادائیگی کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو۔ مجلس خواہ بند کمرے کی ہو یا کھلے میدان کی، لاؤڈ اسپیکر/ساؤنڈ سسٹم ہو یا نہ ہو، بازو ہوں یا نہ ہوں یعنی تن تنہا اور بازوؤں کے ساتھ ہر وقت ہر جگہ ہر محفل مجلس میں سوزخوانی کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو وہ مکمل سوزخواں ہے۔

استاد ہونے کیلئے مزید کچھ اضافی خصوصیات و صفات

(مہارتیں) درکار ہوتی ہیں مثلاً وہ تمام معلوم و مروجہ اور موجودہ مستند بستوں کی سوزخوانی اور اندازِ ادائیگی پر نظر رکھتا ہو۔ خود بھی انکی ادائیگی کی کچھ نہ کچھ صلاحیت ضرور رکھتا ہو۔ عزاداری (علم و ادب و تاریخ اور تلفظات و مخارج) اور موسیقی کے باہمی تعلق و تلازم اور کلام و بندش کی مطابقت سے باخبر ہو اور خود بھی طبعزاد بندشیں مرتب و موزوں کر سکے گویا تقلید و اجتہاد اور ایجاد و اختراع کی صلاحیت اور ادائیگی کی بھی قدرت و مہارت رکھتا ہو وہی حقیقی استاد کہلا سکتا ہے۔

سوزخوانی کا شرعی جواز

یہ بہت دلچسپ اور حساس بحث ہے جسکا سامنا صوتی علم و فن سے وابستہ افراد کو ہمیشہ رہتا ہے بلکہ بعض متشدد و سخت گیر طبقات تو حسنِ قرأت و اذان، نعت خوانی و نوحہ خوانی اور بالخصوص سماع و قوالی اور چہار بیت سے متعلق افراد کو بھی ہدف تنقید و ہدف ملامت بناتے رہتے ہیں متعلقہ حضرات نے اسکی موافقت و مخالفت میں بڑی جامع بحثیں کی ہیں جسکا نہ یہاں موقع ہے نہ ضرورت۔ (اگرچہ ہم نے بھی اپنے متعدد اخباری مضامین (مطبوعہ روزنامہ جنگ کراچی وغیرہ) کے علاوہ اپنی تحقیقی و تکنیکی کتاب ''صوتی علوم وفنونِ اسلامی'' اور شہرۂ آفاق ''بستہ'' میں اس پر مفصل بحث کی ہے) مگر ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ''حسنِ صوت و خوش الحانی، موہبِ ربانی و عطیۂ خداوندی اور معجزۂ پیغمبری ہیں ساری اچھی آوازیں ''غنا'' اور حرام نہیں ہیں بلکہ ان میں اکثر اپنے کلام و پیغام اور مقصد و تأثر و اثرات کے پیشِ نظر عبادت و سعادت اور موجبِ اجر و ثواب بھی ہیں۔ خوش الحانی و حسنِ صوت اور غنا میں باقاعدہ حدِ فاصل و خطِ امتیاز موجود ہے بالعموم قرأت و اذان اور نعت و نوحہ و سوزخوانی میں جو ترنم (اور حسنِ صوت و خوش الحانی) مستعمل ہے وہ خالصتاً جائز اور ثواب ہے۔ سوزخوانی کا تو یہ بھی امتیاز ہے کہ اسمیں کلام بھی مستند و معیاری ہوتا ہے اور بندشیں بھی (عمومی و عامیانہ یا بازاری اور فلمی دُھنوں کا شائبہ تک نہیں ہوتا)۔

سوزخوانی کی بند شیں اور اجزأ (شعبے)

فنونِ لطیفہ میں گائیکی ہی وہ واحد فن ہے کہ جس میں بنیادی مواد Raw Material (یعنی خام مال) بظاہر سامنے اور موجود Physical & Visible نہیں ہوتا اور سر گویا ہوا میں گرہ / گرہیں لگانے کا نام ہے پھر عام گائیکی و گلوکاری میں کلام کا مزاج و تأثر مخصوص و متعین یعنی ایک ہی جیسا ہوتا ہے مثلاً خیال، ترانہ، ٹھمری، دادرا، گیت غزل یا قومی و ملی نغمہ وغیرہ حتیٰ کہ مذہبی کلام حمد و نعت و منقبت یا عارفانہ کلام اور قوالی وغیرہ میں بھی کلام کا مزاج و تأثر ایک ہی ہوتا ہے یعنی زیادہ تر مدحیہ، تعریفی و توصیفی یا دعائیہ قسم کا۔

اسی طرح نوحہ بھی بیانِ مصائب گویا المیہ نوعیت کا ہوتا ہے جبکہ سوزخوانی میں پڑھا جانے والا کلام مذکورہ بالا تمام مزاج و تأثرات کا حامل ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک ہی کلام میں بھی یہ سب تأثرات موجود ہوتے ہیں جبکہ ظلم و جبر اور ظالم و جابر قوتوں کے خلاف احتجاج و مذمت بھی اسمیں شامل ہوتی ہے اسلئے اسکی بندش میں ان تمام جذبات و احساسات اور ہر قسم کے مزاج و تأثرات کو ظاہر کرنے والے سروں کا اہتمام و التزام کیا جاتا ہے۔ جسکی ترتیب و بندش اور قرار واقعی ادائیگی میں نہایت مہارت و چابکدستی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسلئے سوزخواں کیلئے اونچے اور نچلے سروں کی ادائیگی کی صلاحیت اور آواز و ریاض کے ساتھ سوزِ دل بھی بنیادی و لازمی صفات قرار دی گئی ہیں۔ بالعموم قطعہ، رباعی، سوز، بین اور مرثیے کا مزاج و تأثر تو مجموعی طور پر ایک ہی سا ہوتا ہے یعنی بہاریہ /

طربیہ یا مبکی و بینیہ (الیہ) لیکن ''سلام'' میں مختلف و متضاد قسم کے اشعار و تأثرات شامل ہوتے ہیں چنانچہ اسکی شایانِ شان بندش مرتب و موزوں کرنا اور اسے اسکے استحقاق Merit پر ادا کرنا ایک مشکل کام ہے۔ (ہمارے بستہ کے تمام سلام اپنی بندش اور ادائیگی کے اعتبار سے جداگانہ و منفرد حیثیت و تأثر کے حامل ہیں) اس میں سوزخواں کو کبھی اپنی آواز میں رنگینی و زمزمہ شامل کرنا پڑتا ہے تو کبھی حزن و ملال کی کیفیت، کبھی توصیفی انداز اختیار کرنا پڑتا ہے تو کہیں رزمیہ یا ملامتی و احتجاجی (گویا ایک ہی کلام و بندش میں سارے انگ رنگ اور تأثرات کا بھرپور و مؤثر اظہار کرنا پڑتا ہے جو بھرپور فنی و تکنیکی مہارت کا متقاضی ہے)۔

سوزخوانی کے اجزأ (شعبے)

سوزخوانی مجلسِ عزا کا نقطۂ آغاز اور تکبیرۃ الاحرام کی مانند ہے۔ دوسرے طبقات میں اسے اذان و اقامت کی حیثیت حاصل ہے۔ تاہم برصغیر کے اردوداں عزاداروں میں اسے لازمی و بنیادی اہمیت، مجلس عزا کا نقطہ آغاز اور تکبیرۃ الاحرام کا درجہ حاصل ہے۔ یوں تو مجلس عزا کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید و حدیث کسأ سے بھی کیا جاتا ہے لیکن مجلس کا باقاعدہ آغاز اسی سوزخوانی سے ہوتا ہے۔

سوزخوانی میں رباعی، قطعہ، سوز، سلام، بَین اور مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ تاہم ضروری نہیں ہے کہ ہر مجلس میں یہ تمام ارکان ادا کئے جائیں۔ اگر یہ تمام ارکان ادا کئے جائیں تو مکمل سوزخوانی کا معیاری دورانیہ Standard Time تقریباً آدھا گھنٹہ ہوتا ہے۔ لیکن اب چونکہ مجلس کا دورانیہ سمٹ کر محدود ہوتا جارہا ہے تو موقع محل کی مناسبت سے ان ارکان میں کمی کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور بالعموم ایک سوز اور مرثیہ کے چند بند پڑھنا ضروری ہوتے ہیں۔ یوں ہم سوز اور مرثیہ کو سوزخوانی کے لازمی و بنیادی اجزأ قرار دے سکتے ہیں۔ اگرچہ سلام بھی ایک اہم رکن ہے جس سے مجلس اور سوزخوانی میں رونق اور خوبصورتی آجاتی ہے۔ تاہم بوقت ضرورت اسے محدود یا نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔ سوز اور مرثیہ بہرحال سوزخوانی کے لازمی اجزأ ہیں جنکے بغیر سوزخوانی اور مجلس نامکمل اور تشنہ سمجھی جاتی ہے۔

رباعی / قطعہ

سوزخواں سب سے پہلے بہاریہ یا عارفانہ کلام و پیغام پر مبنی رباعی/ قطعہ پڑھتا ہے رباعی تو ہوتی ہی چار مصرعوں پر مشتمل ہے تاہم قطعہ بھی بالعموم دو اشعار پر مبنی ہوتا ہے۔ پہلے بہاریہ و مدحیہ کلام پڑھا جاتا ہے اسکے بعد الیہ و بینیہ۔ عام طور پر رباعی و قطعہ اور بہاریہ و مدحیہ کلام ہی پہلے پڑھا جاتا ہے۔ جس کے بعد سوز کا نمبر آتا ہے۔ (رباعی اور قطعہ میں باعتبار ادائیگی کوئی فرق نہیں بلکہ شاعری کا تکنیکی فرق ہے)۔ بالعموم اس میں بھی سوزخواں اپنے بازوؤں سے آس لے کر تمام کلام تنہا ادا کرتا ہے اور کلام کے پیغام و مزاج کے مطابق بندش موزوں/منتخب کرتا ہے۔

سوز

''سوز'' دراصل مسدس/ مرثیہ کا چھ مصرعوں پر مشتمل ایک بند ہوتا ہے تاہم دو یا تین بند بھی پڑھے جاسکتے ہیں بالعموم سوز میں بھی بازو آس دیتے ہیں اور سوزخواں تنہا کلام کی ادائیگی کرتا ہے اور کلام زیادہ تر مبکی و بینیہ یعنی بیانِ مصائب پر مشتمل ہوتا ہے۔ سوزخوانی میں اسے اتنی اہمیت اور کلیدی حیثیت حاصل ہے کہ سوزخواں اگرچہ قطعہ رباعی سلام مرثیہ سب ہی کچھ پڑھتا ہے مگر کہلاتا سوزخواں ہے اور کسی سوزخواں کو جانچنے ماپنے کا بنیادی پیمانہ سوز ہی ہوتا ہے۔

سلام / بین

بعض کلام کو شاعری اور ادائیگی کے اعتبار سے سلام یا قطعہ رباعی سوز و مرثیہ کا نام نہیں دیا جاسکتا لیکن چونکہ شاعری و ادائیگی کے لحاظ سے وہ تکنیکی طور پر سلام اور نوحہ سے قریب تر ہوتا ہے اور سوز خوانی کے دوران و درمیان اس جگہ پڑھا جاتا ہے کہ جہاں سلام پڑھا جاتا ہے اس لئے بھی اُسے سلام کا قائم مقام یا متبادل قرار دیا جاسکتا ہے جسے ہم نے ''بین'' کا نام دیا ہے مثلاً ہمارا پڑھا ہُوا یہ کلام:

کہیں بانو میں بیس نواؤں کہاں۔۔۔۔

بندش کے اعتبار سے آپ اسے سوز خوانوں کا نوحہ یا نوحہ خوانوں کی سوز خوانی قرار دے سکتے ہیں۔

مرثیہ سے پہلے سلام کا نمبر آتا ہے اسمیں چونکہ فضائل و مصائب دونوں ہی ہوتے ہیں اس لئے اس کی بندش میں دونوں انداز ادائیگی یعنی اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ بندش ایسی ہو جو فضائل و مصائب مدحیہ بہاریہ و المیہ ہر طرح کی ادائیگی کا حق ادا کرسکے۔ اس میں حسب موقع چار سے دس اشعار تک پڑھے جاسکتے ہیں۔ اسمیں کچھ کلام مثلاً مصرعۂ اولیٰ کا پہلا جزو یا پورا مصرعہ یا اس کا حصہ سوز خواں تنہا ادا کرتا ہے بقایا میں بازو ساتھ دلواتے ہیں یعنی ہمنوا اور ہم آواز ہوتے ہیں۔

مثلاً کلام کا آغاز یعنی مطلع کا پہلا مصرعہ یا اس کا ابتدائی حصہ سوز خواں تنہا پڑھتا ہے۔ اسی طرح ہر شعر کا پہلا مصرعہ یا اسکا ابتدائی حصہ سوز خواں تنہا ادا کرتا ہے (یعنی انترہ کا ابتدائی حصہ) پھر تمام بازو ساتھ پڑھواتے ہیں۔ یہ بڑا بھرپور اور مؤثر جزو/ رکن ہوتا ہے جس سے مجلس اور سوز خوانی میں بڑی رونق آجاتی ہے تاہم وقت کی کمی کے پیشِ نظر اسے نظر انداز یا مختصر و محدود کیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات مرثیہ کی بجائے بین یا سلام کے بینیہ/مبکی اشعار پر بھی سوز خوانی کو ختم کردیا جاتا ہے اور مرثیے کی نیابت و کفایت ہوجاتی ہے۔

مرثیہ

سوز کے بعد اسے بنیادی اہمیت اور کلیدی حیثیت حاصل ہے قطعہ رباعی سلام حتیٰ کہ سوز بھی نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ مگر مرثیہ کے بغیر بالعموم مجلس اور سوز خوانی نامکمل اور تشنہ رہ جاتی ہے خواہ تین چار بند ہی پڑھے جائیں مگر حسب ضرورت موقع محل کی مناسبت سے مرثیہ پڑھنا ضرور چاہئے۔ مرثیہ سے قبل سوز خواں اپنی فنی مہارت اور تکنیکی ریاض و ریاضت اور تیاری و استادی کا مظاہرہ کرچکا ہوتا ہے اور مرثیہ میں فنی صلاحیت و استعداد کی بجائے صرف پُرسہ مقصود ہوتا ہے۔

مجلس کی مخصوص یا موضوع کی موزونیت و مناسبت کے مطابق تین سے دس بند تک ادا کئے جاتے ہیں اور اصل مقصد تعزیت پرسہ اور گریۂ و بکا ہوتا ہے جسے مآل مجلس قرار دیا جاتا ہے اسمیں سوز خواں اور تمام بازو بھرپور طور پر ہم آواز ہوکر پُر زور و مؤثر انداز اور بلند آہنگ میں کلام کی ادائیگی کرتے ہیں اور آس صرف کلام شروع کرنے کیلئے چند سیکنڈز کی حد تک محدود ہوتی ہے اگرچہ بعض گھرانوں کے اساتذہ مرثیہ میں بازوؤں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے کچھ سے آس اور کچھ سے کلام کی ادائیگی کا کام لیتے ہیں تاہم بالعموم مرثیہ میں آس کا رواج نہیں ہے اور ساری توجہ کلام کی ادائیگی بیانِ مصائب اور تعزیت پر مرکوز ہوتی ہے۔

بعض مقامات اور گھرانوں میں سوز خوانی اور مرثیہ خوانی اپنی ادائیگی کی وجہ سے فنی و تکنیکی طور پر دو مختلف چیزیں تصور کی جاتی ہیں۔ سوز خواں و مرثیہ خواں کے فرق کو اودھ اور دکن والے بخوبی سمجھتے ہیں۔ جہاں ''آس'' کے ساتھ پڑھنے والوں کو سوز

خواں کہا جاتا ہے مگر یہ علیحدہ بحث ہے۔

ان اجزا/اصنافِ سوز خوانی کے عملی مظاہرے کے لئے نصابِ سوز خوانی ملاحظہ فرمائیں۔

انتخابِ کلام

سوز خوانی میں ہمیشہ مستند و معیاری کلام پڑھا جاتا ہے اور ضعیف عامیانہ یا مناظرانہ انداز سے پرہیز برتا جاتا ہے انتخابِ کلام اور بندش کی ترتیب میں بڑی احتیاط اور اہتمام سے کام لیا جاتا ہے جدید مرثیہ اور مسدس میں رثائ اور پرسہ کم ہوتا ہے اور فکر و فلسفہ زیادہ اس لئے بالعموم جدید شعرأ کی بجائے قدیم اساتذہ کے کلام کو ترجیح دی جاتی ہے تاہم بعض جدید شعرأ نے بھی سوز خوانی اور سوز خوانوں کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے شہادت بین اور پُرسہ پر مبنی کلام بھی کہا ہے جو سوز خوانی میں پڑھا جاتا ہے۔ ایسا کچھ کلام آپکو زیرِنظر ''بستہ'' میں بھی ملے گا۔

اصطلاحاتِ سوز خوانی

صوتی علوم و فنونِ اسلامی میں قرأت و قوالی اور بالخصوص عزائی فنون میں صرف سوز خوانی ہی وہ شعبہ/فریضہ ہے جسے باقاعدہ علم وفن کا درجہ حاصل ہے۔ اسکی مختلف اصناف اجزأ اور ارکان ہیں ادائیگی کے اعتبار سے علیحدہ و جداگانہ منفرد و ممیز گھرانے اور خاندان ہیں جنہیں اصطلاحاً ''بستہ/بستے'' کہا جاتا ہے۔ عزاداری کی تمام اصنافِ ادائیگی میں باقاعدہ فن کا درجہ صرف سوز خوانی ہی کو حاصل ہے۔ اس کی اپنی اصطلاحات بھی جداگانہ اور مشخص ہیں۔ مثلاً

سوز خواں چوکی یا مسند پر دوزانو بیٹھتا ہے اور اسکے آگے تکیہ رکھا ہوتا ہے جو بالعموم سیاہ غلاف اور مقدس اسمأ ربائی یا شعر وغیرہ سے مزیّن و منقّش ہوتا ہے۔ استاد (لیڈر) جسے سوز خواں یا ''سَر'' کہتے ہیں درمیان میں اور ہمنوا/ساتھی دائیں بائیں اور دو سے زیادہ ہوں تو عقب میں بیٹھتے ہیں جنہیں ''بازو'' کہا جاتا ہے۔ اسمیں کلام کی ڈائری کو بیاض کی بجائے ''بستہ'' کہا جاتا ہے۔ اور یہی اصطلاح سوز خوانی کے دبستان (گھرانے) کیلئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ سوز خوانی میں دُھن، لحن، کمپوزیشن، طرز کیلئے جو اصطلاح استعمال ہوتی ہے اسے ''بندش'' کہتے ہیں۔ اس احتیاط و اہتمام و التزام و امتیاز کی وجہ سے بھی اسے جداگانہ مختلف ممیز اور مشخص مقدس علم وفن کا درجہ حاصل ہے لیکن یہ امتیاز وشرف اور انفرادی حیثیت عام گھریلو اور زنانہ سوز خوانی کی نہیں صرف قدیم روایتی تکنیکی وفنی مردانہ سوز خوانی کی ہے۔

سوز خوانی کیلئے ضروری لوازمات اور چند امتیازات

کلاسیکی موسیقی سے متاثر و ماخوذ ہونے کے باوجود اپنے تقدس، مقاصد اور ادائیگی کے اعتبار سے بھی سوز خوانی ایک منفرد و ممیز، مشخص مقدس اور مختلف و مشکل علم وفن ہے۔

سوز خواں کیلئے خداداد صلاحیت و نعمتِ آواز یعنی ''خوش الحانی'' اور خوش گلو ہونے کے علاوہ مناسب ''مشق و ریاض'' بلکہ ریاضت بھی ضروری ہے اور محض آواز کی موزونیت و فنی مہارت کافی نہیں ہے بلکہ ''سوزِ دل'' بھی ضروری ہے جب تک پیغام و کلام اور مقصد اور اہلبیتؑ سے محبت یعنی ذاتی تعلق اور وابستگی Involvement نہ ہو سوز خوانی کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

گائیکی کے کسی بھی شعبہ میں بیک وقت ناک کان گلا جبڑا سینہ وغیرہ کا استعمال نہیں کرنا پڑتا جبکہ سوز خوان کو ان سب کا استعمال کرنا پڑتا ہے اور سب سے نچلا میٹھا دھیما سُر بھی استعمال کرنا پڑتا ہے اور سب سے اونچا سُر بھی۔ کلام و پیغام کے مزاج و تاثر اور مقصدیت کو ملحوظ رکھ کر ہی ادائیگی اور سوز خوانی کا حق ادا کیا جاسکتا ہے اور سُروں کا انتخاب و استعمال نہایت باریکی اور

احتیاط سے محض کلام و پیغام کی موزونیت و مطابقت کو ملحوظ رکھ کر کیا جاتا ہے اور بندش کے انتخاب و ترتیب میں کلام و پیغام اور الفاظ کو بنیادی و لازمی اہمیت و حیثیت حاصل ہوتی ہے اور شایانِ شان بندش مرتب و موزوں کی جاتی ہے۔ سوز خوانی کی بندش مروجہ تمام اصناف ادائیگی و گائیکی سے مختلف و مشکل ہوتی ہے اور غیر ضروری زمزمہ لے کاری رنگینی اور تان بازی سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

سوز خوانی کا آغاز و ارتقاء اور مختلف خاندان و دبستان (بستے)

چونکہ یہ ایک غیر اطلاقی بحث ہے اور عام سوز خوان کیلئے اسکا جاننا زیادہ ضروری بھی نہیں ہے اس لئے ہم نے یہاں بھی اس سے صَرفِ نظر کیا ہے تاہم ہمارے مختلف مضامین و مقالات اور کتاب و مجلہ (صوتی علوم و فنون اسلامی) میں یہ موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔

اس منتخب مجموعہ کے قارئین کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ نظم و لحن کے امتزاج سے پیش کی جانے والی تمام اصنافِ عزا کا طریقہ آغاز وہی سُنائی/سواری ہے جو مدینہ واپسی کے موقع پر حکم امامؑ سے بشیرؒ ابن جزلم نے پیش کی تھی یا پھر فرزدقؔ و دعبلؔ کے مرثیے، برصغیر پاک و ہند میں بارہویں صدی ہجری کے اختتام اور تیرھویں صدی کے آغاز میں سوز خوانی کے ابتدائی آثار و اذکار ملتے ہیں جن علاقوں کو اسکا منبع و مرکز قرار دیا جاتا ہے ان میں جنوبی ہند (دکن)، اودھ (لکھنؤ)، آگرہ، دہلی، الور جے پور، رام پور اور پنجاب شامل ہیں تاہم دکن، اودھ یعنی لکھنؤ اور گرد و نواح کے علاوہ دہلی اور یوپی کے بعض دیگر مقامات کو بھی اسکا مخزن و مصدر قرار دیا جاتا ہے جہاں تسلسل و تواتر سے سوز خوانی کے آثار اور گھرانے (بستے) موجود رہے ہیں۔

ان بستوں کے موجد و مورث اور بانی بالعموم وہ لوگ ہیں جو موسیقی و عزاداری دونوں سے گہری وابستگی اور دلچسپی رکھتے ہیں ان میں سے بعض سادات اور اتائی (عطائی) تھے تو بعض غیر سادات اور صاحبِ میراث۔ بہرحال وہ اتائی و اتفاقی ہوں یا خاندانی اور میراثی سب کے مقاصد اور مراتب اپنی اپنی جگہ یکساں اور مسلّم ہیں۔ ان میں بعض کی وجہ شہرت و شناخت موسیقی و گائیکی ہے اور بعض کی محض عزاداری و سوز خوانی۔ یہ ایک علیحدہ موضوع اور طویل فہرست ہے اور اس مجموعہ کیلئے غیر ضروری بھی۔ تاہم سوز خوانی کے آغاز و ارتقاء اور مختلف ادوار کی تفصیلی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے چند ضروری اور بنیادی معلومات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوز خوانی کا آغاز و ارتقا

رجب علی بیگ سرورؔ ہوں یا محمد حسین آزادؔ (فسانہ عجائب /فسانہ آزاد، آبِ حیات)، ڈاکٹر سیّد سکندر آغا (سوز خوانی) ہوں یا محمد علی خاں (تذکرہ ذاکرین)، ڈاکٹر افضل امام ہوں یا سیّد اسرار حسین خاں (ہنرمندانِ اودھ)، ضمیر اختر نقوی ہوں یا کونسلر محمد ہاشم زیدی (تاریخ شیعہ اور لکھنؤ)، سوز خوانی کے آغاز و ارتقاء کے بارے میں ان کے بیانات میں خاصا تضاد، اختلاف اور ابہام پایا جاتا ہے۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ دیگر محققین اور تذکرہ نگاروں نے سوز خوانی کی بجائے سوز خوانوں اور مرثیہ خوانوں پر گفتگو کی ہے اور کسی قدر اپنے ذاتی خیالات و نظریات کو ترجیح دی ہے۔ محمد علی خاں ابنِ مولوی یاور خاں صاحب ذاکر و سرگروہِ مرثیہ خوانان نے علامہ رشید ترابیؒ کی تحریک و تشویق پر تذکرہ ذاکرین کی تالیف کی جو مشیر عالم پریس حیدر آباد دکن سے ۱۳۶۱ھ میں شائع ہوا جنہوں نے عہد بہ عہد عزاداری اور بالخصوص سوز و مرثیہ خوانی پر

روشنی ڈالی اور محمد قلی قطب شاہ کے عہد کو سوز خوانی کا آغاز قرار دیا یعنی تقریباً ایک ہزار سنِ ہجری سے سوز خوانی کا آغاز ہوا۔

ان کے بعد بارھویں صدی کے اختتام اور تیرھویں صدی کے آغاز سے سوز خوانوں کا مسلسل تذکرہ کیا گیا اور ان سوز خوانوں کو بطور خاص شامل کیا گیا۔ چندا بی بی (مہ لقا بائی)، خوشحال خاں، احمد خاں، حسن، سیّد ولی، سیّد غلام اصغر، کریم، حاجی محمد خاں، خادم علی، مرزا عباس، وزیر علی، سیّد عباس، میر اسد علی، میر ضامن علی، تراب خاں، جمال خاں، فیض خاں، حسین خاں، عظمت علی، حسین علی، میر محمد علی، سیّد دلدار علی، سیّد زینت علی، سیّد علی، مدار، مومن علی ابنِ مرتضیٰ حسین، غلام علی، مرزا حیدر بیگ، محمد خیر اللہ، مومن علی، تراب علی خاں، خادم حسین، مراد علی خاں، حیدر علی، شجاعت علی، یعقوب علی، مرزائی، حیدر مرزا، صفدر مرزا، سیّد آلِ حسن، سیّد تعشق حسین، سیّد باقر حسین، کالے خاں، سیّد محمد عباس، گھڑو خاں، سیّد میر علی، فدا حسین، عباس حسین، سیّد عباس حسین، سیّد تصدق حسین (خورد)، سیّد تصدق حسین (کلاں)، عباس علی خاں، پتھرو خاں، چھوٹو خاں، کاظم علی، ابراھیم علی، غلام حسین، ابراھیم علی خاں، سیّد ولایت علی، دوست علی خاں، میر محمد علی، سعادت علی، حکیم میر داور علی، وزیر علی، نثار حسین، سیّد عابد حسین، سیّد مصطفیٰ حسین، جہانگیر علی، حسین علی، یاور خاں، سیّد سراج الحسن، سیّد وحید حسن، سیّد محمد حسین، سیّد عسکری حسین، سیّد غلام سجاد، سیّد منصور حسین، سیّد شفقت حسین، سیّد حمایت علی، میر مومن علی، صمصام علی، کاظم علی، حامد حسین، رضا حسین، محمد علی، افتخار حسین، عباس علی وغیرھم۔ ان سوز خوانوں کے علاوہ فاضل تذکرہ نگار نے ان کے بازوؤں اور شاگردوں کے نام بھی تحریر کئے ہیں۔ جو مذکورہ کتاب میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں (یہ کتاب کراچی کے معروف بزرگ دکھنی سوز و مرثیہ خواں اور شاعر خادم علی پاڑو بھائی کے پاس محفوظ ہے)۔

اس کتاب میں لکھنؤ اور دیگر مقامات کی سوز خوانی اور سوز خوانوں کا تذکرہ بھی ضمناً موجود ہے اور لکھنؤ کی سوز خوانی اور سوز خوانوں میں میر فدا علی و حمزہ علی، مرزا اچھے صاحب، عابد علی لکھنوی، سیّد سجاد حسین لکھنوی، نادر لکھنوی، منجھو صاحب لکھنوی، بندہ حسن لکھنوی اور دیگر سوز خوانوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

اسی کتاب میں اس بات کی بھی صراحت کی گئی ہے کہ لکھنؤ سے تعلق رکھنے والے میر خلیقؔ اور انیسؔ و دبیرؔ کے عہد کے معروف ماہرِ فن سوز خواں میر علی صاحب، نے سب سے پہلے فنِ گائیکی اور سوز خوانی کو الگ کر کے نہ صرف ان میں امتیاز بلکہ سوز خوانی کو انفرادیت اور کمال بھی بخشا۔ رجب علی بیگ سرور نے بھی انہی میر علی صاحب کو سوز خوانی کا اوّلین مستند استاد تسلیم کیا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر افضل امام کے بقول میر علی کی تربیت لکھنؤ کے سوز خوان حیدری خان نے کی تھی۔ جب کہ سیّد اسرار حسین خاں نے ہنرمندانِ اودھ کے تذکرہ میں ناصر خاں تان سینی کو میر علی حسن اور ان کے بھائی میر بندہ حسن کا استاد قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں بعض محققین میر احمد کو میر علی کا استاد اور بعض میر احمد کو میر علی کا شاگرد قرار دیتے ہیں۔ جب کہ مولانا عبدالحلیم شرر اور ہاشم زبدی کے بقول حنفی العقیدہ خواجہ حسن مودودی اس فن کے موجد و بانی ہیں۔ ڈاکٹر سکندر آغا کے بقول خواجہ میر درد کے نواسے میر علی اور میر بندہ حسن ہی سوز خوانی کے اولین مستند اساتذہ ہیں۔ جن کے بعد میر مہدی حسن جنگ، جگت استاد سیّد سجاد حسین، نواب منجھو، نواب نادر مرزا نے فنِ سوز خوانی کو کمال بخشا۔ جبکہ امجد علی شاہ کے دربار سے وابستہ میر انشاء اللہ خاں کی تین بیٹیاں یا نواسیاں حیدری بیگم، محمدی بیگم اور ننھی بیگم بھی اس فن کی ابتدائی ماہرین میں سے ہیں۔

میر علی کے بعد جن سوز خوانوں کا تذکرہ ملتا ہے ان میں میر احمد، احمد علی خاں، میر ذکی، سلطان علی خاں، میر مہدی حسین، محمد مرزا خاں، سید سجاد حسین، نادر صاحب، نواب اچھے صاحب، میر ذکی کے بھانجے اور شاگرد میر محمود، میر محمود کے فرزند میر علی محمد اور پھر بڑے آغا اور حال ہی میں وفات پانے والے نواب آغا جانی بھی شامل ہیں۔

ڈاکٹر سید سکندر آغا نے حضرتِ علامہ سید عقیل الغروی کی تحریک و تشویق پر مرتبہ تحقیقی کتاب ''سوز خوانی'' میں ان سوز خوانوں کا تذکرہ کیا ہے۔ سید آباد محمد نقوی و سید سبطِ جعفر زیدی اور ظہور جارچوی (پاکستان)، سید ابرار حسین مرحوم، سید اختر امام، اختر جہاں، اسحاق حسین رضوی، آفاق حسین پاروی، سید آلِ حسن مرحوم، اولاد حسین آہ مرحوم، سید امیر حیدر مرحوم، بنے صاحب سحر مرحوم، نواب بنے صاحب مرحوم، نواب ننھے صاحب مرحوم، سید توقیر حسین، ثروت حسین، جیو بیگم، جیوتی سروپ پانڈے، سید حسن مثنیٰ، حسن جعفر مرحوم، حسن رضا، حسین رضا، حیدر بخش، حیدر یعقوب، رضا حسین مرحوم، سید رضی مرحوم، زرینہ بانو، زندہ رضا مرحوم، سالار مراد علی خان مرحوم، سکندر جہاں، سید شاہ حسن عسکری مرحوم، شگفتہ بانو، صفدر عباس سیفی، سید محمد اظہر زیدی، ظفر عباس مرحوم، سید ظہیر حسین، ظلِ حسنین جعفری، عباس باندی مرحوم، سیدہ عشرت بانو زیدی، فتح علی خاں زیدی، عرفان حسین، فیاض الحسن خاں، قاسم علی مرحوم، کرامت الزہرا مرحومہ، کلو، کنیز مرتضیٰ، آنجہانی لچھو مہاراج، لئیق بانو، مغل جان مرحوم، مشیر حسن، مرتضیٰ باندی مرحومہ، میر محرم علی مرحوم، محمد وقیع، متقی حسین زیدی مرحوم، سید محمد مرتضیٰ، منجھو مرحوم، نبن مرحوم، نجم الحسن رضوی، نواب جانی مرحوم، سید واصف علی زیدی مرحوم، وزیر علی مرحوم، وصی علی مرحوم، ولی حیدر مرحوم، ہادی رضا ہاشم حسین (آپ سے گزارش ہے کہ تمام مذکورہ بالا مرحومین کے لئے ایک سورۃ فاتحہ تلاوت فرمادیں)۔

بہرحال خوش آئند بات یہ ہے کہ اب بھی اودھ، آگرہ، الور، جے پور، دہلی، امروہہ سادات بارہہ، بجنور، سہارنپور اور دکن کے علاوہ بہار اور یوپی کے بعض دیگر علاقوں کے افراد بھی اس شعبہ میں سرگرم عمل ہیں۔ پنجاب کا طرز سوز و سلام اور بوہری حضرات کا طریقہ ادائیگی ذرا مختلف ہے مگر سوز خوانی ہی کے زمرہ میں آتا ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت بھارت میں سوز خوانی کی کوئی مستند و معتبر اور نمائندہ شخصیت یا تسلسل نہیں ہے تاہم بحمدِ اللہ پاکستان اور بالخصوص کراچی میں تقریباً ہر علاقہ، طبقہ، خطہ اور ہر برادری کے سوز خوان اور دبستان (بستے) موجود ہیں اور اب کچھ نو آموز و نو وارد نوجوان سوز خواں بھی اس طرف مائل و متوجہ ہورہے ہیں اور گلگت، بلتستان اور دیگر شمالی علاقوں کے علاوہ پنجابی، سندھی، سرائیکی، پشتو، گجراتی اور ہندکو بولنے والے حضرات کے علاوہ وادیٔ بولان کی ہزارہ برادری میں بھی ملک اور بیرون ملک یہ ذوق شوق پروان چڑھ رہا ہے اس سلسلہ میں ادارۂ ترویج سوز خوانی کی خدمات و کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ تحفظ و بقا اور تجدید و ترویج سوز خوانی کے سلسلہ میں اتنے موقر و مؤثر اقدامات اس سے پہلے کبھی نہیں کیئے گئے۔

بانیان و منتظمینِ مجالس/مومنین سے گزارش

بانیان و منتظمین مجالس کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ:

☆ ہر مجلس میں سوز خوانی/سوزخواں کا انتظام و اہتمام کریں۔

☆ سوز خواں سے پہلے وعدہ لیکر اسکا نام اعلان و اشتہار میں شامل کریں۔

☆ مجلس مقررہ وقت پر شروع کی جائے اور سامعین و سوز خواں کو صحیح وقت بتایا جائے۔ غلط وقت دینا یا پابندیٔ وقت

نہ کرنا دھوکہ دہی اور بدعہدی ہے

☆ سوز خواں کیلئے آمد و رفت کا اہتمام کیا جائے اور ذاکر اوّل کی حیثیت سے اسکے مقام و احترام کا خیال رکھا جائے اور سنتِ امامؑ کے مطابق ان سے شایانِ شان سلوک کیا جائے۔ (تبرک اور نذر/ نذرانہ بھی سنتِ امامؑ ہے)

☆ مومنین/ سامعین کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ مقررہ وقت پر مجلس میں پہنچ کر سوز خوانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ (تاہم سوزخوانوں کو مومنین سے کوئی تقاضہ مطالبہ یا توقع نہیں رکھنا چاہیے)۔

صوتی فنون خصوصاً سوز خوانی سے وابستہ افراد کیلئے اہم ہدایات

خوش گلو اور خوش الحان ہونا یعنی خداداد صلاحیت ''آواز'' کے ساتھ ہی فنی مشق و مہارت یعنی ''ریاض'' ہر قسم کی صوتی ادائیگی کیلئے لازمی وبنیادی صفت وخصوصیت ہے تاہم سوز خوانی میں ایک اضافی شرط ''سوز دل'' بھی شامل ہے کہ کلام و پیغام کی پر سوز ومتاثر کن ادائیگی تب ہی ممکن ہے جب آپ کلام کو دل کی گہرائی معانی ومفاہیم سے مکمل آگاہی اور جذباتی وابستگی اور بھرپور جوش عقیدت ومحبت کے ساتھ ادا کریں۔

ہر زبان اور ہرقسم کی عبارت و الفاظ کو صحیح تلفظ اور مخارج ویا تجدید وقرأت کے اصولوں کے ساتھ ادا کرنے کی صلاحیت ہرقسم کے کلام کی ادائیگی کیلئے بنیادی ولازمی صفت ہے سوز خوانی چونکہ اردو زبان ہی سے متعلق ہے کہ جس میں عربی فارسی اور دوسری زبانوں کے الفاظ واثرات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں اسلئے سوزخواں کیلئے زبان وبیان کا لحاظ زیادہ ہی ضروری ہوتا ہے۔

چونکہ سوزخوان کو کلام وبندش کے باہمی تعلق وتلازم کی روشنی میں ادائیگی کرنا ہوتی ہے اسلئے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ واقعات وشخصیات اور کلام کے پس منظر و مطالب سے آگاہی ضرور رکھتا ہو کہ اسطرح اچھے سوزخواں کا مطالعۂ تاریخ و ادب و مذہب بھی اچھا ہونا چاہئے۔ اور اسے عام موسیقی راگ راگنی اور سُروں کی زیادہ واقفیت ومہارت کی تو ضرورت نہیں ہے مگر کلام اور بندش کی ضرورت تقاضوں اور تعلق سے آگاہی کیلئے سوز خوانی کیلئے موزوں سُروں کی واقفیت اضافی مگر بنیادی شرط ہے تاکہ آلائشِ طرب کو علیحدہ کرکے سُروں کو سوز کے دریا میں پاک کرکے کلام کی شایانِ شان ادائیگی کا حق اور فرض ادا ہوسکے اتنا اہتمام کسی دوسرے فن گائیکی یا صنفِ موسیقی کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔

اسی طرح عام گائیکی وادائیگی کے برعکس سوزخوان کو چونکہ کومل اور تیور (سب سے نچلے اور اونچے) مدھم پنچم غرضیکہ ہر طرح کے سُروں کو استعمال کرنا اور کام لینا ہوتا ہے اسلئے اسے اپنی آواز یعنی گلے کی صحت و سلامتی اور کارکردگی پر نظر رکھنا چاہئے اور معمولی سی خرابی کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

واضح رہے کہ ایک مکمل سوزخوان کو بیک وقت یعنی ایک ہی نشست بلکہ بعض اوقات ایک ہی کلام اور بندش کی ادائیگی میں نچلے اور اونچے سُروں کے علاوہ سینہ ناک اور جبڑے سے کام لینا ہوتا ہے اور کوئی ساز یا ساؤنڈ سسٹم اسکا معاون ومددگار نہیں ہوتا کہ سوزخوانی نہایت سکون اور اطمینان کیساتھ حاضرین وسامعینِ مجلس کے سامنے براہِ راست پیش کی جاتی ہے اور ساز یا ماتم کے شور میں کسی خرابی یا خامی کو چھپایا دبایا نہیں جاسکتا۔ اس سلسلے میں معالجین وطبی ماہرین مختلف ادویات علاج اور پرہیز تجویز کرتے ہیں تاہم ہر شخص اپنے مخصوص مزاج اور کیفیت و

طبیعت کے مطابق ان ہدایات کو اختیار کرسکتا ہے بالعموم گلے کا استعمال اور کام کرنے والے ٹھنڈی (یخ) تلخ و ترش (کھٹی) اور روغنی (یعنی زیادہ چکنائی اور چربی والی) اشیاء سے پرہیز کرتے ہیں۔ تیز مرچ، کھٹی اشیأ (دہی اَچار چٹنی) اور ٹھنڈا پانی تو قطعاً استعمال نہیں کرتے جبکہ نزلہ زکام کھانسی اور راتوں کو مسلسل جاگتے رہنے سے بھی گلے اور آواز پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تبدیلی آب و ہوا موسم کی تبدیلی گرد و غبار ائر کنڈیشنر کی ہوا اور سگریٹ (تمباکو) نوشی بھی آواز اور گلے پر اثر انداز ہوتی ہے۔

سوز خوان کو زیادہ سے زیادہ دیر سانس روکنے اور ایک ہی مسلسل آواز میں مختلف سُروں کی آس (آ کار) کی مشق بھی کرنا ضروری ہے کہ اگر آپ کا اسٹیمنا کم ہوگا تو شاید آپ پورے مصرعہ اور بندش کو ایک سانس میں ادانہ کرسکیں اور بعض اوقات یہ ضروری ہوتا ہے اور غلط جگہ توڑ دینے سے معانی بدل یا الٹ جاتے ہیں جیسے حضرت نجم آفندیؒ کے مشہور سلام کا مصرعہ غلط جگہ توڑ دینے سے معنی تبدیل ہوجاتے ہیں اور سننے والا پریشان ہوجاتا ہے۔

"اپنی طرف سے چھیڑ نہ، اپنی طرف سے جنگ"

یہ مسلکِ حسین علیہ السلام ہے!

جبکہ یہ مصرعہ یوں ادا کیا جانا چاہئے

"اپنی طرف سے چھیڑ، نہ اپنی طرف سے جنگ" اسطرح غلط جگہ توڑنے سے چھیڑ نہ کی بجائے چھیڑنا سننے میں آتا ہے یا یہ مصرعہ ملاحظہ فرمائیں

"بے چین تھی صغریٰ جو فراقِ پدری سے"

اب اگر اسٹیمنا نہ ہو اور آواز پر کنٹرول کمانڈ نہ رہے تو اسکی ادائیگی اور ابلاغ بڑے بڑے وقفوں اور اوقاف کے بعد یوں ہوتا ہے

بے ے چے ے اسے ے این تھی صغرا جو فرا آ تے اے ے پد۔ ری ی ای ی سے اے ے اے اے ے ے اے۔ ظاہر ہے کہ جتنا بڑا سانس ہوگا اسی تسلسل و تواتر و اتصال کے ساتھ صحیح طور پر ابلاغ ہوسکے گا۔ اور حرف لفظ بھی نہ ٹوٹنے پائے اور بندش بھی غیر ضروری طور پر منقطع یا معطل و منفصل نہیں ہونا چاہیے۔

سوز خواں کو چاہیے کہ وہ اپنے بازؤوں کا احترام کریں اور انکی عزتِ نفس کا خیال رکھیں خود بھی عزت کریں دوسروں سے بھی انکی عزت کروائیں اور دورانِ مجلس تنبیہ و تأدیب نہ کیا کریں۔ سوز خوان کو چاہیے کہ وہ تمام اجزاء و عناصر سوز خوانی کی واقفیت و مہارت حاصل کرے یعنی رباعی قطعہ سوز بین سلام مرثیہ سب کچھ تنِ تنہا بھی ادا کرنیکی صلاحیت رکھتا ہو اور بازؤوں کو بھی بطور معاون و نائب و متبادل تیار کرے بازؤوں کا اہتمام بھی آداب و لوازماتِ سوز خوانی میں سے ہے بہتر ہے کہ ہم عمر یا نو عمر قریبی اعزہ اور ذاتی حلقۂ اثر کے افراد کو جو صلاحیت اور شوق رکھتے ہوں بازو بنایا جائے بہر حال "آس" کا نظام و انتظام بھی رباعی قطعہ اور سوز و سلام کی حد تک ضرور رکھے اسکے بغیر سوز خوانی میں رونق اور کشش پیدا نہیں ہوتی۔

سوز خواں/ سلام و نوحہ خواں کو چاہئے کہ وہ یا تو شاعر کا حوالہ دے ورنہ مقطع ضرور پڑھے کہ یہ اسکا فریضہ اور شاعر و سامعین کا حق ہے۔

سوز خوان کیلئے ضروری ہے کہ بیاض و بستہ کا بھی اہتمام کرے اگرچہ اساتذہ اور روایت پسند حضرات قطعات رباعیات اور سوز کیلئے علیحدہ، سلام و بین کیلئے علیحدہ اور مراثی کیلئے علیحدہ یعنی کم از کم تین مجامیع رکھتے ہیں جنہیں سیاہ جُزء دان میں ادب و احترام اور اہتمام کے ساتھ رکھا جاتا ہے تاہم کم از کم ایک ہی

بڑی بیاض میں ان سارے کلام کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اشاریہ کے ساتھ تحریر کرنا چاہیے۔ اور اس سرمایہ کی ایک سے زائد نقول یا نسخہ(بازؤوں کے پاس بھی) موجود و محفوظ ہونا چاہیے۔

اس ضمن میں بزرگ سوز خوانوں یا بازار میں دستیاب مجامیع سے بھی انتخاب کیا جاسکتا ہے بہتر ہے کہ خود شاعر یا کسی ذی علم انسان سے کلام کی ادائیگی وصحتِ الفاظ یعنی درست تلفظات کی تصدیق و توثیق کرالی جائے اسطرح اگر کوئی غلطی طباعتِ کلام یا ادائیگی میں ہوئی تو خلوت و تنہائی میں ایک فرد کے سامنے درست ہوجائیگی اوراس غلطی و ناواقفیت کا علم ایک ہی شخص کو ہوگا جبکہ مجلس میں وہ غلطی ہزاروں افراد پر سوز خواں کی جہالت یا کم علمی کو آشکار کردے گی مثلاً آپ نے بیشتر معروف سوز خوانوں سے سنا ہوگا جو جناب سیدہؑ کی شہادت سے متعلق مرثیہ ''جب خلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا'' کے ایک مصرعہ

''شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا''

کو اسطرح پڑھتے رہے ہیں

''شبیرؑ کو میری نظرِ بد سے بچانا'' (معاذ اللہ)۔

بلکہ اگر کسی شاعر کی بھی غلطی ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہئے یا کسی معتبر شاعر سے اس کی اصلاح کرالینا چاہئے۔

یہ بانیِ مجلس کا فریضہ ہے کہ وہ مجلس کے اعلان و اشتہار میں سوز خوان کے نام کی بھی تشہیر کرے پابندیٔ وقت کا خیال رکھے سوز خوان کی پذیرائی اور آمدورفت کا خیال رکھے تاہم سوزخوان کو از خود اس قسم کا مطالبہ تقاضہ یا توقع نہیں کرنا چاہئے کہ اصل جزا اور حقیقی اجر و ثواب انہیں بارگاہ ایزدی و دربارِ معصومینؑ ہی سے ملنا ہے انکے خزانہ میں کمی ہے نہ اندھیر نہ ہی وہ کسی کا احسان رکھتے ہیں نہ نیکوکاروں کا اجر ضائع کرتے ہیں بلکہ دونوں جہانوں میں خوب خوب نوازتے ہیں بس ذرا صبر اور توکل وقناعت کی ضرورت ہے۔

سوز خوان کو چاہیے کہ وہ مناسب لباس وضع قطع اور اچھی اطوار اختیار کرے کہ اسکا منصب اور مقام و مرتبہ اور مومنین کی اسکے بارے میں حسنِ عقیدت بھی اس سے مثالی کردار کی توقع رکھتی ہے یعنی دنیاوی طور پر بھی اسے اچھا سچا مسلمان اور مثالی انسان ہونا چاہئے ویسے بھی سچا مسلمان ہی اچھا انسان اور اچھا فنکار ہوسکتا ہے۔

سوز خوان کو آدابِ نشست و برخاست کا بھی لحاظ چاہئے تخت، تکیہ یا مائک اورمومنین کے سامنے بیٹھنے کے بعد گنگنانا، بھنویں یا ہاتھ چلانا غیر ضروری طور پر دائیں بائیں دیکھنا اور سوز خوانی کے درمیان غیر ضروری طور پر باتیں یا تقریر کرنا بار بار نعرہ صلوات کہنا لوگوں کو زبردستی دادو تحسین یا گریہ و بکا کی دعوت دینا زانو سینہ یا ہاتھ پاؤں کو ڈرامائی طور پر پیٹنا یہ سب آدابِ مجلس و شرافتِ نفس اور سوز خوان کی شان اور وقار کے بھی منافی ہے۔ دورانِ مجلس بازوؤں کو تادیب یا تنبیہ و تنقید کرنا بھی نامناسب طرزِ عمل ہے۔

سوز خوان کو احتیاطاً مقررہ وقت سے بھی کچھ پہلے مجلس میں پہنچ جانا چاہیے کہ وہ ذاکر اول ہوتا ہے اسکی موجودگی سامعین اور خصوصاً بانیٔ مجلس کیلئے تقویت وطمانیت کا باعث ہوتی ہے ایصالِ ثواب کی مجلس میں اسے قرآن خوانی میں حصہ لینا چاہئے اور کوئی دوسری مجلس یا اہم مصروفیت نہ ہو تو سوز خوانی کے بعد بھی مجلس میں رہنا چاہئے۔ رخصت ناگزیر ہو تو ذاکر اور بانی مجلس سے اجازت ورخصت اور معذرت بھی اچھی عادت وروایت ہے۔

بعض اوقات حصولِ برکت کیلئے یا کسی وجہ سے ذاکر کی

آمد میں تاخیر کے باعث بھی سوز خوانی سے پہلے حدیثِ کساء اور بعد میں سلام کی ضرورت پیش آجاتی ہے ایسے آڑے وقت میں مجلس کی تنظیم وترتیب کو برقرار رکھنے کیلئے سوز خوان کو چاہئے کہ وہ حدیث کساء کی تلاوت اور سلام پڑھنے کی تیاری و آمادگی رکھتا ہو اسلئے کہ سوز خوانی کو نظریہ ضرورت کے تحت غیر ضروری طول دینے سے اسکا حسن وتوازن اور تأثر مجروح ومتاثر ہوتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو جو سوز خواں مرثیہ تحت اللفظ نوحہ اور زیارت پڑھانے کی بھی اضافی صلاحیت رکھتا ہو۔

بہتر ہے کہ سوز خواں ایک وقت اور پہر یعنی سیشن میں ایک ہی وعدہ کرے اسلئے کہ بانیانِ مجالس بصد اصرار پابندی وقت کی یقین دہانی اور تاکید تو کراتے ہیں مگر بوجوہ عمل در آمد میں ناکام رہتے ہیں یوں مہلت وگنجائش نہ ہونیکی وجہ سے بعض اوقات کئی یا کوئی ایک مجلس خراب یا متاثر ہوتی ہے جو بدنظمی وبدمزگی کا باعث ہوتا ہے ویسے اس سلسلہ میں بالعموم کوتاہی بانی مجلس کی طرف سے ہوتی ہے مگر خمیازہ سوز خوان کو بھگتنا پڑتا ہے۔

سوزخواں کو چاہئے کہ وہ حسب موقع اپنے بازوؤں کو پیش خوانی کے طور پر اپنے سامنے یا ساتھ بٹھا کر قطعہ رباعی سوز وغیرہ پڑھنے کا موقع فراہم کرے تا کہ اس کا تعارف تربیت اور حوصلہ افزائی ہو سکے۔ بعض اوقات بانی مجلس یا کوئی سادہ لوح سامع کسی نامناسب کلام کی فرمائش کردیتا ہے بہتر ہے کہ ایسے موقع پر پیشگی معذرت کرلی جائے اگر تعمیل وتکمیل ناگزیر ہی ہو تو علانیہ طور پر اسکی وضاحت کردی جائے۔

سوزخواں کو مجلس اور مخصوصی کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے ضروری نہیں ہے کہ تمام اجزاء اور عناصر پر مشتمل مکمل سوز خوانی (نصف گھنٹہ پر مشتمل) لازمی طور پر کی جائے ذاکر اور صورتحال کی موزونیت ومناسبت کو بہر حال ملحوظ رکھنا چاہئے اسکے لئے قطعہ رباعی سوز یا سلام میں سے کسی رکن کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے علاوہ ازیں مرثیہ کا بھی انتخاب اسطرح ہو کہ اسمیں اختصار یا طوالت وتفصیل کی گنجائش ہو تا کہ حسب ضرورت سمیٹا یا پھیلایا جاسکے اور بانی مجلس کو ختم کرنے کیلئے اشارہ یا پرچہ کی ضرورت نہ پڑے یا اگر اسے مرثیہ کے دوران ہدایت موصول ہو کہ" مولانا ابھی نہیں آئے ذرا طول دیدیں" تو مرثیہ (سوز خوانی) خراب کرنے یا غیر ضروری طول دیکر اسے بے کیف وبے مزہ کرنے کی بجائے سوز خواں مرثیہ کو مقررہ اصل مقام پر ختم کرکے منبر پر سلام پڑھ کر اس وقفہ یا خلاء کو پُر کردے۔

اس ضمن میں ممدوح کا خیال رکھے یعنی مخصوصی کی مناسبت سے کلام خصوصاً مرثیہ کا انتخاب کرے ایسا نہ ہو کہ شہادت اور مجلس تو جنابِ سیدہؑ کی ہو اور کلام خصوصاً مرثیہ علیؑ اکبر کا پڑھا جا رہا ہو۔ بلکہ ایصالِ ثواب کی مجالس میں بھی ایام یا مرحوم کی مناسبت سے بیانِ مصائب اور مرثیے کا انتخاب کیا جاتا ہے مثلاً خاتون کی مجلس ہے تو خاتونِ جنت کا مرثیہ اور جوان کے ایصال ثواب کی مجلس ہے تو کربلا کے کسی جوان کا مرثیہ۔

جہاں تک ایصالِ ثواب سے متعلق مجالس کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں نہایت احتیاط اور خصوصی اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے بھی کہ ایسے اجتماعات اور مجالسِ ترحیم وتعزیت میں ذاتی تعلق کے حوالے اور مروّت ودنیا داری کے تحت غیر اقوام کے افراد اور ہم عقیدہ غیر مجلسی افراد بھی شرکت کرتے ہیں جنہیں مجالس اور اس قسم کے اجتماعات میں شرکت وسماعت اور سوز خوانی وخطابت کا کوئی تجربہ یا سابقہ نہیں ہوتا اور انکا مشاہدہ اور تجربہ سو فیصدی اسی مجلس پر مبنی ہوتا ہے جسمیں وہ اتفاقاً یا مروتاً شریک ہوگیا ہے اب اگر اسے کوئی معیاری ومعقول اور متاثر کن کلام و

بندش سننے کو ملے گی تو اسکا تاثر خوشگوار ہوگا اور مزید تحریک و ترغیب اور تشویق کا باعث بنے گا بصورتِ دیگر اسکے احساسات وتأثرات برعکس یعنی منفی ہوں گے۔

یوں بھی سوز خوانی میں اختلافی متنازعہ مناظرانہ یا ضعیف روایت اور غیر معیاری کلام و بندش کو رسوخ و نفوذ حاصل نہیں ہے سوزخواں کو نہ صرف حاضرین وسامعین مجلس بلکہ ان بظاہر غیر حاضر و غائب سامعین پر بھی نظر رکھنا چاہئے جو آواز کے دوش پر یا کیسٹ کے توسط سے اسکے دائرہ سماعت میں آتے ہیں۔

سوزخوان کو چاہیے کہ وہ پڑھتے وقت بیاض پر گھڑی وغیرہ رکھ لے (آف یا Silent/Vibrater پوزیشن پر موبائل فون بھی رکھا جاسکتا ہے) نیز ڈائری یا نوٹ بک میں اپنی مجالس کے ساتھ یہ بھی ریکارڈ اور اندراج رکھے کہ اسنے کب کہاں کیا پڑھا ؟ تاکہ جب اسی اجتماع یا مخصوصی میں دوبارہ جائے تو پرانا ہی کلام نہ دہرائے کہ جولوگ باقاعدہ اہتمام کرتے اور ریکارڈ رکھتے سنتے ہیں انہیں بڑ ی مایوسی ہوتی ہے جس سے سوز خواں کی حیثیت اور وسعت متاثر ہوتی ہے۔ سوز خوان کو چاہئے کہ کلام اور بیاض کو سامنے رکھے تاکہ حافظہ اور یادداشت گویا توجہ کا مرکز ومحور کلام ہی نہ ہو اور وہ بندش یعنی ادائیگی پر یکسوئی سے توجہ دے سکے۔

بازؤوں کو چاہئے کہ وہ آس کو اس طرح مربوط و مسلسل رکھیں کہ دورانِ کلام سکتہ یا وقفہ اور تعطل نہ ہونے پائے اسی طرح قریب ترین بازو جسے جانشین اور نائب کا مرتبہ حاصل ہو وہ اسطرح سوزخوان کی ادائیگی سے متصل اور قریب تر ہو کہ اگر سوز خوان کی آواز یا ادائیگی میں کوئی خلل یا نقص واقع ہوجائے تو کلام نہ ٹوٹنے پائے اور وہ کسی وقفہ سکتہ تعطل یا خرابی سے پہلے اسے سنبھال سکے۔

اسی طرح مرثیہ کی روانی اور بہاؤ میں بعض اوقات ار یا آور کا اندازہ نہیں ہو پاتا اور غلط ادائیگی سے کلام اور بندش کا وزن بحرلحن اور توازن بگڑنے اور ٹوٹنے کا خدشہ رہتا ہے چنانچہ اسکی نشاندہی واادائیگی کیلئے ''اوور'' کو مد کے ساتھ ''اور'' شکل میں جبکہ ''ار'' کو''اور'' کی شکل میں تحریر کرلینا چاہئے اسی طرح مدینہ اور مدینے کا لحاظ بھی رکھنا چاہئے ''ہ'' یا ''ے'' میں سے جو پڑھنا ہو وہی لکھنا چاہئے۔ اگر چہ ان لوازمات وخصوصیات کا لحاظ و اہتمام تمام اصناف و اقسام گائیکی و ادائیگی میں مفید و مؤثر سمجھا جاتا ہے تاہم سوز خوانی کیلئے بے حد ضروری اور لازمی و بنیادی ہے۔

بعض اوقات کسی غلط فہمی یا بدانتظامی کی وجہ سے ایک سے زائد سوزخوانوں کو مدعو کرلیا جاتا ہے۔ یہ سوزخواں کے ظرف اور خلوص کا امتحان ہوتا ہے ایسی صورت میں بدمزگی کی بجائے سوز خوانی کے مقررہ وقت میں کلام کو اور وقت کو مناسب طور پر تقسیم کرلینا چاہئے۔ مثلاً پہلا سوز خوان قطعہ رباعی سوز اور سلام پڑھ دے اور دوسرا ایک سوز اور مرثیہ پڑھ دے تاکہ کوئی محروم وشاکی نہ رہے۔ ایسی صورت میں پہلے پڑھنے والے کو بعد والے کا خیال رکھ کر کلام پڑھنا چاہیے اور بعد والے کو ذاکر اول کی مناسبت سے انتخابِ کلام کرنا چاہئے بالعموم مصائب کے بعد فضائل کا بہاریہ کلام نہیں پڑھا جاتا مجلس سوزخوانی میں ان باتوں کا بطور خاص خیال رکھنا چاہئے۔

ریاض کیسے کیا جائے؟

یہ ایک فنی وتکنیکی سوال ہے اور عام گائیکی کے طریقوں ہی پر سوز خوانی کیلئے بھی گلا تیار کیا جاسکتا ہے اور مشق و ریاض کے تمام اصول ہی اختیار کئے جاسکتے ہیں تاہم سوزخوانی کا آغاز آس سے ہوتا ہے جو کئی قسم کی ہوتی ہے اور کلام کی بندش میں مستعمل

سُروں میں سے کسی ایک غالب سُر سے آس شروع کی جاسکتی ہے۔ الف مد ''آ'' کی آواز کومل یعنی دھیمے میٹھے نچلے سُروں میں یا ذرا بھاری اور گاڑھی آواز میں بھراؤ کیساتھ بھی نکالی جاسکتی ہے۔ جبکہ ''ھا'' سے بھی بعض کلام اور بندش کی آس شروع کیجاتی ہے۔

یہ چیز محض کتابی علم سے نہیں آسکتی بلکہ مجلس اور ''استاذ'' سے بالمشافہہ عمل تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے کہ یہ ایک عملی مظاہرہ گویا Performing Art یعنی ''کر + تب = کرتب'' ہے کرنے ہی سے آتی ہے۔ بہتر ہے کہ سانس کو زیادہ سے زیادہ پھیپھڑوں میں بھرکر روکنے اور پھر مختلف رفتار کے ساتھ منہ سے نکالنے (خارج کرنے) کی مشق کی جائے۔

کم از کم ایک منٹ تک سانس روکنا اور کسی وقفہ و تعطل اور اسپیڈ (رفتار اور بہاؤ) میں فرق کے بغیر آدھے منٹ تک آس دینے/ لگانے کی مشق ہونا چاہئے اور جب موقع ملے مختلف قسم کی آس (آ، ھا) منہ کھول کر اور بند کرکے کومل، تیور، ہلکی، موٹی، بھاری، گاڑھی یعنی ہر طرح کی آواز میں لگانا چاہئے علاوہ ازیں مستند اساتذہ کو دیکھ کر سُن کر اور ان کی آواز میں آواز ملاکر (ان کی ریکارڈنگس سے استفادہ کرکے) بھی آواز بہتر بنائی جاسکتی ہے۔

آواز بیٹھ جانے / گلا خراب ہوجانے کی صورت میں

معقول و مناسب بات یہ ہے کہ طبی ماہرین و معالجین سے رجوع کیا جائے۔

آواز کی خرابی کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ گھی، چکنائی کھانے سے، تیز مرچ مصالحوں سے، بعض کو چاول، گائے بھینس کے گوشت سے، کبھی مسلسل جاگتے رہنے اور نیند پوری نہ ہونیکی وجہ سے، کبھی ناک کی ہڈی یا گوشت بڑھ جانے سے، کبھی ترش (کھٹی)، ٹھنڈی یا چکنائی والی چیزوں سے بھی آواز بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی قبض کی وجہ سے یا داڑھ یا دانتوں کے خلا سے (ٹانسلز) غدود بڑھ جاتے ہیں (متورم ہوجاتے ہیں) یا حلق کا کوا لٹک جاتا ہے جسکا اثر گلے پر بھی پڑتا ہے۔ بعض کو المونیم اسلور کے برتنوں میں پکے ہوئے کھانوں سے اور بعض کو بعض دوسری چیزوں سے الرجی ہوتی ہے۔ کسی کو چاول سے کسی کو گرد و غبار یا ایرکنڈیشنر کی ہوا سے، کبھی خشک ہواؤں یا آب و ہوا، مقام یا موسم کی تبدیلی کی وجہ سے بھی گلا متاثر ہوتا ہے ہر شخص کی طبیعت مزاج اور گلا خراب ہونیکی وجوہات جسطرح مختلف ہوتی ہیں انکا علاج بھی مختلف ہوتا ہے تاہم عام طور پر مندرجہ ذیل چٹکلے مؤثر مجرب اور تیر بہ ہدف ثابت ہوتے ہیں:

☆ نیم گرم پانی میں نمک (ثابت لاہوری) ملا کر غرغرہ (غرارے) کرنا۔

☆ مسور یا ارہر کی دال اور لاہوری/ ثابت نمک ملاکر غرغرہ (غرارے) کرنا۔

☆ نیم گرم پانی میں لسٹرین/ ماؤتھ واش یا ڈسپرین کی دو گولیاں ڈال کر غرغرہ کرنا،

☆ شربتِ شہتوت (توتِ سیاہ) چاٹنا ادرک دکھنی مرچ یا بادام پیس کر شہد میں ملاکر چاٹنا،

☆ نیم گرم پانی میں تھوڑی سی ہلدی ملاکر اسکے غرغرہ (غرارے) کرنا۔ نیم کے پتے یا امرود کی کونپل (پھول) لیکر اسکے غرغرہ (غرارے) کرنا۔

☆ سونف اور کوزہ مصری ہم وزن لیکر ان میں بڑی الائچی اور سیاہ مرچ کے چند دانے ملاکر پہلے انہیں کسی برتن/ ڈھکنے پلیٹ وغیرہ میں تھوڑا سا گرم کرلیں پھر انہیں پیس لیں (کھرل کرلیں) اور شیشی میں ڈال کر رکھ لیں اور جب ضرورت سمجھیں یا گلے میں خراش، خشکی، گرانی یا کھڑکھڑاہٹ محسوس کریں تھوڑی سی چٹکی منہ

میں ڈال لیں۔

☆ کلونجی کے چند دانے چبا لینے اور ادرک کے رس میں شہد ملا کر چاٹنے سے بھی گلے میں موجود بلغم کے ریشے صاف ہوجاتے ہیں۔

☆ گلے اور حلق کی صفائی کیلئے ایک یہ نسخہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً ایک پاؤ دودھ میں دو چار دانے انجیر کے پکالئے جائیں اور پھر اس دودھ کو پی لیا جائے۔

جبکہ اس سلسلے میں بازار میں موجود معروف اداروں کی سر بمہر دوائیں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں اور ہمدرد کی سعالین بھی مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ (از افاداتِ حکیم مولانا سید باقر حسنین شہید، حکیم محمد سعید شہید، حکیم عرفان رضوی مدظلہٗ (معیاری دواخانہ) اور حکیم سید محمد عباس ترمذی مدظلہٗ/ گلدستۂ صحت)۔

محافل و مجالس کے ہدیہ اور نذرانہ کا مسئلہ؟!

ذکرِ اہلبیتؑ کا ہدیہ اور نذرانہ یقیناً ذاکرین کا حق ہے، سنتِ ائمہ بھی ہے کہ ذاکرین بھی اسی معاشرہ کا حصہ ہیں اور ان کی بھی سماجی معاشی ذمہ داریاں اور ضروریات و فرائض ہیں تاہم ہمارا نقطۂ نظر، یہ ہے کہ مدحِ اہلبیتؑ اور خدمتِ عزا کا ہدیہ نذرانہ وغیرہ ٹھہرانا، پیشگی طور پر طے کرلینا یا ہدیہ سے مشروط کرنا پیشہ وروں اور بعض میراثیوں کا تو وطیرہ ہوسکتا ہے محبوں اور سادات کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ اپنی معاشی ضرورت اور سماجی حیثیت کے مطابق قبول کرلینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اس ضمن میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ ائمہ معصومینؑ نے نظم ولحن میں ذاکری کرنے والوں کی پذیرائی کی ہے نہ کہ تحت ونثر میں ذاکری کرنے والوں کی۔ جبکہ یہاں صورتِ حال برعکس ہے۔ صفِ اوّل کے طے کرکے پیشگی ہدیہ وصول کرنے والے نثری ذاکر تو ایک مجلس کا ہدیہ ایک لاکھ سے زائد تک وصول کرلیتے ہیں جبکہ نظم ولحن کے صفِ اول کے شاعر و ذاکر اور سوز خوان کو اوّل تو ہدیہ پیش ہی نہیں کیا جاتا۔ اور اگر دیا جائے بھی تو ہزار سے زیادہ نہیں ہوتا جبکہ ائمہؑ نے چند اشرفیوں یا درہم و دینار کی بجائے اہلِ خانہ کے تمام زیورات اور گھر میں موجود جواہرات (تبرکات) رومال میں باندھ کر اپنے مداح و ذاکر کو عطا کئے ہیں۔

ہمارے رضا کار سوز خواں ان چیزوں کی نہ توقع کرتے ہیں نہ قبول کرتے ہیں وہ اپنی تمام تر خدمات اللہ و معصومینؑ کی خوشنودی کیلئے پیش کرتے اور انہی سے اجر وثواب کے طالب ہوتے ہیں پھر بھی بانیانِ مجالس کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی سعادت کیلئے سنتِ امامؑ کی پیروی کرتے ہوئے انکی ہر ممکن پذیرائی کریں اور اگر یہ لوگ نقد رقوم یا لفافہ قبول نہیں کرتے تو تحائف یا دوسرے طریقوں پر انکی پذیرائی، اعانت اور حوصلہ افزائی کریں مثلاً ان میں بیروزگار نوجوانوں کی فراہمی روزگار کے سلسلے میں رہنمائی و معاونت وغیرہ۔

اے کاش (مختلف سطحوں پر) ایامِ عزا کے اختتام پر ہر سال مخلص و بےلوث ذاکرین و خدامِ عزا (جن میں غیر پیشہ ور ذاکرین کے علاوہ اسکاؤٹس/ رضا کار وغیرہ بھی شامل ہیں) کے اعزاز میں پُر وقار تقریب کرکے تحائف، انعامات اور اعزازات سے انکی عزت افزائی اور حوصلہ افزائی کا اہتمام کیا جائے۔

بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں کہ رضا کار سوز خوانوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ قوم کو اسی طرح کے مخلص تعلیم یافتہ رضا کار ذاکرین بھی فراہم کریں۔ نیم خواندہ اور زبانی غیر ذمہ دارانہ خطابت سے کہیں بہتر یہ ہے کہ مستند علماء کرام کی تقاریر کے مجموعوں سے انتخاب کرکے دیکھ کر کوئی بھی باصلاحیت نوجوان ان تقاریر کو مجلس میں پڑھ کر سنادیا کرے۔

ادارۂ ترویج سوز خوانی سے وابستہ سوز خوانان کے اسماء گرامی اور رابطہ کے نمبر مومنین کی سہولت کیلئے پیش کئے جارہے ہیں۔ بشرطِ صحت و فرصت یہ رضا کار خدمتِ سوز خوانی کیلئے دستیاب ہیں۔ بانیانِ مجالس ان سے براہ راست رابطہ کر سکتے ہیں۔(اس فہرست میں وہ سوز خوان بھی شامل ہیں کہ جو باقاعدہ تنظیمی طور پر نہ سہی مگر مزاجی و نظریاتی اور عملی طور پر ادارہ کے مقاصد سے قریب تر ہیں)۔ان سوز خوانوں کے علاوہ بھی بعض سوز خوان رضا کارانہ طور پر اس خدمت کی بجا آوری پر مائل ہورہے ہیں۔ جن کی تفصیلات آئندہ کسی موقع پر مشتہر کردی جائیں گی۔اس فہرست میں دیئے گئے رابطہ کے پتے اور ٹیلیفون نمبرز تبدیل ہوجانے کی صورت میں ادارہ کے ذمہ داروں سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ہر سوز خواں کا حق اور ہر ادارہ کا فرض ہے کہ وہ سوز خواں سے وعدہ لیتے وقت اپنی شناخت کرائے۔بہتر ہے کہ اپنے ذاتی لیٹر ہیڈ یا ادارہ کے لیٹر ہیڈ پر باقاعدہ و باضابطہ طور پر مجلس کی دعوت دے۔ موجودہ حالات میں **سیکورٹی کے نقطۂ نگاہ سے یہ احتیاط و التزام انتہائی ضروری ہے۔**

مرکزی قومی فلاحی اداروں کا علاقائی و مقامی دفترِ رابطہ و تربیت گاہِ سوز خوانی

وطن عزیز میں سادات و مومنین کی سب سے بڑی آبادی جعفر طیار سوسائٹی ملیر کراچی مکان نمبر 100 سروے نمبر 640 (گلی نمبر 2 کاروانِ عون و محمد) کی بالائی منزل کو سوز خواں مالکِ مکان نے ادارۂ ترویجِ سوز خوانی کو علاقائی و مقامی دفترِ رابطہ و تربیت گاہِ سوز خوانی کے لئے عطیہ/ہبہ کیا ہے جہاں ملک کی قدیم ترین رفاہی فلاحی ''انجمن وظیفۂ سادات و مومنین پاکستان رجسٹرڈ'' کا مقامی دفترِ رابطہ اور شہداء ملت کے ورثاء کی نگہداشت و خبر گیری کرنے والے مؤقر ادارہ ''شہید فاؤنڈیشن پاکستان'' کا بھی مقامی دفترِ رابطہ قائم ہے۔ ادارۂ ترویجِ سوز خوانی کے رضا کار سوز خوانان (جمعہ و تعطیلات کے سوا) روزانہ شام چھ بجے سے رات دس بجے تک اس دفتر میں ان تینوں اداروں سے متعلق خدمات و معلومات کے لئے موجود رہتے ہیں۔

گر ہے یا لیتنی کا دعویدار؟

ایسے ویسوں سے پیار مت کیجو　　یہ خطا بار بار مت کیجو
چھوڑ دیتا ہے ساتھ مشکل میں　　شیخ پر انحصار مت کیجو
ہے نصیری بھی دشمنِ حیدرؑ　　دوستوں میں شمار مت کیجو
گر ہے یا لیتنی کا دعویدار　　وقتِ نصرت فرار مت کیجو
جب پکاریں تجھے امامِ زماں　　سر کو گردن پہ بار مت کیجو
مجلسیں محفلیں ہیں عینِ عشق　　عشق کو کاروبار مت کیجو
میں ہوں محتاج غیر کا تیرے　　ایسا پروردگار مت کیجو
جو سزا ہو لحد میں دے لیجو　　حشر میں شرمسار مت کیجو

(سبطِ جعفر کی منقبتی غزل سے منتخب چند اشعار)

حُسنِ صوت و خوش الحانی اور غناء و موسیقی

شاعر و سوز خواں پروفیسر سیّد سبطِ جعفر زیدی ایڈووکیٹ

حُسنِ قرات و نعت خوانی و نوحہ خوانی اور سماع و قوالی حتیٰ کہ اذان اور صلوٰۃ و سلام کے بھی بعض انداز و اسلوبِ ادائیگی پر سادہ لوح اور انتہا پسند مذہبی طبقات کی طرف سے اعتراضات کیئے جاتے رہے ہیں اور ان کی حِلّت و حُرمت اور شرعی جواز و حیثیت کی بحث ہوتی رہی ہے اور بوجوہ اکثر ذمہ دار مفتیان اور مجتہدین و علماءِ دین ان مباحث سے پہلو تہی کرتے ہوئے سیر حاصل گفتگو اور توجیہہ و توضیح سے اجتناب کرتے رہے ہیں اور اس موضوع پر بہت کم علماء محققین اور مجتہدین نے توجہ دی ہے۔ ظاہر ہے کہ راقم الحروف بھی کوئی مفتی یا مجتہد نہیں اور نہ ہی اس حساس موضوع کو زیرِ بحث لاکر عوام الناس، عام مومنین اور خود اپنے تیئں کسی غیر ضروری تنازعہ یا مسئلہ و قضیہ میں الجھنا یا الجھانا چاہتا پھر بھی انتہا پسند نام نہاد مذہبی طبقات کی جانب سے چونکہ لحن و ترنم سے متعلق اسلام اور مسلمانوں کے فنونِ لطیفہ کو جو مذہبی جوش و جذبہ نیک نیتی خلوص اور پورے تزک و احتشام سے بغرضِ حصولِ سعادت بطور عبادت انجام دیئے جاتے ہیں نا جائز قرار دیا جاتا رہا ہے اور سادہ لوح مومنین بھی اب قرأت و نعت، صلوٰۃ و سلام، اذان و سماع اور نوحہ خوانی و سوز خوانی کے شرعی و فقہی جواز کے بارے میں متفکر و متردّد ہونے لگے ہیں تو ضرورت امر یہ ہے کہ ان مذہبی مظاہرِ حسنِ صوت اور خوش الحانی و ترنم کی شرعی حیثیت سے پہلے عام موسیقی اور غنا کی تعریف و تعیین، حد بندی اور مقام و حیثیت کا جائزہ لیتے چلیں۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ راقم الحروف نے اگرچہ تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نیک نیتی اور تندہی و دیانتداری کے ساتھ منقولات و معقولاتِ شرعی سے استفادہ کے بعد ہی کوئی نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے تاہم یہ اس کی ذاتی تحقیق اور ایک مخلصانہ کوشش ہے جو نہ تو حرفِ آخر ہی ہے نہ دوسروں کیلئے حجت و سند۔ ہر فرد کو دعوتِ فکر و مطالعہ اور تفکر و تفقہ، تعقل و تجسس اور تحقیق کی صلائے عام ہے اور جو شخص خود تحقیق اجتہاد اور احتیاط یا استنباط و استخراج کی صلاحیت نہ رکھتا ہو وہ اپنے مرجع تقلید کے فتویٰ پر عمل کرے نہ کہ میرے لکھے پر۔

موسیقی و غناء ہے کیا؟

گانے بجانے کے علم اور گانے بجانے کو موسیقی کہتے ہیں عربی اور

خصوصاً قرآن وسنت (حدیث) میں برصغیر کی مروجہ اقسام و اصناف موسیقی کے لئے واضح اور متعین لفظ نہیں ہے تاہم اس قسم کے مفہوم کے لئے غناء، لہو و لعب اور قول الزور کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر لفظ مختلف مقام پر مختلف معنی ومفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ قول الزور کے معنی جھوٹی، بیہودہ اور لغویات کے بھی ہیں خواہ وہ کسی شکل میں کسی بھی نوعیت کی ہو اسمیں سازو آواز یا لحن و ترنم اور طرزِ ادائیگی کی کوئی قید شرح یا وضاحت نہیں ہے (مثال کے طور پر سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۷۲ ملاحظہ فرمائیں

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝

اسی طرح ''لہو ولعب'' بھی فضول افعال اور لغو اشغال و اعمال یا بیکار باتوں کو کہتے ہیں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف نوعیت کے افعال اور معاملات کو لہو ولعب سے تعبیر کیا گیا ہے تاہم جو آیت موسیقی کی ممانعت ومذمت میں پیش کی جاتی ہے وہ سورہ لقمان کی چھٹی آیت ہے جس میں ''لَهْوَ الْحَدِيْثِ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اس سے مراد بیہودہ قصہ کہانی لیا گیا ہے نہ کہ لحن و ترنم یا موسیقی وغناء اسی طرح سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد ہوا وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ یعنی لغو باتوں سے بچو۔ انہیں آیات کو موسیقی وغناء کی حرمت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ان پر گفتگو سے قبل ہم غنا پر روشنی ڈالتے چلیں تو بہتر ہوگا۔

عربی اور اردو میں غناء کے معنی راگ نغمہ اور گانا کے ہیں جبکہ ''المکاسب'' میں غنا کی تعریف اسطرح کی گئی ہے

"صوت المغنی مع الترجیع"

لیکن ترجیع کی وضاحت وصراحت نہیں کی گئی اسطرح غنا اور ترجیع کی جامع ومانع اور واضح ومتعین تعریف کی بجائے گٹکری، مُرکی اور آواز کے گھمانے کو غنا قرار دیا جاتا ہے لیکن حسنِ صوت اور خوش الحانی کی جائزہ وشروع حدود و قیود پر بحث نہیں کی گئی یعنی حسن صوت و خوش الحانی اور غناء وترجیع کی حدفاصل کی نشاندہی نہیں کی گئی حالانکہ جس طرح حرام و حلال کے فتویٰ اور فیصلے اور معاملات کی جانچ پڑتال اور شرعی حیثیت سے ان کی تحقیق وتفتیش اور تحدید کیلئے ان کا عمیق مشاہدہ ومطالعہ اور تجربہ وتجزیہ کیا جاتا ہے تاکہ مضاربت وشراکت، تجارت اور سود یا سرمایہ کاری و جوا (قمار بازی)، شربت، شراب اور سرکہ کی ماہیت وکیفیت اور انکی شرعی حیثیت کا جائزہ لے کر فیصلہ وفتویٰ صادر کیا جاسکے۔

اسی طرح ضرورتِ امر ہے کہ مجتہدینِ عظام و مفتیانِ کرام یعنی مراجع حضرات حسنِ صوت و خوش الحانی اور غناء و موسیقی کے بارے میں عمیق تحقیق وتفتیش کرکے انکی مختلف شکلوں اور حیثیتوں کا جائزہ لیکر فیصلہ وفتویٰ صادر فرمائیں یوں علم وفنِ موسیقی کا عملی مظاہرہ نہ سہی مگر اسکا علم مجتہد جامع الشرائط کیلئے لازمی قرار پاتا ہے یعنی فرضِ کفائی ہے راقم الحروف کی ناقص تحقیق کے مطابق غنا کی کیفیت و ماہیت اور حدود و حیثیت اور تحدید وتعریف اور تعیین وتشخیص اور توجیہ وتوضیح کی باقاعدہ سنجیدہ وشعوری کوشش دانستہ یا سہواً نہیں کی گئی۔

بہرحال موسیقی یا گائیکی کی مذمت وممانعت کیلئے کوئی نصِ صریح موجود نہیں ہے کسی بھی آیت یا مستند حدیث سے ہر قسم کے غناء کا مطلقاً حرام ہونا ثابت نہیں ہے اور وہ جو ایک عربی مقولہ عوام میں آیت یا حدیث کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ''الغناء اشد من الزنا'' تو یہ نہ تو آیت ہی ہے نہ ہی حضورؐ کی کوئی مستند ومعروف حدیث! واللہ اعلم یہ مقولہ کب کیسے رواج پا گیا؟!

کیا واقعتاً ہر موسیقی/گائیکی مطلقاً حرام ہے؟!

اس سوال کا جواب، فیصلہ اور فتویٰ نہ میرا منصب ہے نہ فریضہ۔ تاہم علومِ شرعیہ کے ایک طالبِ علم اور محقق اور منقولات ومعقولات کے جویا وشیدا کے طور پر میرا معروضہ یہ ہے کہ کسی نصِ صریح سے یعنی محکم واضح اور صریح آیت وحدیث سے ہر قسم کے غنا کا مطلقاً حرام ہونا ثابت نہیں ہے اور مروجہ اقسام واصنافِ موسیقی وگائیکی کیلئے عربی میں کوئی واضح لفظ بھی نہیں ہے حتیٰ کہ قول الزور، لھوالحدیث اور ترجیع وغنا کی بھی با قاعدہ اور جامع و مانع منضبط تعریف اور حسنِ صوت وخوش الحانی کی حدود کا تعین نہیں کیا گیا جبکہ اسلام کا کوئی واجب اور فرض اور اسی طرح گناہ کبیرہ اور حرام عمل یا حکم ایسا نہیں ہے جو واضح اور محکم نہ ہو یعنی فرض واجب اور حرام افعال و اعمال اور احکامات واضح طور پر بیان کردئے گئے ہیں اور ایسے احکامات جو واضح نہ ہوں یا متشابہہ ہوں وہی مندوب ومستحب اور مباح یا مکروہ وغیرہ قرار پاتے ہیں یہاں تک کہ سنتِ موکدہ اور مکروہِ تحریمی کی بھی وضاحت وصراحت موجود ہے۔

اس اصول کے تحت گناہِ کبیرہ کوئی ایسے اعمال و افعال نہیں جنکے لئے شرعی دلائل وشواہد یا براہین، استخراج و استنباط اور اجتہاد و استفتاء کی ضرورت پڑے مثلاً شرک وکفر، فسق و فجور، جھوٹ، جوا، سود، نفاق و منافقت، خیانت و غیبت، بدکاری اور قتل و فساد وغیرھم، کہ سب واضح ہیں جبکہ غنا کیلئے نصِ صریح موجود نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر وہ قول فعل یا شاعری جو نفسانی خواہشات کو ابھارے، فطری جذبات کو بر انگیختہ اور تحریک دے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ تحریر میں ہو یا تقریر اور گفتگو میں، تحت میں ہو یا لحن وترنم میں بجائے خود حرام وممنوع ہے سورۃ الشعراء سمیت قرآن مجید کی متعدد آیات واحادیث میں اسکی مذمت وممانعت بالتصریح موجود ہے ہر وہ عمل جو انسان کی قوتِ عمل کو متاثر و مجروح کرے یا واجبات وفرائض میں مخل و رخنہ انداز ہو، حقوق اللہ، حقوق العباد یا حقوق النفس سے غافل و بے پروا کردے بجائے خود ممنوع یا حرام ہے۔

اسطرح اگر قرآن خوانی سے فرض نماز قضا ہورہی ہو تو ایسی قرآن خوانی بھی ناپسندیدہ ہے تو محض اس وجہ سے غنا کو حرامِ مطلق قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اس سے کوئی نہ کوئی فرض یا حق ساقط وضائع ہونے کا خدشہ ہے علاوہ ازیں اسلام دین فطرت ہے اس نے انسان کے کسی بھی فطری جذبہ کو یکسر نظر انداز نہیں کیا ہے تاہم ہر انسانی وفطری جذبہ کو کچھ حدود و قیود اور مطابق و موافقِ فطرت اصول وضوابط کا پابند و تابع ضرور کیا ہے اور مقررہ حدود وقواعد کے ماتحت کرکے اسے قانونی وشرعی تحفظ و مقام عطا کیا ہے جسکی مثال نکاح بھی ہے اور قصاص و دیت بھی۔ پھر ہر عضوِ بدن اور حس کیلئے لذت و اذیت بھی موجود ہے چنانچہ حسن صوت یعنی اچھی آواز اور خوش الحانی انسان کے جذبہ و ذوق سماعت کی تسکین کرتی ہے جسے فردوسِ گوش بھی کہا جاتا ہے اور روح کی غذا بھی بشرطیکہ یہ لطیف اور پاک و پاکیزہ ہو۔

یہاں اس امر کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ ذہین اور غبی انسان میں محض عقل وعلم ہی کا فرق اور امتیاز نہیں ہوتا بلکہ جمالیاتی ذوق اور حسِ لطیف کا بھی ہوتا ہے اور عام آدمی کی بہ نسبت ذہین وحساس آدمی فنونِ لطیفہ سے زیادہ متاثر ومحظوظ ہوتا ہے بہرحال خوش الحانی وحسنِ صوت عطیۂ خداوندی اور معجزۂ پیغمبری ہے البتہ اسکی حدود و قیود اور کلام (نفسِ مضمون اور مواد و متن) پر بحث کی گنجائش بہرحال موجود ہے ورنہ تو حضرت داؤدؑ کا معجزہ اور وجہ شہرت ہی انکا لحن وترنم اور حمد ومزامیر کے گیت

ہیں جو آج بھی یہود و نصاریٰ میں مذہبی تقدس و تحفظ کے ساتھ کسی قدر تحریف و ترمیم کے باوجود مروج ہیں۔ البتہ جدید موسیقی اور بے دین شاعری و گائیکی کو جو دینی و معاشرتی اقدار سے متصادم ہیں قبول اور معقول نہیں قرار دیا جاسکتا۔

حرمت غناء کے ثبوت میں پیش کی جانے والی آیات قرآنی اور دوسرے دلائل کا تجزیہ

غنا کی مذمت و ممانعت میں کچھ احادیث اور روایات پیش کی جاتی ہیں جن کے مطابق گانا بجانا لہو ولعب تضیع اوقات اور حقوق و فرائض سے غفلت، فسق و فجور اور گناہوں میں مبتلا ہو جانے کے خدشات مخلوط اجتماعات و محافلِ موسیقی کے مضمرات اور ممکنہ فواحش و منکرات کی وجہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ جو اسمیں ملوث ہوجاتا ہے وہ از کار رفتہ و از خود رفتہ ہوجاتا ہے حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اور حقوق النفس سب ہی متاثر ہوتے ہیں کہ یہ شوق ہر قسم کی قربانی چاہتا ہے اور آدمی ہمہ وقت و ہمہ تن مستغرق ہوسکتا ہے اس لئے بھی احتیاطاً معصومینؑ اور مجتہدین نے اسکے متعلقات و مضمرات سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے بالکل اسی طرح جیسے ٹیلیویژن ڈش انٹینا یا وی سی آر بنیادی طور پر کلیتاً حرامِ مطلق نہیں ہیں کہ انہیں مفید دینی و مذہبی تعلیمی و تادیبی اور اصلاحی مقاصد اور مثبت تعمیری تفریحی سرگرمیوں کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن مشاہدہ و تجربہ یہی ہے کہ ان لغویات کی فراہمی و دستیابی پر ان کا مثبت و تعمیری استعمال اور ممکنہ فوائد تو محدود اور جزوی اور نقصانات لامحدود ہوتے ہیں۔

چنانچہ محتاط علماء کرام اسکی حوصلہ شکنی اور متشدد مذہبی طبقات پُرزور مخالفت و مزاحمت کرتے ہیں جبکہ یہ آلات و ایجادات بجائے خود حرامِ مطلق نہیں ہیں انکا استعمال اور حدود و دائرۂ کار محلِ بحث ہے بس یہی صورتحال میرے نزدیک موسیقی کی ہے کہ یہ آلات یا علم و فن بجائے خود کلیتاً حرامِ مطلق نہیں بلکہ اسکا استعمال و مظاہرہ مشکوک ہے جس میں خرابی کے خدشات بمطابق مشاہدات و تجربات زیادہ ہی ہیں۔

جس قسم کی شیطانی ہیجان خیز موسیقی و گائیکی اور کلام راک فوک ڈسکو اور پاپ کے نام پر آجکل فروغ پا رہا ہے اسمیں فسق و فجور اور انتشار و افتراق زیادہ ہے انسان کی تعلیم و تادیب اور اعصاب کیلئے یا کسی مثبت انسانی فطری جذبہ، حسِ لطیف اور ذوقِ سماعت کی تسکین کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں تاہم برصغیر کی قدیم کلاسیکی موسیقی و گائیکی اور روحانی صوفیانہ و عارفانہ موسیقی و شاعری میں یقیناً روح اور اعصاب کی تسکین و طمانیت کا بہت کچھ سامان موجود ہے جسمیں سماع (بشمول چہار بیت و قوالی) بھی شامل ہے جبکہ حسنِ قرأت و نعت خوانی، صلوٰۃ و سلام و منقبت خوانی، سوز خوانی و نوحہ خوانی وغیرھم تو خالصتاً دینی و مذہبی اسلامی صوتی فنونِ لطیفہ اور موجب اجر و ثواب گویا عین عبادت و سعادت ہیں البتہ کلام کے تقدس پیغام کے مزاج اور مقصدیت کے پیشِ نظر کلام کی شایانِ شان ادائیگی کا اہتمام و التزام اسکے تقدس و اہمیت کے برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے۔

اب ہم ان آیات کو پیش کرینگے جو حرمتِ غنا کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں اس ضمن میں بعض محققین اور علماء نے موسیقی کے رواجی و سماجی اور طبی و سائنسی نقصانات و مضر اثرات کی نشاندہی کی ہے جو بعض درست بھی ہیں لیکن وہ محض طبی نقصانات ہیں نہ کہ شرعی علاوہ ازیں ہر قسم کی موسیقی ہر آدمی کو ہمیشہ نقصان نہیں پہنچاتی بعض افراد کو بعض حالات میں مخصوص قسم کی موسیقی فائدہ بھی پہنچاتی رہی ہے چنانچہ یاسیت و قنوطیت (افسردگی و مایوسی) اور بلند و پست (سست و تیز دوران و) فشارِ خون اور دل و دماغ کے علاوہ بعض ذہنی و اعصابی امراض و

عوارض میں موسیقی مفید و مجرب اور مؤثر بھی ثابت ہوئی ہے۔ لیکن یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔

بعض علماء و مجتہدین اور مفسرین خصوصاً مولانا سید فرمان علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنے ترجمہ و تفسیرِ قرآن کے سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ موضوعات و عنوانات کے تحت مضامینِ قرآن مجید کی تقسیم و تفہیم اور نشاندہی کی ہے چنانچہ ''ناچ گانا باجا'' کا عنوان قائم کرکے انہوں نے سورۃ حج کی تیسویں آیت اور سورۃ لقمان کی چھٹی آیت کو ممانعت و مذمت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ آیئے ہم ان آیات اور انکے ترجمہ و تفسیر کا جائزہ لیتے ہیں۔

سورۃ حج کی تیسویں آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ''اور لغو باتوں گانوں وغیرہ سے بچے رہو''۔ اس آیت اور ترجمہ کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ ''اگرچہ اردو محاورات میں زور کے معنی مکاری کے ہیں مگر عربی یعنی جس زبان کا یہ لفظ ہے اسمیں اسکے چند معانی ہیں جھوٹ، شرک، گانا وغیرہ اور اس مقام پر ہر ایک معنی مراد لے سکتے ہیں اسی بنا پر میں نے ایسا ترجمہ کیا جو سبکو شامل ہو! (گویا یہ وسعت و عمومیت مترجم کی پیدا کردہ ہے اور صریح و محکم نہیں ہے)۔

سورۃ لقمان کی چھٹی آیت مع ترجمہ و تفسیر و تشریح ملاحظہ فرمائیں: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ''اور لوگوں میں بعض (نضر بن الحارث) ایسا ہے جو بیہودہ قصے (کہانیاں) خریدتا ہے تاکہ بغیر سمجھے بوجھے (لوگوں کو) خدا کی (سیدھی) راہ سے بھٹکادے اور آیاتِ خدا سے مسخرا پن کرے ایسے ہی لوگوں کیلئے بڑا رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

آنجناب حاشیہ پر اس آیت کی تشریح میں رقمطراز ہیں کہ ''نضر (بن الحارث) تجارت کیلئے شام گیا اور وہاں سے رستم و اسفندیار کے قصے خرید لایا اور لوگوں کو سنا کر کہا ''اگر محمدؐ، عاد و ثمود و ملکِ سلیمان کے حالات بیان کرتے ہیں تو میں رستم و اسفندیار کے قصے سناتا ہوں'' اور اسکی باتوں میں بعض لوگ آجاتے اسی کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بعض مفسرین نے لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے گانا بجانا مراد لیا ہے اور اس آیت کا نزول ان لوگوں کے بارے میں بتاتے ہیں جو تازہ مسلمانوں کو دینِ اسلام سے پھیرنے کے واسطے لونڈیاں خریدتے اور انکے گانے بجانے اور بیہودہ افعال پر فریفتہ کرکے اسلام سے روکتے۔''

گانے بجانے کی مذمت و ممانعت میں یہی دو آیات بڑی شد و مد سے پیش کی جاتی ہیں اصل متن اور ترجمہ و تشریح آپ نے ملاحظہ فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی و گائیکی بجائے خود حرام نہیں ہے بلکہ اسلام اور حضورؐ سے برگشتہ کرنے والے قصے کہانیاں اور لونڈیوں کے بیہودہ افعال و اعمال اور اسلامی تعلیمات اور احکامات و عبادات اور فرائض سے روکنا قابلِ مذمت ہے اور جھوٹ شرک یا بیہودہ باتوں اور فضول، خلاف اسلام باتوں سے روکا گیا ہے اسی طرح سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات میں بھی بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے کو ایمان اور فلاح کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ) یہی بات سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۷۲ میں بیان کی جارہی ہے کہ (اللہ کے حقیقی فرمانبردار اور نیک بندے تو وہی ہیں کہ جو) فریب کے پاس ہی نہیں کھڑے ہوتے اور وہ لوگ جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اس آیت کا اصل متن ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ اسطرح اب تک کی بحث میں آپ نے لہو ولعب، لھو الحدیث، قول الزور، لغو اور غنا وغیرہ کے معانی و مفاہیم اور متعلقہ آیات و احکامات کا مطالعہ فرمالیا اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ ان محولہ و مذکورہ بالا آیات سے ہرقسم کی موسیقی وغنا کا کلیتاً حرامِ مطلق تو کیا محض سادہ طور پر بھی حرام ہونا واضح اور ثابت ہورہا ہے؟ ان آیات کے علاوہ کوئی آیت پیش نہیں کی جاتی اور یہ آیات غیر واضح، مبہم و متشابہ وغیر محکم یعنی حرمتِ غنا کے ثبوت کیلئے ناکافی وغیر متعلق ہیں!

الغِناءُ اشد۔ والا مقولہ نہ آیت ہے نہ حدیثِ رسولؐ، غنا خود بھی واضح اور متعین نہیں ہے۔ بعض روایات جو بعض معصومینؑ سے منسوب ہیں تو اسمیں لہو ولعب اور فسق و فجور کی مخلوط شیطانی محفلیں اور نفسانی وشہوانی جذبات کو برانگیختہ کرنے والی باتیں ناپسندیدہ قرار دی گئی ہیں جہاں تک مجتہدینِ عظام کی احتیاطی تاکید اور ممانعت کی بات ہے تو وہ ممکنہ خرابیوں سے روکنے کیلئے ہے اب آپ یہ سوال کرسکتے ہیں کہ جب مجتہدین و مراجع احتیاطاً ممانعت کرتے رہے ہیں تو پھر آپ اسکے جواز پر کیوں مُصر ہیں؟! تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ و سلام اور ذکر و ذاکر اہلبیتؑ کی حوصلہ شکنی کیلئے انتہا پسند تنگ نظر جنونی طبقات صلوٰۃ و سلام اور نعت خوانی و سماع اور سوز و سلام و نوحہ کو بھی مطعون کرتے رہتے ہیں جبکہ یہاں عام غنا و موسیقی اور گائیکی کی حرمت بھی نصِ صریح سے ثابت نہیں ہورہی!

چنانچہ لحنِ داؤدی اور حمد و مزامیر کے زبوری الہامی گیتوں سے لیکر قبا کی بستی میں آنحضرتؐ کے ورودِ مسعود کے موقع پر بچیوں کا دف بجابجا کر اور گا گا کر خیر مقدمی گیتوں سے استقبال کرنا، قرآن مجید کی قرأت و تلاوت میں حسنِ ترتیل و ادائیگی کا لحاظ و اہتمام کرنا، کربلا اور شام و کوفہ کی منزلیں طے کرکے مدینہ واپسی کے موقع پر اس قافلہ کی وطن میں آمد و داخلہ کی اطلاع و سنانی کیلئے خانوادۂ رسالت مآبؐ کی جانب سے بشیرؓ بن جزلم کو اس خدمت پر مامور و مقرر کرنا کہ وہ لحن و ترنم اور اشعار میں انکے ورودِ مدینہ کی اطلاع اہلِ مدینہ کو کریں۔

علاوہ ازیں عالمِ اسلام میں حسنِ قرأت و اسماء الحسنٰی کو مخصوص طریقوں پر ادا کرنے اور آیۃ اللہ العظمٰی آقائے سید روح اللہ الموسوی الخمینی اعلی اللہ مقامہ کے جمہوری اور اسلامی ایران میں ان کی نگرانی و سرپرستی اور دورِ حکومت کے علاوہ انکی رحلت کے بعد بھی ولایتِ فقیہ کے عہدِ حکومت میں بھی حسبِ ضرورت ساز و آلاتِ موسیقی کا استعمال دوسری طرف اہلِ شریعت و صاحبانِ طریقت بزرگانِ دینؒ و اولیاء کرامؒ میں سماع و قوالی کا رواج اور اسکے جواز کے دلائل بھی بجائے خود اس امر کی دلیل ہیں کہ ایسا گانا اور سازینہ جو کسی واضح حکمِ الٰہی سے متصادم نہ ہو اور حقوق اللہ، حقوق العباد یا حقوق النفس کو متاثر و مجروح نہ کرے جائز و مباح اور بعض اوقات عبادت و سعادت بھی ہے۔

اس سلسلہ میں محتاط علماء کی سخت گیری وہی معاملہ لگتا ہے کہ ''مگس کو باغ میں جانے نہ دینا!'' بہرحال جن مجتہدین و علماء کرام نے ازراہِ احتیاط اس ضمن میں محتاط اور سخت رویہ اختیار کیا انکی نیک نیتی اور مقاصد شک و شبہ سے بالا تر ہیں کہ انکا مطمحِ نظر، یہ رہا ہوگا کہ موسیقی میں چونکہ فوائد کی بہ نسبت عوام الناس اور ناپختہ اذہان نوجوانوں کے لئے نقصانات کے خطرات و خدشات زیادہ ہیں کہ اسمیں ملوث ہوکر ہر شخص کیلئے توازن و اعتدال میں رہنا اور دوسرے فرائض سے انصاف کرنا ذرا مشکل ہی ہے اس لئے زیادہ نقصانات کے اندیشوں کے پیش نظر محدود فوائد کی قربانی اور حوصلہ شکنی کو بہتر سمجھتے ہوئے اسکی ممانعت و

مذمت کی گئی بالکل اسی طرح جیسے کہ ریڈیو ٹی وی ٹیپ ریکارڈ وی سی آر اور ڈش انٹینا وغیرہ کلیتاً اور اصالتاً اور مطلقاً حرام نہیں مگر نکا استعمال اور ان سے نشر ہونے والے پروگرام چونکہ اخلاق و کردار اور اعصاب و اطوار پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں اسلیئے ان سے دوری و بیزاری ہی بہتر ہے۔

تاہم مناسب و مضبوط اور معتبر ہاتھوں میں انکا استعمال یقیناً سود مند اور کارِ ثواب بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح اسلحہ اگر حفاظتِ خود اختیاری اور تخریب کاری سے نمٹنے کیلئے ہو اور قانون کے محافظ مہذب و متمدن باکردار و ذمہ دار ہاتھوں میں ہو تو نعمت و غنیمت ورنہ سَراسر مصیبت و زحمت لہٰذا سرکار کی طرف سے لائسنس کی پابندی یا اسکی کثرت و بہتات کی حوصلہ شکنی درحقیقت عوام کو نہتا کرنے یا انہیں مجرموں، تخریب کاروں اور دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے مترادف نہیں ہے بلکہ سرکار تو نیک نیتی سے یہ چاہتی ہے کہ کوئی قانون کو ہاتھ میں نہ لے اور غیر ذمہ دار ہاتھوں میں یہ خطرناک اسلحہ نہ پہنچ سکے ورنہ اسلحہ کا وجود اور قبضہ یا استعمال بجائے خود غلط نہیں محلِ استعمال قابل لحاظ ہے بس۔ یہی معاملہ موسیقی غنا اور گائیکی کا ہے کہ کون کہاں کس لئے کیوں کب کتنا اسکا استعمال کر رہا ہے۔ یوں بھی وقارِ آدمیت و شرفِ انسانیت کے بھی خلاف ہے کہ وہ بازاروں اور محفلوں میں عامیانہ و فاسقانہ کلام گاتا پھرے۔

معزز ذاکرین شعرأ اہلبیتؑ اور عزاداروں کی توجہ کے لئے ایک غور طلب نکتہ

ایک چھوٹے سے مداح/شاعرِ اہلبیتؑ ہونے کی حیثیت سے میں مذہبی شاعری میں واقعیت و حقیقت (Facts) کا قائل و عامل ہوں اور اس میں مبالغہ آرائی/غلو یا افسانویت و مفروضیت Fiction کا قائل نہیں ہوں کہ ایک چھوٹا سا مفروضہ بھی ساری حقیقت و واقعیت کو مشکوک و ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے۔ بدقسمتی سے فی زمانہ ہمارے بہت سے خطباء کرام اور نوجوان شعراء اہلبیتؑ اس سلسلہ میں غیر ذمہ داری یا غیر محتاط روی کا شکار ہو رہے ہیں اور انہیں اندازہ بھی نہیں ہو پاتا کہ وہ نادانستگی میں توہین ممدوحین کے مرتکب ہو رہے ہیں! اگر اس سلسلہ میں بالخصوص ہمارے نووارد و نوجوان شعراء کرام اور نوحہ خوان و منقبت خواں حضرات ذی علم و ذمہ دار افراد سے مشاورت کرلیں تو بہت سے مسائل و تنازعات سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

یہ کام اور نگرانی کراچی کی سطح پر ماتمی انجمنوں کی فیڈریشن، مرکزی تنظیمِ عزا، بطریقِ احسن سرانجام دے سکتی ہے تاکہ غیر معیاری کلام اور عامیانہ و بازاری طرزوں پر مشتمل مناقب و نوحہ جات سے نجات مل سکے۔

سوز خوانی میں چونکہ بالعموم اساتذہ متقدمین اور عہد حاضر کے مستند شعراء کرام کا کلام پڑھا جاتا ہے اور بندشیں بھی مخصوص نوعیت اور مقررہ حدود و قیود میں ہوتی ہیں اس لیے بحمداللہ سوز خوانی، اب تک غیر معیاری کلام اور بازاری و عامیانہ بندشوں/طرزوں سے محفوظ و مامون ہے اور سوز خوانوں کی اکثریت اپنی عام عملی اور نجی زندگی میں بھی مہذب و شائستہ اطوار و طرزِ عمل کی مالک ہے۔

(محتاجِ دعا: س ج)

ادارئہ ترویج سوز خوانی کا اعلامیہ

ہمارا موقف و مقصد یہ ہے کہ مومنین کی ہر بستی اور ہر عزا خانہ کے لئے اسی علاقہ کی کم از کم ایک ایسی نوجوان و ہونہار مخلص و باصلاحیت رضا کار سوز خواں پارٹی ضرور تیار کردی جائے کہ جو اس علاقہ/عزا خانہ کی عزائی (سوز خوانی) ضروریات کی تکمیل و کفایت کر سکے۔ ہمارا یہ بستہ، کیسٹس، سی ڈیز اور مرکزی و علاقائی تربیتی نشستیں ہماری اسی خواہش و مقصد کا مظہر ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم بانیانِ مجالس اور اپنے ادارہ کے رضا کار سوز خوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حتی المقدور دوسرے سوز خواں حضرات کو خدمت و سعادت کا موقع دیں اور جب جہاں کوئی دوسرا بہتر متبادل سوز خواں دستیاب نہ ہو تب ہی بوقت ضرورت وہ اپنی خدمات پیش کریں۔ یعنی جہاں کوئی نہ ہو وہاں ادارہ کے رضا کار سوزخواں حاضر ہیں۔

(محتاج دعا: س ج)

شائقینِ سوز خوانی کی توجہ کے لئے

نظم و لحن میں مدحِ اہلبیتؑ، معصومینؑ کی پسندیدہ مقبول عبادت ہے اور فی زمانہ برصغیر پاک و ہند اور اردو داں طبقہ میں اس کی بہترین شکل روایتی و تکنیکی سوز خوانی ہے۔ جس کے لئے ادارۂ ترویج سوز خوانی عرصۂ دراز سے کوشاں ہے۔ ہم زیرِ تعلیم کمسن بچوں اور خواتین کو سوزخوانی کی باقاعدہ تربیت نہیں دیتے تاہم وہ ہمارے مجامیع، کیسٹس، سی ڈیز اور تربیتی نشستوں کی سی ڈیز سے بالواسطہ طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ عام شائقینِ سوز خوانی اس سلسلے میں ہماری مرکزی یا علاقائی تربیتی نشستوں میں شرکت کر سکتے ہیں جس کا کوئی ہدیہ، نذرانہ یا رکنیت وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ آیئے اور ہم سے ہر ممکن رہنمائی حاصل کیجئے۔ ہم ان نشستوں میں کلام، بندشیں، فنی و تکنیکی تربیت اور پڑھنے کے لئے مجالس بھی دیتے ہیں لیکن آپ کا مخلص باصلاحیت اور غیر پیشہ ور ہونا ضروری ہے۔ ہم اچھا سوز خوان ہی نہیں آپ کو ایک اچھا انسان بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ بطور مثال ہمارے ادارہ کے نوجوان رضا کار سوز خوان یقیناً آپ کے پیش نگاہ ہوں گے جو سب اچھے خاندانی، تعلیم یافتہ، مہذب اور مخلص مثالی افراد ہیں۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے ہمارے ساتھی سوز خواں کاشف زیدی صاحب سے فون 0300-9268953 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ (محتاج دعا: س ج)

ذاکرین عظام و مومنین کرام کے لئے ایک غور طلب نکتہ

(سقائے سکینہؑ اور شہزادی کی شہادت کے حوالے سے)

یہ میرا ذاتی خیال ہے میں نے نہ تو اب تک کسی ذاکر و خطیب و شاعر سے سنا نہ ہی کسی جگہ پڑھا لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ بات سچ ہوگی۔

مقاتل میں ملتا ہے کہ بچوں کی پیاس اور بالخصوص شہزادی سکینہؑ کی شدتِ عطش کے پیشِ نظر مولا عباسؑ کو پانی لانے کے لئے نہر پر جانے کی اجازت ملی۔ جنگ کی اجازت اور تلوار نہیں دی گئی چنانچہ آپ گھوڑے پر سوار ایک نیزہ کی مدد سے فوجِ اشقیاء کو پیچھے دھکیلتے ہوئے نہر تک گئے مشکیزہ بھرا اور خیمہ گاہِ حسینیؑ کی طرف واپس چل دیئے۔ آپ کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح جلد سے جلد پانی تمام بچوں بالخصوص شہزادی تک پہنچ جائے اس کوشش میں یکے بعد دیگرے آپ کے دونوں دست ہائے مبارک قطع/شہید ہوگئے مگر آپ نے کسی نہ کسی طرح نیزوں، تلواروں، تیروں اور پتھروں سے مشکیزہ کو بچائے رکھا اور ہاتھ قطع ہوجانے کے بعد دندانِ مبارک میں مشک کو دبا لیا لیکن جب ایک شقی کے تیر سے مشکیزہ بھی چھد گیا اور سارا پانی بہہ گیا تو پھر

مولا عباسؑ کی آس اور خیمے میں واپس جانے کی امنگ ختم ہوگئی اور انہوں نے اپنا رخ خیام گاہِ حسینیؑ کی طرف سے واپس لشکرِ اعداً کی طرف پھیر لیا اور اسی اثنا میں گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور جب مولاؑ آپ کے سرہانے پہنچے تو آپ نے شہزادی سے شرمندگی کے باعث لاش کو خیمے میں لے جانے کی بجائے اسی مقام پر پڑا رہنے دینے کی خواہش کی چنانچہ یہی آپ کی آخری آرام گاہ/مرقد و مدفن ہے۔ یعنی مولا عباسؑ پانی نہ لے جاسکنے کی شرمندگی میں شہزادی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ بی بی سکینہؑ قید سے رہائی پا کر اپنے پیارے عمو جان کی لاش/مرقد پر نہ آتیں؟ چنانچہ مشیتِ خداوندی نے مولا عباسؑ کو بی بی کا سامنا کرنے سے بچانے کے لئے قید خانے ہی میں روک لیا۔ واللہ اعلم!

(محتاجِ دعا: س ج)

اقوالِ معصومینؑ (مفہوم ملخص /ترجمہ)

☆ بڑا آدمی وہ ہے جسے کسی سے قرض نہ لینا پڑے اور کسی کی خوشامد نہ کرنا پڑے۔

☆ بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جسے وطن میں روزگار، فرماں بردار زوجہ اور نیک اولاد نصیب ہو۔

☆ مومن کو مومن کا عذر قبول کرلینا چاہیے۔

(یعنی اس کی معذرت یا اظہارِ وجوہ تسلیم کرلینا چاہیے)

آپ اپنے مولاؑ کی خاطر ان کے نام لیواؤں کی غلطیوں اور زیادتیوں کو نظر انداز/ معاف کردیا کریں۔

مولاؑ سے ان کی اصلاح و مغفرت کی دعا کریں اور اُن کی اس زیادتی کے عوض میں اپنے لئے بطور ازالہ و تلافی کوئی نعمت مانگ لیں یا اپنے گناہوں کے وبال و عذاب سے نجات و مغفرت طلب کرلیں۔ آپ یقین جانیں اس معافی و طلب کے سبب آپ کو دونوں جہانوں میں بڑی نعمات میسر آئیں گی۔ (ماخوذ از متفرق روایات و احادیثِ معصومینؑ و متوسلین)

(محتاجِ دعا: س ج)

کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم زمانۂ ظہور اور عصرِ رجعت میں داخل ہو رہے ہیں! روزِ فتح، عرصۂ رجعت اور ساعتِ ظہور قریب تر ہیں۔ کیا اس سلسلہ میں آپ اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں؟ اس سلسلہ میں معلومات و آگاہی اور تیاری کے لئے باعمل علماء کرام، متعلقہ لٹریچر اور سرگرمِ عمل معاصر تنظیموں/افراد سے رجوع/ استفادہ کریں۔

الملتمس: سید سخاوت علی شاہ الموسوی، مشن القائم انٹرنیشنل/ ماہنامہ ترجمانِ حق کراچی/المہدیؑ ہاؤس، 4-Z-57 بلاک 6، PECHS کراچی۔ فون 4398066, 4395591
فیکس: 4559167، almehdi110@yahoo.com

ادارۂ ترویج سوز خوانی اور انجمن وظیفۂ سادات و مومنین پاکستان رجسٹرڈ سے متعلق معلومات و خدمات کے لئے رابطہ فرمائیں:

اسلام آباد: شاعر و سوز خواں سید محمد آصف زیدی (مقامی سیکریٹری) موبائل: 0346-5372677
حیدر آباد (سندھ): شاعر و سوز خواں سید فرخ حیدر رضوی (مقامی سیکریٹری) موبائل: 0333-2626974
خیر پور (میرس/سندھ): سید شاہد رضا زیدی (چوہدری ثاقب) قصرِ حسینیؑ محلّہ علی مراد 0345-2483116/0300-3114159

مختصر تعارف پروفیسر سیّد سبطِ جعفر زیدی

(ایڈووکیٹ، مصنف وشاعر اور سوز خوان وقومی سماجی کارکن) ۱۹۵۷ء تا ۲۰۰۶ء

والدین

مولانا سیّد احمد میاں زیدی راہیؔ جہانگیر آبادی مرحوم
ابنِ مولانا سیّد انوار الحسن زیدی المعروف بہ مولوی محمد عبداللہ،
ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ واعزازی مجسٹریٹ
وطن مالوف: مِلک جہانگیر آباد سادات ضلع بجنور (یوپی)
والدہ: سیدہ انوار جہاں بنتِ سبطِ احمد عابدی مرحوم (رئیسِ نگینہ ضلع بجنور)

تعلیم

نمایاں امتیازی حیثیت سے متعدد مضامین میں ایم اے، بی ایڈ، ایل ایل بی اور جامعۂ کراچی سے پوسٹ گریجویٹ سرٹیفکیٹ بزبانِ عربی بدرجۂ امتیاز۔ ادیب اعظم مفسرِ قرآن مولانا ظفر حسن نقوی امروہوی کی سرپرستی مولانا پروفیسر سید عنایت حسین جلالوی صاحب کی نگرانی میں مدرسۃ الواعظین جامعۂ امامیہ کراچی سے گریجویٹ مبلّغ کورس۔ (بسم اللہ، مولانا ثمر حسن زیدی مرحوم نے پڑھائی تھی جبکہ ابتدائی عربی مولانا انیس الحسنین رضوی مرحوم سے پڑھی)

روزگار

عملی وکالت اور سول سروس سے دستبرداری کے بعد پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر گورنمنٹ کالج (محکمہ تعلیم/حکومت سندھ) میں ایسوسی ایٹ پروفیسر، مشیرِ قانون ونگراں امورِ طلبہ اور ناظمِ تقریبات۔

تصانیف

انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کلاسز کیلئے نصابی، امدادی نصابی کتب جو ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۸ء کے دوران متعدد بار شائع ہوئیں مطالعۂ پاکستان، عمرانیات اور اطلاقی عمرانیات وغیرہ...... نیز...... منتخباتِ نظم ونثر، ''زادِراہ''، ''نشانِ راہ'' اور ''صوتی علوم وفنونِ اسلامی'' وغیرھم۔ علاوہ ازیں علمی دینی ادبی سماجی اور فن وثقافت کے حوالہ سے مختلف مقامی وقومی اور بین الاقوامی اخبارات وجرائد میں مضامین ومقالات شائع ہوئے۔ بالخصوص روزنامہ جنگ، اخبارِ جہاں، عوام، نوائے وقت، قومی اخبار، پبلک، امن حریت، جہانِ چشت، تنظیم، ندائے اسلام، رہنما، نوائے اسلام، توحید، سنگم ٹائمز، عوامی مسائل، اصلاح، سفینہ (ناروے) اور دیگر جبکہ مختلف

مجلوں، رسالوں اور خصوصی شماروں کی ادارت اور ترتیب و تدوین و اشاعت کی سعادت بھی حاصل کی۔ بالخصوص منتخب و معیاری کلام پر مشتمل مجموعہ کلام ''بستہ'' انتخاب بستہ اور گلدستہ وغیرہم۔

الیکٹرونک میڈیا

۱۹۶۷ء سے مختلف حیثیتوں میں ریڈیو اور ٹیلی وژن سے وابستگی رہی۔ خصوصاً کمپیئر، سوز خواں و مقرر اور مہمان و صدر کی حیثیت سے بھی شرکت کی جبکہ بطور شاعر و ناظم، نعت خواں ریڈیو ٹی وی سے طویل اور مستقل وابستگی رہی ہے۔ نارویجن ریڈیو/ ٹی وی پر بھی غیر ملکی دورہ ۱۹۹۰ء میں بطور ادیب و شاعر و سوز خواں پروگرام کئے۔ نیز مختلف سرکاری اور نجی چینلیز کے لئے خصوصی پروگرام تحریر و تیار اور پیش کئے۔

بطور محقق و مصنف ۱۹۹۶ء میں پاکستان ٹیلی وژن نے صوتی علوم و فنونِ اسلامی پر ''لحنِ عقیدت'' کے نام سے دس خصوصی تحقیقی و معلوماتی پروگرامز نشر کئے۔

۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۶ء کے دوران بطور شاعر و سوز خواں تقریباً ۵۰ آڈیو، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز EMI، شالیمار SRC، رضوی کیسٹس، زیدی پروڈکشن، یاسین اسٹوڈیوز، AVT، جعفری کیسٹس، پنجتن کیسٹس، AB میوزک سینٹر، باب العلم کیسٹ لائبریری، عترت فاؤنڈیشن، پیام، ترابی کیسٹس لائبریری، شاہ جی اسلامک سی ڈی سینٹر وغیرہم نے جاری کئے۔

ان میں سے خاصا مواد مختلف اداروں نے سی ڈی اور ویب سائیٹ/ انٹرنیٹ پر بھی جاری کر رکھا ہے اور مزید کام جاری ہے۔

پیشہ ورانہ اور شعبہ جاتی وابستگی

مختلف دینی ادبی علمی و سماجی و ثقافتی اداروں سے مختلف حیثیتوں میں وابستگی کے علاوہ دورانِ طالب علمی اسکول کالج اور یونیورسٹی میں مختلف عہدوں پر منتخب ہوا۔ (کراچی یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین کا کونسلر، FR چیئرمین پریس اینڈ پبلیکیشنز اور چیئرمین اسپورٹس بورڈ۔ اس دوران اعلیٰ سطح پر کرکٹ اور ٹیبل ٹینس بھی کھیلی)۔ انجمن محمدیؐ قدیم (رجسٹرڈ) کا صدر اور انجمن سوز خوانان کراچی کا بھی عہدے دار رہا۔ انجمن محبان اولیاؑ کا مرکزی خادم، بانی رکن ہونے کے علاوہ کراچی بار ایسوسی ایشن اور سندھ پروفیسرز لیکچررز ایسوسی ایشن کی رکنیت کے علاوہ آرٹس کونسل آف پاکستان (کراچی) کی تاحیات رکنیت حاصل ہے۔ نیز بین الاقوامی ادارۂ ترویج سوزخوانی کے بانی ہونے کے علاوہ انجمن وظیفۂ سادات و مومنین پاکستان رجسٹرڈ کے مرکزی صدر (۲۰۰۵ء تا ۲۰۰۸ء) ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

غیر ملکی دورے

بطور شاعر و سوز خواں ۱۹۸۰ء سے ۲۰۰۶ء کے دوران سولہ ممالک کی سیاحت و زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی نامور یونیورسٹیز (بالخصوص ہارورڈ یونیورسٹی) نے بطور ماہرفن خصوصی پذیرائی کی۔

شعر و سخن میں تلمّذ

والدِ گرامی راہی صاحب قبلہ کے علاوہ ان کے استاد حضرت مولانا محمد مصطفیٰ جوہر صاحب قبلہ اور ڈاکٹر پروفیسر نعیم تقوی صاحب سے عربی و اردو ادب اور شعر و سخن میں استفادہ کیا۔

سوز خوانی میں تلمّذ

استاد معشوق علی خان حیدری و استاد اشتیاق علی خان حیدری، استاد واحد حسین خاں (جبکہ اختر وصی علی و محترمہ کجن بیگم کے علاوہ استاد چھوٹے غلام علی خاں، عظیم الحسن صاحب اور زوار حسین صاحب سے بھی متاثر) رہی مکتبی تعلیم اور روحانیات میں اساتذہ کی فہرست اس کے علاوہ ہے۔

تلامذہ و رفقاً

تعلیم و تدریس کے حوالہ سے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے تصنیف و تالیف اور شعر و سخن میں بھی بہت سے شاگرد ہیں تاہم سوز خوانی کے حوالہ سے براہِ راست استفادہ کرنے والے خواتین وحضرات کی تعداد بھی سو سے زائد ہے جو کراچی و بیرونِ کراچی اور ملک سے باہر بھی کسی نذرانہ یا کرایۂ آمد و رفت کے بغیر یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ (ان افراد کے متعلقین اور بالواسطہ استفادہ کرنے والے بے شمار ہیں)۔

ادارۂ ترویجِ سوز خوانی

اس ادارے کو قائم کرکے اساتذۂ فن کے تبرکات کو محفوظ اور منتقل کرنے کیلئے تربیتی خصوصی نشستوں کے علاوہ آڈیو وڈیو کیسٹس جاری کئے گئے اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ علاوہ ازیں منتخب و معیاری کلام وکلیدِ سوز خوانی یعنی ''بستہ'' کی اشاعت کے بعد اس سرمایہ کو سی ڈی / ویب سائیٹ پر محفوظ و منتقل کیا جارہا ہے۔

ایوارڈز

مختلف قومی ادبی دینی مذہبی سماجی اور ثقافتی اداروں کی جانب سے بشمول بدست گورنر سندھ و وزیرِ تعلیم متعدد اعزازات و انعامات و اسناد سے نوازا جاتا رہا ہے۔ جن کی فہرست طویل ہے۔ تاہم فانوس ایجوکیشن ایوارڈ، سپلا ایجوکیشن ایوارڈ، فانوس گولڈ میڈل، ایکسی لینسی ایوارڈ، حبیبؑ ابن مظاہرؑ ایوارڈ، کربلا ایوارڈ، وارثی ایوارڈ، غلام فرید صابری ایوارڈ، نصرت فتح علی خان ایوارڈ، سنگم ایوارڈ وغیرھم زیادہ اہم ہیں۔ لیکن ان تمام توفیقات و خدمات کا اصل ایوارڈ عند اللہ وعند المعصومینؑ گویا فلاحِ دارین ہی ہے جبکہ خلقِ خدا بالخصوص مومنین کی دعائیں اور نیک تمنائیں بھی بہت بڑا فوری دنیاوی وظاہری ایوارڈ ہیں۔

برائے رابطہ:-

2-J-1642 (خاموش کالونی بس اسٹاپ)

ناظم آباد نمبر2 کراچی 74600

عام خط وکتابت کے لئے

پوسٹ بکس 10979 کراچی74700

تاثرات و پیغامات مشاہیر

حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا رضی جعفر نقوی مجتہد

برادرم مکرم و محترم جناب سید سبط جعفر صاحب دام مجدہ جو مشہور و معروف شاعر، منقبت خواں، سوز خواں، نوحہ خواں، ادیب اور نبض شناسِ قومیات ہونے کے ساتھ ساتھ ایڈووکیٹ اور پروفیسر بھی ہیں۔ ہماری ملت کے ان انتہائی بے لوث اور مخلص وردمند جوانوں میں سے ہیں جو کسی نذرانہ و معاوضہ کے بغیر ملک اور بیرون ملک اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتے رہتے ہیں اور جو اپنے مضامین کے ذریعے برصغیر میں پروان چڑھنے والی تمام اصناف سخن کی گہرائیوں اور گیرائیوں سے لوگوں کو متعارف کرانے کی سعی پیہم کر رہے ہیں، یہ بات ہر قسم کے مبالغہ سے خالی ہے کہ موصوف کا انداز تحریر انتہائی اچھوتا اور ان کے متجسس طبیعت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے خواہ وہ انکی کتاب ہو یا مضامین نثر ہو یا نظم۔

یہ حقیقت ہے کہ سوز خوانی و مرثیہ جیسی مقدس مذہبی خدمت میں جو نام آور دبستان تھے وہ رفتہ رفتہ تاریخ کا حصہ بنتے جارہے ہیں۔ اور زمانہ کی چیرہ دستی کہی جائے یا سماج ومعاشرہ کی خرابی کہ پوری زندگی جس انحطاط کا شکار ہے اس نے تمام اصناف سخن پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے اور ہماری بیشتر قدریں اب تاریخ کا حصہ بنتی جارہی ہیں۔

برادر عزیز نے برصغیر کے تمام دبستانوں اور سوز خوانوں و مرثیہ خوانی میں حصہ لینے والی عالی وقار شخصیتوں کا تذکرہ اپنی کتاب ”صوتی علوم وفنونِ اسلامی“ اور پھر منتخب و معیاری عزائیہ کلام اس بستہ کے اندر سمو کر ایک گرانقدر خدمت انجام دی ہے علاوہ ازیں انہوں نے بستی بستی اور بالخصوص مومنین کی آبادیوں اور عزا خانوں میں جا جا کر مخلص ہونہار و باکردار نوجوانوں کی ایسی سوز خواں جماعتیں تیار کردی ہیں جو رضا کارانہ طور پر اس خدمت کو نہایت عقیدت و احترام اور ذمہ داری سے دور دراز علاقوں تک سرانجام دے رہی ہیں جس کے لئے وہ ملک وملت کی طرف سے تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ جس طرح ماضی میں ان اصناف سخن میں حصہ لینے والے حضرات نے احتیاط کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آنے والی نسلیں بھی اسی رَوش کو اپنائے رہیں جو حضرات محمدؐ و آل محمدؑ علیہم السلام کی نگاہوں میں پسندیدہ اور موجب اجر وثواب ہو۔

”ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد“

پروفیسر سید اظہار حیدر رضوی

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان
صدرِ شعبہ قانون ۔ وفاقی گورنمنٹ اردو لاء کالج

دس شہروں کا دریافت کرنا آسان ہے لیکن صحیح معنوں میں صاحبِ کمال ، اہلِ نظر اور عہد ساز فنکاروں کو صحیح طریقے سے شناخت کرنا بہت دشوار کام ہے ۔ سبطِ جعفر کی کتاب صوتی علوم وفنونِ اسلامی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سبط جعفر نے اگر ایک طرف قاری عبدالباسط اور قاری راغب غلوش کو اردو داں طبقے میں متعارف کروایا ہے تو دوسری طرف صاحبِ طرز قوالوں ، سوز خوانوں وغیرہ بالخصوص استاد معشوق علی خاں ، استاد واحد حسین خاں ، استاد اشتیاق علی ، محترمہ کجن بیگم صاحبہ اور اختر وصی علی کا ذکر کر کے ایک ثقافتی فریضہ ادا کیا ہے ۔

عرصہ دراز سے یہ محسوس کیا جارہا تھا کہ سوز خوانی کی جانب اتنی توجہ نہیں دی گئی جتنا کہ یہ فن مستحق ہے ۔ لوگ ذاکروں ، مرثیہ نگاروں اور قصیدہ خوانوں سے بخوبی واقف ہوتے تھے ان کے فن و شخصیت پر کتابیں لکھی جاتی ہیں لیکن سوز خوانی کے فن کو بڑی حد تک نظر انداز کیا گیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اور ہُوا ہو یا نہ ہُوا ہو ، اتنا ضرور ہوا کہ برصغیر کے باکمال افراد نے بیک وقت ایک ہی شہر کراچی کو رونق بخشی اس ذیل میں دوسرے صاحبانِ کمال کے علاوہ محترمہ کجن بیگم صاحبہ ایک منفرد مقام پر فائز ہیں ۔ سوز خوانی کا ان کا اپنا ایک اسلوب بلکہ ایک اسکول یا ادارہ ہے جو کم توجہی کی وجہ سے ان کے ساتھ ہی ختم ہوجائے گا ۔ ان کے اس فن کی جانب توجہ دیں اور ان کو محفوظ کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ سبط جعفر یا کوئی دوسرا سبط جعفر کجن بیگم صاحبہ کی سوز خوانی ، ان کے فن اور شخصیت پر ایک مکمل کتاب لکھ کر ایک بہت بڑے فرض سے سبکدوش ہوگا ۔

سبط جعفر نے انفرادی طور پر مشہور ومعروف سوزخواں حضرات کا ذکر کیا ہے ان کے فن کی باریکیوں پر روشنی ڈالی ہے اس کے علاوہ انہوں نے سوز خوانی کے مروجہ دبستانوں کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے ۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ سبطِ جعفر نے سوز خواں حضرات کا ذکر کرتے ہوئے ذاتی مراسم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر سوز خواں کی اس کے صحیح مقام پر شناخت کرنے کی کوشش کی ہے اگر عظیم الحسن مرحوم ، آفتاب علی کاظمی مرحوم آغا مقصود مرزا کا ذکر ہے تو دوسری طرف امیر حسن معروف بہ دیوان جی کا ذکر بھی اسی لب ولہجے میں کیا گیا ہے ۔

دیکھا گیا ہے کہ ہم ان فنکاروں کو جو ہم سے بچھڑ گئے ہیں ان کی تو ہم تعریف وتوصیف میں بخل سے کام اس لئے نہیں لیتے ہیں کہ ان سے حسد یا رقابت نہیں کرتے لیکن جو زندہ ہیں ان کی تعریف وتوصیف میں بڑے سے بڑا کشادہ ذہن احتیاط سے کام لیتا ہے لیکن سبط جعفر نے اپنے ہم عصر سوز خوانوں کا جس بلند حوصلگی اور عالی ظرفی سے ذکر کیا ہے اس کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے ۔

دیکھا گیا ہے کہ اکھاڑے میں کشتی لڑنے والے پہلوان ، پہلوانوں کے مقابلے میں کشتی کے ناظرین جو کشتی لڑنے والے پہلوانوں سے کمزور اور اناڑی بھی ہوتے ہیں اکھاڑے کے پہلوانوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں ان کو دَم دلاسہ دیتے ہیں حوصلہ بڑھاتے ہیں بیچ میں یہ بتاتے جاتے ہیں کہ یوں داؤ لگاؤ ایسے لگاؤ ، لڑنے والے پہلوان سنتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں کشتی دیکھنے والوں میں کوئی نامی گرامی پہلوان شاذ و نادر ہی دیکھا جاتا ہے ، اوّل تو موجود ہی نہیں ہوتا اگر کوئی پایا بھی جائے تو ایسا پہلوان لڑنے والے پہلوانوں میں کسی کی نہ حوصلہ افزائی کرتا ہے اور نہ ہی تعریف وتوصیف بلکہ ترچھی نظروں سے گھورتا رہتا

ہے لیکن ان کی کتاب میں آپ بھی غور کریں گے کہ سبط جعفر جو سوز خوانی میں استاد کا درجہ رکھتے ہیں، استاد اشتاق علی کے خلیفہ یا جانشین بھی ہیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود دوسرے سوزخوانوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے فن کی صحیح تعریف کرنے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیتے۔

ہر مہذب پیشے/شعبہ میں غیر تحریری اصول وضوابط پائے جاتے ہیں ان اصولوں پر ہر سمجھدار فنکارانہ طور پر کاربند ہوتا ہے سبط جعفر نے اس کتاب میں نعت خوانی، سوز خوانی کے فنی اسرار و رموز کے ساتھ آدابِ مجلس کے طور طریقے، دوران ادائیگی پیش آنیوالے نازک مقامات اور نئے نعت خوانوں اور سوز خوانوں کی رہنمائی کیلئے کچھ رہنما اصول بھی بتائے ہیں جو ہماری تہذیبی سرگرمیوں کا ایک حصہ ہیں نئی نسل کی رہنمائی کیلئے ان اصولوں کی ترویج واشاعت ہی نہیں بلکہ ان کا برتنا بھی بہت ضروری ہے۔

سوزخوانوں کیلئے سرُوں کو سوز کے دریا میں پاک کرنے کی اہمیت تو اپنی جگہ لیکن سوزخوانوں کا رکھ رکھاؤ، لباس، وضع قطع، اندازِ نشست و برخاست، آدابِ محفل اور دوسری متعلقہ باتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے نعت خوانی کے سلسلے میں انہوں نے بتایا کہ اچھے نعت خواں کیلئے ضروری ہے کہ وہ مہذب، متمدن، تعلیم یافتہ، باکردار یعنی باعمل سچا مسلمان اور اچھا انسان ہو، خوش گلو ہو، آواز جاندار اور پُرسوز ہو، فطری صلاحیت کے ساتھ ساتھ مشق اور ریاض بھی ضرور کرے۔

اسی طرح سوز خوانوں کے متعلق سبط جعفر کی رائے یہ ہے کہ ”وہ مناسب لباس، وضع قطع اور اچھے اطوار کو اختیار کرے، سوزخواں کو آدابِ نشست و برخاست کا بھی خیال رکھنا چاہئے، تخت، تکیہ یا نشست اور حاضرین مجلس کے سامنے گنگنانا، ہاتھ چلانا، دائیں بائیں دیکھنا، سوز خوانی کے درمیان غیر ضروری بات یا تقریر کرنا، بار بار نعرۂ صلوات لگوانا، لوگوں کو زبردستی داد و تحسین یا گریہ وبکا کی دعوت دینا، زانو، سینہ یا ہاتھ کو ڈرامائی طور پیٹنا یہ سب آدابِ مجلس، شرافتِ نفس اور سوز خواں و سوز خوانی کی شان اور وقار کے منافی ہے دوران مجلس بازوؤں کو تادیب یا تنبیہ کرنا بھی نامناسب طرزِ عمل ہے“۔

یہ ساری باتیں بظاہر پیش پا افتادہ اور غیر اہم معلوم ہوتی ہیں لیکن چھوٹی چھوٹی معمولی باتیں جمع ہوجاتی ہیں تو ایک مسئلہ بن جاتی ہیں لہٰذا ان باتوں کو بھی آج کے ٹیڈی دور میں بتانا وقت کا اہم فریضہ ہے۔

بلند آہنگ موضوعات پر کتاب لکھنا جتنا آسان ہے اتنا ہی پیش پا افتادہ اور سامنے کے موضوعات پر قلم اٹھانا دشوار ہے سبط جعفر نے حسنِ قرأت، نعت خوانی، سوز خوانی، نوحہ خوانی، سماع وقوالی کے موضوعات (جن کا شمار کسی بھی زاویہ سے بلند آہنگ موضوعات میں نہیں کیا جاسکتا) پر جس خوش اسلوبی سے کتاب تحریر کی ہے اسے جتنا بھی سراہا جائے کم ہے یہ موضوعات بلند آہنگ نہ ہوتے ہوئے بھی ہماری سماجی زندگی میں رچ بس گئے ہیں اور ان کو آج نہیں تو آئندہ برسوں میں جائز مقام حاصل ہوجائے گا غالباً زندگی میں غوروفکر کرنا ہی سب سے بڑا مشقت کا کام ہوتا ہے غوروفکر کرنے کی زحمت سے بچنے کے لئے ہر انسان کوئی امکانی حیلہ اٹھا نہیں رکھتا اسی لئے اس موضوع پر کسی بھی سکہ بند اہلِ قلم نے توجہ نہ دی بہرحال سبط جعفر نے اس موضوع پر لکھ کر دروازے پر دستک تو دے دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دروازہ ضرور کھلے گا۔ انشاءاللہ۔ موصوف کا زیرِ نظر مجموعہ (بستہ) بلاشبہ عزاداری و سوز خوانی کا تحفۃ العوام ہے۔ والسلام

پروفیسر کرار حسین مرحوم

بلاشبہ عزیزم سبط جعفر نے اپنے تہذیبی و ثقافتی ورثہ کی بہت بڑی اور قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے اور امید ہو چلی ہے کہ خصوصاً فنِ سوز خوانی تاریخ ادب و مذہب میں ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے گا۔

——*****——

پروفیسر حافظ مولانا محمود حسین صدیقی مدظلہ

سید سبطِ جعفر نے حسنِ قرأت سے سوز خوانی تک مختلف اصناف پر سیر حاصل و پُر مغز تحقیقی و تکنیکی بحث سے اس دقیق نکتہ کو واضح کیا کہ خوش نغمگی منشاء خداوندی، تعلیمِ الٰہی اور موہبِ ربانی ہے۔

——*****——

استاد اسد علی خان (دہلی یونیورسٹی)

سوزخوانی کے حوالہ سے سبط جعفر صاحب کو جو امتیاز حاصل ہے وہ کسی تعارف یا تعریف کا محتاج نہیں اس مقدس عزائی صوتی اسلامی علم وفن کی علمی اور فنی بنیادوں پر ترتیب و تنظیم ڈاکٹریٹ کی مستحق ہے۔

——*****——

محترمہ کجن بیگم

پروفیسر سبط جعفر صاحب نے اپنے عہد کے تمام قابلِ ذکر اور نمائندہ ماہرِ فن اساتذہ اور سوز خوانوں سے استفادہ کرکے ان سب کا جوہر نکال کر اپنے لئے الگ راستہ بنایا ہے۔ ہمارا سارا گھرانہ انکا مداح اور خیر خواہ ہے۔

——*****——

پروفیسر کنہیا لال ناگپال

سید سبط جعفر سوز و سلام پڑھنے میں لاثانی رفقاء اور طلبہ میں یکساں مقبول اور ایک اعلیٰ انسان ہیں۔ اسلام میں موسیقی و غنا کے متنازعہ مسئلہ کو آپ نے پہلی مرتبہ جرأتمندانہ طور پر علمی و عقلی بنیادوں پر حل کرنے کی بیش بہا کاوش کی ہے۔

——*****——

ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد سعید

(ریسرچ ڈائریکٹر)

برادر مکرم و محترم پروفیسر سیّد سبط جعفر زیدی کی زیرِ تبصرہ کاوش کو بہ نظر غائر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپکی یہ تحقیق و تصنیف دین و مذہب، علم و ادب اور فن و ثقافت میں گراں قدر تحقیقی و تکنیکی اضافہ ہے اور مصنف و محقق نے جس طرح نعت گوئی و نعت خوانی میں، لحنِ داؤدی میں حمد و نعت و مناقب اہلبیتؑ کی ادائیگی میں اور سوز خوانی میں تحریر اور تقریر کی طرح کمال حاصل کیا ہے اسی طرح علمی ادبی مذہبی، تکنیکی تحقیق و تخلیق میں بھی اپنی مہارت کا لوہا منوایا ہے اس عظیم کارنامہ پر ہدیۂ تبریک و تہنیت اور خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ ان کا اصل میدان اور کام یہی ہے جو انہوں نے اب شروع کیا ہے۔ والسلام محمد سعید (فاضلِ عربی و فارسی، فاضلِ درسِ نظامی، PHD، بانی و صدر طارق بن زیاد ایجوکیشن سوسائٹی/ کالج، کراچی)

——*****——

محترم جمیل الدین عالیؔ (انجمنِ ترقی اردو/ رکن سینیٹ آف پاکستان)

پروفیسر سبطِ جعفر کی یہ کتاب ایک تقدس کے ساتھ تکنیکی پہلو رکھتی ہے جبکہ غناء اور اسکی حرمت و اصناف بھی بڑے مضامین ہیں اللہ تعالیٰ اِنکو خدمتِ دین اور تحقیق و تالیف میں صحت و کامیابی

کیساتھ مصروف رکھے۔

-----*****-----

حکیم محمد سعید شہید

سچ بات یہ ہے کہ مجھے پہلی بار صوتی علوم وفنونِ اسلامی پر نئے انداز سے غور وفکر کا موقع ملا آپ نے یقیناً ایک نئے انداز اور بلاشبہ نئے اسلوب سے اس موضوع پر کام و کلام کیا ہے اب آپ سرفراز ابد صاحب کے مشورے پر عمل کر لیجئے اور ڈاکٹریٹ کی تیاری کیجئے۔ بہ احترامات فراواں

-----*****-----

ڈاکٹر سید کلب صادق مد ظلہ

بحمد اللہ میرا تعلق سر زمینِ اودھ (لکھنؤ) سے ہے جو مرثیہ و سوزخوانی کا اولین مرکز ومنبع رہا ہے مولاؑ کے ذکر کے طفیل تقریباً ساری دُنیا کے سفر اور جائزے کے بعد میں نہایت ذمہ داری اور افسوس سے عرض کر رہا ہوں کہ بدقسمتی سے نہ صرف وہاں بلکہ اب یہ قدیم تکنیکی اور روایتی مقدس فن دُنیا بھر سے تقریباً ختم ہو چلا ہے آپ کو دیکھ کر اور سن کر بڑی دلی مسرت، تقویت اور طمانیت ہوتی ہے بلاشبہ آپ اس عہد کے سب سے بڑے باکمال و صاحبِ فن نمائندہ سوزخواں ہیں میری دلی خواہش بلکہ تمنا ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر سوزخوانی کریں۔

-----*****-----

امداد نظامی (ریڈیو پاکستان کوئٹہ و مطبوعہ بلوچستان ٹائمز/ زمانہ کوئٹہ)

فنِ سوز خوانی بلاشبہ ایک بلند آہنگ مستقل فن عظیم دینی فنی ورثہ اور مقدس مذہبی روایات کا مظہر و مظاہرہ ہے۔ فنِ سوزخوانی کی اس دوگونہ اہمیت کے باوجود نہ تو اسکی مستند تاریخ مرتب کی گئی نہ ہی اسے علمی سطح پر تحقیق کا موضوع بنایا گیا نہ ہی اس کے بنیادی آداب، اسالیب اور روایات کے بارے میں رہنمائی فراہم کرنے کیلئے کوئی دستاویز ترتیب دی گئی اس خلا کی بنا پر سوزخوانی کا فن اپنی داخلی توانائی اور اثر آفرینی کے باوجود بڑے غیر محسوس لیکن تشویشناک انداز میں ایک تقلیدی روش میں ڈھلتا جا رہا تھا اس سے اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ منفرد فن اپنی اعلیٰ اقدار سے محروم ہو کر محض ایک رسمی فریضہ بن کر رہ جائے گا۔ صوتی علوم وفنونِ اسلامی دیکھ کر اور مصنف کی سوزخوانی سن کر مجھے بڑی طمانیت ہوئی ہے کہ نوجوان اسکالر جواں فکر محقق اور کئی نامور اساتذہ کے تلمذ و جانشینی سے مشرف اور خود بھی صاحبِ طرز اور باکمال سوزخواں پروفیسر سیّد سبطِ جعفر نے اس طرف توجہ دی اور سوز خوانی کو بنیاد بنا کر ایک ایسا علمی تحقیقی کارنامہ انجام دیا ہے جس کے ذریعے حسنِ قرأت سے سوزخوانی تک تمام صوتی علوم وفنونِ اسلامی پر سیر حاصل بحث بھی کی گئی ہے۔

سوز خوانی کے فن کے تاریخی پس منظر کے ساتھ اسکے نامور اساتذہ کا بھی مؤثر انداز میں تذکرہ کیا ہے اور اس فن کے آداب، روایات، اسالیب اور تقاضوں کے سلسلہ میں بنیادی اصولوں کی بے حد معلومات افزا انداز میں صراحت کردی ہے اور یہ کاوش علمی تحقیق کے تمام تسلیم شدہ علمی و تکنیکی معیارات پر پوری اترنے والی ایک مکمل تحقیقی کاوش ہے اس سے نہ صرف تمام اسلامی صوتی علوم وفنون کے بارے میں جامع معلومات کا ایک سرچشمہ فراہم ہوگیا ہے بلکہ اس کی بدولت وہ بنیادیں بھی فراہم ہوگئی ہیں جو بالخصوص سوز خوانی کے فن کو زندہ رکھنے اور نئی تابناکیاں عطا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔ (نشریہ ریڈیو پاکستان، کوئٹہ)

جمال نقوی (علیگ)

پروفیسر سبطِ جعفر ایک ہشت پہلو شخصیت کے حامل ہیں صحافت، خطابت، وکالت، شاعری، نثر نگاری، نعت خوانی اور سوز خوانی ان کے محبوب مشاغل ہیں۔ ان کی سوز خوانی کا معیار منفرد ہے۔ اس معیار کو انہوں نے روایت تک محدود نہیں رکھا بلکہ نت نئے تجربے کیئے اور کررہے ہیں بلاشبہ وہ عہدِ حاضر کے نمائندہ سوز خواں ہیں اور اپنی ذات میں خود ایک مکمل انجمن، تحریک و ادارہ ہیں۔ (نشریہ ریڈیو پاکستان/مطبوعہ آہنگ کراچی)

—*****—

عابد جعفری (صدر رائٹرز فورم آف پاکستانی کینیڈینز)

آپ کے علمی و تحقیقی مقالے اور کیسٹس کے ذریعے مجھے پہلی مرتبہ موسیقی، عزاداری اور قدیم روایتی تکنیکی سوز خوانی کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی اور فن سوز خوانی کے بہت سے اسرار و رموز بھی مجھ پر منکشف ہوئے۔ پاکستان چھوڑے ہوئے تیس سال ہوگئے اس عرصہ میں ہم کن کن نعمتوں سے محروم ہوگئے یہ ہم ہی جانتے ہیں۔ آپ کا یہ کارنامہ ہم سب اور خصوصاً دیارِ غیر میں رہنے بسنے والوں کو بہت حد تک اپنے پُر وقار و شاندار قابلِ فخر ماضی سے جوڑ دے گا۔ اس بیش بہا معلوماتی دلچسپ تحقیقی کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں خصوصاً آپ نے اس فن کے آثار کو محفوظ رکھنے اور آگے بڑھانے کیلئے جس طرح اساتذہ کے تبرکات اور پھر اپنی آواز میں اساتذہ کے کام میں ایجادات اور اختراعات کے اضافے کے ساتھ آڈیو ویڈیو پر پیش کیا ہے اس میں ندرت بھی ہے اور غیر معمولی افادیت بھی اور اس فن کے علاوہ بزرگ اساتذہ و مرحومین اور موجودہ شائقین سوز خوانی و عام سامعین اور خود آپ کے لئے بھی توشۂ آخرت ہے۔ والسلام

—*****—

شاعر و سوز خوانِ اہلبیتؑ سعید
حیدر زیدی سعیدؔ

محترمی و مکرمی عالیجناب سوز خوان و شاعرِ محمدؐ وآلِ محمدؐ، پروفیسر، ماہرِ تعلیم سبطِ جعفر زیدی صاحب، ایڈووکیٹ، مقرر و صاحبِ قلم، محقق و فدائے فروغ و بقائے سوز خوانی، بانی و سرپرست اِدارۂ ترویج سوز خوانی، السلام علیکم!

میں آپکا تہہِ دل سے ممنون ہوں کہ جناب نے اِس ناچیز و حقیر کو عزت بخشی اور ''لافانی سوز خوانی'' کی کیسٹ عنایت فرما کر سرفراز کیا۔ میں نے سنی اور سنائی۔ دل کی گہرائیوں سے آپ کی درازئ عمر و کامیابی کیلئے دُعائیں نکلیں۔ خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور آپ کی کاوشوں کو عروج عطا فرمائے۔ آمین۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جس میدان میں قدم رکھا ہے اُس میں گلزار کم اور خارزار بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اولادِ حضرت زیدِ شہید کو اپنے اجداد سے یہ خصوصیت ورثہ میں ملی ہے کہ ہر زمانہ میں اُسکے تقاضوں کے مطابق بقائے دینِ اسلام اور بالخصوص فروغِ عزائے حضرت سیّدُ الشہداء امام حسینؑ کو حسب توفیق و استطاعت مقصدِ حیات سمجھا اور یہ اُن کی ہی قربانیوں کا ثمر ہے کہ یہ عزاداری آج بھی باقی ہے اور انشاء اللہ تا قیامت باقی رہے گی۔ یہی ورثۂ اجداد آپ کو بھی خوش قسمتی سے نصیب ہوا ہے۔ آپ کے والدِ محترم و معظم مرحوم و مغفور کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اپنی عاقبت سنوار گئے اور آنے والوں کیلئے راستہ روشن کر گئے کہ کہیں ٹھوکر نہ کھائیں۔ آپکی رفتار سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ انشاء اللہ بہت جلد اپنے مقاصد میں

کامیابی حاصل کرلیں گے۔

بزرگوں کی تقریباً مفقود آوازیں مجتمع کرنا ایک بہت بڑی کاوش اور جاں گسل مرحلہ ہے جسے اس کیسٹ تک آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے طے کرلیا۔ یہ آپ کا احسان بلکہ عظیم احسان ہے اُن گزشتگان کی موجودہ و آنے والی نسلوں پر بالخصوص اور نو آموز سوز خوانوں پر بالعموم، اسلئے کہ انقلابِ زمانہ نے شعبۂ سوز خوانی کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ نہج تبدیل ہوچکی ہے جس کا رخ بظاہر کسی مستحکم و محترم منزل کی جانب نظر نہیں آتا۔ یقیناً یہ آوازیں اساتذہ و بزرگ سوز خوان حضرات کی اپنی پُر تاثیر طرز ادائیگی میں اس دور کو کچھ دیر کیلئے سوچنے پر مجبور کریں گی جس سے بہت ممکن ہے کہ یہ اسپ بے لگام قابو آسکے۔ بستہ کی اشاعت شاید اس صدی کا سب سے بڑا اعزائی کارنامہ ہے۔ والسلام دعاگو سعید حیدر زیدی سعید

—*****—

سیّد شفیع عقیل (ادیب وصحافی، شاعر ونقاد، تبصرہ نگار ''جنگ'' کراچی)

صوتی علوم وفنونِ اسلامی پر یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد ہے۔ سیّد سبطِ جعفر زیدی صاحب خود ایک معروف سوز و سلام پڑھنے والے ہیں چنانچہ انہوں نے اس ضمن میں بعض اہم نکات پر روشنی ڈالی ہے اور مختلف صوتی علوم وفنونِ اسلامی (حسنِ قرأت تا سوز خوانی) اور ان سے متعلق مشہور ونمائندہ شخصیات، ماہرینِ فن اور دبستانوں کا تذکرہ کیا ہے اور ان حضرات کیلئے بھی بنیادی خصوصیات و ہدایات اور شرائط پر روشنی ڈالی ہے جو صوتی علوم وفنون یا سوز خوانی سے وابستہ ہیں اور اس میں مہارت اور ناموری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر سحر انصاری

بلاشبہ پروفیسر سبطِ جعفر صاحب اُن اہم موضوعات پر کام کررہے ہیں جن پر اب تک نہ کیا جاسکا تھا اور اگر اب بھی نہ ہوتا تو شاید پھر کبھی نہ ہو پاتا اور یہ مقدس اہم علوم وفنون اور باقی ماندہ آثار اور مذہبی ثقافتی ورثہ ضائع ہوجاتا۔ شاید قدرت نے انہیں اسی کام کیلئے دنیا میں بھیجا تھا یا ان علوم وفنون نے بارگاہِ احدیت میں فریاد کرکے انہیں اپنے لئے مانگ لیا ہوگا۔ بہرحال یہ کام یہی کرسکتے تھے اور خوب خوب کررہے ہیں اور علمی تکنیکی شعوری اور دانشورانہ طریقہ پر۔ مجھے تو ابھی تک ان کی وہ پُر وقار و شاندار تقریب بھی نہیں بھولی جو انہوں نے اپنی تحقیقی تصنیف ''صوتی علوم وفنونِ اسلامی'' کے اجراء کے سلسلہ میں غالباً نومبر 1995 میں ہوٹل پرل کونٹی نینٹل کراچی میں منعقد کی تھی ان کے لئے دعائیں اور نیک تمنائیں ہی نکلتی ہیں۔ ماشاء اللہ وسبحان اللہ اور جزاک اللہ فی الدارین خیرا

—*****—

مرزا محمد اشفاق شوق لکھنوی مدظلہٗ

(خطیبِ ہند، پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ)

ذاکر و شاعر و استاد و ادیب و نقاد
پھول کب ہے چمنستان ہے سبطِ جعفر
کثرتِ جلوہ سے خود اُس کی نظر خیرہ ہے
آئینہ دیکھ کے حیران ہے سبطِ جعفر
ہر گھڑی رہتے ہیں عترتؑ کے فضائل لب پر
بخدا قاریٔ قرآن ہے سبطِ جعفر
سوز خوانی سے اُسے عشق ہے سب شاہد ہیں
نوحہ خوانی پہ بھی قربان ہے سبطِ جعفر
بلند آواز سے کہتی ہے یہ بلقیسِ صدا
بخدا میرا سلیمان ہے سبطِ جعفر
ہونے والا ہے یقیناً کہیں ذکرِ سرورؑ
مجلسِ شاہؑ کا اعلان ہے سبطِ جعفر
دست و بازو ہیں خدا رکھے شکیل و اختر
سوز خوانی کی مگر جان ہے سبطِ جعفر
سُن کے آواز سبھی کہتے ہیں یہ آپس میں
دیکھئے کتنا خوش الحان ہے سبطِ جعفر
تو کہ ہے زینتِ ہر مجلسِ ایصالِ ثواب
عام سب پر ترا فیضان ہے سبطِ جعفر
سب نے پہچانا ہے تجھ کو بہ طفیلِ شبیرؑ
تجھ پہ خالق کا یہ احسان ہے سبطِ جعفر
الفتِ آلِ محمدؐ کا جو دَم بھرتا ہے
اُس پہ سَو جان سے قربان ہے سبطِ جعفر
سیم و زر گوہر و الماس سے کیا کام اُسے
پیروِ بوذرؓ و سلمانؓ ہے سبطِ جعفر
عشقِ شبیرؑ تری زیست کا سرمایہ ہے
حُبِ حیدرؑ ترا عنوان ہے سبطِ جعفر

(طویل نظم سے اقتباس)

(بشکریہ خطیبِ اکبر پروفیسر مرزا محمد اطہر مدظلہٗ)

—*****—

دعائیہ تاثراتِ وابستہ صاحبِ بستہ یعنی اہلیہ

مسز زیدی / شجیعہ رضوی (ایم اے۔ بی ایڈ)

دنیاً و آخرت میں ملے گی اُسے جزا
مصروف ، مدحِ آلِ پیمبرؐ میں جو رہا
ترتیب آپ نے جو دیا "تحفۂ عزا"
اِس کے صلے میں وارثِ غم سے ہے التجا
جنت میں گھر ملیں گے ہمیں بالیقیں مگر
اک گھر عطا ہو یاں بھی پئے مجلسِ عزا
"العصر" اور "آلِ شفق"، امتیاز، ابد
ان سب معاونین کو اللہ دے صلہ
دانندہ قدر داں ہیں ابوذر بھی معترف
تابندہ اِس کو کہتی ہے مینار نور کا
وابستہ ہے جو "صاحبِ بستہ" سے یہ کنیز
دن رات یہ شجیعہ کی بی بیؑ سے ہے دُعا
مقبولِ بارگاہِ جنابِ بتولؑ ہو
جو کام سبطِ جعفرِ خوش فکر نے کیا

(سید محمد ابوذر، تابندہ و دانندہ زیدی / اولادِ سبطِ جعفر)

محقق و دانشور نقاد و شاعر پروفیسر سید غلام عباس

مختلف مواقع پر اپنی تحریر اور تقریر میں، میں اپنے ان تاثرات کا اظہار کرتا رہا ہوں کہ یہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور کام نہیں لے پا رہے اور نہ ہی قوم ان سے وہ کام لے رہی ہے کہ جس بڑے کام کی اہلیت و صلاحیت انہیں خداوندِ عالم نے ودیعت کر رکھی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ انکی ساری زندگی لوگوں کے سوئم، چہلم، برسی پڑھنے میں گزر جائیگی۔ اگرچہ یہ بجائے خود بڑی سعادت بھی ہے اور لہو گرم رکھنے اور عوام سے رابطے کا ایک مؤثر اور مستقل ذریعہ بھی، لیکن یہ کام تو ان سے کم اہلیت اور صلاحیت کے لوگ بھی کر سکتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور اب جبکہ انہوں نے اپنے فنی جانشین بھی تیار کر لئے ہیں تو ضرورتِ امر یہ ہے کہ یہ وہی کام کریں کہ جو انہوں نے اس سے پہلے بھی برادرم سرفراز ابد صاحب کے کہنے سے کیا تھا اور اب دوبارہ بھی انہی کی تحریک وتشویق پر کر رہے ہیں۔ یعنی تحقیق اور تصنیف و تالیف۔ میرے لئے یہ بات بڑی طمانیت کی ہے کہ سرفراز ابد ان سے کام لینا جانتے ہیں اور یہ انکی بات مان بھی لیتے ہیں۔ ایک بات جو میری سمجھ میں ابتک نہیں آئی وہ یہ ہے کہ ہر ہفتے سوئم چہلم کیلئے انہیں اتنے مرحومین مل کہاں سے جاتے ہیں؟! بہرحال یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا خداوندِ عالم سے دعا گو ہوں کہ وہ انکی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائیں۔ آمین۔ دعا گو غلام عباس

—*****—

پیغامِ صدرِ انجمنِ سوز خوانانِ کراچی (مظاہر علی کاظمی)

سوز خوانی کو کسی بھی شکل میں بھی موسیقی سے وابستہ نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت یہ ایک ایسا لحن ہے جو خالص عطیہ خداوندی ہے۔ اور اس لحن میں کچھ ایسا سوز اور درد ہوتا ہے کہ سامع کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصائب آلِ محمد کو لحن سے پڑھنے کا نام سوز خوانی ہوا۔

برصغیر ہندو پاک میں شروع میں ہندی و فارسی میں نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی کی ابتدا ہوئی اور اسکے بعد جب زبان اردو نے فروغ پایا تو اس زبان میں شعراء نے باقاعدہ صنفِ سخن کے طور پر مرثیہ لکھنا شروع کیا اور انہی مرثیوں اور نوحوں کو چند محبانِ اہلبیتؑ نے جو کہ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے درد بھری آوازوں میں پڑھنا شروع کیا۔ یہ تھی سوز خوانی کی ابتداء۔ اسکے بعد آنے والوں نے انہی درد بھری سوز و گداز کی آوازوں اور لحن کی پیروی اور اُنہی قدیم بندشوں (طرز) کو اپنایا جن میں سے بیشتر بندشیں (طرزیں) آج بھی اسی طرح رائج ہیں۔ اس کے بعد بھی نئی بندشیں نکلتی رہیں بنتی رہیں مگر انکی بنیاد بھی وہی سوز و گداز اور درد و غم تھا جو ابتدا میں تھا۔

جہاں تک موصوف کی تصنیف کا سوال ہے تو یہ یقیناً ایک عمدہ کاوش ہے اور اپنے موضوع پر غالباً یہ پہلی کتاب ہے اس میں بعض باتیں ایسی قابلِ تعریف ہونگی اور بعض باتیں ایسی بھی ہوسکتی ہیں جن سے کچھ لوگ اختلاف رکھتے ہونگے۔ اور ہر دو قسم کے حضرات اپنی رائے کا اظہار بھی کرینگے۔ کیونکہ بعض لوگ تنقید برائے تنقید کے عادی ہوتے ہیں اور کسی کے اچھے کو بھی اچھا کہنا نہیں چاہتے۔ میں مصنف سے گزارش کروں گا کہ تعریف سے خوش اور تنقید سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ اپنی کاوشیں جاری رکھیں۔ انشاءاللہ تائید الٰہی شاملِ حال ہوگی۔ فقط دعا گو مظاہر علی کاظمی

—*****—

پروفیسر نجم الحسن نجمی رضوی
(میوزیشن / کمپوزر)

ایم ایس سی (ایگری کلچر) پاکستان، ایم ایس (انتھروپولوجی)
ڈپلومہ اِن میوزک (امریکن یونیورسٹی۔ بیروت/ پروفیسر سندھ
ایگری کلچر یونیورسٹی ٹنڈو جام)

راقم کیلئے یہ امر باعثِ عزت افزائی ہے کہ اسے رائے دینے/ تاثرات لکھنے کے لائق سمجھا گیا۔ زیر نظر کاوش سیّد سبط جعفر کے عمیق مطالعہ و مشاہدے اور ان کے فن سوز خوانی کے ادراک کا منہ بولتا شاہکار ہے جسمیں انہوں نے فن خوش الحانی' غنا' موسیقی (برصغیر کی موسیقی کا) مقدمہ موزوں و مدلل قرآنی احادیث کی تشریح سائنسی/ تکنیکی حوالوں کی مدد سے خوب لڑا ہے جو ایک جرأتمندانہ کاوش ہے۔ امید کی جانی چاہئے کہ پروفیسر صاحب کے اس مضمون کے مطالعہ کے بعد قاری غنا' موسیقی کے نام پر دیگر لغویات کا فرق بخوبی سمجھ سکے گا اور سوز و سلام پر راگ یا راگنیوں کا الزام عائد نہ کر سکے گا۔

ہمارے کلاسیکی علوم وفنون کی ناقدری اور زوال پذیری کا رونا تو سبھی روتے ہیں اس حقیقت کا ادراک کوئی نہیں کرتا کہ اس ناقدری اور زوال پذیری کے پس پشت ہمارے اساتذہ کرام کا وہ رویہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اپنے تلامذہ کو اپنے فن کی باریکیوں سے آگاہ نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی تو اسے اپنے ہمراہ لے کر دنیا سے ہی رخصت ہوجاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے بہت سے علوم وفنون کتابوں میں تو ملتے ہیں الگ عملی زندگی میں ان کا کوئی ماہر تو کیا کوئی مبتدی بھی دور دراز تک نظر نہیں آتا۔

—*****—

عقیل عباس جعفری
(محقق وشاعر/مصنف ٹی وی انسائکلوپیڈیا، پاکستان کے سیاسی وڈیرے اور دیگر کتب)

یہ غالباً ۱۹۸۹ء کی بات ہے جب سوز خوانی کے حوالے سے برادرم سبط جعفر کا پہلا مضمون روزنامہ جنگ میں اشاعت پذیر ہوا۔ میں نے ہی نہیں غالباً اس فن سے دلچسپی رکھنے والے سبھی حضرات نے اس مضمون کو بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ کیونکہ میرے محدود علم اور مطالعہ کے مطابق اس موضوع پر شائع ہونے والا یہ پہلا مضمون تھا۔

انہی دنوں میری برادرم سبط جعفر سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس فن پر مزید لکھیں مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے میری درخواست کو بھی لائق توجہ سمجھا اور اس کے بعد نہ صرف اس فن پر بلکہ دوسرے متعلقہ علوم وفنون پر بھی کچھ نہ کچھ نہیں، بلکہ بہت کچھ لکھتے رہے۔انہوں نے مجھے اب تک کا جمع کیا ہوا لکھا ہوا سارا سرمایہ دکھایا، میں یہ سب دیکھ کر بڑی حیرت انگیز مسرت سے دوچار ہوا۔ کیونکہ ان موضوعات پر تھوڑا بہت الگ الگ کام تو میری نظر سے گزرا تھا لیکن ان تمام موضوعات پر اتنا بھرپور کام میں نے پہلی مرتبہ یکجا دیکھا تھا۔

میں نے برادرم سبط جعفر کو مشورہ دیا کہ وہ پہلی فرصت میں اس کام کو کتابی شکل دے ڈالیں۔ میں نے انہیں اس سلسلے میں اپنی تمام تر خدمات بھی پیش کیں مگر برادرم سرفراز ابد مجھ سے زیادہ خوش نصیب نکلے کہ اس سلسلے میں مجھ سے بازی لے گئے۔ اور اب انکی توجہ اور اعانت ہی سے یہ تمام کام کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہورہا ہے۔ اس کتاب کی علمی اور فنی حیثیت کے بارے میں تو ان فنون کے پارکھ ہی بہتر بتا سکتے ہیں، میں تو

اتنا جانتا ہوں کہ ہم جیسے مبتدیوں اور ان علوم اور فنون سے تھوڑی بہت شد بد رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب کسی خزانے سے کم نہیں، اللہ برادرم سبط جعفراور برادرم سرفراز ابد کو اس نیک کام کی جزائے خیر دے۔ آمین

——*****——

روایتی و تکنیکی سوز خوانی کا آخری تاجدار

آل محمد رزمی (مدیر اصلاح کراچی)

میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ سید سبط جعفر زیدی اپنے وجود کی سطح پر متعدد مقاصد کے پابند ہیں لیکن ان کی زندگی کا پہلا اور سب سے بڑا مقصد عزاداریٔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی تبلیغ و ترویج ہے۔ ان کی شاعری ہو کہ نثر نگاری' خطابت ہو کہ صحافت' مجلس ہو کہ سوز خوانی وہ ہر سطح پر اپنے مقصد کے حصول میں کوشاں و مستغرق دکھائی دیتے ہیں۔ شاید یہی مقصد انہیں سوز خوانی کے میدان میں لایا ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روایتی و تکنیکی سوز خوانی کا آخری تاجدار سبط جعفر ہے۔

ہر ناواقفِ فن سوز خوان یہ کہہ کر جان بچانے کی کوشش کرتا ہے کہ بھئی ہمیں فن وغیرہ تو آتا نہیں ہم تو صرف مولاؑ کی مدح کرتے ہیں تو جناب ہر چیز کے کچھ اصول ہوتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ صاحب ہمیں یہ تو معلوم نہیں نماز سے پہلے وضو کرنا پڑتا ہے یا صبح کی دو رکعت ہوتی ہے ہم تو بس اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہ بغیر وضو کے صبح کی چار رکعت پڑھ ڈالے تو دیکھنے والا اس کی دماغی صحت کے بارے میں ضرور مشکوک ہو جائے گا۔ جس طرح ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ کوئی جاہل، منبر رسولؐ پر بیٹھے اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ سوز خوانی کے علم سے بے بہرہ شخص سوز خوانی کرے۔ ہم پیشہ ور خطباء کی اس لئے مذمت کرتے ہیں کہ وہ ٹھونک بجا کر ذکرِ حسینؑ کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور اگر سوز خوان حضرات بھی کرائے کے نام پر اسی قسم کی حرکت کریں!؟ اکثر و بیشتر سوز خوان اشعار غلط پڑھتے ہیں اور تلفظات کا قطعی خیال نہیں رکھتے' انہیں اس ذکر سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی لہٰذا سوز خوانی کے بعد اپنا بستہ بغل میں دبا کر مجلس چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اکثر و بیشتر سوز خوان داڑھی نہیں رکھتے۔ جبکہ داڑھی واجب اور اسے منڈوانا حرام ہے۔ ذکرِ حسینؑ میں دینداری شرطِ اول ہے اگر کوئی بغیر داڑھی کے مولانا مجلس پڑھیں تو مومنین انہیں ہدف ملامت بناتے ہیں لیکن یہ سوز خوان جو خود کو ذاکرِ اول کہتے ہیں عشرۂ محرم میں روزانہ شیو کر کے مجلس میں ذکرِ حسینؑ بیان فرماتے ہیں۔ اکثر اوقات سوز خوان حضرات وقت کی پابندی نہیں فرماتے۔

اکثر سوز خوانوں کو یہ زعم اور خوش فہمی ہے کہ وہ سوز خوانی کی خدمت کر رہے ہیں۔ حقیقتِ امر یہ ہے کہ معیاری سوز خوانی سیکھنا دوسروں کو سکھانا اُس میں فنی اور افرادی طور پر اضافہ کرنا ہی دراصل عزاداری اور سوز خوانی کی خدمت ہے۔ سوز خوانی کر کے بستہ بغل میں دبا کر اور لفافہ وصول کر کے مجلس سے نکل جانا سوز خوان کی ذاتی کامیابی یا سعادت تو ہو سکتی ہے۔ سوز خوانی کی خدمت بہر حال نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اگر ہر جگہ سے ہدیہ نہ بھی ملے تو معاشرے میں ذاکر و سوز خوان کی حیثیت سے اسے جو مقام و مرتبہ اور روز مرہ زندگی میں تعلقاتِ عامہ کا جو فائدہ اسے حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسی خدمتِ عزا اور سوز خوانی کا صدقہ ہوتا ہے۔

سوز خوانی کے لئے بھی سلیقہ درکار ہوتا ہے اگر یہ سلیقہ ناپید ہو جائے تو محض خانہ پُری رہ جاتی ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ کیا

دلائل ہیں کہ جنکی رو سے ہم سبط جعفر کو روایتی و ٹیکنیکی سوز خوانی کا آخری تاجدار کہہ رہے ہیں۔

سبط جعفر نے باقاعدہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء کے دوران ممتاز و نامور ماہرینِ فن سے استفادہ کیا ہے اور ان کی شاگردی اختیار کی ہے اور وہ ان معروف اساتذہ کے بازو بھی رہے ہیں اور انجمنِ سوز خوانان کے عہدیدار بھی۔

وہ اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک تحریک ایک ادارہ اور سوز خوانی کے فن میں یکتائے روزگار اور ایک مکتبہ فکر ہیں جنکی بنیاد ان کے اساتذہ استاد معشوق علی خان اعلی اللہ مقامہ استاد واحد حسین خاں خورجوی مرحوم اور استاد اشتیاق علی خان حیدری طاب ثراہ نے رکھی۔

سبط جعفر نئی نسل کے نمائندہ سوز خواں ہی نہیں عہد حاضر کے نمائندہ سوز خوان ہیں۔ انہوں نے اپنے اساتذہ کرام کے چھوڑے ہوئے ورثے اور روایتوں کو آگے بڑھانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اپنے اساتذہ سے ہٹ کر بھی اسلوب ادائیگی، بندشوں اور اندازِ فکر میں اجتہاد کیا ہے۔ فنی رویئے میں الگ روایت قائم کرنے کی کوشش کے باوجود ان پر خود پرستی کا آسیب اپنا سایہ ڈالنے میں ابھی تک ناکام رہا ہے وہ اپنی موجودہ حیثیت کو ذات واجب کی عطا، اہلبیتؑ کا کرم اور اپنے اساتذہ کرام کی مہربانی قرار دیتے ہیں۔

بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں جب فن سوز خوانی کا دھارا بالکل ٹھہر کر رہ گیا تھا۔ سبط جعفر اس جمود میں سلسبیل کی رَو بن کر سامنے آئے، فن سوز خوانی کے افق پر سبط جعفر کا طلوع ایک اچھی علامت اور نیک شگون ہے۔ انہوں نے نہ صرف فن سوز خوانی کی تجدید کی بلکہ سامعین (عزادارانِ حسینؑ) کے ذوق کو بھی بلند کرنے کی کوشش کی اور فن سوز خوانی کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی بھی کوشش کی۔

وہ اپنی کم عمری سے ذکر حسینؑ اور تقریباً پندرہ سال کی عمر (1972) سے سوز خوانی کررہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اندرونِ شہر تو کیا کبھی بیرونِ شہر بھی کسی قسم کا نذرانہ یا کسی سے کرایہ بھی قبول نہیں کیا۔ وہ سوز خوانی میں تلفظات اور ادائیگی کے معیار کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں۔ سوز خوانی کر کے (اگر انہیں کہیں اور نہیں جانا اور کوئی مصروفیت نہ ہو تو) مجلس میں ضرور شرکت کرتے ہیں اور درمیان سے اٹھ کر جانے کو پسند نہیں کرتے۔

وہ نام و نمود، بڑی مجالس بشمول ریڈیو، ٹی وی وغیرہ سے حتی الامکان پرہیز کرتے ہیں اور ایسی مجالس میں جانا پسند کرتے ہیں اور عبادت سمجھتے ہیں کہ جہاں پڑھنے والے کی واقعی ضرورت یا کمی ہوتی ہے۔

وہ نہ صرف خود داڑھی رکھتے ہیں اور واجبات کی ادائیگی کے پابند ہیں۔ بلکہ ان کے بازو اور شاگرد بھی داڑھی رکھتے ہیں (چونکہ خواتین داڑھی نہیں رکھتیں شاید اسی لئے وہ اُنھیں شاگرد نہیں بناتے!) وہ واجبات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھتے ہیں اور اپنے استاد کی طرح کسی قسم کا نذرانہ یا کرایہ قبول نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جو دِیا سبط جعفر کے اساتذہ نے روشن کیا تھا وہ آج بھی فروزاں ہے اور دیئے سے دیا جلانے کی رسم آگے بڑھ رہی ہے اور سبط جعفر کے بازو اور بہت سے شاگرد بھی اب مکمل اور بہترین سوز خوان بن چکے ہیں لیکن چونکہ وہ ذکر حسینؑ کو توشۂ آخرت اور خود کو وارثِ غم سمجھتے ہیں لہٰذا نذرانہ یا استادی کی ترنگ میں آکر دیگر سوز خوان حضرات کے بازو کی طرح اپنی علیحدہ پارٹی بنانے کے تصور کو بھی پسند نہیں کرتے بلاشبہ سبط جعفر کے ہمنوا سبط جعفر کے خلوص اور خدمتِ اہل بیت

کا صلہ ہیں۔ یہ وہ دلائل ہیں جن کی رو سے بلاشبہ سبط جعفر روایتی و ٹیکنیکی سوز خوانی کے آخری تاجدار ہیں۔

سبط جعفر ایک ایسی جامع الکمالات شخصیت ہیں جسے کچھ اپنی گوناگوں مصروفیات، خدمت خلق کا جذبہ اپنی سیماب پا فطرت اور کچھ اپنے پر آشوب عہد نے یکسوئی کیساتھ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لینے کا موقع نہ دیا تاہم وہ مختلف شعبہ ہائے حیات میں تحریری اور تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں۔ وہ کراچی کی معروف شخصیت ہیں اور شاعری، نثر نگاری، CSS، وکالت و نوحہ خوانی، خطابت وصحافت کی منزلوں سے گزر کر سوز خوانی کے میدان میں آئے ہیں اور سوز خوانی کے رو بہ انحطاط فن کو پھر سے زندہ کرنے کی سعی پیہم کر رہے ہیں اور یہ فن جس میں مشکل ہی سے پڑھے لکھے لوگ آتے تھے۔ بلاشبہ سبط جعفر جیسے اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نے اسکے اعتبار کو بڑی حد تک بڑھایا ہے اور انکی تحریک و تشویق پر اب اچھے خاندانوں کے باصلاحیت پڑھے لکھے نوجوان ان کے ہمنوا ہیں۔

مراسم عزا میں مشکل ترین صنف سوز خوانی ہے جسکے گلے پر دو قسم کی چھریاں چل رہی ہیں، ایک تو عامۃ المومنین کی عدم دلچسپی کی اور دوسرے سوز خواں حضرات کی فن سے ناواقفیت جو فن سوز خوانی کا بنیادی علم نہ رکھنے کے باوجود سوز خوانی کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور کچھ قصور فن سوز خوانی کے ثقہ استادوں کا بھی ہے جنہوں نے اس فن کو نئی نسل کے حوالے نہیں کیا اور نہ کوئی ایسا ادارہ یا اکیڈمی قائم کی جس میں تشنگانِ علم و فنِ سوز خوانی کو سیراب کیا جاسکے اور وہ فنِ سوز خوانی کے زیور سے آراستہ ہو سکتے۔

ایک اور المیہ قومی سطح پر منافقت کا ہے یہ رویہ انتہائی ضرر رساں ہے۔ ناواقفانِ فنِ سوز خوانی دوسروں پر تنقید کر کے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ دوسروں پر تنقید کرنے کی بجائے اپنے اندر خود احتسابی کا حوصلہ پیدا کریں اور اسے کبھی نہ بھولیں کہ تنقید سے حقیقت کو نہیں بدلا جاسکتا۔ فن کے قلعے ہوا میں تعمیر نہیں ہو سکتے۔ فنی روایت سے کٹ کر سوز خوانی اس فن سے بھونڈا مذاق ہے۔

سبط جعفر کی سوز خوانی کا ایک معیار ہے انہوں نے اس معیار کو محض روایت تک محدود نہیں رکھا ہے۔ انہوں نے اپنے فن کے ساتھ کس حد تک انصاف کیا اور اس فن کے احیاء کے لئے کیا کوششیں کی ہیں اور وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں۔ اس کا فیصلہ تو وقت کرے گا اس مختصر سے مضمون میں سوز خوانی کے فن اس کی تاریخ، نامور سوز خواں حضرات یا سبط جعفر کے فن سوز خوانی کا مکمل احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ پھر کسی مناسب وقت فن سوز خوانی کے حوالے سے سبط جعفر زیدی کے فن پر گفتگو کی جائے گی۔

سبط جعفر کی انتھک محنت اور انکی کارکردگی و فعالیت اور ہر طبقے میں انکی مقبولیت، کیسٹس، شاگرد اور انکی تحریریں ہی انکا بھرپور تعارف اور انکے حاسدین کے مذموم اور بے بنیاد پروپیگنڈے کا دندان شکن جواب اور توڑ ہے۔ میں انکی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔ (ہفت روزہ 'ندائے اسلام' کراچی)

—*****—

مشاہیر کی آراء سے چند اقتباسات

پروفیسر ڈاکٹر ہلال نقوی

''سوز خوانی ایک ایسا اچھوتا منفرد اور شاندار موضوع تھا جس پر اب تک کسی کی نگاہ ہی نہیں گئی تھی اور نہ ہی پہلے مضمون مطبوعہ جنگ کے مطالعہ کے بعد یہ اندازہ ہو پایا تھا کہ اس میں تحقیق و تحریر کی اتنی گنجائش اور معنویت کی اتنی وسعت و گیرائی پائی جاتی ہے بلاشبہ یہ بہت بڑا غیر معمولی کام تھا جو برادرم پروفیسر سبطِ جعفر نے انجام دیا''۔

—*****—

حضرت ساحر لکھنوی

''ان مضامین پر سبطِ جعفر کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملنا چاہیئے۔ جو ایسی پختہ منجھی ہوئی متاثر کن سوز خوانی کرے اس کا ہی حق ہے کہ ایسے ہی شاندار مضمون بھی لکھے اور جو ایسا مضمون لکھے وہ اسی طرح اس کی ادائیگی کی قدرت و مہارت بھی رکھتا ہو ورنہ سوز خوانی کی فوقیت و اہمیت کا دعویٰ بے معنی اور محتاجِ دلیل ہوگا۔

—*****—

کلیمِ آلِ عباؑ حضرت شاہد نقوی

''صحیح مخارج اور صحتِ الفاظ کے ساتھ واضح شفاف ادائیگی اور خوش الحانی کو تو ہم سمجھتے ہیں اور اسی معیار پر سوز خوانی کو پرکھتے ہیں سوز خوانی کی فنی و تکنیکی باریکیوں کا اندازہ سبط جعفر کی سوز خوانی سن کر اور انکے مضامین پڑھ کر ہوتا ہے لیکن اس پر یقین کامل ہمیں تب ہوا جب سبط حسن انجم، میر رضی میر، اسیر فیض آبادی اور بعض دوسرے احباب کی موجودگی میں عزاداری اور فن موسیقی کے علمی و عملی ماہر مشاق گلوکار استاد و موسیقار سید مہدی ظہیر ضو کلیمی نے علی الاعلان سبط جعفر کی غیر موجودگی میں اس کی مہارت کا اعتراف اور بے حد تعریف کرتے ہوئے مکمل سوز خواں قرار دیا۔ ویسے تو سبھی سوز خوان اچھے ہیں''۔

—*****—

محترم افتخار عارف

(صدر نشین: اکادمی ادبیات پاکستان)

خداوند کریم بحق معصومینؑ آپ کو سرخرو اور سرفراز فرمائے آپ نے صحیح معنوں میں ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔تہذیب عزاداری کی حفاظت کے حوالہ سے اداۂ ترویج سوزخوانی کا یہ کارنامہ ساری دُنیا میں ایک سعادت کے طور پر دیکھا جایئگا مجھے اس کا پورا یقین ہے۔ عصری ضرورتوں کے پیشِ نظر مجلسِ عزا میں خواندگی یا پڑھت کیلئے مواد میں متن کی فراہمی کے ساتھ ساتھ کیسٹ کی شکل میں آوازوں کو محفوظ کر کے آپ نے صدیوں پر پھیلی ہوئی روایت کو آئندہ نسل کے لئے محفوظ کر دیا ہے کوشش کیجئے کہ پاکستان کے دوسرے شہروں کے علاوہ بیرونِ مُلک بھی یہ کتاب پہنچ سکے یہ ایک بڑی خدمت ہوگی۔ آپ نے یہ کام کر کے ہم پر ایک احسان کیا ہے انشااللہ آپ ہمیں سلوک اور احسان کو یاد رکھنے والوں میں پائینگے۔

میری خواہش ہے کہ وفاقی سطح پر آپ کی شخصیت اور خدمات کے حوالے سے ایک پُر وقار تقریب پذیرائی کا اہتمام کیا جائے۔

—*****—

محترمہ نیرہ نور، شہریار زیدی اور انوارالحق

(نیشنل میوزک کانفرنس)

کلاسیکی تکنیکی سوز خوانی ایک بہت عظیم مقدس اور مشکل فن ہے۔ جو مجالس اور عزا خانوں تک محدود رہا اور بوجوہ اِسے مسلسل نظر انداز کیا جاتا رہا جبکہ مستند اساتذہ ایک ایک کر کے رُخصت ہوتے گئے تاہم پروفیسر سبطِ جعفر کا دم غنیمت ہے کہ جنہوں نے

اس پر باقاعدہ کام کر کے اِسے محفوظ کر دیا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ اسے ایک PERFORMING ART کے طور پر تسلیم کر کے اور پروفیسر سبطِ جعفر کے دبستان سوزخوانی کو اس کا حق دیا جائے۔ قرأت، نعت خوانی اور قوالی کی طرح "سوزخوانی" کو بھی میڈیا اور سرکاری سطح پر مقدس اور مستند فن کے طور پر پذیرائی (صدارتی اور پی ٹی وی ایوارڈز) کیلئے پیشِ نظر رکھا جائے اور سوزخوانی/سوزخوانوں کے ساتھ اب تک روا رکھے جانیوالی نا انصافی، زیادتی اور غفلتِ مجرمانہ کا ازالہ کیا جائے۔

ہماری خواہش ہے کہ نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی شایانِ شان پروگرامز کا اہتمام کر کے نہ صرف سوز خوانی کو فروغ دیا جائے بلکہ اِتنے بڑے فن سے ناواقف شائقین کی بھی اب تک کی ناواقفیت/محرومی کا اِزالہ کیا جائے۔

—*****—

نوحہ خواں حسن صادق

میں سبطِ جعفر صاحب کو بہت توجہ، محبت اور عقیدت سے سنتا ہوں اور انکی مہارت کا مداح اور معترف ہوں۔

—*****—

(یادگار و جانشینِ استاد بندو خاں و استاد امراؤ بندو خاں): استاد محمد امیر احمد خاں (سینئیر پروگرام منیجر ریڈیو پاکستان)

"اتنائی لوگوں میں اس مہارت اور چابک دستی سے سُر لگانے والے میں نے بہت کم دیکھے اور سنے ہیں وہ بھی اتنی کم عمری میں بغیر کسی باقاعدہ تلمذ اور مستقل مشق و ریاض کے!"

—*****—

نوحہ خواں شہید ندیم رضا سرور

میں نے سبطِ جعفر صاحب سے بہت کچھ سیکھا اور مولاؑ سے کچھ اور نہیں صرف وہ سوز و گداز اور درد مانگتا ہوں جو اِنکے گلے میں ہے۔ بلاشبہ اِنکی آواز پُرسوز و پُر درد اور خوبصورت ہے۔

—*****—

استاد اسد امانت علی خاں

پروفیسر صاحب حیران کن حدتک فنی مہارت اور تکنیکی معلومات اور اسکے بھرپور استعمال کا خاص سلیقہ لگاؤ اور جانکاری رکھتے ہیں وہ مجالس میں بڑی احتیاط اور خوبصورتی سے جس فنکاری کا مظاہرہ کرجاتے ہیں ہم گائیکی میں بھی ان جگہوں کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔

—*****—

مقبول احمد صابری

سوز وسلام مرثیہ ہم بھی پڑھتے ہیں دوسرے گانے والے بھی اور ہمارے اہلِ تشیع بھائی بھی اگرچہ ان سب کی ادائیگی میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے مگر مقصد اور کلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اہلِ بیتؑ عظام سے محبت اور عالی مقامؑ کے غم میں شرکت کے علاوہ ایک مشترک قدر ہم سب میں ادائیگی کے اعتبار سے سُر ہے۔ ہم بھی وہی کلام میوزک کے بغیر بھی ترنم لحن اور سُر میں پڑھتے ہیں اور دوسرے سوزخواں بھی۔ لیکن جس قسم کی سوزخوانی پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب اور مضامین میں تحریر کی ہے اور پھر اس کا عملی مظاہرہ بھی کرتے رہے ہیں وہ یقیناً ہماری اور عام سوزخوانوں کی ادائیگی سے مختلف اور مشکل بھی ہے عام سوز خوانوں کی ادائیگی کو کسی علم یا فن کا درجہ نہیں دیا جاسکتا محض نذر عقیدت کہا جاسکتا ہے اور یہ فرق قوالی میں بھی ہے عام قوال حضرات کی پیش کی جانے والی قوالی میں جو واضح تکنیکی فرق ہے

وہی فرق عام سوز خوانی اور فنی روایتی سوز خوانی میں بھی ہے۔اور یہ سوز خوانی مقصد اور ادائیگی کے اعتبار سے ہر صنفِ گائیکی سے افضل و محترم ہے۔ بڑے بھائی (غلام فرید صابری رحمتہ اللہ علیہ) سمیت ہمارا پورا گھرانہ ہی ان کا مداح رہا ہے۔ سچی بات یہ کہ قوالی اگر شہنشاہ ولایت مولا علی کرم اللہ وجہ کی عظمتوں کا ترانہ اور علیؑ مولا کا نغمہ مستانہ ہے تو سوز خوانی غمِ حسینؑ میں اشک غم اور سوزِ دل کا نذرانہ، ایک پدرِ بزرگوار سے منسوب ہے تو دوسری فرزند نامدار سے ایک میں خوشی کا تاثر ہے تو دوسری میں غم کا اور شاید غم خوشی پر غالب آجاتا ہے۔ اس موقع پر مجھے دو اشعار یاد آرہے ہیں سو پیشِ خدمت ہیں: (استاد قمر انجم)

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا

یہ مزاجِ عشقِ رسولؐ ہے جسے جیسے چاہے نواز دے

اور بقول شاعر:

ساز پر اہلِ طریقت سوز میں اہلِ عزا

دونوں مل کر کررہے ہیں تذکرہ شبیرؑ کا

-----*****-----

الحاج خورشید احمد

میں یہ سمجھتا تھا کہ مجھے سرکاری/صدارتی سطح پر بہت عرصے بعد سراہا گیا ہے لیکن آپ (سبطِ جعفر) اور آپکے ساتھیوں کو سننے کے بعد میرا خیال ہے کہ مجھ سے بھی پہلے آپ اور آپکے شاگردوں کو صدارتی تمغۂ حسنِ کارکردگی ملنا چاہیے تھا۔ بہر حال میں بطور نعت خواں اور سوز خواں آپکے لئے دعا گو ہوں۔

-----*****-----

ڈاکٹر ریحان اعظمی

صوتی علوم وفنون اسلامی اور اب یہ بستہ ایک ایسے فعال اور باعمل انسان کا تخلیقی کارنامہ ہے کہ جسکی ساری زندگی علم وعمل اور حسنِ کردار سے عبارت ہے خصوصاً عزاداری اور سوز خوانی کیلئے جس کی انتھک خدمات ناقابلِ فراموش اور بے مثال ہیں میرے اس دوست کے جو امتیازات ہیں کوئی اس کا مدمقابل، حریف یا پاسنگ بھی نہیں ہے۔زمانہ طالب علمی میں بہترین طالب علم، بہترین کھلاڑی، اچھا دوست، اچھا شاعر، اچھا نثر نگار، اچھا مقرر، ہر صوتی علم وفن کا ماہر۔ان موضوعات کا اولین محقق، مصر پاکستان اور دنیا بھر کے مختلف شہروں میں سوز خوانی، سال کے دنوں سے زیادہ محافل ومجالس میں بطور شاعر و سوز خواں، مقرر و کمپیئر نذرانہ عقیدت اور کسی ہدیہ و نذرانہ اور کرایہ آمدورفت کے بغیر، سوز خوانی کے تقریباً 50 آڈیو اور ویڈیو کیسٹس جن میں تقریباً 100 بندشوں کے کلام اور سوز وسلام و مرثیے محفوظ ہیں۔ 100 سے زائد شاگرد جن میں 25 ایسے جو خود بھی مکمل سوز خوانی کرتے ہیں دنیا و دینوی دونوں اعتبار سے سب سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، متکبر اور نودولتیہ سیٹھوں کیلئے ناقابلِ خرید ناقابلِ تسخیر اور عام مومنین اور غرباء کیلئے سراپا عجز و انکسار یاروں کے یار میرے یار سبط جعفر کا کوئی حریف ثانی مدمقابل نہ تھا نہ ہی ممکن ہے خدا اسے ہر حاسد کے شر اور ضرر سے محفوظ رکھے اور اسکے چاہنے والوں کو بھی۔تمام اہل نظر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس وقت اس سے بڑا، مصروف اور مقبول سوز خواں دنیائے عزا میں کوئی نہیں ہے اس کتاب میں سوز خوانوں کو جو مشورے دیئے ہیں یہ خود بھی انکا بہترین مجسم/نمونہ ہے۔

ان کے بارے میں مزید جاننے کے خواہاں ان کی

تصانیف، ان کے کیسٹس یا اسلام آباد و پنجاب کے معروف صحافی اور شاعر و ذاکر صفدر ڈوگر صاحب کے "القائم" کا سبطِ جعفر نمبر یا برصغیر کے معروف محقق ڈاکٹر سید سکندر آغا کی تحقیقی کتاب "سوز خوانی" (مطبوعہ ۱۹۹۹ء/لکھنؤ) ملاحظہ فرمائیں۔ اس لئے کہ میرے لئے تو یہ استاد مشیر اور دوست کا درجہ رکھتے ہیں اور میرا کہا سخن فہمی سے زیادہ غالب کی طرف داری قرار دیا جائے گا۔ بہرحال یہ اس شعبے میں پہلا اور آخری باکمال انسان ہے اس کی قدر کیجئے۔

—*****—

محترم سید امیر امام

(جنرل منیجر۔ پی ٹی وی)

میں سمجھتا تھا کہ محترمہ کجن بیگم روایتی تکنیکی قدیم سوز خوانی کی آخری نمائندہ ہیں جن کے ساتھ یہ انتہائی مقدس فن اور شعبہ ختم یا عملاً غیر مؤثر ہوجائے گا کہ ان کا متبادل، فنی جانشین اور نعم البدل میرے علم میں کوئی نہ تھا جو عزاداری سے متعلق مومنین کرام یعنی مجلس عزا کے سامعین کے ساتھ فن وثقافت سے وابستہ دوسرے افراد یعنی ٹیلی ویژن کے عام ناظرین و سامعین کو بھی بیک وقت یکساں طور پر مطمئن متوجہ اور متاثر کرسکے کہ عزادار بھی مستفیض ہوسکیں اور فنکار بھی مگر سبط جعفر صاحب اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ کر سُن کر بڑی تقویت طمانیت اور روحانی مسرت محسوس کررہاہوں جس کا اعتراف ہمارے ہیڈکوارٹر نے بھی کیا ہے ہماری تو خواہش تھی کہ ان کی فنکارانہ صلاحیتوں کو ٹیلی وژن کے عام ناظرین کے لئے بھی استعمال کیا جائے مگر انہوں اس امکان اور پیشکش کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے بطور سوز خوان ہی اپنی شناخت قائم رکھنے پر اصرار کیا بہرحال ان کا جذبہ قابل قدر ہے۔محترمہ کجن بیگم کے بعد سوز خوانی کے حوالہ سے ان کا دم بڑا غنیمت ہے اور بڑی امیدیں وابستہ ہیں خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ اب بھی مکمل اور تیار سوز خواں ہیں ورنہ اس عمر میں سوز خوانی کی سمجھ آنا شروع ہوتی ہے عملاً پیش کرنے کی منزل تو بہت بعد میں آتی ہے۔

—*****—

اظہار تشکر

سرفراز ابدؔ

اس حقیقت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ بھائی کا رشتہ رگِ جاں سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی مجھے اپنے حقیقی بھائی سے زیادہ عزیز ہیں۔ اسکے بعد اگر اب میں یہ کہوں کہ یہ بے پناہ صلاحیتوں کا حامل بہت پڑھا لکھا خوش مزاج صاحب علم وفن اور ایک باکمال شخص ہے تو اس کو حقیقت سے زیادہ محبت سمجھا جائے گا۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت تھی کہ میں اپنے دعویٰ کی دلیل بھی پیش کروں جو میرے قول کی سچائی ثابت کرے۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے ایک دیرینہ خواہش کا پروفیسر سید سبط جعفر سے تذکرہ کیا وہ یہ کہ سوز خوانی ایک عظیم فن ہے اور اس فن پر آج تک میری نظر سے کوئی باقاعدہ کتاب نہیں گزری، آپ ایک بڑے سوز خوان بھی ہیں، کئی صاحبانِ کمال واساتذۂ فن سوز خوانوں کے بستے بھی سنبھالے ہوئے ہیں کیا یہ ممکن کہ ہم جیسے طالبانِ علم وآگہی کے لئے آپ یہ کارِعظیم انجام دیں۔ خوشا نصیب کہ انہوں نے ہماری گزارش قبول کرلی۔ خدا کا شکر کہ صدقہ محمدؐ وآل محمدؐ سے آج میں کامیاب ہوگیا اب چمکتا ہوا سورج کسی تعارف یا تعریف کا محتاج نہیں۔کتاب پڑھ کے صاحبان علم ونظر خود فیصلہ کریں گے کہ یہ منفرد کام علم وآگہی کا خزانہ ہے اور یہ کام کمالِ فن و آگہی کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا بالغ نظر پڑھنے والے یہ بھی ثابت

کرینگے کہ اردو کے سرمایہ میں یہ ایک گرانقدر اضافہ ہے۔

میں سید سبط جعفر زیدی کو اس عظیم تصنیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ خداوند عالم ان کی توفیق میں مزید اضافہ کرے۔ یہ کام ایسا ہے کہ اگر سبط جعفر چاہیں تو وہ طلائی تمغہ جو اُن کو ایم۔ اے کی ڈگری کے ساتھ ملا ہے اس تمغہ کی تابانی اور بڑھادیں یعنی تھوڑی سی زحمت اٹھائیں اور اس کام کو تاریخ کے حوالے سے مزید وسعت دے کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرلیں۔ بھائی سبط جعفر آپ اقدام کریں ہم دعا کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اظہاریہ موصوف کی پہلی کتاب صوتی علوم و فنونِ اسلامی (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) کے حوالہ سے سپردِ قلم اور شائع کیا گیا تھا زیرِ نظر "بستہ" مشک و خوشبو کی طرح خود اپنا تعارف ہے۔ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" بہرحال یہ کتاب، ان کی سوزخوانی اِنکے ہونہار شاگرد اور آڈیو وڈیو کیسٹس میں محفوظ کلام اور بندشیں اور بالخصوص یہ بستہ نہ صرف سوزخوانی اور ان کو امر کردیں گے بلکہ بطور محرکِ تصنیف و تالیف اور معاونِ نشر و اشاعت یہ بستہ میرے لئے بھی سعادتِ دارین کا باعث ہوگا۔ انشاءاللہ

والسلام/ خیراندیش سرفراز ابدؔ

بمناسبت اشاعت بستہ طبع اول (۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ)

صدر پاکستان سے درخواست

ادارۂ ترویجِ سوزخوانی، اربابِ اختیار و اقتدار سے مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر صوتی علوم وفنونِ اسلامی (حسن قرأت و نعت و سماع و قوالی) کی طرح سوزخوانی اسوزخوانوں کی بھی قومی و سرکاری سطح پر پذیرائی کی جائے۔

اور مقدس تکنیکی فنِ سوزخوانی کے صاحبِ طرز و نامور اساتذہ: آغا مقصود مرزا، آفتاب علی کاظمی، عظیم الحسن، استاد معشوق علیخاں حیدری، استاد اشتیاق علیخاں حیدری، استاد واحد حسین خاں، اختر وصی علی اور محترمہ کجن بیگم کی سوزخوانی کو فن کی کسوٹی پر جانچنے پرکھنے کے بعد صدارتی تمغۂ حسن کارکردگی (بعد رحلت) تفویض کیا جائے۔

ہارورڈ یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی اور فلوریڈا میں امریکی محققین و ماہرین پروفیسر سبط جعفر کے دبستان سوزخوانی اور فن سوزخوانی پر تحقیقی کام کر رہے ہیں اور ان یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات، ماہرینِ فن اساتذہ اور محققین کی نگرانی میں باقاعدہ استفادہ کررہے ہیں یہ کام متعلقہ یونیورسٹیز کی ویب سائٹس پر بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

قطعات

قطعہ

کچھ تو حیدرؑ، کچھ علیؑ، کچھ مرتضیٰؑ کہنے لگے
کچھ شبِ ہجرت، محمدؐ مصطفیٰ کہنے لگے
ڈرتے ڈرتے ہم نے تو اللہ کی قدرت کہا
توبہ توبہ یہ نصیری تو خدا کہنے لگے

*****

کلیم آلِ عباؑ شاہد نقوی

ہماری کیا ہے کہ ہم سب تو ہیں غلامِ علیؑ
عدوئے نامِ علیؑ بھی ہیں زیرِ دامِ علیؑ
جو کہہ رہے ہیں کہ نامِ علیؑ نہ لے کوئی
وہ خود یہ کہتے ہوئے لے رہے ہیں نامِ علیؑ

*****

حضرتِ نفیس فتحپوری

سوتے ہی کب تھے ساقیؑ کوثر تمام رات
کرتے تھے ذکرِ خالقِ اکبر تمام رات
بیدار بختیٔ شبِ ہجرت گواہ ہے
بس ایک بار سوئے ہیں حیدرؑ تمام رات

(بشکریہ سوز و سلام خواں ڈاکٹر سجاد و شجاع رضوی)

*****

استاد قمر جلالوی مرحوم

میرے لئے تکلیف وہ فرماتے ہیں
آ آ کے مجھے خواب میں سمجھاتے ہیں
تم مرثیہ پڑھنے کو جہاں جاتے ہو
ہم مرثیہ سننے کو وہاں آتے ہیں

*****

استاد قمر جلالویؒ

مسلمانوں پہ فرضِ حج عیاں ہے
طوافِ کعبہ اک سِرِّ نہاں ہے
حرم کے گرد پھر کر ڈھونڈتے ہیں
بتوں کا توڑنے والا کہاں ہے

*****

آغا عزت الزماں عزت لکھنویؒ

سب کے مشکل کشا ہیں میرے علیؑ
بات ایسی ڈھکی چھپی کیا ہے
شک اگر ہے پکار کر دیکھو
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

(بشکریہ سوز خواں اختر حسنین و باقر کاظمی)

*****

قطعہ

علیؑ جناب بھی بازوئے آنجنابؐ بھی ہے
خدا کا شیر بھی ہے اور بوترابؑ بھی ہے
صفوں کو جوڑنے والا علیؑ بوقتِ نماز
اگر ہو جنگ تو پھر صف شکن خطاب بھی ہے

——*****——

کلیمِ آلِ عباؑ شاہد نقوی

حسنؑ کی صلح میں یوں کربلا جلوہ دکھاتی ہے
حدیبیہ میں جیسے فتحِ مکہ مسکراتی ہے
علیؑ کی خامشی، زہراؑ کی حسرت، صلحِ شبرؑ کی
یہ وہ اجزا ہیں جن سے کربلا ترتیب پاتی ہے

——*****——

پروفیسر سردار نقوی

عقیدت پیکرِ الفاظ میں جب جگمگاتی ہے
مجھے لفظوں سے اپنے نکہتِ فردوس آتی ہے
جنابِ فاطمہؑ کے لالؑ ہیں جنت کے شہزادے
یہی وہ بات ہے جنت کو جو جنت بناتی ہے
(بشکریہ سوز خواں مونس رضوی، شوکت و انیس و نفیس)

——*****——

قطعہ

لیتے ہیں، نام اُن کا تو پڑھتے ہیں سب دُرود
ذہنوں میں مستجاب امامت حسنؑ کی ہے
دشمن نے اُن سے چھینی حکومت بصد فریب
لیکن دِلوں پہ اب بھی حکومت حسنؑ کی ہے

——*****——

قطعہ

حسینؑ شاہ بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے
حسینؑ دین بھی ہے اور دیں پناہ بھی ہے
نہ کی یزید کی بیعت کٹادیا سَر کو
اِسی بنا پہ تو بنیادِ لاالہ بھی ہے

——*****——

قطعہ

جیسے تھے ظلم و ستم کے مقابلے میں حسینؑ
علیؑ کی مثل تھے حق کے معاملے میں حسینؑ
بلند تھے سرِ محفل نبیؐ کے ہاتھوں پر
غدیرِ خُم میں علیؑ اور مباہلے میں حسینؑ
(بشکریہ خطیبِ حریّت علامہ علی کرار نقوی)

——*****——

کلیمِ آلِ عباؑ شاہد نقوی

اپنے دُکھوں میں آیا جو شبیرؑ کا خیال
شکوہ تڑپ کے شکر میں تبدیل ہوگیا
ہر غم میں کربلا نے سہارا دیا ہمیں
ہر غم غمِ حسینؑ میں تحلیل ہوگیا

——*****——

عبدالرؤف عروجؔ

حسینؑ ظلم میں جینا سکھا دیا تو نے
لہو کو اپنے مسیحا بنادیا تو نے
مُلوکیت کے اندھیروں سے روشنی نکلی
حقیقتوں کا اُفق جگمگا دیا تو نے

——*****——

میر انیسؔ

گزر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا
مگر حسینؑ سے صابر کو اضطراب نہ تھا
حسینؑ اور طلبِ آب اے معاذ اللہ
تمام کرنا تھی حُجت سوالِ آب نہ تھا

(التماسِ فاتحہ برائے سوز خواں مشتاق علی خاں)

-----*****-----

قطعہ

سَرِ نیزہ وہ فرقِ شہؑ ھُدیٰ بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
گیا شام ہمرہِ اشقیاء کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
کبھی کی کسی کو نہ بد دعا حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
تو یہ اہلِ نفاق نے کہا صَلُّوا عَلَیہِ وَ آلِہٖ

-----*****-----

قطعہ

رہ گئی دشت میں تنہا تو وطن یاد آیا
پانی جب پایا ہر اک تشنہ دہن یاد آیا
لے کے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینبؑ
لاش پر بھائی کی پہنچی تو کفن یاد آیا

-----*****-----

مولانا پروفیسر مرزا محمد اشفاق (شوقؔ لکھنوی)

جہاں میں پیش بیٹی باپ کی تصویر کرتی ہے
بھرے بازار میں کوفے کے جب تقریر کرتی ہے
اِسے بھی چھین لے بڑھ کر کوئی ظالم تو میں جانوں
رخِ زینبؑ کا پردہ چادرِ تطہیر کرتی ہے

(بشکریہ سوز خواں اظہار حسین (محمد علی) نقوی برادران)

-----*****-----

زائر امروہوی

حضرت عباسؑ شاہؑ لافتیٰ کے شیر ہیں
خندق و خیبر کے وہ یہ کربلا کے شیر ہیں
کیوں نہ ہوں ہر جنگ میں یہ مثلِ حیدرؑ فتحیاب
وہ خدا کے شیر یہ شیرِ خدا کے شیر ہیں

-----*****-----

میر حسن میر

جس نے شبیرؑ سے وفا کی ہے
اس کی مرضی بھی اب خدا کی ہے
اتنی قیمت نہ تھی فرات تری
جتنی عباسؑ نے ادا کی ہے

-----*****-----

قطعہ

علی اکبرؑ جو مرنے جا رہا ہے
شباب آ کر بہت پچھتا رہا ہے
بلائیں لے رہی ہیں اٹھ کے زینبؑ
مگر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

-----*****-----

حضرتِ امید فاضلی

شمر فطرت سوچ جتنے تیر برسانے لگی
ہر عزا خانہ پہ اُتنی ہی بہار آنے لگی
ہم غلامانِ علیؑ کو موت کا کیا ڈر کہ جب
یا علیؑ ہم نے کہا اور موت تھرانے لگی

-----*****-----

حیدر علی اختر کاظمی مرحوم

نجات حشر کے ضامن کا گھر ہے
یقیناً دین کے محسن کا گھر ہے
صدائیں آ رہی ہیں یاعلیؑ کی
یہ گھر گویا کسی مومن کا گھر ہے

—*****—

سرفراز ابد

آج یوں ذکرِ غمِ تشنہ دہانی چاہئے
خشک ہوجانا ہر اک دریا کا پانی چاہئے
خاندانِ مصطفیٰؐ کا ذکر کرنے کیلئے
آدمی سچا کھرا اور خاندانی چاہئے

—*****—

عقیل عباس جعفری

دعائے زہراؑ کی تعبیر ہے عزاداری
بقائے اُسوۂ شبیرؑ ہے عزاداری
کوئی یزید اِسے ختم کر نہیں سکتا
عطائے زینبؑ دلگیر ہے عزاداری

—*****—

خان محمد وصی خان

توحید کا پیام عزاداریٔ حسینؑ
ہے درس گاہِ عام عزاداریٔ حسینؑ
جو جادۂ رسولؐ پہ ہیں گامزن وہی
کرتے ہیں صبح و شام عزاداریٔ حسینؑ

—*****—

فیضؔ بھرت پوری مرحوم

ملا یہ اوج شہیدوں کے آستانے کو
کہ آسماں بھی ہے مجبور سَر جُھکانے کو
جوابِ حضرتِ شبیرؑ لائیگا کیوں کر
نظیر حُرؑ کی میسر نہیں زمانے کو

(بشکریہ عباس کربلائی / عابدیہ کاظمیہ)

—*****—

مولانا ظفر علی خاںؒ

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ نعشِ جگر گوشۂ بتولؑ
اسلام کے لہو سے تِری پیاس بجھ گئی
سیراب کرگیا تجھے خونِ رگِ رسولؐ

(بشکریہ سوز و سلام خواں سیّد سلمان و رضوان مهدی)

—*****—

قطعہ

جاتا ہے کوئی شہؑ کا عزادار جہاں سے
آتے ہیں دمِ نزع علیؑ اُس کے جناں سے
مرقد سے نکیرین چلے آتے ہیں واپس
سنتے ہی صدا ہائے حُسینا کی زباں سے

—*****—

قطعہ

اسیر عشقِ شہؑ مشرقین میں ہوتے
وِلا میں ڈوب کے آرام و چین میں ہوتے
یہ سب شہید اگر کربلا میں ہوتے فیضؔ
خدا گواہ ہے فوجِ حسینؑ میں ہوتے

(برائے شہدائے ٹھیڑی خیرپور / فیض بھرتپوریؔ)

نسیم امروہویؒ

جلو میں اپنے لئے کربلا کا پس منظر
امیرِ قافلۂ انقلاب زیدِ شہیدؒ
بہے جو آنکھ سے چالیس سال عابدؑ کی
اُن آنسوؤں کا ہے لبِ لباب زید شہیدؒ

سبط جعفر

برائے شہدائے انجمن غلامانِ حرؑ/ باب العلم کراچی

غلام فاتح بدر و حنین ہیں تینوں
شہیدِ عشقِ شہِؑ مشرقین ہیں تینوں
ہیں ناصرانِ شہِؑ دیں غلامِ حُرِؑ جری
شریکِ فوجِ امامِ حسینؑ ہیں تینوں

اقبال کاظمی

فرشِ مجلس پہ فاطمہؑ زہرا
لحہ لحہ شمار کرتی ہیں
اے عزادارو، آؤ مجلس میں
فاطمہؑ انتظار کرتی ہیں

قطعہ

ہائے اکبرؑ کا دم اکھڑتا ہے
نوجوانی کا باغ اُجڑتا ہے
باپ کے سامنے جواں بیٹا
خاک پر ایڑیاں رگڑتا ہے

قطعہ

استاد قمر جلالوی

حسن کی جان ہو گیا ہوگا
عین ایمان ہو گیا ہوگا
جب بنا ہوگا وہ قدِ موزوں
سایہ قربان ہوگیا ہوگا

شاعرِ اہلِؑ بیت باقر زیدی (امریکہ)

ہر پھول کے رنگ و بو کا گلدستہ ہے
اسلاف کے افکار سے پیوستہ ہے
ہر بزمِ عزا میں سوزخوانی کے لئے
بستہ تو بڑی نعمتِ سربستہ ہے

(بشکریہ ڈاکٹر اختر نقوی/امریکہ)

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سید ظہور عباس شہید ابنِ ظہور زیدی

ادیبِ اعظم مفسرِ قرآن مولانا ظفر حسن نقوی امروھوی

مولانا محمد بشیر انصاری و مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی

رباعیات

رباعی

جس کی عینِ حرمِ حق میں ولادت ہوجائے
کیوں نہ وہ قبلۂ اربابِ ارادت ہوجائے
اُس کی خود اپنی عبادت کی ادا کیا ہوگی
جس کے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوجائے

—*****—

میر انیسؒ

اے اہلِ عزا، عزا کے دن آ پہنچے
غم کی راتیں، بکا کے دن آ پہنچے
فریاد کہ فاطمہؑ کی بستی اُجڑی
آبادیٔ کربلا کے دن آ پہنچے

—*****—

رباعی

دنیا سے چلا لے کے جو نامِ حیدرؑ
جنت کو چلا بہرِ سلامِ حیدرؑ
روکا جو رقیبوں نے تو رضواں نے کہا
آنے دو اِسے یہ ہے غلامِ حیدرؑ

—*****—

حکیم عارفؔ اکبر آبادی مرحوم

دل، دل سے ملایا ہے ابو طالبؑ نے
کیا رنگ جمایا ہے ابو طالبؑ نے
اُس عقد کے بارے میں بھی کچھ لب کھولو
جو عقد پڑھایا ہے ابو طالبؑ نے

—*****—

کلیمِ آلِ عباؑ شاہدؔ نقوی

مداحئ پنجتنؑ کا دم بھرتے ہیں
دنیا کی مصیبتوں سے کب ڈرتے ہیں
ہے چادرِ تطہیر کا سایہ ہم پر
شبیرؑ کا مرثیہ پڑھا کرتے ہیں

(بشکریہ سوز خواں خورشید حیدر نقوی)

—*****—

کلیمِ آلِ عباؑ شاہدؔ نقوی

ایمان کی تصویر نظر آتی ہے
قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے
اللہ! تیرے گھر کی فضا اے زہراؑ
تطہیر ہی تطہیر نظر آتی ہے

خواجۂ خواجگاں غریب نواز
(سیّد معین الدین حسن حسنی حسینی سنجری چشتی اجمیریؒ)

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

—*****—

جوشؔ ملیح آبادیؒ

کیا صرف مسلمانوں کے پیارے ہیں حسینؑ؟
چرخِ نوعِ بشر کے تارے ہیں حسینؑ
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
(بشکریہ سوز خواں ڈاکٹر محتشم نقوی و ڈاکٹر عامر نقوی)

—*****—

رباعی

بے حبِ حسینؑ دین و ایماں ہیں تباہ
بے الفتِ آلؑ ہے عبادت بھی گناہ
ہے آلِ رسولؐ کی مودّت واجب
"لا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجراً" ہے گواہ

—*****—

رباعی

میدان میں جب آئے شہؑ عرش پناہ
بولا بنِ سعد کیجئے بیعت، یا شاہؑ
منہ پھیر کے تب غصے سے سَروَرؑ نے کہا
لا حَولَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

رباعی

لاکھوں شہؑ مشرقین کہنے والے
اسلام کا نورِ عین کہنے والے
قاتل کا ملے گا نام لیوا نہ کوئی
موجود ہیں یا حسینؑ کہنے والے
(بشکریہ سوز خواں رضی باقر زیدی و صفدر زیدی)

—*****—

خواجہ معین الدین چشتیؒ

کارے کہ حسینؑ اختیارے کردی
در گلشنِ مصطفیٰؐ بہارے کردی
از ہیچ پیمبرےؑ نیاید ایں کار
واللہ کہ اے حسینؑ تو کارے کردی

—*****—

مرزا دبیرؔ

خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے
روشن ہے دبیر پر جہاں جاتا ہے
مغرب ہی کی جانب ہے مزارِ حیدرؑ
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

—*****—

صوفی عبدالغفار وارثی / ثروت اصغر آبادی

عالی نسب و نیک سیَر والا جاہ
ہیں جنکی شجاعت کے ملائک بھی گواہ
شبیرؑ اور اک فاسقِ دیں کی بیعت!
لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه
(بشکریہ شاعر و سوز خواں سیّداختر حسین /کوئٹہ)

—*****—

میر انیسؔ

مظلوم نہ شاہؑ بحر و بر سا ہوگا
مینہ تیروں کا یوں کسی پہ برسا ہوگا!؟
پیاسے رہے کربلا میں جس طرح حسینؑ
یوں گبر بھی پانی کو نہ ترسا ہوگا

("گبر" وہ آتش پرست جنھوں نے خود پر پانی کو حرام قرار دے رکھا ھے)

—*****—

رباعی

حیدرؑ کی فضیلت کا بیاں ہے اب تک
تاریخ زمانہ نگراں ہے اب تک
جس در سے گئیں بنتِ اسدؑ کعبہ میں
دیوار میں اُس دَر کا نشاں ہے اب تک

—*****—

رباعی

حاصل جسے آقا کی حضوری ہوجائے
دنیا کے غم و رنج سے دُوری ہوجائے
اے صَلِ علیٰ مجلسِ پُر نورِ حسینؑ
ناری بھی یہاں آئے تو نوری ہوجائے

—*****—

میر انیسؔ

بلبل کو گل پسند گلوں کو ہَوا پسند
ہم بو ترابیوں کو ہے خاکِ شفا پسند
یہ اپنی اپنی وضع ہے اے ساکنانِ دوست
تم کو ارم پسند ہمیں کربلا پسند

—*****—

رباعی

حکم حاکم ہے کسی کا نہ رہے سَر باقی
آج دنیا میں نہ حیدرؑ کا رہے گھر باقی
وہ رہِ حق پہ مٹے پَر نہ مِٹا دَر اُن کا
لفظ ''حیدرؑ'' یہ بتاتا ہے کہ ہے دَر باقی

—*****—

میر انیسؔ

مرجائے جو فرزند تو کیا چارا ہے
ہاں مرگ، علاجِ دلِ صد پارا ہے
اصغرؑ کو لٹا قبر میں کہتے تھے حسینؑ
آرام کرو اب یہی گھوارہ ہے

(بشکریہ سوز خواں سیّد انصار حسین زیدی)

—*****—

میر انیسؔ

میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا
اور کوئی گلا کٹانے والا نہ رہا
جو مارا گیا اُس کو اُٹھا لائے حسینؑ
شبیرؑ کا کوئی لانے والا نہ رہا

—*****—

میرزا دبیر

جب نام علیؑ منہ سے نکل جاتا ہے
گر کوہِ مصیبت ہو تو ٹل جاتا ہے
کیا نام ہے اس نام کے صدقے ہو دبیر
گرتا ہوا انسان سنبھل جاتا ہے

—*****—

رباعی

دس دن یہ وہ ہیں کہ نوحہ گر ہے زہراؑ
تھامے ہوئے ہاتھوں سے جگر ہے زہراؑ
کیا بیٹھے ہو سر پہ خاک اُڑاؤ لوگو
کل شام سے کھولے ہوئے سر ہے زہراؑ

(بشکریہ سوز خواں سیّد معشوق علی رضوی)

—*****—

رباعی

ماں کہتی تھی کیا ملال جھیلے ہوں گے
بہنیں نہیں ہیں ساتھ کس کے کھیلے ہوں گے
یہ رات اندھیری اور ڈراؤنا جنگل
اصغرؑ میرے قبر میں اکیلے ہوں گے

—*****—

رباعی

حیرت میں ہوں کیوں جہاں میں آیا پانی
دریا میں ہے کس لئے سمایا پانی
اب لاکھ برس ابر برسے تو کیا
شبیرؑ نے مرتے دَم نہ پایا پانی

—*****—

رباعی

پھر چاند محرم کا نظر آیا ہے
پھر جوش پہ ابرِ چشمِ تر آیا ہے
کیا خوب نصیب ہیں عزاداروں کے
فرزندِ رسولؐ اُن کے گھر آیا ہے

(بشکریہ مولانا خورشید عابد و ثروت مسعود برادران)

—*****—

راغب مرادآبادی

غیروں سے بھی کیا فیض کوئی پاتا ہے؟
اپنا ہی تو اپنوں پہ ترس کھاتا ہے
دَرپیش ہو جب بھی کوئی مشکل راغب
بے ساختہ لب پہ یا علیؑ آتا ہے

—*****—

رباعی

کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تڑپا
کیا زخمِ سِناں تھا جس سے اکبرؑ تڑپا
مچھلی بھی نہ تڑپے کبھی یوں خشکی میں
جس طرح سے تیر کھا کے اصغرؑ تڑپا

—*****—

میر انیسؒ

عابد کو دوا اور نہ غذا دیتے ہیں
سوتا ہے تو زنجیر ہلا دیتے ہیں
سادات کو قید اِس مہینے میں کیا
قیدی کو محرم میں چھوڑا دیتے ہیں

(بشکریہ شاعر و سوز خواں سردار عباس محشرؔ و مختار حسین)

—*****—

رباعی

رشتہ غمِ سرورؑ سے لگا رکھا ہے
جز پنجتنِؑ پاک کے، کیا رکھا ہے
ہم مَر گئے ہوتے غمِ سَرورؑ کی قسم
اِس مرثیہ خوانی نے جِلا رکھا ہے

—*****—

مولانا ظہور الحسن درسؒ

کرتے ہیں اہلِ درد ہی چہلم حسینؑ کا
ہے قدسیوں میں آج ترنّم حسینؑ کا
کہتے ہیں مجھ سے لوگ کہ کیوں مولوی ظہور
کرتے نہیں ہو ذکر یہاں تم حسینؑ کا

===============

اک سمت شہیدوں میں غریبُ الوطنی ہے
اک سمت لعینوں میں شقاوت کی ٹھنی ہے
سب جانتے ہیں ظہور رتبہ ان کا
سادات ہیں اور فوجِ حسینؑ و حسنی ہے

===============

دِل سے نہ ہو درد کم، حسینؑ کا
بڑھتا رہے روز غم، حسینؑ کا
شاداب رہیں یہ اہلِ مجلس سارے
پڑھتے رہیں ظہور بھی چہلم حسینؑ کا

(بشکریہ حضرتِ مولانا اصغؔر درس و حکیم اکبؔر درس)

—*****—

رباعی

عابدؑ نہ کبھی رنج و محن سے نکلا
نکلا بھی تو بس شکر دہن سے نکلا
بیمار نے پہنی جونہی کالی پوشاک
سب نے جانا کہ ہے یہ چاند گہن سے نکلا

—*****—

باقر شاہ جہاں پوریؒ

منقوش ہے دل پر مرے نام حیدرؑ
اللہ کے گھر میں ہے قیامِ حیدرؑ
باقؔر مجھے کیوں عرصۂ محشر کا ہو خوف
میں روزِ ازل سے ہوں غلامِ حیدرؑ

(بشکریہ الحاج فائق حسین رضوی برادران و محمد عباس)

—*****—

رباعی

حُرؑ کو شبیرؑ نے کیا رَن کی اجازت دے دی
نار کو نور کیا اور شہادت دے دی
کیا سخاوت ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کی واللہ
جام کوثر کا دیا رہنے کو جنت دے دی

—*****—

رباعی

جب حُرؑ کا گنہ شاہؑ اُمم نے بخشا
قطرے کو شرف بحرِ کرم نے بخشا
گردُوں سے ندا آئی کہ اے سبطِ نبیؐ
بخشا جسے تو نے اسے ہم نے بخشا

—*****—

کھٰیٰعٓصٓ

سبطِ ختم الانبیاء کو کیوں نہ روئیں اہلِ داد
جن کے مرنے کا رہے گا غُل الیٰ یومِ التّناد
ایسے شاہد کی شہادت کا تو حق بھی ہے گواہ
آیا ہے قرآن میں بھی کاف، ھا، یا، عین، صاد

(بشکریہ شاعر و سوز خوان الیاس دھولپوری و شفیق عابدی)

—*****—

رباعی

اصغرؑ کے لئے شغلِ فغاں رکھتے ہیں
مرقد میں اُنہیں شاہِ زماں رکھتے ہیں
چلّاتی ہیں بانوؑ کہ ہے سُونا جنگل
حضرتؑ مِرے بچے کو کہاں رکھتے ہیں

——*****——

رباعی

جس روز کہ ہو اِذالسَّمَاءُ انشَقَّت
ظاہر ہوں مَعَانیٔ نُجُومُ انکَدَرَت
بابا سے کہیں گی فاطمہؑ یاحضرتؐ
اولاد مِری بایِّ ذَنبٍ قُتِلَت

——*****——

رباعی

حیدرؑ کی عطا پہ ھَل اَتیٰ شاھد ھے
اور تیغ زنی پہ لافتیٰ شاھد ہے
کعبے میں ولادت کے پیمبرؐ ہیں گواہ
مسجد کی شہادت پہ خدا شاھد ہے

(بشکریہ سوز خواں زاھد حسین و مظفر حسین زیدی)

——*****——

میر انیسؔ

اے بادشہؑ کون و مکاں اَدرِکنی
اے عقدہ کشائے دو جہاں ادرکنی
اب تنگ ہے دشمنوں کے ہاتھوں سے انیسؔ
یا حضرتِ صاحبُ الزماںؑ ادرکنی

(بشکریہ سوز خواں ناصر عباس نقوی و مجاھد علی زیدی)

——*****——

استاد اختر انصاری اکبر آبادی

یہ لوگ ھیں دنیا کو جگانے والے
یہ دشتِ بلا ہے اور زمانے والے
اے وسعتِ کونین سمٹ کر آجا
آئے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

(بشکریہ سوز خواں حُسین احمد رضوی مدظلہٗ مقیم گھارو)

——*****——

میر انیسؔ

گلشن میں پھروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں
یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر سو تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

——*****——

زاہدؔ فتح پوری

رُکتے ہوئے دریا کو روانی دیدی
اسلام کو اکبرؑ کی جوانی دیدی
تھا دینِ نبیؐ نزع میں تو نے شبیرؑ
جاں دے کے حیاتِ جاودانی دیدی

——*****——

سوز

ہر دور کے نقیب ہیں قرآن و اہلِ بیتؑ
انسان کا نصیب ہیں قرآن و اہلِ بیتؑ
اللہ کے قریب ہیں قرآن و اہلِ بیتؑ
محبوبؐ کے حبیب ہیں قرآن و اہلِ بیتؑ
حق اہلِ بیتؑ کا ہے خدا کی کتاب پر
لاکھوں دُرود آلِ رسالت مآبؐ پر
(بشکریہ سوز خواں و شاعر تہذیب، نیر و سکندر زیدی برادران)

—*****—

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے
اور زر بقدرِ کوہِ اُحد راہِ حق میں دے
حج بھی پیادہ یا جو ہزار اُس نے ہوں کئے
اور بے گناہ قتل ہو وہ ظلم و جَور سے
حُبِّ علیؑ کی مے نہیں گر دل کے جام میں
جنت کی بُو نہ پہنچے گی ہرگز مَشام میں
(بشکریہ سوز خواں اسد نقوی برادران و سیّد تنویر حیدر)

—*****—

مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سِوا ملا
بابا اُسے رسولؐ سا خیر الوریٰ مِلا
بیٹا ہر اک شہیدِ رہِ کبریا ملا
شوہر مِلا تو خَلق کا عُقدہ کُشا ملا
ہر ایک اپنے مرتبے میں انتخاب ہے
زہراؑ ہے بے مثال علیؑ لاجواب ہے
(بشکریہ سلام و نوحہ خواں افتخار علی پیارے خاں)

—*****—

چشمِ نبیؐ کے خواب کو کہتے ہیں سیّدہ
عِصمت کے آفتاب کو کہتے ہیں سیّدہ
قرآن کے جواب کو کہتے ہیں سیّدہ
منہ بولتی کتاب کو کہتے ہیں سیّدہ
یہ ذات یوں کتاب کی تفسیر بن گئی
لفظوں میں ڈھل کے آیۂ تطہیر بن گئی

—*****—

کیا پیشِ خدا صاحبِ توقیر ہے زہراؑ
اُمُّ الحسنؑ و مادرِ شبیرؑ ہے زہراؑ
خاتونِ جناں مالکِ تطہیر ہے زہراؑ
سَر تا بہ قدم نور کی تصویر ہے زہراؑ
شوہر کو جو پوچھو تو شہنشاہِ عرب ہے
بیٹی ہے نبیؐ کی یہ حَسَب ہے وہ نَسَب ہے
(بشکریہ سوز خواں عزیز حیدر جلالوی و نادر حسین جارچوی)

—*****—

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سادات پر نُزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سَرتاجِ اوصیا کی عزا کے یہ روز ہیں
تم سے وِداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں
زخمی ہوا امامؑ تمہارا نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

—*****—

شریکِ صبرِ شہؑ مشرقین ہیں زینبؑ
کہ عین، فاطمہؑ کی نورِ عین ہیں زینبؑ
دلِ محمدؐ و حیدرؑ کا چَین ہیں زینبؑ
خدا کی راہ میں بالکل حسینؑ ہیں زینبؑ
حسینؑ مردِ رہِ انقلاب ہیں گویا
یہ عورتوں میں عمل کی کتاب ہیں گویا
(بشکریہ سوز و سلام خواں محمد عباس جارچوی)

—*****—

جرأت میں علیؑ صبر میں شبیرؑ ہیں زینبؑ
شمشیرِ فصاحت دمِ تقریر ہیں زینبؑ
بنتِ شہِؐ وَالشّمس کی تنویر ہیں زینبؑ
گھر لُٹنے پہ بھی صاحبِ توقیر ہیں زینبؑ
شبیرؑ کے مقصد کی نگہبان یہی ہیں
افسانۂ اسلام کا عنوان یہی ہیں

—*****—

جب وطن سے کوچ کی مسلمؑ کے تیاری ہوئی
خانۂ آلِؑ عبا میں گریۂ و زاری ہوئی
دونوں بیٹوں کی جو رخصت ماں سے یکباری ہوئی
حرف زن شوہر سے اپنے یوں وہ دُکھیاری ہوئی
ایک تو داغِ فراق اپنا دیئے جاتے ہو تم
دوسرے میرے کلیجوں کو لئے جاتے ہو تم
(بشکریہ سوز خواں سیّد اعجاز حسین شیدآ)

—*****—

کسی نے کوفے کے رستے میں دی یہ شہؑ کو خبر
کہ قتل ہوگئے مسلمؑ اور اُن کے دونوں پسر
نہ جائیں آپ بھی اُس سَمت کو تو ہے بہتر
تب اُس سے کہنے لگے رو کے شاہِ جنّ و بشر
اجل رسیدم و من می رَوَم بہ کرب و بلا
گزشت نوبتِ مسلمؑ رسید نوبتِ ما
(بشکریہ سوز خواں و سلام خواں نکی عابدی و منور عابدی)

—*****—

خیمے دریا پہ کئے جب کہ شہؑ والا نے
گھیرا شبیرؑ کو تب فوجِ ستم آرا نے
لبِ دریا پہ اُترنے نہ دیا اعدا نے
فوجِ اعدا سے یہ شبیرؑ لگے فرمانے
یہ بھی دو چار دن اب ہم پہ گزر جائیں گے
گر رضا حق کی ہے تو پیاسے ہی مر جائیں گے

(بشکریہ نوحہ و سوز خواں ناظم حسین و مشہود رضا / للعوں)

—*****—

تسبیحِ فاطمہؑ جو ادا کی امامؑ نے
جاسوس نے خبر یہ کہی آکے سامنے
کی سیر گھاٹ گھاٹ کی اِس دَم غلام نے
آبِ رواں بھی بند کیا فوجِ شام نے
فوجِ خدا کو نہر سے دوری نصیب ہے
شہؑ بولے کیا مضائقہ کوثر قریب ہے

—*****—

ہُوا جو شاہؑ کے لشکر میں قحط پانی کا
عجیب حال ہوا فاطمہؑ کے جانی کا
کبھی خیال تھا اکبرؑ کی نوجوانی کا
کبھی ملال تھا اصغرؑ کی بے زبانی کا
کبھی بہن کے لئے بے قرار ہوتے تھے
کبھی سکینہؑ کا منہ دیکھ دیکھ روتے تھے

(بشکریہ سوز خواں محسن حسین امروہوی و کرار حسین زیدی)

—*****—

جب نہ اعداء سے کسی طرح صفائی ٹھہری
صبحِ عاشورِ محرم کو لڑائی ٹھہری
پوچھا زینبؑ نے کہ کیا اے مرے بھائی ٹھہری
شہؑ نے فرمایا بہن تم سے جدائی ٹھہری
آج پیاروں سے ملاقات غنیمت جانو
اے بہن آج کی یہ رات غنیمت جانو

—*****—

جب رات عبادت میں بسر کی شہؑ دیں نے
سجدے میں مہم عشق کی سَر کی شہِؑ دیں نے
دیکھا جو سفیدی کو سحر کی شہِؑ دیں نے
مڑ کر رُخِ اکبرؑ پہ نظر کی شہِؑ دیں نے
فرمایا سحر قتل کی ظاہر ہوئی بیٹا
اب اُٹھ کے اذاں دو کہ شب آخر ہوئی بیٹا

(بشکریہ شاعر و سوز خواں سیّد شید حسن زیدی)

—*****—

جب آئی صبح قتلِ امامِ فلک وقار
زینبؑ اُٹھا کے ہاتھ یہ کہتی تھیں بار بار
پردیسیوں پہ رحم کر اے میرے کردگار
کیونکر جیوں گی بھائی سے چُھٹ کر میں سوگوار
سارا جہاں سیاہ ہے چشمِ پُر آب میں
سَر ننگے میں نے دیکھا ہے امّاں کو خواب میں

(بشکریہ سوز و سلام خواں نازش مرزا)

—*****—

جب تھوڑی رات قتل کی میداں میں رہ گئی
اور الفراق آ کے قضا رن میں کہہ گئی
ہمشیرِ شاہِ دیں کی فلک پر نگہ گئی
ندّی لہو کی دیدۂ پُرنم سے بہہ گئی
جوں جوں گھڑی جُدائی کی نزدیک ہوتی تھی
منہ ڈھانپ ڈھانپ زینبؑ ناشاد روتی تھی

(بشکریہ سوز خواں وصی حیدر، سلجد و محمود علی برادران)

——*****——

ڈاکٹر پروفیسر عاصیؔ کرنالی

عاشور کی جو رات تھی محشر صفات تھی
بے کس مسافروں پہ قیامت کی رات تھی
فوجِ شقی لگائے ہوئے اپنی گھات تھی
مسدود تین روز سے راہِ فُرات تھی
کہتی تھی یہ سکینہؑ، ترس ہم پہ کھایئے
مرتے ہیں ہم، چچا ہمیں پانی پلایئے

——*****——

جب بانوؑ نے رَن کی علی اکبرؑ کو رضا دی
اُس غازی کو مرنے کی نہایت ہوئی شادی
خیمے سے نکل باپ کو جینے کی دعا دی
اور پاؤں پہ گردن، شہِؑ بے کس کے جھکا دی
شہؑ بولے کہ ہم سمجھے، جو ہے دھیان تمہارا
پیارے مِرے اللہ نگہبان تمہارا

(بشکریہ سوز خواں کرار حسین تقویؔ و عباس صاحب)

——*****——

برچھی کی اَنی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں
اور مَر گیا دَم توڑ کے آغوشِ پدر میں
شہؑ نے کہا کس طور تجھے لے چلوں گھر میں
بازو میں نہ طاقت ہے نہ قوت ہے جگر میں
لے جانا تری لاش کا دشوار ہے بیٹا
سَر اپنا بھی تن پر یہ مجھے بار ہے بیٹا

(بشکریہ سوز خواں سیّد نُرِ حسن جعفری و حیدر علی زیدی)

——*****——

حسینؑ جب کہ چلے بعد دوپہر رن کو
نہ تھا کوئی کہ جو تھامے رکابِ توَسَن کو
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جُھکائے گردن کو
سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں قَبا کے دامن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہؑ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

(بشکریہ سوز خواں سیّد غلام عباس تقوی محمد نقی امروہوی)

——*****——

سیّد علی مقدسؔ رضویؔ

عصر کا وقت ہے مونس ہیں نہ یاور باقی
نہ تو قاسمؑ ہیں نہ عباسؑ نہ اکبرؑ باقی
حد ہے یہ اب نہیں چھ ماہ کا اصغرؑ باقی
حیف ہے رہ گئے تنہا مِرے سَروَرؑ باقی
سجدے میں اور ستم یہ تہِ افلاک ہُوا
مومنو خاتمۂ پنجتنِؑ پاک ہُوا

(بشکریہ سوز خواں سیّد حسن رضا سنجرؔ فرزند ڈاکٹر علی اوسطؔ رضوی)

کام آئے رفقا شاہؑ کے جب میداں میں

اور اکیلا رہا وہ ماہِ عرب میداں میں
آ کے مجرا کیا عباسؑ نے تب میداں میں
رو کے کی عرض کہ ہم جاتے ہیں اب میداں میں
شہؑ نے فرمایا کہ تنہا تو نہ چھوڑے جاؤ
بھائی عباسؑ کمر میری نہ توڑے جاؤ

—*****—

اے عزیزو کیا بیاں ہو ماجرائے اہلبیتؑ

جب رہا وارث نہ کوئی سر پہ ہائے اہلبیتؑ
اور لگا لُٹنے وہاں عصمت سَرائے اہلبیتؑ
کیا کہوں اُس وقت کی میں ہائے ہائے اہلبیتؑ
پیٹ کر رو رو کے کہتے تھے یہی باشور وشین
ہم کو مت لوٹو لعینو، ہم ہیں ناموسِ حسینؑ

(بشکریہ سوز خواں سبطِ نبی نقوی و ضمانت نقوی)

—*****—

کارواں سالار بن جب کاروانِ کربلا

خاک سَر پہ ڈالتا اُس دشتِ ویراں سے چلا
راہ میں اُن بے کسوں سے جب کوئی تھا پوچھتا
کس کے تم ناموس ہو اور کس کے ہو صاحب عزا
کالے کپڑے وہ دِکھا کر کہتے تھے با اشک و آہ
اِس حسینی قافلے کا مرگیا ہے بادشاہ

—*****—

قریب کوفہ جو رانڈوں کا کارواں آیا

کھلے سَروں کے تماشے کو سب جہاں آیا
امامِ ہر دو سَرا مثلِ سارباں آیا
زبانِ حال سے کرتا یہی بیاں آیا
نہ ہے طعام میں وہ ذائقہ نہ پانی میں
مزا مِلا ہے جو رانڈوں کی ساربانی میں

(بشکریہ سوز و سلام خواں رضا علی کاظمی / اسلام آباد)

—*****—

نسیم امروہویؒ

ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین

بیٹھے تھے دل کو پکڑے ہوئے شاہِ مشرقین
ناگاہ اک کنیز پکاری بہ شور و شین
دَم توڑتا ہے پیاس سے بے شِیر یاحسینؑ
لِلّٰہ جلد خیمے میں تشریف لائیے
بانُو کا لال روٹھ گیا ہے منائیے

—*****—

عباسؑ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہ جانی

بی بی کے پلانے کے لئے لاتے ہیں پانی
رُکنے کے نہیں لاکھ ہوں گر ظلم کے بانی
کیا دل سے بُھلا دیں گے جری تشنہ دہانی
بے مشک بھرے نہر سے آئیں تو قسم لو
دریا سے ہم آگے کہیں جائیں تو قسم لو

(بشکریہ سوز خواں سیّد حشمت علی زیدی)

—*****—

جب نوجواں کی لاش نہ پائی حسینؑ نے
ٹھوکر ہر ایک گام پہ کھائی حسینؑ نے
گِر کر زمیں پہ خاک اُڑائی حسینؑ نے
دل تھام کر یہ بات سُنائی حسینؑ نے
آنکھوں سے سُوجھتا نہیں مجھ دل ملول کو
اے ظالمو، دکھا دو شبیہِ رسولؐ کو
(بشکریہ سوز خواں نیر میاں زیدی و حسن مجتبیٰ)
—*****—

شہؑ مظلوم سے عباسؑ نے جس دم عَلم پایا
سریرِ قدر میں وہ ہوگیا جعفرؑ کا ہم پایا
فلک بھی اپنے پیشِ منزلت غازی نے خم پایا
مسافر نے نشانِ منزلِ ملکِ عدم پایا
کہا باغِ اِرم کی بو ابھی سے مجھ کو آتی ہے
اِسی سائے تلے خلدِ بریں کو راہ جاتی ہے
(بشکریہ سوز خواں زوّار حسین و محمود نانجیانی)
—*****—

نکلے خیمے سے جو ہتھیار لگائے عباسؑ
چڑھ کے رَہوار پہ میدان میں آئے عباسؑ
غُل ہوا مشک وعلَم ساتھ ہیں لائے عباسؑ
ہاں مگر بوند بھی پانی کی نہ پائے عباسؑ
غم ہے پیاسوں کا سجے جنگ کے ہتھیار بھی ہیں
لڑنے بھی آئے ہیں پانی کے طلبگار بھی ہیں
(بشکریہ سوز خواں وصی حیدر و ولی حیدر زیدی)
—*****—

میر خلیقؒ

شور ہے شام کے لشکر میں کہ عباسؑ آئے
اور تواتر خبر آئی کہ بہت پاس آئے
پرِ غمِ شاہِ شہیداں سے بصد یاس آئے
بولی تقدیر کہ یہ جنگ اِنہیں راس آئے
بڑھ کے گھوڑے کا شجاعت نے قدم چوم لیا
فتح نے گوشۂ دامانِ علَم چوم لیا
(بشکریہ سوز خواں یاور حسین رضوی و میر سخا علی)
—*****—

جب مشک بھر کرنہر سے عباسِؑ غازی گھر چلے
اِک جامِ کوثر بھر لیا اور خلد سے حیدرؑ چلے
ہمراہ پیغمبرؐ چلے، حمزہؑ چلے، جعفرؑ چلے
میداں کا رستہ روکنے کفار کے لشکر چلے
آئی گھٹا سی فوجِ کیں کالے علَم کھولے ہوئے
عباسؑ جھپٹے شیر سے تیغِ دو دَم تولے ہوئے
(بشکریہ سوز خواں حکیم سیّد حیدر عباسؒ و شمس الحسن)
—*****—

شبرؑ کا ماہ رُو تھا جلالت میں لاجواب
ابرو تھے ذوالفقار تو چہرہ تھا آفتاب
بھیگی ہوئیں مَسیں خبرِ آمدِ شباب
تیرہ برس کے سن میں تھے جیسے ابوترابؑ
بہرِ جہاد صورتِ حیدرؑ تنے ہوئے
جنت کے اشتیاق میں دولہا بنے ہوئے
—*****—

جوشؔ ملیح آبادیؒ

آشنا بحرِ صداقت کا حسینؑ ابنِ علیؑ
مدرسہ درسِ شہادت کا حسینؑ ابنِ علیؑ
معجزہ فکری نجابت کا حسینؑ ابنِ علیؑ
حوصلہ تیری نبوّت کا حسینؑ ابنِ علیؑ
جس نے بجھنے دی نہ شمعِ آدمیّت، وہ حسینؑ
سانس جس کے دم سے لیتی ہے مشیت، وہ حسینؑ
(بشکریہ قاری و سوز خواں رضا مولائی و محمد علی مولائی)

—*****—

جب چمن خاک میں اکبرؑ کی جوانی کا ملا
پانی پانی کہا اور قطرہ نہ پانی کا ملا
داغ سیدانیوں کو احمدِؐ ثانی کا ملا
شاہؑ کو کچھ نہ پتہ بانوؑ کے جانی کا ملا
رو رو فرماتے تھے طاقت ہے نہ بینائی ہے
بیٹا مارا گیا اور عالَمِ تنہائی ہے
(بشکریہ سوز خواں ظفر حسنین زیدی و سبطِ محمد رضوی)

—*****—

یارب صغیر سن میں کوئی بے پدر نہ ہو
بابا کسی کا قتل حضورِ نظر نہ ہو
پردیس میں یتیم کوئی دَر بدر نہ ہو
بلوے میں کوئی پردہ نشیں ننگے سَر نہ ہو
قیدی ہوئی پدر سے چھٹی بھائی مَر گئے
یہ سارے دکھ سکینہؑ کے اوپر گزر گئے
(بشکریہ سوز خواں اقلیم اختر زیدی و عوض علی)

عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے
بھائی سے اپنے ہاتھ لبِ نہر دھو چکے
یاں تک کہ قتل، اکبرؑ و اصغرؑ بھی ہو چکے
گودی میں جو پلے تھے وہ مٹی میں سو چکے
گرتے تھے شہؑ ہر ایک تنِ پاش پاش پر
قاسمؑ کی لاش پر کبھی اکبرؑ کی لاش پر
(بشکریہ سوز خواں حسن کاظمی و برادران)

—*****—

رُلا رہی ہے دلوں کو لٹی ہوئی سرکار
نہ پیدلوں کے پَرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار
اُجڑ گیا وہ چمن اور خزاں ہوئی وہ بہار
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمت گار
مقام ہُو، کا ہے جس جا نگاہ مُڑتی ہے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اُڑتی ہے
(آنجہانی بابو رام پرشاد بشیرؔ)

—*****—

بے چین تھی صغراؑ جو فراقِ پدری سے
نت اُٹھ یہی کہتی تھی نسیمِ سحری سے
اے بادِ صبا مرتی ہوں دردِ جگری سے
مل جائیں تو کہیو مرے بابا سفری سے
نرگس کی طرح چشم سُوئے در نگراں ہے
جلد آؤ کہ ہستی کا چمن صَرفِ خزاں ہے

—*****—

نسیم امروہویؒ

دولہا بنا جو بانوئےؑ سرورؑ کا بے زباں
زینبؑ بلائیں لینے لگیں ہو کے نیم جاں
منہ چوم کر جو سب نے دعا دی بصد فغاں
اصغرؑ کا ہاتھ ماتھے پہ رکھ کر پکاری ماں
لو بی بیو، اب اپنے کلیجوں کو تھام لو
رخصت طلب ہے اصغرِؑ ناداں سلام لو

(بشکریہ سوز خواں ظفر عباس و انتظام حسین)

—*****—

ریحان اعظمی

اصغرؑ کی لاش جب کہ اٹھائی حسینؑ نے
دیکھی بغور اپنی کلائی حسینؑ نے
پھر لاش آسماں کو دِکھائی حسینؑ نے
تقریر یہ زمیں کو سُنائی حسینؑ نے
لے اے زمین میری امانت سنبھال لے
میں سونپتا ہوں اب تجھے بانوؑ کا لال، لے

(بشکریہ شاعر ونوحہ خواں مظفر حیدر زیدی بلگرامی)

—*****—

جب ظہر تک حسینؑ بہتّر (۷۲) کو رو چکے
اک دوپہر میں چھوٹے سے لشکر کو رو چکے
قاسمؑ کو رو چکے علی اکبرؑ کو رو چکے
تُربت بنا کے ننھی سی اصغرؑ کو رو چکے
سیدانیوں نے رو کے کہا شور و شین سے
لو اب زمانہ ہوتا ہے خالی حسینؑ سے

(بشکریہ سوز خواں سیّد حسن عباس زیدی / اچھن)

تھا حکم یہ یزید کا پانی بشر پئیں
گھوڑے پئیں، سوار پئیں اور شتر پئیں
جو تشنہ لب جہاں کے ہیں وہ بے خطر پئیں
یاں تک کہ سب چرند و پرند آن کر پئیں
کافر بھی گر پئیں تو نہ تُو منع کیجیو
پر فاطمہؑ کے لالؑ کو پانی نہ دیجیو

(بشکریہ سوز خواں واحد حسین زیدی)

—*****—

کہتی تھی بانوؑ اصغرؑ جانی کب تم گھر میں آؤگے
دریا پر سے پی کر پانی کب تم گھر میں آؤ گے
اے مرے جانی یوسفِؑ ثانی کب تم گھر میں آؤ گے
اپنی دکھانے شکل نمانی کب تم گھر میں آؤ گے
سوگ میں تیرے بیٹا میں نے پہنی کفنی کالی ہے
بھورے بالوں والے آجا، جھولا تیرا خالی ہے

(بشکریہ مولانا فخر الحسنین و نذر الحسنین محمدی)

—*****—

جب ذوالفقار ماتمِ اصغرؑ میں رو چکی
ننھی سی قبر کھود کے خونبار ہوچکی
بچے کے ساتھ بانوؑ کی قسمت کو رو چکی
کُرتا لہو بھرا ہُوا اشکوں سے دھو چکی
پانی نہ تھا جو شاہؑ چھڑکتے مزار پر
آنسو ٹپک پڑے لحدِ شیر خوار پر

(بشکریہ شاعر و سوز خواں سردار حسین زیدی / کھیرتل، الور)

جب رَن میں زخمی ہو گئے سلطانِ بحر و بر
شفقت سے ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈال کر
کہنے لگے حسینؑ کہ آتا نہیں نظر
لے چل مجھے تو اکبرِ مہ رُو کی لاش پر
اے اسپِ باوفا مِرے دل کو قرار دے
اِس کا صلہ تجھے شہِ دُلدل سوار دے

گھوڑا قدم قدم سُوئے مقتل ہُوا رواں
پہنچے نہ شہؑ کے زخموں کو تا صدمۂ تکاں
اک نوجواں کی لاش پہ ٹھہرا وہ بے زباں
بُو سونگھ کر حسینؑ پکارے یہی ہے، ہاں
بیٹھا جو ذوالجناح تو آپؑ اُترے زِین سے
دو ہاتھ کانپتے ہوئے اُٹھے زمین سے

(بشکریہ شاعر و سوز خواں مظاہر نقوی امروہوی)

—*****—

کربلا سے جب حسینیؑ قافلہ لُوٹا ہُوا
بالباسِ ماتمی روتا مدینے کو چلا
دیکھ کر گورِ غریباں اہلبیتِ مصطفیٰؐ
فاتحہ پڑھ کر لگے رونے بصد آہ و بکا
بولیں زینبؑ از زمینِ کربلا با شور و شین
سونپ کر تجھ کو چلی ہوں اپنا میں بھائی حسینؑ

اے زمیں تجھ میں علی اصغرؑ مِرا پنہاں ہوا
اے زمیں تجھ میں علی اکبرؑ مِرا پنہاں ہوا
بیاہ کی شب قاسمِ مضطر مرا پنہاں ہوا
عونؑ بھی پنہاں ہوا، جعفرؑ مِرا پنہاں ہوا
اتنے غم، میں لے چلی ہوں قتل کے بازار سے
پُر ہُوا دامن تِرا کیا کیا دُرِ شہوار سے

(التماسِ سورۃ فاتحہ برائے سوز خواں مشتاق علی خاں)

—*****—

شبیرؑ کو خالق نے سکینہؑ جو عطا کی
زینبؑ کی سی صورت تھی سب اُس ماہ لقا کی
جس دَم دیا گودی میں اُسے لا کے چچا کی
عباسؑ نے ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ دعا کی
رکھے تجھے اے لاڈلی اللہ سلامت
دنیا میں رہے سَر پہ تِرے شاہؑ سلامت

(بشکریہ سوز خواں ضیاء الحسن و ذاکر حسین برادران)

—*****—

مرزا دبیرؒ

جب یزید اپنے گناہوں سے پشیمان ہُوا
ہنس کے پہلے صفتِ زخم وہ گریان ہوا
صبح کاذب کی طرح چاک گریبان ہوا
کل کی شہزادیوں کے چھٹنے کا سامان ہوا
اک طرف سامنے دربار میں حدّاد آئے
اک طرف بیڑیاں پہنے ہوئے سجادؑ آئے

(بشکریہ سوز خوان اسد علی زیدی)

سرہانے لاشۂ حُرؑ کے یہ طعن شمر نے کی

سزا محبتِ ابنِ علیؑ کی خوب ملی

تباہ گھر بھی کیا، مفت تو نے جان بھی دی

صدا یہ لاش نے دی دور ہو تو، یاں سے شقی

علیؑ امامِ من است و منم غلامِ علیؑ

ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ

(بشکریہ سوز خواں صابر حسین زیدی / کاروانِ نجف ملیر کراچی)

—*****—

نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے

بولی سکینہؑ ملتے چلیں لاشِ شاہؑ سے

خوشبو لہو کی آنے لگی قتل گاہ سے

رخصت ضرور چاہئے زہرؑا کے ماہ سے

جی بھر کے آج خانۂ زنداں میں روئیں گے

اب کاہے کو حسینؑ کے سینے پہ سوئیں گے

(بشکریہ سوز خواں سیّد آلِ رسول)

—*****—

محسنؔ نقوی شہید

ایک اک کر کے بچھڑتے تھے جب انصارِ حسینؑ

آسرا کوئی ضعیفی کا، کوئی روح کا چین

یہ جواں لاش، وہ کمسن، تو اُدھر راحتِ عین

ہچکیاں وہ کسی بچی کی، کسی ماں کے وہ بَین

زندگی درد سے بس دیدۂ تر جیسی تھی

عصرِ عاشور قیامت کی سحر جیسی تھی

—*****—

سو گئے جب سبھی اصحاب، سَرِ دشتِ بلا

اکبرؑ و قاسمؑ و عباسؑ ہوئے شہؑ پہ فدا

کھوگئے عونؑ و محمدؑ، علی اصغرؑ بھی چلا

آئے مقتل میں حسینؑ ابنِ علیؑ بہرِ وَغا

شکر کرتے، پئے سجدہ کبھی جُھک جاتے تھے

سُوئے خیمہ کبھی بڑھتے، کبھی رُک جاتے تھے

(بشکریہ حسین احمد رضوی سرپرست ناصر العزا /

سوز خواں سیّد شمس الحسن)

—*****—

یہ کون سی مستورہ ہے کیا مانگ رہی ہے

اسلام کی خدمت کا صلہ مانگ رہی ہے

ہر صاحبِ غیرت سے رِدا مانگ رہی ہے

پردیس میں مرنے کی دُعا مانگ رہی ہے

افسردہ ہیں افلاک سیَہ پوش زمیں ہے

جبریلؑ ذرا دیکھ، یہ زینبؑ تو نہیں ہے

(بشکریہ سوز خواں محمود اختر زیدی / خیرپور)

—*****—

علیؑ کی بیٹیاں زنداں میں جب اسیر ہوئیں

رسولؐ زادیاں حاکم کی دستگیر ہوئیں

مصیبتیں حرمِ شاہؑ پر کثیر ہوئیں

غمِ حسینؑ میں سیدانیاں فقیر ہوئیں

کئی دنوں سے میسر نہ آب و دانہ تھا

اندھیری رات تھی ٹوٹا سا قید خانہ تھا

(بشکریہ شاعر و سوز خوان استاد سیّد علی شانؔ اکبر آبادی)

شمرِ سفاک نے، یہ حضرت زینبؑ سے کہا
عذر کرتا ہوں کہ اب بخش دو، تم میری خطا
کہا زینبؑ نے کہ، ملعون او بانیٔ جفا
تو نے کاٹا مِرے آگے مِرے بھائی کا گلا
بعدِ مُردن زجفائے تو اگر یاد کُنم
از زمیں دست بروں آرم و فریاد کُنم
(بشکریہ سوز خواں سیّد ارشاد حسینؒ، ارشد حسین و برادران)

—*****—

عابدؑ سے یہ وطن میں کسی نے کیا کلام
گزرے قلق زیادہ کہاں تم پہ یا امامؑ
مولاؑ نے تین بار کہا، شام شام شام
سَر ننگے میرا کنبہ تھا اور گِرد خاص و عام
بیبوں کے نام لے کے عدو شاد ہوتے تھے
باباؑ کا سر بھی روتا تھا اور ہم بھی روتے تھے
(بشکریہ سوز خواں محمد الیاس حسین)

—*****—

سجادؑ کو بُلوایا دوبارہ جو شقی نے
یہ سنتے ہی بیبوں کے دَھڑکنے لگے سینے
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنتِ علیؑ نے
میں کیا کہوں جو رنج اٹھائے مِرے جی نے
کیا جانیے اب کیا ستم ایجاد کرے گا
بُلوا کے ہمیں کون سی بیداد کرے گا

واری گئی مکار کی باتوں پہ نہ جانا
دیکھو میں کہے دیتی ہوں کچھ دے تو نہ کھانا
گر تیغ رکھے حلق پہ گردن نہ ہلانا
بابا کی طرح صبر سے سر اپنا کٹانا
سامان جو کچھ لوٹ کا تم پائیو بیٹا
پہلے سرِ شاہِؑ شہداء لائیو بیٹا
(بشکریہ شاعر و سوز خواں سیّد اشتیاقؔ حسین دھلوی)

—*****—

سکینہؑ قید ہو کر شام کے زنداں میں جب آئی
وہ بچی اُس اندھیرے گھر کی تاریکی سے گھبرائی
مقدر نے عجب آفت کی پہلی رات دِکھلائی
زمیں تو فرش تھی، سایہ فگن تھا چرخِ مینائی
پھوپھی کے ساتھ رہتی تھی نہ ماں کے پاس سوتی تھی
برہنہ سَر، کھڑی زنداں کے دروازے پہ روتی تھی

اُدھر سے جو گزرتا تھا اُسے کہتی تھی سنتا جا
میں بے کس قید میں ہوں ایک یہ پیغام ہے میرا
اگر بابا ملیں تجھ کو، تو یہ کہیو قسم کھا کھا
سکینہؑ پر مصیبت ہے، خبر لو اے شہِؑ والا
اگر تجھ سے کہیں خیمے میں سوتا چھوڑ آیا ہوں
تو کہیو تو، درِ زنداں پہ روتا چھوڑ آیا ہوں
(بشکریہ سوز خواں استاد قمر علی خاں مرحوم)

—*****—

سلام

مجرئی جبکہ عیاں ماہ عزا ہوتا ہے

میر انیسؒ

مجرئی جبکہ عیاں ماہِ عزا ہوتا ہے
چرخ پہ ماتمِ شاہِؑ شہدا ہوتا ہے
رونے والوں کا بھی کیا رتبہ ہے سبحان اللہ
جنکے اشکوں کا خریدار خدا ہوتا ہے
دیکھ کر شہؑ کو دمِ نزع جو روئے عباسؑ
پیار سے شاہؑ لگے کہنے یہ کیا ہوتا ہے
کیوں خجل ہوتے ہیں پانی نہ ملا تو نہ ملا
وہ کیا تم نے جو کچھ حق وفا ہوتا ہے
پھیردیں آنکھیں جو اصغرؑ نے پکاری بانوؑ
دوڑو اے بی بیو دیکھو تو یہ کیا ہوتا ہے
شاہؑ رو دیتے تھے کہتی تھی سکینہؑ جس دم
پیاس سے سینہ میں دَم اب تو خطا ہوتا ہے
کہتی تھی خلقِ خدا دیکھ کے عابدؑ کو اسیر
کہیں بیمار بھی رسی میں بندھا ہوتا ہے
تابہ چہلم یہ صدا آتی تھی میداں میں انیسؔ
دیکھیں کب قید سے سجادؑ رہا ہوتا ہے

(بشکریہ علامہ نواب حیدر عابدی)

ذکرِ شہؑ کرکے محبّوں کو رُلایا میں نے

میر انیسؒ

ذکرِ شہؑ کرکے محبّوں کو رُلایا میں نے
اپنا گھر مجرئی جنّت میں بنایا میں نے
شہؑ نے فرمایا کروں گا نہ گِلا اُمت کا
پانی دو روز نہ پایا، تو نہ پایا میں نے
شاہؑ کہتے تھے کہ پیاسا مِرا مہماں ہُوا قتل
حُرؑ کے مرنے کا عجب رنج اُٹھایا میں نے
آئی آواز علیؑ کی نہ کُڑھو اے بیٹا
آبِ کوثر ترے مہماں کو پلایا میں نے
شہؑ نے فرمایا مِرے بھائی کے بازو کاٹے
اِس پہ بھی ہاتھ نہ اُمّت پہ اُٹھایا میں نے
مارا اکبرؑ کو تو کہتا تھا یہی ابنِ نُمیر
آج تصویرِ محمدؐ کو مٹایا میں نے
شہؑ نے قاصد سے کہا بیٹی کو کیا خط لکھتا
آکے یاں ایک گھڑی چین نہ پایا میں نے
کہیو صغراؑ سے کہ مشکل ہے وطن میں آنا
اب تو بی بی اِسی جنگل کو بسایا میں نے

کون قائل تھا سلامی کہ جِناں اور بھی ہے

کون قائل تھا سلامی کہ جِناں اور بھی ہے
کربلا دیکھ کے ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
صدقے اُس دِل کے جو ہو حبِ علیؑ سے آباد
اُس سے بہتر کوئی دنیا میں مکاں اور بھی ہے
نامِ شبیرؑ پہ بے ساختہ گِریاں ہونا
بعد کلمے کے یہ ایماں کا نشاں اور بھی ہے
برچھیاں مار کے اکبرؑ کو پکارے اعدا
شہؑ سے پوچھو کوئی فرزند جواں اور بھی ہے
لا کے ششماہے کو ہاتھوں پہ پکارے مولاؑ
نذرِ حق کے لئے یہ غنچہ دَہاں اور بھی ہے
بال کھولے ہوئے لاشے پہ جو آئیں زہرؑا
کھل گیا حُرؑ پہ دَمِ نزع کہ ماں اور بھی ہے
ہتھکڑی بیڑیاں پہنا کے عدو کہتے تھے
دیکھ بیمار، ابھی طوقِ گراں اور بھی ہے
نیلے رخساروں پہ کانوں سے لہو ہے جاری
گردنِ بالی سکینہؑ پہ نشاں اور بھی ہے

—*****—

مفتی جعفر حسینؒ

روحی فداک نامِ تو یعسوب و حیدرؑ است
ذکرت عبادتی بہ حدیثِ پیمبرؐ است

(بشکریہ سوز خواں سیّد موسیٰؒ رضا و میر مھدی)

مجرئی پیدا ہوا تھا سّمِ حسنؑ کے واسطے

مرزا دبیرؔ

مجرئی پیدا ہوا تھا سّمِ حسنؑ کے واسطے
اور بنا خنجر شہِ تشنہ دہن کے واسطے
اے فلک زینبؑ کو تو نے کیوں پھرایا دَر بہ دَر
ماتمِ شبیرؑ کیا کم تھا بہن کے واسطے
بولے عابدؑ اکبرؑ و اصغرؑ تو ہوں شہؑ پر نثار
اور ہم جیتے رہیں رنج و محن کے واسطے
اے فلک انصاف سے تجویز تیری دُور ہے
گردنِ سجادؑ ہو طوق و رَسن کے واسطے
شمر سے کہتی تھی زینبؑ چھین مت میری رِدا
یہ رِدا رہنے دے بھائی کے کفن کے واسطے

(بشکریہ سوز خواں وقار حسین و مونس حسین زیدی)

—*****—

وفا کی جان بنا اہلِ دل کی نظروں میں
وہ تشنہ لب، لبِ دریا جو پیاس رکھتا ہے

(باقر زیدی / لذتِ گفتار / امریکہ)

—*****—

کرم، صبر و رِضا کی سلطنت کا نام ہے شبیرؑ
وفا کی آخری سرحد کو ہم عباسؑ کہتے ہیں

(پرویز محبّ فاضلی)

(بشکریہ سوز خواں غلام حیدر عابدی نوگانوی و مصطفی حسین)

—*****—

زرد چہرہ ہے نحیف و زار ہوں

میر انیسؔ

زرد چہرہ ہے نحیف و زار ہوں
ماتمِ سجادؑ میں بیمار ہوں
کہتی تھی زینبؑ دُوہائی یا علیؑ
سَر برہنہ میں سَرِ بازار ہوں
کہتے تھے عابدؑ اُٹھے کیوں کر قدم
اے ستم گارو، نحیف و زار ہوں
دَم بہ دَم کھینچو نہ میرے ہاتھ کو
پاؤں بڑھ سکتے نہیں ناچار ہوں
میں پیادہ تم ہو گھوڑوں پر سوار
کس طرح دوڑوں بہت بیمار ہوں

(بشکریہ سوز خواں فیاض حیدر و انیس زیدی)

—*****—

بغور سُن لے زمانہ، حسینؑ ایسے تھے

شہید لکھنویؔ

بغور سُن لے زمانہ، حسینؑ ایسے تھے
بقا، فنا کو بنایا، حسینؑ ایسے تھے
چُھری کے نیچے وہ خالق سے پیار کی باتیں
اجل کو ہوگیا سکتہ، حسینؑ ایسے تھے
مخالفت پہ زمانہ تھا اُس طرف لیکن
وہی کیا جو کہا تھا، حسینؑ ایسے تھے
سپاہِ شام شجاعت کا لوہا مان گئی
دَبے نہ لاکھوں سے تنہا، حسینؑ ایسے تھے
کمر کو باندھ کے پیری میں جلتی ریتی سے
اُٹھایا بیٹے کا لاشہ، حسینؑ ایسے تھے
جواں کی لاش اُٹھائی، بنائی قبرِ صغیر
کہیں بھی عزم نہ بدلا، حسینؑ ایسے تھے
ہزار شکر کے سجدے شہید کرتا ہے
بنایا قطرے کو دریا، حسینؑ ایسے تھے

(بشکریہ مصور و سوز خواں مختار حیدر زیدی)

—*****—

مجلسوں سے کچھ مَلک شیشوں میں بھر کر لے گئے

صفی لکھنویؔ

مجلسوں سے کچھ مَلک شیشوں میں بھر کر لے گئے
لے گئے آنسو خدا جانے کہ گوہر لے گئے
ہم اِسی در کے گدا ہیں ہم اِسی در کے فقیر
بھیک جس در سے فرشتے آ کے اکثر لے گئے
دیر سے پہنچے درِ شاہِؑ نجف پر ہم فقیر
ایک عہدہ تھا غلامی وہ بھی قنبرؓ لے گئے
جو نہ لے جانا تھا وہ بھی سب ستمگر لے گئے
شہؑ کا ملبوسِ کُہن زینبؑ کی چادر لے گئے
دوپہر میں ایک تن پر زخم کھائے سینکڑوں
ایک دل پر داغ، شاہِؑ دیں بہتر (۷۲) لے گئے
بغض کیا تھا اشقیاء کو فاطمہؑ کے لال سے
کچھ نہیں تو جھولیوں میں بھر کے پتھر لے گئے
سنگ دل تھے کیا اُنہیں دردِ یتیمی کا قلق
کان سے بالی سکینہؑ کے جو گوہر لے گئے
صفحۂ قرطاس پر چلتے لرزتا ہے قلم
عابدِؑ بیمار کو تا شام کیوں کر لے گئے

حسینؑ ابن علیؑ کا غم دلِ مضطر میں رہتا ہے

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر اعلی اللہ مقامہ

حسینؑ ابن علیؑ کا غم دلِ مضطر میں رہتا ہے
بہر عنوان جیسے گھر کا مالک گھر میں رہتا ہے
غمِ شبیرؑ اور حُبِ علیؑ ہے زندگی اپنی
یہ جذبہ دل میں رہتا ہے، یہ سودا سر میں رہتا ہے
سُنے گا پوچھنے والے طہارت دیدۂ تر کی
یہ آنسو سیدۂ کے گوشۂ چادر میں رہتا ہے
کسی صورت علیؑ کے دَر پہ رہنے کی جگہ ملتی
یہ خورشید ضیاء گُستر اِسی چکر میں رہتا ہے
نکلتا ہی نہیں بغضِ علیؑ دشمن کے سینے سے
یہ مرحب دوسرا ہے جو اِسی خیبر میں رہتا ہے
فراری سے نہ یہ پوچھو کہ آخر بھاگتا کیوں ہے!
یہ پوچھو بھاگنا طے ہے تو کیوں لشکر میں رہتا ہے
کبھی پہلو میں ڈھونڈا اور روتی ہیں ربابؑ اُٹھ کر
یہ عالم رات بھر یادِ علی اصغرؑ میں رہتا ہے
بیانِ معرفت میں صدق سے ہٹتا نہیں جوہر
دماغ اُس کا خیالِ رفعتِ منبر میں رہتا ہے

—*****—

آیۂ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ

مولانا محمد مصطفیٰ جوہرؔ

آیۂ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ
یعنی شرحِ عظمتِ نورِ پیمبرؐ فاطمہؑ
اِن سے پھیلا دینِ حق اِن سے بڑھی نسلِ رسولؐ
ایک کوثر ہیں علیؑ اور ایک کوثر فاطمہؑ
کشتیٔ دینِ خدا کی ناخدا ثابت ہوئیں
شبرؑ و شبیرؑ جیسے دیں کا لنگر فاطمہؑ
نام ہے تسبیحِ زہراؑ، کام تسبیحِ خدا
ذِکر تیرا ذکرِ حق اللّٰہُ اکبر فاطمہؑ
تیری خدمت میں ہوا فضہ کو قرآں بر زباں
اے لسان اللہ اے ایمان پرور فاطمہؑ
آیۂ تطہیر لکھنے کیلئے تقدیر نے
تیری سیرت کو بنایا اس کا مِسطر فاطمہؑ
تو کرے اپنے جنازے کیلئے شب کو پسند
اور تری دختر ہو بلوے میں کُھلے سَر فاطمہؑ
زہر شبرؑ کو دیا، ٹکڑے جگر کے ہوگئے
پھر گیا شبیرؑ کی گردن پہ خنجر فاطمہؑ

(بشکریہ شاعر و سلام خواں سعید حیدر زیدی سعیدؔ)

—*****—

پروفیسر مرزا قمر عباس وفاؔ کانپوری

فقط شہید کا حق ہے حیات بعدِ ممات
مگر وہ لوگ جو سبطِ نبیؐ کے ذاکر ہیں

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

مولانا سیّد ثمر حسن زیدی و مولانا سیّد انیس الحسنین رضوی

سلامی جاں گزا ہے رنج و غم خاصانِ داور کا

شمیم امروہویؒ

سلامی جاں گزا ہے رنج و غم خاصانِ داور کا
قلق سبطینؑ کا، زہراؑ کا، حیدرؑ کا، پیمبرؐ کا
سدا شہرہ رہے گا جُود و خُلق و زورِ حیدرؑ کا
قطار و شیر و انگشتر کا، در کا، روح کے پر کا
علیؑ کی تیغ کے دَم سے ہُوا ہر معرکہ فیصل
احد کا، بدر کا، صفین کا، خندق کا، خیبر کا
یہ پانچوں سورے اے دل، پنجتنؑ کی شان میں آئے
قمر کا، شمس کا، رحمان کا، مریمؑ کا، کوثر کا
فدائے شاہؑ ہوکر حُرؑ نے، کس کس کا شرف پایا
اویسؓ و زیدؓ کا عمارؓ کا سلمانؓ کا بوذرؓ کا
نشاں مٹ کر وفاداری میں کیسا نام نکلا ہے
زہیرؓ و مسلمؓ و وہبؓ و حبیبؓ و حُرِ صفدرؓ کا
غلامِ پنجتنؑ کو ڈر نہیں ان پانچ چیزوں کا
اجل کا، جاں کنی کا، قبر کا، برزخ کا، محشر کا
ملا ہے رونے والوں کو ثواب اک آہ کا کیا کیا
صلوٰۃ و صوم کا خمس و زکواۃ و حجِ اکبر کا
سِوائے تشنگی شبیرؑ کو اک ایک صدمہ تھا
بھتیجوں بھانجوں کا، بھائی کا، اکبرؑ کا، اصغرؑ کا
برابر زخم پر ہے زخم، شہؑ کے جسمِ اطہر پر
تبر کا، تیر کا، تلوار کا، نیزے کا، خنجر کا
غضب ہے اتنے صدمے ایک جانِ خواہرِ شبّیر
ردا کا، قید کا، بچوں کا، اکبرؑ کا، برادر کا
سکینہؑ لے گئی یہ پانچ داغ اِس باغِ عالم سے
طمانچوں کا، رَسَن کا، باپ کا، عمو کا، گوہر کا
تڑپ کے کہتی تھی بانوؑ، کروں کس کس کا میں ماتم
جواں کا، طفل کا، داماد کا، دختر کا، شوہر کا
تہِ خنجر امامِ پاک کو کس کس کا دھیان آیا
بہن کا، بیٹی کا، بیمار کا، امت کا، محضر کا

(بشکریہ سیّد اصغر عباس زیدی فرخ بھائی
اور سوز خواں عزت زیدی و حشمت زیدی برادران)

—*****—

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی سدا، ہائے حسینؑ

راجہ محمود آباد (محبوب)

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی سدا، ہائے حسینؑ
ظالموں نے تجھے پانی نہ دیا، ہائے حسینؑ
علی اکبرؑ نے ترے سامنے برچھی کھائی
قتل اصغرؑ ترے ہاتھوں پہ ہوا، ہائے حسینؑ
دُکھ پہ دُکھ سہہ کے جسے فاطمہؑ نے پالا تھا
اُس پہ بے دِینوں نے یہ ظلم کیا، ہائے حسینؑ
نہ رہا کوئی جنازے کا اُٹھانے والا
تنِ زخمی ترا تیروں پہ رَہا، ہائے حسینؑ
گھوڑے دوڑائے لعینوں نے ترے لاشے پر
جیسے تو سبطِ پیمبرؐ ہی نہ تھا، ہائے حسینؑ
جَل گئے خیمے چھِنی چادریں سامان لُٹا
بعد تیرے ہوئی ہم پر یہ جفا، ہائے حسینؑ
جس جگہ خیمۂ زینبؑ تھا وہاں سے اب تک
رات کو آتی ہے کانوں میں صدا، ہائے حسینؑ

(بشکریہ سوزخواں چوھدری سیّد ساجد حسین زیدی)

—*****—

گردن جُھکی زمین پہ جس دم امام کی

علامہ عبدالکریم درسؔ

گردن جُھکی زمیں پہ جس دَم امام کی
تُربت ہلی نبی ؑ علیہ السلام کی
مہمانِ کربلا کے تنِ پاش پاش پر
دوڑائے گھوڑے، ٹوٹ پڑی فوج شام کی
پیاسا پڑا ہے ساقیِ کوثر بُریدہ سَر
امید جس سے سب کو ہے کوثر کے جام کی
یاں اہلِ بیتؑ روتے رہے خوں کی ندیاں
واں نوبتیں بجاتی رہی فوج، شام کی
حق پر نہ کی حسینؑ نے بیعت یزید کی
عادت تھی اُس لعین کو شَربِ مُدام کی
کھیتی جلی بتولؑ کی، سادات کٹ گئے
حُرمت تھی جن کی ذات سے بیتُ الحرام کی
کنبہ لُٹا رسول علیہ السلام کا
اُجڑی بہارِ روضۂ دارُالسلام کی
اُس سَر زمیں پہ درسؔ کو تھوڑی سی جا ملے
تُربت ہے جس زمین پہ خیرُ الانامؑ کی

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سیّد حبیب رضی ابنِ سیّد قیصر جعفری مرحوم

وارثِ سیدُ الانام حسینؑ

بابا ذہینؔ شاہ تاجیؒ

وارثِ سیدُ الانام حسینؑ
تم پہ اللہ کا سلام حسینؑ
سب جوانانِ خلد کے سَردار
ہیں امام حسنؑ، امام حسینؑ
کوثر و سلسبیل کے مختار
تشنہ لب اور تشنہ کام حسینؑ
جس کو پیغامِ آخری کہیے
ہیں وہ اللہ کا پیام، حسینؑ
راکبِ دوشِ صاحبؐ معراج
اللہ اللہ ترا مقام حسینؑ
قدرتِ انتقام تھی پھر بھی
نہ لیا تو نے انتقام حسینؑ
روح کی تازگی ہے تیری یاد
دل کی تسکین تیرا نام حسینؑ
تیرا بندہ ذہینؔ تاجی ہے
تاجور ہیں ترے غلام، حسینؑ

—*****—

التماس سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سوز خوانانِ کرام

فیروز کربلائی و ناظم حسین (لاہور)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

خطیبِ پاکستان مولانا شفیعؔ اوکاڑویؒ

ڈاکٹر سیّد ندیم الحسن نقوی شہید

دل میں جس مسلم کے حبِ ساقیٔ کوثر نہیں

نسیم امروہویؒ

دِل میں جس مسلم کے حبِ ساقیٔ کوثر نہیں
پھول ہے خوشبو نہیں آئینہ ہے جوہر نہیں
مان لوں کیوں کر نبیؐ کو اور انسانوں کی مثل
جسم ہے سایہ نہیں شکلِ بشر ہے شر نہیں
چھوڑ کر عترتؑ کو لے بھی لیں اگر قرآں تو کیا
بحر ہے کشتی نہیں گرداب ہے لنگر نہیں
تابِ نظارہ ہو کیا اژدر سے ڈر جائے نہ کیوں
عِلم ہے کامل نہیں موسیٰؑ ہے وہ حیدرؑ نہیں
بے کس و تنہا کھڑے ہیں دشت میں سبطِ رسولؐ
چاند ہے تارے نہیں سردار ہے لشکر نہیں
دخترانِ فاطمہؑ کیوں کر چھپائیں اپنے سَر
شرم ہے مقنع نہیں بازار ہے چادر نہیں
بزم میں مداحِ حیدرؑ گر نہیں ہے اے نسیم
طُور ہے جلوہ نہیں دن ہے شہِ خاور نہیں

(بشکریہ قاریٔ حدیثِ کساء و سلام و نوحہ خواں زوار عمران)

-----*****-----

التماس سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

محترم اختر وصی علی و محترمہ کجن بیگم

-----*****-----

التماس سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

استاد معشوق علیخاں حیدری، استاد اشتیاق علیخاں حیدری و استاد واحد حسین خاں

التماسِ سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

علامہ ابنِ حسن جارچوی و حافظ ذوالفقار علی شاہ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا حجابِ فاطمہؑ

نسیم امروہویؒ

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا حجابِ فاطمہؑ
آیۂ تطہیر ہے ادنیٰ نقابِ فاطمہؑ
ضامنِ نسلِ پیمبرؐ ہیں یہی بحرینِ پاک
مالکِ کوثر علیؑ، کوثر خطابِ فاطمہؑ
قدسیوں سے عرش پر سُن سُن کے زہراؑ کی عطا
ھَل اَتیٰ بھی ڈھونڈتا آیا ہے بابِ فاطمہؑ
صبر، خاموشی، تحمل، ضبط اور شکرِ خدا
اِن خصائل میں ہیں بس زینبؑ جوابِ فاطمہؑ
تازیانہ بھی لرز جاتا ہے جب کرتا ہے یاد
حضرتِ زینبؑ کی پیری اور شبابِ فاطمہؑ
خوف کیا بھاری ہے گر عصیاں کا پَلّہ اے نسیم
میرے پَلّے پر ہیں محشر میں جنابِ فاطمہؑ

(بشکریہ شاعر و سوز خواں سبطِ حسن زیدی سوز میرٹھی)

-----*****-----

کیا مصیبت ہو بیاں بے سَرو سامانوں کی

استاد صادق علی خان صادقؒ

کیا مصیبت ہو بیاں بے سَرو سامانوں کی
ہم نشیں جن سے رہی خاک بیابانوں کی
دیکھی جاتیں نہیں عباسؑ نے زینبؑ سے کہا
ہائے کمھلائی ہوئی صورتیں نادانوں کی
پوچھتی رہتی تھیں دن رات سکینہؑ سب سے
چوکیاں بیٹھی ہیں کیوں در پہ نگہبانوں کی
صادق افسوس تو یہ ہے کہ نبیؐ کا بیٹا
ذبح ہو جائے حکومت میں مسلمانوں کی

(بشکریہ نوحہ خواں ذوالفقار جعفری و افسر جعفری برادران)

حسینؑ یوں ہوئے اے مجرئی وطن سے جُدا

میرانیسؒ

حسینؑ یوں ہوئے اے مجرئی وطن سے جُدا
کہ جیسے بلبلِ ناشاد ہو چمن سے جُدا
سپاہِ شام سے نکلا جو حُرؑ تو بولے مَلک
وہ آفتابِ درخشاں ہُوا گہن سے جُدا
وطن میں پھر کے سفر سے نہ جیتے جی آئے
عجب گھڑی تھی کہ اکبرؑ ہوئے بہن سے جُدا
نکالا گردنِ اصغرؑ سے تیر جب شہؑ نے
گلے سے بہنے لگا خوں جُدا دہن سے جُدا
سکینہؑ مر گئی قیدِ ستم میں گھٹ گھٹ کر
مگر نہ چاند سی گردن ہوئی رَسَن سے جُدا

*****

حفظِ ناموسِ الٰہی، کارِ شمشیرِ حسینؑ

پروفیسر منظرؔ ایوبی

حفظِ ناموسِ الٰہی، کارِ شمشیرِ حسینؑ
سطوتِ دینِ محمدؐ، حُسنِ تدبیرِ حسینؑ
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی فضیلت کی دلیل
خود رسولِؐ ہاشمی کرتے ہیں توقیرِ حسینؑ
شَر کی سَرکش طاقتوں کا سَر نہ اُٹھنے پائے گا
حشر تک ہے پائے باطل اور زنجیرِ حسینؑ
سرورِؐ کونین کے اتنے چہیتے کیوں ہوئے
بس یہی دشمن کی نظروں میں ہے تقصیرِ حسینؑ

*****

کس زباں سے ہو بیاں یہ عزو شانِ اہلبیتؑ

مولانا حسن رضا خان بریلویؒ

کس زباں سے ہو بیاں یہ عزو شانِ اہلبیتؑ
مدح گوئے مصطفیٰؐ ہے مدح خوانِ اہلبیتؑ
مصطفیٰؐ عزت بڑھانے کیلئے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیتؑ
اِن کے گھر میں بے اجازت جبرئیلؑ آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیتؑ
اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہَوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیتؑ
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
لُٹ رہا ہے دِن دہاڑے کاروانِ اہلبیتؑ
فاطمہؑ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیتؑ
باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِؐ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیتؑ
گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ ما، تم پر فدا اے خاندانِ اہلبیتؑ
سَر، شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیتؑ
اہلِ بیتؑ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعنَتُ اللّٰہِ عَلَیکُم دشمنانِ اہلبیتؑ

(بشکریہ مولانا قاری حسن محمود)

*****

یہ زیب دیتا تھا کہنا حسینؑ ہی کیلئے

تجمل لکھنویؒ

یہ زیب دیتا تھا کہنا حسینؑ ہی کیلئے
کرم کی بھیک نہ مانگوں گا زندگی کیلئے
حسینؑ خانۂ زہراؑ میں آپ کیا آئے
چراغ مِل گیا کعبہ کو روشنی کیلئے
خدا نے ڈوبتے سورج کو کردیا واپس
نظامِ دہر بدلنا پڑا علیؑ کیلئے
حسینؑ کرتے ہیں سیراب حُرؑ کے لشکر کو
کلیجہ چاہیے دشمن کی دوستی کیلئے
غمِ حسینؑ میں اشکوں کے بہہ گئے دریا
زمانہ اتنا نہ رویا کبھی کسی کے لئے
جوان بیٹے کی میت اُٹھا رہے ہیں حسینؑ
خدا یہ وقت نہ لائے کبھی کسی کے لئے
میں ساتھ لے کے تجمل لحد میں جاؤں گا
غمِ حسینؑ نہیں صرف جیتے جی کیلئے

(بشکریہ سوز خواں جواد حسین زیدی و تراب جعفری)

*****

ڈاکٹر پروفیسر فرحت مظفرؒ جعفری

عالَم اِنہیؑ کا ہے یہیؑ عالم پناہ ہیں
تخلیقِ کائنات کے واحد گواہ ہیں

*****

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سیّد مبارک حسین زیدی، سیدہ کنیز عباس اور زاہدہ خاتون

سوز و نوحہ خواں سیّد امتیاز عباس کے والد سیّد محمد عباس عابدی مرحوم

سید خادم حسین ابن سیّد اعظم حسین جعفری ابن ہاشم حسین جعفری

اک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے

سیمابؔ اکبرآبادیؒ

اِک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے
جب کوئی پیمبر اُٹھتا ہے یا کوئی شہادت پاتا ہے
جب نوحہ کعبے والوں کا رو رو کر کوئی سناتا ہے
سینے میں روح لرزتی ہے جینے سے جی گھبراتا ہے
اے نہرِ فرات اے نہرِ فرات افسوس کر اپنی قسمت پر
کوثر کا ساقی آج ترے ساحل سے پیاسا جاتا ہے
اے قہرِ خدا اِس دُنیا پر گرتی نہیں کیوں بجلی تیری
گھر سے دُور اک پورا کنبہ جنگل میں لُوٹا جاتا ہے
انسان ترے پتھر دل میں کیوں درد نہیں انسانوں کا
دُکھ دیتا ہے مظلوموں کو معصوموں کو ترساتا ہے
سجادؑ اسیرِ جَور ہوئے افسوس کسی نے یہ نہ کہا
یہ پاؤں ستونِ کعبہ ہیں زنجیر کسے پہناتا ہے
سیمابؔ نظر آتی ہے مجھے ہر چیز اُداس اور آزردہ
فطرت غمگیں ہوجاتی ہے جب ماہِ محرم آتا ہے

(بشکریہ سوز خواں ڈاکٹر الحاج سعید الحسن و شباب حیدر)

*****

جب کوئی تیرِ ستم سینے پہ کھاتے ہیں حسینؑ

پیرِ طریقت صوفی عنبر علی شاہ وارثیؒ

جب کوئی تیرِ ستم سینے پہ کھاتے ہیں حسینؑ
دیکھ کر پیرِ فلک کو مسکراتے ہیں حسینؑ
منتقل کرنے کو موروثی خزانہ عِلم کا
حضرتِ عابدؑ کو سینے سے لگاتے ہیں حسینؑ
صبر کی تلقین فرماتے ہیں اہلبیتؑ کو
نعشۂ حضرت علی اصغرؑ جو لاتے ہیں حسینؑ
ہے وہی رحمت مزاجی اپنے ناناؐ کی طرح
ظلم کرتے ہیں لعین اور بھول جاتے ہیں حسینؑ
قبر سے اُٹھا تو آئی یہ ندا روزِ نشور
چل تجھے عنبر سرِ محشر بلاتے ہیں حسینؑ

تعزیت کی جائے اس موقع پہ یا دیں تہنیت
حضرتِ قاسمؑ کو اب دولہا بناتے ہیں حسینؑ
ہو کرم یا شاہِ مرداںؑ المدد یا فاطمہؑ
حضرتِ عباسؑ کے لاشے پہ جاتے ہیں حسینؑ
بولیں زینبؑ جاؤ بچو شاہؑ کی نصرت کرو
لاشۂ اکبرؑ کو کاندھے پراُٹھاتے ہیں حسینؑ
یا الٰہی خیر کیجو مر نہ جائیں بیبیاں
آخری رخصت کو اب خیمے میں آتے ہیں حسینؑ

*****

تیرےؐ بچوں کا کھلونا زلفِ ختم المرسلینؐ

مولانا غلام علی وزیری مدظلہٗ

تیرے بچوں کا کھلونا زلفِ ختم المرسلینؐ
اور سواری شانۂ ختمِ رسولاںؐ، فاطمہؑ

ہے یہی وقت ان کا دامن تھام لے

علامہ رشید ترابیؒ

ہے یہی وقت اِن کا دامن تھام لے
گرنے والے، اب علیؑ کا نام لے
مَرجبوں کے سَر پہ ہے تیغِ علیؑ
اپنا بدلہ، صبح لے یا شام لے
ہے ابوذرؓ سے وِلا تو اپنے سَر
حق پرستی کا بھی اک الزام لے
بے مروّت آدمی معذور ہے
جس طرح جو معنیٔ اسلام لے
دفن اصغرؑ ہوگئے شہؑ نے کہا
میرے بچے اب یہاں آرام لے
عصرِ عاشور آئی آوازِ رسولؐ
فاطمہؑ بازو سے زینبؑ تھام لے
قید خانے میں کوئی بچی ہے دفن
اک امانت اور ملکِ شام لے
اے ترابیؔ مفت ہے آبِ حیات
موت کے ہاتھوں سے کوئی جام لے

*****

وہی تو فتح و ظفر کے نشاں اُٹھاتے ہیں

تابش دہلوی

وہی تو فتح و ظفر کے نشاں اُٹھاتے ہیں
جہادِ حق میں جو آزارِ جاں اُٹھاتے ہیں
نشانِ راہ جو روشن ہیں چھپ نہیں سکتے
غبار اگرچہ بہت کارواں اٹھاتے ہیں
یہی شناخت ہے اُنکی کہ مردِ حق شیوہ
عذابِ جاں پئے اِظہارِ جاں اٹھاتے ہیں
مکاں میں گونجتا ہے نعرۂ حسینؑ حسینؑ
اب اِس صدا کو سَرِ لامکاں اٹھاتے ہیں
ہیں کربلا کی زمیں ہی سے آسماں روشن
اِسی کی خاک سے یہ کہکشاں اٹھاتے ہیں
امام و مقتدی ایسے کہ سجدہ ریزی میں
زمیں پہ رکھ کے جبیں آسماں اٹھاتے ہیں
کڑے ہیں کوس اسیروں پہ شاہ کے، تابش
کبھی قدم تو کبھی بیڑیاں اٹھاتے ہیں

(بشکریہ ثمر عباس جعفری /بانی، چیئرمین فوکس)

—*****—

الحاج سیّد سعید عالم زیدی (لاہور)

بے شک عظیم رتبۂ شاہِؑ انام ہے
تعریف کیا کروں کہ وہ عالی مقام ہے
کیسے نصیب ہوگی غلامی وہاں سعیدؔ
عباسؑ سا عظیم جہاں پر غلام ہے

(ماخوذ از: "روشن نبیؐ کے گھر کا سویرا ہے آج تک")

حق کی منزل کربلا ہے حق کا جادہ کربلا

تابش دہلوی

حق کی منزل کربلا ہے حق کا جادہ کربلا
یوں تو ہے اک خطۂ صحرا نہادہ کربلا
اک تسلسل ہے حق و باطل کا شبیرؑ و یزید
ہے حُنین و بدر و خیبر کا اعادہ کربلا
سوچئے تو ایک مشہد دیکھئے تو ایک دشت
کتنی رنگیں کربلا ہے کتنی سادہ کربلا
سارے جذبے منسلک بس ایک ہی وحدت میں ہیں
اپنی منزل، راستہ، مقصد، ارادہ کربلا
آج بھی انسانیت کی حق نمائی کیلئے
گام گام ابنِ علیؑ ہیں، جادہ جادہ کربلا
معرکے اِسکے حق و باطل کے سارے معرکے
کتنی لامحدود ہے کتنی کشادہ کربلا
زندگی میں کاش تابش وہ بھی دن آئے کہ ہم
سَر کے بَل جائیں مدینہ پا پیادہ کربلا

(بشکریہ شاعر و مرثیہ خواں سیّد جاوید حسن)

—*****—

صبا اکبر آبادیؒ

یہاں سے ہوتی ہے تبلیغ دین و ایماں کی
ادارہ دین کا ہے مجلسِ عزا کیا ہے!

(بشکریہ تاجدار عادل)

(التماسِ فاتحہ برائے سیّدہ کنیز فاطمہ بنت سیّد ظفر احمد)

باعثِ رشک نہ کیوں حُرؑ کا مقدر نکلے

ڈاکٹر پروفیسر نعیم تقویؔ

باعثِ رشک نہ کیوں حُرؑ کا مقدر نکلے
جو گدا ہوکے بھی قسمت کا سکندر نکلے
رات کیا ختم ہوئی حُرؑ کی تو قسمت چمکی
صبحِ آزادیٔ انساں کا یہ مظہر نکلے
جس نے دیکھا، کیا معصوم پہ قرآں کا گماں
جبکہ شبیرؑ لئے ہاتھوں پہ اصغرؑ نکلے
مسکرا کر سرِ میداں علی اصغرؑ نے کہا
ہم بھی، بھیا علی اکبرؑ کے برابر نکلے
پہلے قرباں تو کئے عونؑ و محمدؑ، لیکن
دیکھیے حضرتِ زینبؑ، علی اکبرؑ نکلے
سبطِ سرکارؐ دو عالم کے ہو خادم تقویؔ
تم بفضلِ شہِؐ لولاک سخنور نکلے

(بشکریہ شاعر و سوز خواں سیّد عابد حسین نقوی ہاتف الوری)

—*****—

جو شب کو دن بنادیں لعل و گوہر ایسے ہوتے ہیں

محسن اعظم گڑھیؔ

جو شب کو دن بنادیں لعل و گوہر ایسے ہوتے ہیں
حسینی آسماں کے ماہ و اختر ایسے ہوتے ہیں
جو چاہیں کربلا کو دَم میں گلزارِ اِرم کردیں
گلستانِ محمدؐ کے گُلِ تر ایسے ہوتے ہیں
جو دیکھا جنگ میں عونؑ و محمدؑ کو اجل بولی
سرِ مقتل کہیں بچوں کے تیور ایسے ہوتے ہیں
علمدارِ حسینی کو جو دیکھا نہر پر پیاسا
وفائیں ناز سے بولیں برادر ایسے ہوتے ہیں
علی اکبرؑ کو رن میں دیکھ کر اعدا پکار اُٹھے
خدا کی شان ہمشکلِ پیمبرؐ ایسے ہوتے ہیں
طلب کرتا ہے کیا سائل عطا ہوتا ہے کیا محسنؔ
کہو حاتم سے دیکھے بندہ پروَر ایسے ہوتے ہیں

(بشکریہ مرثیہ خواں سیّد ضمیر حیدر نقوی۔ میرپور خاص)

—*****—

سلام بحضور سرکارِ سیّد الشہدا امام حسینؑ

سیّد جاوید رضا (اسلام آباد)

عصرِ عاشور ہے اور چہرۂ تابانِ حسینؑ
زیرِ خنجر ہے ادا، سجدۂ پیمانِ حسینؑ
ہر مُقدّر میں کہاں اُلفت و عرفانِ حسینؑ
کربلا ہوچکی، تازہ ہے گلستانِ حسینؑ
چاہے انسان ہو، فُطرس سا فرشتہ بھی ہو
در سے لوٹے گا کہاں، ہوگیا دربانِ حسینؑ
عمر بھر سائے میں بیٹھی جو نہیں، بعد امام
بانوئے شہؑ سے سمجھ شامِ غریبانِ حسینؑ
وقتِ رحلت نہ کبھی ہاتھ کو خالی رکھنا
جاؤ دُنیا سے تو ہو ہاتھ میں دامانِ حسینؑ
منتخب تھے وہ بہتر ہی زمانہ میں رضاؔ
کوئی تمثیل کہاں آپ کی مہمانِ حسینؑ

خیالِ کربلا ہے اور میں ہوں
محسنؔ اعظم گڑھی

خیالِ کربلا ہے اور میں ہوں
اِرم کا راستہ ہے اور میں ہوں
درِ شبیرؑ ہے اور میری قسمت
مقامِ التجا ہے اور میں ہوں
حسینؑ ابنِ علیؑ محوِ کرم ہیں
غلامی کا صلہ ہے اور میں ہوں
بھلا اب بھی نہ ہو اِس دَر سے نسبت
غمِ آلِ عباؑ ہے اور میں ہوں
عداوت کی سزا پاتے ہیں دشمن
محبت کی جزا ہے اور میں ہوں
مِرا کاسہ ہے اور بابِ علیؑ ہے
فقیرانہ صدا ہے اور میں ہوں
اُدھر بیمار پابندِ سَلاسِل
اِدھر آہ و بکا ہے اور میں ہوں

(بشکریہ شاعرِ لعلبیتؑ حضرت رفیق رضوی و مولانا شفیق رضوی)

——*****——

جو مَراتب ہیں محمدؐ کے خدا کے سامنے

جو مَراتب ہیں محمدؐ کے خدا کے سامنے
سب وہ رُتبے ہیں علیؑ کے مصطفیٰؐ کے سامنے
کیسی ایذا نزع کی، ہم مرتے مرتے خوش رہے
اپنا دَم نکلا کیا مشکل کشا کے سامنے
آتے ہی حیدرؑ کے یوں چپ ہوگئے کیوں اے مَلک
اب نہیں کچھ بولتے شیرِ خدا کے سامنے
اپنا بندہ دیکھ، ہم دونوں میں کہتا ہے کسے
اے نصیری آ چلیں، تیرے خدا کے سامنے
بھیج دے دوزخ میں یا جنت میں، جو کچھ حشر ہو
بندۂ حیدرؑ ہوں، کہدوں گا خدا کے سامنے
شمر سے کہتی تھیں زینبؑ چھین مت چادر مِری
کیا کہے گا حشر میں، تو مصطفیٰؐ کے سامنے
مَل کے چہرے پر لہو اصغرؑ کا کہتے تھے حسینؑ
میں اِسی صورت سے جاؤں گا خدا کے سامنے

(بشکریہ سوزخواں سیّد قمر عباس / اختر وصی علیؑ)

——*****——

اے مرکزِ ایماں زندہ باد اے صبر کے پرچم
کرشن بہاری نورؔ لکھنوی

اے مرکزِ ایماں زندہ باد اے صبر کے پرچم زندہ باد
ہر اشک ٹپک کر کہتا ہے شبیرؑ کا ماتم زندہ باد
انساں کا بھلا کیا ذکر کوئی، کرتے ہیں فرشتے بھی سجدے
اے فخرِ ملائک زندہ باد اے نازشِ آدم زندہ باد
ہر قوم میں ماتم ہوتا ہے، شبیرؑ کا غم یاد آتا ہے
دل کھنچتے ہیں سب کے تیری طرف اے ماہِ محرم زندہ باد
ہندو ہو کہ مسلم یا مومن، جلووں سے نظر ہٹتی ہی نہیں
اے شمعِ حقیقت زندہ باد اے نورِ دو عالم زندہ باد
شبیرؑ، ہو بھارت یا کشمیر، ایراں کی زمیں یا پاکستان
ہر مُلک پہ قبضہ تیرا ہے اے فاتحِ اعظم زندہ باد
کلمہ تو ہے ناناؐ کا لیکن بجتا ہے نواسے کا ڈنکا
اے مقصدِ خالق زندہ باد اے رازِ دو عالم زندہ باد
بھائی کی طرح سے تم بھی تو ایماں کا سہارا ہو زینبؑ
عصمت کی رِدا کے سائے میں اے دوسری مریمؑ زندہ باد
شبیر تری الفت کے لیئے اسلام کی کوئی شرط نہیں
جھکتی ہے جبینِ نورؔ اکثر اے قبلۂ عالم زندہ باد

کربلا کی منزلت ثابت ہے ہر عنوان سے

نجم آفندیؒ

کربلا کی منزلت ثابت ہے ہر عنوان سے
وید سے توریت سے انجیل سے قرآن سے
حُبِ اہلبیتؑ ہے حق کو بہر صورت پسند
بے خودی کی شان سے ہو یا خودی کی شان سے
مدحِ حیدرؑ، ماتمِ شبیرؑ، احساسِ وِلا
جینے والے تجھ کو مرنا ہے بڑے سامان سے
ماں نے پھر یہ بھی نہ سوچا دیکھ کر اکبرؑ کی جنگ
ہم نے اٹھارہ برس پالا ہے کس ارمان سے
دستِ ماتم دار خود ہی کھول لے گا بابِ خلد
ہم عزاداروں کا معروضہ نہیں رضوان سے
کربلا والوں نے دنیا کو دیئے کیا کیا سبق
قید خانہ کی فضا تک، جنگ کے میدان سے
حُرؑ جنہیں مقتل میں لایا تھا اُنہی پر جان دی
زیست کس عنوان سے تھی موت کس عنوان سے

(بشکریہ سوز و سلام و نوحہ خواں سیّد ابرار حسین و زوّار و مختار)

—*****—

بیٹھا ہے مشکلات کے رستے میں ہار کے

استاد قمر جلالویؒ

بیٹھا ہے مشکلات کے رستے میں ہار کے
او بدنصیب، دیکھ علیؑ کو پکار کے
مرحب کا قتل بھی کوئی خیبر میں قتل تھا
پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے
خیبر کے در نے کُھل کے اشارہ یہ کردیا
مظہر یہی ہیں قوتِ پروردگار کے
روباہ جنگِ عون و محمدؑ پہ کہتے تھے
یہ شیر جانے چُھوٹ گئے کس کچھار کے
لیلیٰ کے دل کو دیکھ رہے ہیں شہِؑ زمن
اکبرؑ کو رن میں بھیجا ہے گیسو سنوار کے
اصغرؑ جگر کو تھام کے روتی ہے فوجِ شام
تم تیر کھا کے آئے ہو یا تیر مار کے
اکبرؑ تمہارا باغِ جوانی اُجڑ گیا
لیلیٰ نے چار دن بھی نہ دیکھے بہار کے
تاریکیاں وہ شامِ غریباں کی اے قمرؔ
تارے بھی سو گئے فلکِ کج مدار کے

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

قائدینِ ملتِ جعفریہ خطیبِ اعظم علامہ سیّد محمد دہلوی
مفتی جعفر حسین، علامہ سیّد عارف حسین الحسینی شہید
جسٹس جمیل حسین رضوی، مولانا شبیہ الحسنین محمدی

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

شاعر و سوز خواں سبطین نقوی امروہوی و سیّد وصی الحسن امروہوی

منتظم کعبے کا آ پہنچا صفائی کے لئے

قمر جلالویؒ

اضافی اشعار بمناسبتِ شہادتِ مولا علیؑ/س ج

منتظم کعبے کا آ پہنچا صفائی کے لئے
اے بتو، اب اور گھر ڈھونڈو خدائی کے لئے
چیرتے ہیں کلۂ اژدر کو جھولے میں علیؑ
آج پہلی مشق ہے خیبر کشائی کے لئے
دو کیا مرحب کو حیدرؑ نے تو بولی ذوالفقار
ہاتھ ایسا چاہیئے تیغ آزمائی کے لئے
کہتے تھے عباسؑ، میں سقہ ہوں فوجِ شاہؑ کا
خون کے دریا بہا دوں گا ترائی کے لئے
اے عروسِ تیغِ قاسمؑ رَن میں گھونگٹ تو اُٹھا
سَر لئے لاکھوں کھڑے ہیں رُونمائی کے لئے
چونک اُٹھتی تھی سکینہؑ نام سُن کر شاہؑ کا
جب کبھی روتی تھی زینبؑ اپنے بھائی کے لئے
ابنِ ملجم نے لگائی جب علیؑ کے سَر پہ تیغ
عرش سے اُترے ملائک بھی دُہائی کے لئے
کردیا کیوں ابنِ ملجم، ایسے مولاؑ کو شہید
تھا جو اِک مُشکل کشا ساری خدائی کے لئے

—*****—

نظر پڑی جو محمدؐ کی آلؑ کی صورت

مولانا ریاضؔ الدین سہروردی

نظر پڑی جو محمدؐ کی آلؑ کی صورت
تو گویا دیکھ لی بدرِ کمال کی صورت
حسنؑ حسینؑ کی صورت میں دیکھ لے کوئی
رسولؐ پاک کے حُسن و جمال کی صورت
فرشتے آتے تھے ہر روز آسمانوں سے
زمیں پہ دیکھنے زہراؑ کے لال کی صورت
جلال اُس کا ہے مانندِ مہرِ عالم تاب
جمال اُس کا ہے بدرِ کمال کی صورت
وجودِ سَرورؐ عالم کا عکس ہیں حسنینؑ
نظر نواز ہے یہ اِتصال کی صورت
ملے حسینؑ جسے، مصطفیٰؐ ملے اُس کو
وصالِ حق ہے نبیؐ کے وصال کی صورت
حسینؑ کو تو ہر اک گام پر عروج ملا
مگر یزید نے دیکھی زوال کی صورت
ریاضؔ عشقِ حسینی ہے میرا سرمایہ
بڑی حسین ہے میرے مآل کی صورت

—*****—

سلسلہ نامِ خدا، جذبۂ ایمانی کا

پروفیسر مولانا ظفرؔ جونپوریؒ

سلسلہ نامِ خدا، جذبۂ ایمانی کا
سنگِ بنیاد ہے شبیرؑ کی قربانی کا
دین کے واسطے اللہ رے، ایثارِ حسینؑ
کبھی شکوہ نہ کیا غم کی فراوانی کا
یا علیؑ جس کی زباں پر ہو بھلا اُس کے لئے
خوف کیا ظلم کا، دہشت کا، پریشانی کا
کربلا، ہو کے رَہا وہ تری عظمت پہ نثار
جائزہ جس نے لیا فطرتِ انسانی کا
کلِمَہ گو تھے سبھی دشتِ بلا میں لیکن
ایک قطرہ بھی نہ پیاسوں کو ملا پانی کا

آہ، سنتا نہیں شبیرؑ کی آواز کوئی
کیا زمانے میں یہی طور ہے مہمانی کا
در بہ در، خاک بسر، اہلِ حرم ہیں صد حیف
کچھ ٹھکانا نہیں اِس بے سروسامانی کا
ہے ظفرؔ، شانِ رسولؐ دوسَرا، شانِ حسینؑ
حق ادا ہو گا یہاں سلسلہ جُنبانی کا

—*****—

ہر ایک چیز زمانے کی آنی جانی ہے

سلمان رضوی

ہر ایک چیز زمانے کی آنی جانی ہے
مگر حسینؑ کا پیغام جاودانی ہے
نحیف شخص چٹانوں کے مان توڑگیا
یہ کربلا کی کہانی عجب کہانی ہے
علم کے سایے میں بیٹھے تو یوں ہوا محسوس
جنابِ نوحؑ کی کشتی بھی بادبانی ہے
حسینؑ کا وہ مبلّغ جو گود میں آیا
عجیب شعلہ بیاں اُس کی بے زبانی ہے
پیاسے اپنا لہو بھی پلا گئے اُس کو
فرات، فرطِ ندامت سے پانی پانی ہے
سِناں نے سینۂ اکبرؑ میں ٹوٹ کر سوچا
یہ نوجوان بھرے گھر کی نوجوانی ہے
گلے میں طوق ہے پیروں میں بیڑیاں لیکن
خدائی قافلے والوں کی سارباںی ہے
ملائکہ نے بھی سلمانؔ کو سلام کیا
جنابِ فاطمہؑ زہرا کی مہربانی ہے

—*****—

مجرئی مشتاق ہیں قُدسی کلام ایسا تو ہو

عثمانؔ علی خاںؒ (نظام دکن)

مجرئی مشتاق ہیں قُدسی کلام ایسا تو ہو
بزم میں شورِ دُرود اُٹھے سلام ایسا تو ہو
ہے علیؑ اللہ کا ہم نام، نام ایسا تو ہو
خانہ زادِ حق ہُوا ذی الاحترام ایسا تو ہو
یا علیؑ جب منہ سے نکلا مشکلیں آساں ہوئیں
اسمِ اعظم کا اثر رکھتا ہو نام ایسا تو ہو
جنّ و اِنس و وحش و طیر و قدسی و غِلمان و حور
سب کے سب بیعت کریں جس کی امامؑ ایسا تو ہو
شاہِ مرداں، فاتحِ خیبر، امیرُ المومنینؑ
جانشینِ حضرتؐ خیرُالانام ایسا تو ہو
اصغرؑ و اکبرؑ کا جلوہ دیکھ کر کہتا تھا چرخ
ماہِ نو ایسا تو ہو ماہِ تمام ایسا تو ہو
کہہ دو عثماںؔ سے لکھ ایسا شاہِ دیں کی مدح میں
غُل ہو ہر سُو آفریں، حُسنِ کلام ایسا تو ہو

(بشکریہ سوز خوان و نوحہ خوان سلونلے آغا و باقر نذر نقوی)

—*****—

نصیریوں کو کوئی کس طرح سے سمجھائے؟!
بہک گئے ہیں عقیدہ بُرا نہیں رکھتے

(مولانا پروفیسر مرزا محمد اشفاق / شوقؔ لکھنوی)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

آغا سید ضمیر الحسن نجفی و مولانا اظہر حسن زیدی

ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے

ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے
پاؤں میں آبلے ہیں آبلوں میں خار بھی ہے
پوچھا اک شخص نے شبیرؑ تمہارا تھا کون
بولے آقا بھی ہے بابا بھی ہے سردار بھی ہے
جب انہیں شمر نظر آیا تو رو رو کے کہا
یہ میرے بابا کا قاتل بھی ہے خونخوار بھی ہے
اپنے بابا کے چلن پر میں چلا جاتا ہوں
ورنہ مجھ میں اثر حیدرؑ کرار بھی ہے
کہتے تھے طوقِ گراں آیا مِرے حصّے میں
ورنہ اِس فوج میں خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے
پہنچے جب کوفے کے نزدیک تو زینبؑ نے کہا
سَرِ عریاں بھی ہے جلوہ بھی ہے بازار بھی ہے

(بشکریہ سوز خواں و نوحہ خواں محترمہ برجیس نقوی)

*****

ملتفت ہے میری جانب رحمتِ داور کی آنکھ

مولانا سخن فتحپوریؒ

ملتفت ہے میری جانب رحمتِ داور کی آنکھ
ہے کرم گُستر یقیناً ساقیِ کوثر کی آنکھ
چشمِ حیدرؑ سے نبیؐ نے مَس کیا ایسا لعاب
زندگی بھر خیر سے اچھی رہی حیدرؑ کی آنکھ
مضطرب ہوتی ہے تربت میں علی اصغرؑ کی روح
ڈھونڈتی ہے قید میں اصغرؑ کو جب مادر کی آنکھ
سَر برہنہ ماں بہن، سجادؑ کیسے سَر اُٹھائیں
شرم سے اُٹھتی نہیں ہے عابدِؑ مضطر کی آنکھ
حرملہ کی بزدلی، شہؑ کو بتانے کے لئے
ڈھل گیا تمنکا، کُھلی پھر بھی رہی اصغرؑ کی آنکھ
شاہِؑ دیں پر شمرِ بدخو کس طرح کھاتا ترس
دِل تھا آہن کا، جگر فولاد کا، پتھر کی آنکھ
اے سخنؔ ، تصویرِ مظلومی کہاں تک دیکھتے
شہؑ نے وقتِ دفن آخر بند کی اصغرؑ کی آنکھ

(بشکریہ شاعرِ اہلبیتؑ سیّد نیشان حیدر نیشانؔ)

*****

حُرؑ کی ایسی نہ کسی اور کو تقدیر ملی

مجاہد لکھنویؒ

حُرؑ کی ایسی نہ کسی اور کو تقدیر ملی
جس کو دوزخ کے عوض خلد کی جاگیر ملی
پنجتنؑ کر گئے ثابت جو عمل سے اپنے
اُس سے بہتر کوئی قرآں کی نہ تفسیر ملی
تیر کیوں مار دیا بچے کو ظالم تُو نے
حرملہ کونسی بے شیر کی تقصیر ملی
سر پہ چادر نہیں، پھر بھی وہ نہیں ننگے سر
جن کو پردے کیلئے چادرِ تطہیر ملی
کوئی اک بار مدینے میں نہ پہچان سکا
قید سے چھوٹ کے جب زینبؑ دِلگیر ملی
سب ملے چھوٹ کے زنداں سے سکینہؑ کے سوا
ہاں مگر فاطمہؑ صغریٰ سے نہ ہمشیر ملی

(بشکریہ ذاکرہ ونوحہ خواں و سوز خواں محترمہ نیر فاطمہ)

*****

اجل کو ایسی ملی زندگی حسینؑ کے بعد

مجاہدؔ لکھنوی

اجل کو ایسی ملی زندگی حسینؑ کے بعد
کہ جو فنا تھی بقا بن گئی حسینؑ کے بعد
وہی ہے سلسلۂ رہبری حسینؑ کے بعد
نبیؐ کے بعد علیؑ تھے، علیؑ، حسینؑ کے بعد
بنی ہے خاکِ شفا تیری خاک، کرب و بلا
یہ برتری تجھے حاصل ہوئی حسینؑ کے بعد
تھی ایک سَر کی طلب اور کئے بہتّر پیش
جہاں میں ہوگا نہ ایسا سخی حسینؑ کے بعد
سکینہؑ ہجرِ پدر میں گزر گئی جاں سے
نہ جی حسینؑ کی وہ لاڈلی حسینؑ کے بعد
مجاہدؔ اس میں نہ تھا کچھ بھی عاشقی کے سوا
بنی ہے نصرتِ حق شاعری حسینؑ کے بعد

(بشکریہ سوز خواں رضا علی جعفری)

*****

مجرئی کہتے تھے شہؑ کچھ نہیں پروا مجھ کو

مجرئی کہتے تھے شہؑ کچھ نہیں پروا مجھ کو
نہیں دیتے تو نہ دیں پانی یہ اعدا مجھ کو
کہتا تھا حُرؑ دلاور کہ خوشا میرا نصیب
مل گیا حضرتِ شبیرؑ سا آقا مجھ کو
صغراؑ، اکبرؑ سے یہ کہتی تھی کہ وعدہ کرلو
لینے کب آؤ گے واری گئی بھیا مجھ کو
شب کو جب کان میں آئی کسی بچے کی صدا
بولی بانوؑ مِرے اصغرؑ نے پکارا مجھ کو

(بشکریہ سوز خواں زوّار حسین)

خانۂ کعبہ سا کوئی گھر نظر آتا نہیں

مجاہدؔ لکھنوی

خانۂ کعبہ سا کوئی گھر نظر آتا نہیں
اور مکیں کوئی بجز حیدرؑ نظر آتا نہیں
اے نبیؐ دینے کو دے دیجے جسے چاہے علَم
اِن میں کوئی فاتحِ خیبرؑ نظر آتا نہیں
اے بُتو، جھک جاؤ سجدے کو اِسی میں خیر ہے
کون ہے دوشِ پیمبرؐ پر، نظر آتا نہیں
ہے جواں بیٹے کا غم بے نور آنکھیں ہوگئیں
شاہِؑ دیں کو لاشۂ اکبرؑ نظر آتا نہیں
گود خالی دیکھ کر مادر کی صغراؑ نے کہا
کیا ہُوا اماں مِرا اصغرؑ نظر آتا نہیں

(بشکریہ سوز خواں عمران، ابوطالب و ذیشان)

*****

سجادؑ ہیں ہمراہ تو صغریٰؑ ہے وطن میں

(اضافی اشعارِ مصائب ☆☆☆ سیّد سبطِ جعفر زیدی)

سجادؑ ہیں ہمراہ تو صغریٰؑ ہے وطن میں
سَروَرؑ ترے بیمار یہاں بھی ہیں وہاں بھی
شہؑ ہوں سرِ نیزہ کہ تہہِ خنجرِ قاتل
وہ سیّد و سردار یہاں بھی ہیں وہاں بھی
اللہ و نبیؐ کے ہیں عدو کوفی و شامی
وہ برسرِ آزار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

(بشکریہ سوز خواں مسرور حسین رضوی)

جو شہؑ کے طرفدار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

باقرؔ شاہجہاں پوریؒ

جو شہؑ کے طرفدار یہاں بھی ہیں وہاں بھی
وہ طالب دیدار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

دنیا ہی نہیں وقفِ عزاداریٔ سَروَرؑ
شبیرؑ کے غمخوار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

جو در پئے ایذا ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ کے
وہ لوگ گنہ گار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

عباسؑ نے اعدا سے کہا تول کے تلوار
ہم حق کے پرستار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

کہتے ہیں ہمیں صف شکن و صفدر و جرار
ہم نائبِ کرار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

ہشیار کہ در دست وہی تیغ ہے جس کا
مانے ہوئے سب وار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

شہؑ نے کہا پیاسے نہیں ہم اے عمرِ سعد
مستِ مئے انوار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

چاہیں تو بہے زیرِ قدم چشمۂ کوثر
ہم پانی کے مختار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

دنیا ہی پہ موقوف نہیں اصل میں حسنین
باقرؔ کے طرفدار یہاں بھی ہیں وہاں بھی

ثمرؔ ہوشنگ آبادیؒ

پیمبروںؑ کی زیارت نصیب ہوگی تمہیں
درِ حسینؑ پہ بیٹھو نظر جمائے ہوئے

(بشکریہ شاعرِ اہلبیتؑ قیصرؔ جعفری)

☆☆☆

خوب جی بھر کر جمالِ روئے اکبرؑ دیکھنا

سید محمد سُلیمان شائقؔ اکبرآبادی (مرحوم)

خوب جی بھر کر جمالِ روئے اکبرؑ دیکھنا
مرنے والے کیا ہوا مر کر میسّر دیکھنا

وہ حریمِ عرش کی یہ دوشِ پیغمبرؐ کی زیب
رُتبہ بالائے دست و پائے حیدرؑ دیکھنا

دیکھنے والو وقارِ مریمؑ و بنتِ اَسد
کون ہے کعبہ کے باہر کون اندر دیکھنا

کس تعجب سے شبِ ہجرت یہ کہتے تھے ملک
کس کی میٹھی نیند ہے اور کس کا بستر دیکھنا

صبح اُٹھ کر اِک عبادت یہ بھی تھی شبیرؑ کی
روئے اصغرؑ دیکھنا یا روئے اکبرؑ دیکھنا

سجدۂ آخر میں شہؑ کے حق سے وہ راز و نیاز
ایسے عالم میں کہاں کا ضربِ خنجر دیکھنا

شام کے زنداں میں جس پر آج ہیں پابندیاں
ذکر ہو گا کل اسی ماتم کا گھر گھر دیکھنا

گوہرِ یکتا ہیں یا اشکِ غمِ شبیرؑ ہیں
پھر ذرا دامن کی جانب دیدۂ تر دیکھنا

ظلم کہتا ہے کہ وقتِ امتحاں ہے اے حسینؑ
صبر کہتا ہے ذرا میرے بھی جوہر دیکھنا

غیظ میں عباسؑ کو دیکھا تو سرورؑ نے کہا
یہ مرے نانا کی اُمت ہے برادر دیکھنا

گاہ سوئے آسماں، گہہ روئے اکبرؑ کی طرف
وہ حسینؑ ابنِ علی کا آہ بھر کر دیکھنا

سایہ افگن شائقِ مُدّام کے سر پر ہے کون
دیکھنا اے تابشِ خورشیدِ محشر دیکھنا

(بشکریہ سوزخواں سید قمر عباس جعفری)

سلام اُس پر کہ جو لختِ دلِ شیرِ خدا بھی ہے

حسرت کاظمی نگینوی

سلام اُس پر کہ جو لختِ دلِ شیرِ خدا بھی ہے
نواسہ مصطفیٰ کا، فاطمہؑ کا لاڈلا بھی ہے
سلام اُس پر کہ تکمیلِ نبوت کا جو حاصل ہے
جو خود راہی نہیں، جادہ نہیں ہے عین منزل ہے
سلام اُس پر کہ جس کا حشر تک پیغام زندہ ہے
لہو دینے سے جس کے غیرتِ اسلام زندہ ہے
سلام اُس پر کہ جس کا فیضِ گوہر بار باقی ہے
وفا زندہ، محبت سُرخ رُو، ایثار باقی ہے
خدا فہمی کی کیفیت دلوں پر جس نے طاری کی
سلام اُس پر کہ جو انسانیت کی قدرِ عالی ہے
سلام اُس پر کہ جو انسانیت کی قدرِ اعلیٰ ہے
مشیت نے امامت کے جسے سانچے میں ڈھالا ہے

(بشکریہ سلیم رضا و کلیم رضا اور پروفیسر سیمیں کاظمی)

—*****—

ذکر ہم کرتے رہیں گے حشر تک شبیرؑ کا

شاعر و سوز خواں ولی جارچویؒ

ذکر ہم کرتے رہیں گے حشر تک شبیرؑ کا
معتبر ہے یہ طریقہ قلب کی تطہیر کا
درد سے نا آشنا کیا جانے کیا ہے کربلا
درد والا ہی کرے گا تذکرہ شبیرؑ کا
حوصلہ بھی کانپ اٹھا دیکھ کر عزمِ حسینؑ
خون چُلو میں لیا جب اصغرِؑ بے شیر کا
اپنے خطبوں سے ہلا کر رکھ دیا قصرِ یزید
حوصلہ اللہ اکبر زینبؑ دلگیر کا
حق ادا کرب و بلا میں کردیا عباسؑ نے
قوتِ حیدرؑ کا اور اُمُ البنینؑ کے شیر کا
یاد آتے ہیں ہمیں بیمار کے طوق و رَسَن
اِس لئے کرتے ہیں ہم ماتم بپا زنجیر کا
حُرؑ کا سر زانوئے شہؑ پر سَر پہ رومالِ بتولؑ
آدمی دیکھا نہیں ایسا دھنی تقدیر کا
فاطمہ صغرأ کھڑی دروازہ پر شام و سحر
راستہ تکتی تھی پہروں اکبرؑ دلگیر کا

(بشکریہ سوز خواں سیّد ولی حیدر)

—*****—

کبھی فرطِ ادب میں اشک افشانی نہیں جاتی

منور عباس شہابؒ (ایڈووکیٹ)

کبھی فرطِ ادب میں اشک افشانی نہیں جاتی
ہیں لب خاموش لیکن مرثیہ خوانی نہیں جاتی
حرم کی بے ردائی نے لیا ہے انتقام ایسا
یزیدیت کی پردوں میں بھی عریانی نہیں جاتی
نہ بھرتے رنگ اِس میں گر لہو سے کربلا والے
تو آج اسلام کی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی
حکومت اہلِ دنیا کی فقط حاکم کے دَم تک ہے
دلوں پر جو حکومت ہو وہ سلطانی نہیں جاتی
کوئی حق کا مجاہد سَر بکف آتا ہے میداں میں
کھلے سَر شام کے بلوے میں سیدانی نہیں جاتی
ہزاروں بندشیں ہوتی ہیں ماتم پر شہیدوں کے
شہاب اس پر بھی اپنی مرثیہ خوانی نہیں جاتی

—*****—

شاہوں کا تذکرہ ہے نہ لشکر کی بات ہے

سیّد سبطِ حسن انجمؔ

شاہوں کا تذکرہ ہے نہ لشکر کی بات ہے
جو کربلا میں لُٹ گیا اُس گھر کی بات ہے
ذکرِ غمِ حسینؑ ہمیں کیوں نہ ہو عزیز
خوشنودیٔ خداؐ و پیمبرؐ کی بات ہے
مجلس اک احتجاج ہے ہر ظلم کے خلاف
پیغامِ عدل، ماتمِ سرورؑ کی بات ہے
ہوگی نہ کربلا کی کبھی ختم داستاں
کہنے کو یوں تو صرف بہتّر کی بات ہے
کس کس کو روئیں اہلِ حرم ہائے کیا کریں
ہے عُمر بھر کا داغ بھرے گھر کی بات ہے
یہ امتحانِ صبر بہت سخت ہے حسینؑ
محضر میں بے ردائیٔ خواہر کی بات ہے
قاصد کو کیا جواب دیں اِس بات کا حسینؑ
صغریٰؑ کے خط میں شادیٔ اکبرؑ کی بات ہے
سوزِ غمِ حسینؑ ملا جس کو مل گیا
انجمؔ یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے

(بشکریہ شاعر و مرثیہ خواں سیّد جاوید حسن)

—*****—

کہو نہ حاجتِ ذکرِ شہِؑ ہدیٰ کیا ہے

سیّد وحید الحسن ہاشمی

کہو نہ حاجتِ ذکرِ شہِؑ ہدیٰ کیا ہے
حسینؑ ہی نے تو ثابت کیا خدا کیا ہے
غمِ حسینؑ دلوں کا نفاق دھوتا ہے
بس اب نہ پوچھو کہ رونے کا فائدہ کیا ہے
رضائے حق کی ہر اک راہ میں ہے نقشِ حسینؑ
میں کربلا سے نہ جاؤں تو راستہ کیا ہے
اگر حسینؑ کی سیرت پہ ہوسکا نہ عمل
تو پھر یہ مجلس و ماتم کا فائدہ کیا ہے
پلٹ نہ آتے جو دریا سے تشنہ لب عباسؑ
تو کون جانتا اِس دہر میں وفا کیا ہے
بقائے دیں کی ضمانت ہے فاطمہؑ کا پسر
نہیں حسینؑ تو اسلام میں دھرا کیا ہے
ردائے اہلِ حرم چھین کر نہ خوش ہو لعیں
وہ جان دینے کو تیار ہیں ردا کیا ہے
یہ کربلا کے شہیدوں نے حل کیا ورنہ
کسے خبر تھی فنا کیا ہے اور بقا کیا ہے

(بشکریہ مولانا ڈاکٹر سیّد باقر حسین زیدی)

—*****—

سلامی کربلا میں کیا قیامت کی گھڑی ہوگی

پرنمؔ الہ آبادی

سلامی کربلا میں کیا قیامت کی گھڑی ہوگی
چُھری شبیرؑ کی گردن پہ جس دَم چل رہی ہوگی
کلیجہ تھام کر پیرِ فلک بھی رہ گیا ہوگا
کلیجے پر علی اکبرؑ کے برچھی جب لگی ہوگی
مجھے جانے دو پانی بھر کے یہ عباسؑ کہتے تھے
کئی دن کی پیاسی ہے سکینہؑ رو رہی ہوگی
حسینؑ ابنِ علیؑ نے کی ہے جو تیغوں کے سائے میں
بشر تو کیا فرشتوں سے نہ ایسی بندگی ہوگی
نبیؐ سے پیشتر محشر میں اُمت بخشوانے کو
حسینؑ ابنِ علیؑ آئیں گے دُنیا دیکھتی ہوگی

بڑے غمخوار ہیں وہ غم نہ کر بخشش کا اے پُرنمؔ
کرم سے پنجتنؑ کے حشر میں بخشش تری ہوگی

(بشکریہ امجد فرید صابری فرزند حاجی غلام فرید صابریؒ)

—*****—

مجرئی جس نے مرے مولاؑ کو پہچانا نہیں

مولانا سیّد ذیشان حیدر جوادی کراروی کلیمؔ الہ آبادی

مجرئی جس نے مرے مولاؑ کو پہچانا نہیں
ایسا لگتا ہے اُسے فردوس میں جانا نہیں
دیکھو فطرسؑ آ گیا گہوارۂ شبیرؑ تک
کون کہتا ہے فرشتوں نے بھی پہچانا نہیں
بن گئے سائل گدائی کے شرف کو دیکھ کر
ورنہ اہلِ آسماں کو روٹیاں کھانا نہیں
قبضۂ فرزندِ زہراؑ میں ہے زلفِ مصطفیٰؐ
بات ہے سلجھی ہوئی اب اِس کو اُلجھانا نہیں
دے دیا ہے فوجِ حُرؑ کو سارا پانی شاہؑ نے
ظالمو اب شاہؑ کے بچوں کو ترسانا نہیں
کہتے تھے عونؑ و محمدؑ سے یہ ماں کے حوصلے
جنگ کرنا پَر ترائی کی طرف جانا نہیں
کربلا میں صبرِ سَروؑر دیکھنے آؤ خلیلؑ
آپ کو لاشِ پسر میدان سے لانا نہیں
یوں تڑپ کے کہتی تھی قبرِ سکینہؑ سے ربابؑ
سب وطن جاتے ہیں بیٹی کیا تمہیں جانا نہیں

—*****—

مری آنکھوں سے یوں اشکِ غمِ سَرورؑ نکلتے ہیں

یاور اعظمی

مری آنکھوں سے یوں اشکِ غمِ سَرورؑ نکلتے ہیں
صدف کے دہنِ تر سے جس طرح گوہر نکلتے ہیں
برائے بخششِ امت سِناں کھانے کو مقتل میں
محمدؐ مصطفےٰ بن کر علی اکبرؑ نکلتے ہیں
کلیجہ کانپتا ہے حرملہ کا دل دھڑکتا ہے
کمانِ ظلم رن میں توڑنے اصغرؑ نکلتے ہیں
لئے مشک و علم عباسؑ جاتے ہیں سُوئے دریا
یہ غل ہے جنگ پر اب فاتحِ خیبر نکلتے ہیں
کہا لیلیٰؑ نے یارب خیر کرنا میرے اکبرؑ کی
ستمگر اپنے ہاتھوں میں لیئے خنجر نکلتے ہیں
شہِؑ دیں کھودنے بیٹھے ہیں رَن میں تربتِ اصغرؑ
زمیں سے اپنے سر کو پھوڑتے پتھر نکلتے ہیں
چلے جب جنگ کو عونؑ و محمدؑ بولیں یہ زینبؑ
وَغا کو رن میں میرے حمزہؑ و جعفرؑ نکلتے ہیں
محبت کربلا والوں کی یاور رنگ لائے گی
جو اُن کی چاہ میں ڈوبے لبِ کوثر نکلتے ہیں

—*****—

مولانا سیّدذیشان حیدر جوادی کراروی کلیمؔ الہ آبادی

طعنۂ ابتر کو سُن کر احمدِؐ مختار نے
جو خلوصِ دل سے مانگی وہ دُعا ہیں فاطمہؑ
نشانِ سجدہ کے ساتھ یارو نشانِ ماتم بھی ہے ضروری
وہ مال محشر میں ہوگا جعلی کہ جس پر اُنکا نشاں نہیں ہے

یہ سلسلہ ہے اٹل دینِ مصطفیٰ کیلئے

پروفیسر منظور حسین شورؔ

یہ سلسلہ ہے اٹل دینِ مصطفیٰؐ کیلئے
علیؑ نبیؐ کیلئے ہیں نبیؐ خدا کیلئے
میانِ باطل و حق زحمتِ تمیز بھی کر
یہ رہگزار ترستی ہے نقشِ پا کیلئے
وہ جس کا وقت کی تاریخ میں ہے نام، حسینؑ
وہ استعارۂ وحدت ہے کبریا کیلئے
علیؑ کا ذکر عبادت ہے بے رکوع و سجود
کہ سمت و جہت ضروری نہیں ہوا کیلئے
سقیفہ بند ہو ایماں کہ شام کا بازار
جواز کوئی تو ہو خونِ کربلا کیلئے
تھیں برقع پوش سبھی دخترانِ کوفہ و شام
نہ تھی ردا تو فقط بنتِ فاطمہؑ کیلئے

(بشکریہ سلام خواں سیّد حیدر رضا فرزند
پروفیسر شور علیگ)

—*****—

اے عزادارانِ سبطِ مصطفیٰ جیتے رہو

شاہد نقوی

اے عزادارانِ سبطِ مصطفیٰؐ جیتے رہو
ہے تمہارے سَر پہ زہراؑ کی دعا جیتے رہو
دوڑتی دیکھی جو رگ رگ میں مئے حبِ علیؑ
مسکرا کر موت نے مجھ سے کہا جیتے رہو
زندگی چھینی اجل سے تم نے، پیری سے شباب
اے حبیبؑ ابنِ مظاہرؓ مرحبا جیتے رہو
اے شہیدو تم نے دینِ حق کو اپنا خوں دیا
تا ابد اب تم ہو اور قربِ خدا، جیتے رہو
اے عزادارو غمِ دنیا سے فرصت مل گئی
ہیں تمہارے اشک ہر غم کی دوا جیتے رہو
تم نے اصغرؑ مسکرا کر موت کی آغوش میں
مقصدِ سَروَرؑ کو روشن کردیا جیتے رہو
اِس طرف پامالیوں کی زد پہ ہے قاسمؑ کا جسم
اور اُدھر خیمے میں ماں کی یہ دعا جیتے رہو
بے بسی سے تک رہے ہیں لاشِ اکبرؑ کو حسینؑ
بھائی کو لکھی ہے صغراؑ نے دُعا جیتے رہو

—*****—

جہاں بھی ظلمتِ باطل نے سَر اُبھارا ہے

شاہد نقوی

جہاں بھی ظلمتِ باطل نے سَر اُبھارا ہے
علیؑ کے چاند زمیں نے تجھے پکارا ہے
شکستہ عزم نہ سمجھو حسنؑ کی خاموشی
بہت بڑے کسی طوفان کا اشارہ ہے
ہمارے شبرؑ و شبیرؑ کو نہ بھول اسلام
ہمارے خوں نے تری نبض کو ابھارا ہے
غمِ حسینؑ کو آواز دو شکستہ دِلو
یہ غم نصیبوں کا سب سے بڑا سہارا ہے
کہو نہ بچ کے نکلنے کو ساتھیوں سے حسینؑ
تمہارے بعد کیسے زندگی گوارا ہے
اُٹھا کے مشک چلو سُوئے شام اے عباسؑ
تمہیں سکینہؑ نے زندان سے پکارا ہے

اُٹھو لحد سے بہت رات ہوگئی اصغرؑ
وہ دیکھو خیمے سے ماں نے تمہیں پکارا ہے
ستم کے تیر سے مشکیزہ چھیدنے والے
یہ تیر تو نے سکینہؑ کے دل پہ مارا ہے

—*****—

کس کی ہمت تھی کہ اس راہ گزر سے گزرے

شاہد نقوی

کس کی ہمت تھی کہ اِس راہ گزر سے گزرے
مسکراتے ہوئے شبیرؑ جدھر سے گزرے
موت قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہی ہے اب تک
کربلا والے خدا جانے کدھر سے گزرے
چھڑ گیا تھا کہیں شبیرؑ کا قصہ شاید
ابھی روتے ہوئے کچھ لوگ اِدھر سے گزرے
ڈال دیجے رخِ اصغرؑ پہ عبا اے شبیرؑ
زخمِ گردن نہ کہیں ماں کی نظر سے گزرے
وہی کر سکتا ہے اندازۂ کربِ اکبرؑ
پیاس میں نوکِ سِناں جس کے جگر سے گزرے
تھی یہ صغراؑ کی صدا خط مرا لیتا جائے
کربلا جاتے ہوئے جو بھی اِدھر سے گزرے

—*****—

کربلا و شام و کوفہ جارہے ہیں آج بھی
روزِ عاشورہ جنہیں شبیرؑ نے آواز دی

(شاعرِ اہلبیتؑ سیّد سردار حسین زیدی مرحوم)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب
نمبردار شہنشاہ حسین ابنِ زمرد حسین ڈہائیوی مرحوم

چھوڑتا نہیں ہم کو کربلا کا غم تنہا

شاہد نقوی

چھوڑتا نہیں ہم کو کربلا کا غم تنہا
ورنہ چل نہیں سکتے ہم تو دو قدم تنہا
شاہؑ کے عزادارو، تم کو خوفِ محشر کیا
ضامنِ شفاعت ہے ایک اشکِ غم تنہا
پھر کوئی غمِ دنیا اُس کو چھو نہیں سکتا
بخش دے جسے مالک، کربلا کا غم تنہا
لُٹ چکے حرم شہؑ کے، رات آگئی سَر پَر
اب تو چھوڑ دیں اِن کو بانیٔ ستم تنہا
وہ چلے حرم شہؑ کے، ننگے سَر سُوئے کوفہ
آگے آگے اونٹوں کے اک اسیرِ غم تنہا
باندھ دے کوئی اِس میں ایک مشک چھوٹی سی
سُونا سُونا لگتا ہے پنجۂ علَم تنہا

(بشکریہ سلام خواں اشرف عباس و امتیاز رضا زیدی)

—*****—

خاک جو مرحب و عنتر کو چٹا دیتے ہیں

مولانا پروفیسر مرزا محمد اشفاق شوق لکھنوی

خاک جو مرحب و عنتر کو چٹا دیتے ہیں
شیر کا جام بھی قاتل کو پلا دیتے ہیں
ہم ثنا کرتے ہیں جن کی، ہیں کریم ابنِ کریم
حق پہ آنچ آتے ہی گھر اپنا لٹا دیتے ہیں
عزت و شہرت و اقبال و وقار و دولت
کیا کہوں اپنے غلاموں کو وہؑ کیا دیتے ہیں
جس کو ہوتا نہیں کچھ آیۂ تطہیر کا پاس
ہم اُسے مجلسِ سَروَرؑ سے اُٹھا دیتے ہیں

کوثر و جنت و طوبیٰ کی جسے ہوتی ہے فکر
در حیدرؑ کا پتہ اُس کو بتا دیتے ہیں
ظلم کے آگے جُھکاتے نہیں سَر اہلِ یقیں
رہِ الفت میں گلا اپنا کٹا دیتے ہیں
قبر میں سوئیں گے آرام سے وہ اہلِ عزا
واحسیناً کی جو راتوں کو صدا دیتے ہیں
اہلِ محشر کی جھپک جاتی ہیں آنکھیں اے شوق
حشر میں اشکِ عزا ایسی ضیاء دیتے ہیں

—*****—

دنیا جو دیکھی دین سے خالی حسینؑ نے

سرفراز ابد

دنیا جو دیکھی دِین سے خالی حسینؑ نے
بنیاد لا الہ کی ڈالی حسینؑ نے
جنت کی آرزو میں کہاں جارہے ہیں لوگ!؟
جنت تو کربلا میں منگالی حسینؑ نے
تختِ شہی کا تختہ اُسی وقت ہوگیا
جب مسندِ رسولؐ سنبھالی حسینؑ نے
اللہ کے نبیؐ کو میسر نہ ہوسکے
انصارؓ ایسے پائے مثالی حسینؑ نے
بیعت کے بھی سوال کا واضح دیا جواب
ہرگز کسی کی بات نہ ٹالی حسینؑ نے
باغِ ارم کی حُرؑ کو تو جاگیر بخش دی
کہتا ہے کون رکھ لیا مالی حسینؑ نے
فطرسؑ سے پوچھ لیجئے راہب بھی ہے گواہ
چھوڑا نہ اک نشاں بھی سوالی حسینؑ نے
مقتل سے کیا اُٹھایا شبیہِ رسولؐ کو
لگتا ہے کائنات اُٹھالی حسینؑ نے

ٹھکرا کے تخت چل دیئے اس بانکپن کے ساتھ

علامہ عرفان حیدر عابدیؒ

ٹھکرا کے تخت چل دیئے اِس بانکپن کے ساتھ
شاہی لپٹتی رہ گئی پائے حسنؑ کے ساتھ
لوگو امیرِ شام کُجا اور حسنؑ کجا
بت کا مقابلہ نہ کرو بت شکن کے ساتھ
اسلام کی حیات کا عنوان بن گئے
چپکے ہوئے تھے دل کے جو ٹکڑے کفن کے ساتھ
امّت نے خوب اجرِ رسالتؐ ادا کیا
باندھے گئے تھے بارہ گلے اِک رَسن کے ساتھ
یہ فاطمہؑ کے راج دُلاروں سے پوچھیے
اسلام زندہ رہتا ہے کس کس جتن کے ساتھ
سجادؑ بولے کیسے سکینہؑ کو غسل دوں
چپکا ہُوا ہے خوں بھرا کرتا بدن کے ساتھ
عرفان وہ در بدر کا بھکاری نہیں بنا
منسوب ہوگیا جو درِ پنجتنؑ کے ساتھ

(بشکریہ سوز خواں یاور عباس زیدی برادران و نقی حسین)

—*****—

تھے زیست سے یوں ہاتھوں کو دھوئے سجادؑ

راحت سے نہ اک رات بھی سوئے سجادؑ
جب تک جئے ہنستے نہ کسی نے دیکھا
پینتیس برس باپ کو روئے سجادؑ

کیا ہے بتائیں آپ کو کیا کیا ہمارے پاس

محشر لکھنوی

کیا ہے بتائیں آپ کو کیا کیا ہمارے پاس
ہے حُبِ پنجتنؑ کا خزانہ ہمارے پاس

عباسؑ نامور سا ہے آقا ہمارے پاس
بیمارِ کربلا سا مسیحا ہمارے پاس

ہم لوگ فاطمہؑ کی دعاؤں کا ہیں اثر
ہے کس قدر بلند یہ رُتبہ ہمارے پاس

آلِ نبیؐ کا ذکر عبادت سے کم نہیں
فرشِ عزا ہے مثلِ مصلےٰ ہمارے پاس

صورت سے یہ زمانہ ہمیں دے گا کیا فریب
ہے سیرتِ حسینؑ کا نقشہ ہمارے پاس

ساحل سے آرہی ہے علمدار کی صدا
آجاؤ لے کے کوزہ سکینہؑ ہمارے پاس

محشرؔ ہمیں جہاں کی بلاؤں کا ڈر نہیں
نادِ علیؑ کا رہتا ہے پہرہ ہمارے پاس

(بشکریہ نوحہ خواں سیّد محمد نقی / الذوالفقار)

—*****—

آجاؤ امامت کی حسیں بارہ دری تک

اشرف جارچوی

آجاؤ امامت کی حسیں بارہ دری تک
پہنچو گے اِسی در سے خدا اور نبیؐ تک

دنیا تو خدا کہنے لگی مولا علیؑ کو
تم مولا کے مفہوم میں اُلجھے ہو ابھی تک

اللہ سلامت رکھے ہم اہلِ عزا کو
اے ہادیٔ دوراںؑ، تری آمد کی گھڑی تک

جب اشک بری آنکھ سے نکلے ترے غم میں
رومالِ بتولؑ آگیا اشکوں کی لڑی تک

طوفان ہو آندھی ہو اجل ہو کہ منافق
ہمت نہیں آجائے برے گھر کی گلی تک

ہر دور میں اِس گھر کے سخنور رہے اشرفؔ
جبریلؑ خوش اطوار سے فرزندِ ولی تک

—*****—

زینبؑ کمالِ صانعِ قدرت کا نام ہے

وحید الحسن ہاشمی

زینبؑ کمالِ صانعِ قدرت کا نام ہے
زینبؑ جمالِ رُوئے مشیّت کا نام ہے

زینبؑ جلالِ صاحبِ غیرت کا نام ہے
زینبؑ مآلِ کارِ صداقت کا نام ہے

زینبؑ ہے نام عزمِ رسالت مآبؐ کا
زینبؑ ہے نام دبدبۂ بوترابؑ کا

زینبؑ شعورِ دین پناہی کا نام ہے
زینبؑ شعاعِ نورِ الٰہی کا نام ہے

زینبؑ یزیدیت کی تباہی کا نام ہے
زینبؑ حسینیت کی بقا ہی کا نام ہے

زینبؑ ہے نام عظمتِ آلِ رسولؐ کا
زینبؑ ہے جزو، دین کے اصلِ اصول کا

زینبؑ دلِ حبیبؐ الٰہی کا چین ہے
زینبؑ نظیرِ فاتحؑ بدر و حنین ہے

زینبؑ جنابِ فاطمہؑ کی نورِ عین ہے
زینبؑ شریکِ کارِ امامِ حسینؑ ہے

زینبؑ حسینیت کی مکمل کتاب ہے
زینبؑ یزیدیت کا مدلل جواب ہے
زینبؑ ہے گلستانِ سیادت کی پاسباں
زینبؑ ہے مصطفیٰؐ کی شریعت کی پاسباں
زینبؑ ہے کاروانِ ہدایت کی پاسباں
زینبؑ ہے ہر نبیؐ کی نبوت کی پاسباں
زینبؑ کی والدہؑ ہے رسالتؐ کے ساتھ ساتھ
زینبؑ رہے گی زندہ امامت کے ساتھ ساتھ

——*****——

کچھ بھی جُز آلِ پیمبرؐ نہیں دیکھا جاتا

کوثر نقوی

کچھ بھی جُز آلِ پیمبرؐ نہیں دیکھا جاتا
اُنکے سائل سے کوئی دَر نہیں دیکھا جاتا
کیسے ہم دیکھ سکیں نقشِ کفِ پائے حسینؑ
ہم سے تو مہرِ منور نہیں دیکھا جاتا
عصرِ عاشور بھی شبیرؑ کا نعرہ ہے وہی
دیں ہو مشکل میں تو لشکر نہیں دیکھا جاتا
خَلق سے کہتا ہے مقتل میں یہ اندازِ حسینؑ
شوقِ سجدہ ہو تو خنجر نہیں دیکھا جاتا
بَرسَرِ نیزہ یوں آنکھوں سے ہیں آنسو جاری
شہؑ سے زینبؑ کو کُھلے سر نہیں دیکھا جاتا
جب سے تربت میں سُلا آئے ہیں اصغرؑ کو حسینؑ
ماں سے گہوارۂ اصغرؑ نہیں دیکھا جاتا

——*****——

کھنچتی ہوئی زمیں پہ جو زنجیرِ پا چلی

کھنچتی ہوئی زمیں پہ جو زنجیرِ پا چلی
لکھتی ہوئی مظالمِ جَور و جفا چلی
مُڑ مُڑ کے انبیاؑ کی نظر دیکھنے لگی
زینبؑ مقامِ صبر میں وہ راستہ چلی
فریاد کررہی تھی رَسَن پیشِ کبریا
جب قید ہوکے ذرّیتِ مصطفیٰؐ چلی
جب حرملا نے تیر، کماں سے رِہا کیا
ناوک کے ساتھ جانبِ اصغرؑ قضا چلی
دونوں کو پردہ پوشیٔ امت کا دھیان تھا
بھائی تھا بے کفن تو بہن بے ردا چلی
رودادِ کربلا کوئی زینبؑ سے پوچھ لے
کس کس کو ساتھ لائی تھی اور لے کے کیا چلی
اک دوپہر میں لُٹ گیا کنبہ بتولؑ کا
اے کربلا کے دشت یہ کیسی ہَوا چلی
جلتے ہوئے خیام وہ بیچارگی کی شام
عباسؑ تم کہاں ہو بہن بے ردا چلی

بشکریہ الحاج شبیر شاہ و انور نظام الدین

——*****——

شاہؑ دیں کا نام لیجیے خندہ پیشانی کے ساتھ

قمر سہارنپوری

شاہِؑ دیں کا نام لیجیے خندہ پیشانی کے ساتھ
کربلا کا ذکر کیجیے اشک افشانی کے ساتھ
واقعاتِ کربلا کچھ اور اُبھریں گے ابھی
خونِ ناحق چُھپ نہیں سکتا ہے آسانی کے ساتھ

گردشِ دوراں کی زنجیریں ابھی کٹ جائینگی
یاعلیؑ کہہ کر تو دیکھو، جوشِ ایمانی کے ساتھ
ہم غلامانِ علیؑ کو خوفِ محشر کس لئے
یاعلیؑ کہہ کر گزر جائیں گے آسانی کے ساتھ
بھول سکتا ہی نہیں اسلام احسانِ حسینؑ
مٹ نہیں سکتا غمِ شبیرؑ آسانی کے ساتھ
مرحبا صبرِ حسینؑ ابنِ علیؑ صد مرحبا
دِل کے ٹکڑے کردیئے قربان آسانی کے ساتھ
ہر عمل شبیرؑ کا تفسیرِ قرآں بن گیا
ہر عمل مربوط تھا آیاتِ قرآنی کے ساتھ
مدحِ اہل بیتؑ کرنے کو تو کرتا ہے قمر
علم و فن کے اعتراف تنگ دامانی کے ساتھ

—*****—

چلی ہے رسمِ صداقت حسینؑ کے گھر سے

سید عقیل عباس جعفری

چلی ہے رسمِ صداقت حسینؑ کے گھر سے
جہاں نے پائی یہ دولت حسینؑ کے گھر سے
قیامِ حق کیلئے جان تک لٹا دینا
پڑی ہے یہ بھی روایت حسینؑ کے گھر سے
جو تجھ کو ناز ہے اسلام پر تو سُن واعظ
تجھے ملی ہے یہ نعمت حسینؑ کے گھر سے
جنابِ حُرؑ ہی نہیں ہم نے کتنے لوگوں کی
بدلتی دیکھی ہے قسمت حسینؑ کے گھر سے
یزید کیا ترے اجداد نے بتایا نہ تھا
عبث ہے خواہشِ بیعت حسینؑ کے گھر سے
میں حُرؑ کی طرح گھرا ہوں یزیدیوں میں عقیلؔ
پہ میں بھی رکھتا ہوں نسبت حسینؑ کے گھر سے
(بشکریہ سوز خوانِ اہلبیتؑ محترمہ حلجیلانی انیس فاطمہ زیدی)

—*****—

کربلا والوں کے جیسے امتحاں ہوتے نہیں

اخترؔ فتح پوری (گلدستۂ انوار)

کربلا والوں کے جیسے امتحاں ہوتے نہیں
اِس قدر ظلم و ستم اے آسماں ہوتے نہیں
یاد آتا ہے ہمیں کرب و بلا کا سانحہ
بے سبب ہم رات دن وقفِ فغاں ہوتے نہیں
جان دے دی شہؑ نے لیکن بیعتِ فاسق نہ کی
دین کے شبیرؑ جیسے پاسباں ہوتے نہیں
کربلا جنت نشاں شبیرؑ کے دم سے ہوئی
ریت کے میداں وَگرنہ گُلِستاں ہوتے نہیں
بخش دے حُرؑ کی خطائیں تحفۂ جنت بھی دے
حضرتِ شبیرؑ جیسے میزباں ہوتے نہیں
بھر لیا مشکیزہ منہ کو پھیر کر عباسؑ نے
پیاس میں ایسے وفا کے پاسباں ہوتے نہیں
شمر سے کہتا کوئی عابدؑ کو مت بیڑی پنہا
بستۂ زنجیر ایسے ناتواں ہوتے نہیں
یوں ضعیفی میں جواں ہوکر لڑے مثلِ حبیبؑ
ایسے تو عہدِ جوانی میں جواں ہوتے نہیں

—*****—

کُھلی ہے تشنہ لبی کی کتاب پانی میں

ریحان اعظمی

کُھلی ہے تشنہ لبی کی کتاب پانی میں
وفا دِکھا گئی خیبر کا باب پانی میں
جمالِ حضرتِ عباسؑ، تیغ و مشک و علم
چمک رہے ہیں کئی آفتاب پانی میں
سوار پیاسا رہا، راہوار پیاسا رہا
اگرچہ ڈوب چکی تھی رکاب پانی میں
پلا پلا کے شہیدوں کے نام پر پانی
نکالی خوب یہ راہِ ثواب پانی میں
اِدھر سبیل لگائی اُدھر مہکنے لگے
غمِ حسینؑ کے تازہ گلاب پانی میں
اگر حسینؑ نہ ہوتے تو مِل گیا ہوتا
تمام کارِ رسالت مآبؐ پانی میں
ٹپکنے لگتا ہے دل خون ہو کے آنکھوں سے
نجانے دیکھتی کیا ہیں ربابؑ پانی میں
عجب شہادتِ شبیرؑ کا ہے پس منظر
سوال دشت میں دیکھا جواب پانی میں
لبِ سکینہؑ سے جو پیاس بَن کے اُبھرا تھا
سمٹ کے آ گیا وہ اضطراب پانی میں
لگا کے بندشِ آبِ رواں شہِؑ دیں پر
عدو کی ہوگئی مٹی خراب پانی میں
بجز شجاعتِ عباسؑ نامور ریحان
لکھا ہے کس نے وفا کا نصاب پانی میں

—*****—

مجرئی کہتے ہیں شبیرؑ کا شیدا مجھ کو

ریحان اعظمی

مجرئی کہتے ہیں شبیرؑ کا شیدا مجھ کو
حشر کی دھوپ کا پھر کیا رہا خطرہ مجھ کو
کہتی تھی عونؑ و محمدؑ سے یہ بنتِ زہرؑا
پی لیا پانی تو دِکھلانا نہ چہرہ مجھ کو
بولے عباسؑ کہ شرمندہ ہوں بچوں سے بہت
جانبِ خیمہ نہ لے جایئے آقا مجھ کو
لاشِ اکبرؑ پہ یہ فرماتے تھے رو کر شبیرؑ
زخم دِکھلاتے ہو دِکھلانا تھا سہرا مجھ کو
بانوؑ کہتی تھیں مِری سانس رُکی جاتی ہے
مار ڈالے گا یہ ٹھہرا ہُوا جھولا مجھ کو
قید خانے میں سکینہؑ کا بیاں تھا بابا
آیئے ڈستا ہے زنداں کا اندھیرا مجھ کو
آ کے روضے پہ محمدؐ کے پکاریں زینبؑ
دَر بدر آپ کی اُمّت نے پھرایا مجھ کو

(بشکریہ سوز خواں وقار حسین و نقی برادران)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

نوحہ خواں استاد صادق حسین چھجن صاحب، علی محمد رضوی (بچے)
عزت لکھنوی، جعفر کاظمی، ناظم حسین شاہ اور ناظم حسین

—*****—

کہاں وہ فکر دنیا کوئی دامن گیر رکھتے ہیں

سید عقیل عباس جعفری

کہاں وہ فکر دنیا کوئی دامن گیر رکھتے ہیں
کہ اپنے ہاتھ میں جو دامنِ شبیرؑ رکھتے ہیں
شب عاشور یہ بجھتے چراغوں سے ہُوا روشن
اندھیرے میں بھی کچھ چہرے عجب تنویر رکھتے ہیں
نظر آتی نہیں لیکن رگ و پے میں اُترتی ہے
عجب تلوار ہے جو اصغرِ بے شیر رکھتے ہیں
اُنہیں بے مقنع و چادر کرے گا کیا بھلا کوئی
جو سَر پر سائبانِ چادرِ تطہیر رکھتے ہیں
زمینِ حضرتِ مونسؔ میں رکھا ہے قدم لیکن
نہ منصب سے غرض نہ خواہشِ جاگیر رکھتے ہیں

(بشکریہ سوز خواں آدابِ زہراؑ (مونا) بیگم سیّد عاقل حسین)

*****

حسینؑ کرب و بلا کو بسا کے سوئے ہیں

ظفر عباس ظفرؔ

حسینؑ کرب و بلا کو بَسا کے سوئے ہیں
مدینہ چھوڑ کے جنگل میں آ کے سوئے ہیں
اُسی کے واسطے مانگی تھی مہلتِ یک شب
حسینؑ حرؑ کا مقدر جگا کے سوئے ہیں
جو ساتھ لے کے گئے داغِ ماتمِ شبیرؑ
چراغ اپنی لحد میں جلا کے سوئے ہیں
سکینہؑ پاس نہ جھولا نہ گود مادر کی
کہاں پہ اصغرِؑ نادان جا کے سوئے ہیں
زبانِ خشک سے مانگا تھا پیاس میں پانی
مِلا ہے تیر مگر مسکرا کے سوئے ہیں
اُٹھا نہ زوجۂ حرؑ اِن یتیم بچوں کو
طمانچے شمر کے معصوم کھاکے سوئے ہیں
لحد بھی تر نہ ہوئی ہائے بے کسی حسینؑ
پسر کی لاش پہ آنسو بہا کے سوئے ہیں

(بشکریہ سوز خواں سیّد عزادار حسین کاظمی)

*****

یہ ماتم کی صدا زندہ رکھے گی

سہیلؔ شاہ

یہ ماتم کی صدا زندہ رکھے گی
ہمیں کرب و بلا زندہ رکھے گی
علَم کے سائے میں آجا کہ تجھ کو
پھریرے کی ہَوا زندہ رکھے گی
علیؑ کے عشق میں مرجائے جو بھی
اُسے اُس کی قضا زندہ رکھے گی
عزا شبیرؑ کی مرنے نہ دے گی
دعائے سیّدہؑ زندہ رکھے گی
میں دنیا سے چَلا جاؤں گا لیکن
مجھے شہؑ کی عزا زندہ رکھے گی
ہمیشہ قید خانے کی فضا کو
سکینہؑ کی بکا زندہ رکھے گی
سہیلؔ اپنے کفن میں ساتھ لے جا
تجھے خاکِ شفا زندہ رکھے گی

(بشکریہ سلام خواں انیس حیدر نقوی)

کربلا کی شیر دل خاتون زینبؑ السلام

مولانا عرشیؔ اعظم گڑھی

کربلا کی شیر دِل خاتون زینبؑ السلام
السلام اے ثانیٔ زہراؑئے خوشخو نیک نام
در بدر کی ٹھوکریں اور وہ مصائب الاماں!
اور گئیں تم کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام
شام کے بازار میں پہنچا جو لُٹ کر قافلہ
کیا قیامت تھی تماشہ دیکھتے تھے خاص و عام
چھن گئی سر سے رِدا بازو بندھے اور اُف نہ کی
صبر و ضبطِ زینبؑ دلگیر کا ہے کیا مقام
اے شریکِ کارِ حق اے حامیٔ دینِ نبیؐ
اے محمدؐ کی نواسی تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام
کس طرح تیرے مصائب کا بیاں عرشیؔ سے ہو
جب جگر پھٹتا ہو اِن اذکار سے اے نیک نام

(بشکریہ سلام خواں سیّد باقر حسین اعظمی)

—*****—

ہر سمت جہاں میں ہے شہرہ، علی اکبرؑ کا

شاعر و سوز خواں کاشف زیدی

ہر سمت جہاں میں ہے شہرہ، علی اکبرؑ کا
رُتبہ ہے خلائق میں اعلیٰ، علی اکبرؑ کا
شبیرؑ جُھلاتے تھے عباسؑ کے جھولے کو
عباسؑ جھلاتے ہیں، جھولا علی اکبرؑ کا
ہمشکلِ پیمبرؐ کے، نیزہ نہ لگا ظالم
ہے پھول سے بھی خوش تر، سینہ علی اکبرؑ کا
سَرورؑ نے سِناں کھینچی جب سینۂ اکبرؑ سے
تو ساتھ کلیجہ بھی آیا علی اکبرؑ کا
فریاد تھی سَرورؑ کی، امداد کرو بابا
اُٹھتا نہیں بیٹے سے لاشہ علی اکبرؑ کا
پوچھا گیا جب شہؑ سے کیوں خم ہے کمر مولا
فرمایا اُٹھایا تھا لاشہ علی اکبرؑ کا
کونین کی شہزادی دیتی ہے دُعا کاشف
زینبؑ کو جو دیتا ہے پُرسہ علی اکبرؑ کا

(التماسِ سورۃ فاتحہ برائے سوز خواں سیّد شمشاد حسین)

—*****—

اہلِ کوفہ نے دغا مسلمؑ سے بے تقصیر کی

اہلِ کوفہ نے دغا مسلمؑ سے بے تقصیر کی
خود لکھا بیعت کریں گے حضرتِ شبیرؑ کی
کس قدر بے ظلم تھا دینِ پیمبرؐ کے خلاف
ایک بیکس پر چڑھائی لشکرِ بے پیر کی
زخم کھاتے جاتے تھے اور کرتے جاتے تھے دعا
خیر ہو اے مالکِ کون و مکاں شبیرؑ کی
بعدِ قتلِ حضرتِ مسلمؑ ہر اک بے دین نے
جتنی ممکن تھی ہتک آمیز وہ تدبیر کی
در پہ لٹکایا سرِ مسلمؑ تماشے کیلئے
لاش کھینچی ہر گلی کوچے میں بے تقصیر کی

(بشکریہ سوز خوان عارف حسین و اطہر جعفری)

—*****—

اے چاند کربلا کے تونے تو دیکھے ہوں گے

سید سبط جعفر

اے چاند کربلا کے تو نے تو دیکھے ہوں گے
اُترے تھے اِس زمیں پر عرشِ بریں کے تارے
اے چاند جلوہ گر ہے ہاشم کا چاند یاں پر
خیرات روشنی کی لے لیجیو یہاں سے
اے چاند اِس زمیں پر رکھیو ہمیشہ ٹھنڈک
سوتے جو ہیں یہاں پر زہراؑ کے ہیں یہ پیارے
تسنیم و سلسبیل و کوثر کے ہیں یہ مالک
مارے گئے جو پیاسے اِس نہر کے کنارے
حُرؑ اور حبیبؑ جیسے جانباز اور احباؑ
مارے گئے یہیں پر انصارؓ شاہِ دیں کے
مارے گئے یہیں پر بیدردی و ستم سے
مسلمؑ کے دونوں پیارے زینبؑ کے دونوں بیٹے
پامال ہو رہی تھی قاسمؑ کی لاش رن میں
عباسؑ اور سرورؑ چنتے تھے انکے ٹکڑے
بازو کٹے یہیں پر عباسؑ باوفا کے
اِذنِ وَغا نہ پایا پانی بھی لا نہ پائے
اِس سَر زمیں پہ گزرا سَرورؑ پہ یہ بھی صدمہ
سینے پہ کھائی برچھی ہمشکلِ مصطفیؐ نے
پانی پلانے لائے اک مہ لقا کو سَرورؑ
کیا ذبح حرملہ نے تیر ستم لگا کے
گردن چھدی پسر کی بازو چھدا پدر کا
دونوں تڑپ تڑپ کر پیاسے جہاں سے گزرے
اِس بَن میں ایک بچی بابا کو ڈھونڈتی تھی
بکھرے ہوئے پڑے تھے جب سَر بُریدہ لاشے
پھر یہ بھی تو نے دیکھا وہ غم رسیدہ بچی
سینے پہ سو رہی تھی بے سَر پدر سے لپٹے
بازو بندھے یہیں پر پہلے پہل حرم کے
اِس سَر زمیں سے نکلے سجادؑ سَر جھکائے
شہزادۂ جناں ہی مالک ہے کربلا کا
کس کی مجال آئے جب تک نہ وہؑ بلائے
پہنچے ہیں کربلا میں جو لوگ سبطِ جعفر
اے کاش پھر مقدر ان کو یہ دن دِکھائے

—*****—

(وردو کربلا کے موقع پر چمکتے چاند کو دیکھ کر فی البدیہہ کہے گئے اشعار)

بین

کہیں بانوؑ میں سیس نواؤں کہاں مورا سامی تو ملکو بسار گیوٗ
موری ناؤ بھنور بیچ ڈار گیوٗ اور اپنی پار اتار گیوٗ

مورا بالک پیون نیر گیوٗ وا کی پیاس بجھاون تیر گیوٗ
مورا لال ندی میں ڈبوئے دیوٗ وہ تو ڈوبت پار گیوٗ

کوئی فاطمہؑ بی بی سے جائے کہو تورے سگرے کٹم کو ہے لوٹ لیوٗ
کوئی ایک چدریا پھٹی نہ دیوٗ مورا بیری سیس اگھار گیوٗ

کربلا کی خاک پر کیا آدمی سجدے میں ہے

افتخار عارف

کربلا کی خاک پر کیا آدمی سجدے میں ہے
موت رسوا ہوچکی ہے زندگی سجدے میں ہے
یہ جو موجیں سر پٹختی ہیں سرِ نہرِ فرات
ایسا لگتا ہے یہاں پیاسا کوئی سجدے میں ہے
نوکِ نیزہ پر بھی ہونی ہے تلاوت بعدِ عصر
مصحفِ ناطق تہِ خنجر ابھی سجدے میں ہے
"وہ جو اک سجدہ علیؑ کا بچ رہا تھا وقتِ فجر
فاطمہؑ کا لال شاید اب اسی سجدے میں ہے"
سنتِ پیغمبرؐ خاتم ہے سجدے کا یہ طول
کل نبیؐ سجدے میں تھے اب اِک ولی سجدے میں ہے
وہ جو عاشورہ کی شب گُل ہوگیا تھا اِک چراغ
اب قیامت تک اسی کی روشنی سجدے میں ہے
حشر تک جس کی قسم کھاتے رہیں گے اہلِ حق
ایک نفسِ مطمئن اُس دائمی سجدے میں ہے
اس پہ حیرت کیا لرز اٹھی زمینِ کربلا
راکبِ دوشِ پیمبرؐ آخری سجدے میں ہے

بشکریہ سوز خواں برادران کاظم و عباس (کراچی)

*****

خدا شناسی و خود آگہی حسینؑ سے ہے

اثر ترابی (لاہور)

خدا شناسی و خود آگہی حسینؑ سے ہے
کہ آدمی بخدا آدمی حسینؑ سے ہے
جلا گیا ہے بہتر چراغ علم و عمل
جہاں میں چار طرف روشنی حسینؑ سے ہے
اصولِ دیں کا تحفظ، فروغِ دیں کی بقا
جہاں میں کل کی طرح آج بھی حسینؑ سے ہے
جہاں سے فرقِ حلال و حرام اٹھ جاتا
یہ واقفیتِ امر و نہی حسینؑ سے ہے
مٹے نہ ہم تو عزاداری کے سبب نہ مٹے
ہماری زیست کا عنوان ہی حسینؑ سے ہے
حسینؑ کے لیے جینا، حسینؑ پر مرنا
حیات و موت کی وابستگی حسینؑ سے ہے
یزیدِ عصر کو خاموش ہم نہ کر پائے
جھکی ہیں گردنیں شرمندگی حسینؑ سے ہے
زہے نصیب اثرؔ شاعرِ حسینؑ ہے تُو
تمام شہرت و عزت تری حسینؑ سے ہے

بشکریہ: شیخ ظہیر سلمان حیدری (سوز خواں/لاہور)

*****

چھوڑ کر باطل کا در تجھ پہ کھلے در سینکڑوں

طاہرؔ ناصر علی (لاہور)

چھوڑ کر باطل کا در تجھ پہ کھلے در سینکڑوں
حُرؑ تری قسمت پہ قرباں ہیں مقدر سینکڑوں
رہتے ہیں محفوظ ہر غم سے غمِ شہؑ کے طفیل
ماتمِ شبیرؑ سے آباد ہیں گھر سینکڑوں
مسکرا کر تختِ شاہی کو الٹ کر رکھ دیا
جو کیا اصغرؑ نے کرسکتے نہ لشکر سینکڑوں

صرف طاہرؔ ہی نہیں ہے ان کے غم میں نوحہ خواں
کردیئے پیدا غمِ شہؑ نے سخنور سینکڑوں

-----*****-----

رباعی

سید ذیشان حیدر ذیشان

دشوار سہی کام یہ کرنا ہوگا
حق بات پہ کل کان تو دھرنا ہوگا
جنت کے طلبگار یہ سارے سن لیں
شبیرؑ کا ماتم انہیں کرنا ہوگا

-----*****-----

نیزے پہ کر رہا تھا تلاوت سرِ امامؑ
دنیا کو معجزہ یہ دکھایا حسینؑ نے
فانوسِ حق میں شمعِ ہدایت حسینؑ ہیں
زائرؔ چراغِ کفر بجھایا حسینؑ نے

(ماخوذ از عطائے یزداں: حضرت زائرؔ لکھنوی)

-----*****-----

علامہ طالب جوہری مدظلہ

پھر نہ کسی نے بیعت مانگی، علمِ نبیؐ کے دروازوں سے
دانائی نے سارے سانچے توڑ دیئے نادانی کے

-----*****-----

قطعہ/ پیر نصیر الدین گولڑہ شریف

یہ بجا تو ہی ہدف تھا سرِ مقتل لیکن
دشمنی اصل میں تھی احمدِ مختار کے ساتھ
کرلیا مصلحتوں نے اسے پابندِ ہوس
وقت کیا خاک چلے گا تری رفتار کے ساتھ
آلِ زہراؑ کا ثنا ہے کہ ثنا خواں ہے نصیرؔ
آیئے ملتے ہیں اس شاعرِ دربار کے ساتھ

-----*****-----

حسینؑ جبکہ چلے بعد دوپہر رن کو

حسینؑ جبکہ چلے بعد دوپہر رن کو
نہ تھا کوئی کہ جو تھامے رکاب توسن کو
سکینہؑ تھامے کھڑی تھیں قبا کے دامن کو
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہِ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

پکارتے تھے حرم رو کے یاعلیؑ فریاد
تمہاری بیٹیاں جنگل میں ہوگئیں برباد
کوئی ملول کوئی نوحہ گر کوئی ناشاد
کہیں زمین پہ باقرؑ تھے اور کہیں سجادؑ
پکارتے تھے حرم شاہِ نامدار چلے
خود آپ مرنے چلے اور ہم کو مار چلے

وہ فکر و یاس کا عالم وہ بیکسی کا ہجوم
وہ سر جھکائے ہوئے شاہِ بیکس و مظلوم
وہ شورِ نالہ و ماتم وہ الوداع کی دھوم
قدم سے شاہؑ کے لپٹی ہیں زینبؑ وکلثومؑ
کبھی تڑپتے ہیں بچے کبھی بلکتے ہیں
حسینؑ یاس سے اک اک کے منہ کو تکتے ہیں

کوئی یہ کہتی ہے خواہر کو کس پہ چھوڑ چلے
کسی کا شور ہے دختر کو کس پہ چھوڑ چلے
کسی کا غل ہے کہ مضطر کو کس پہ چھوڑ چلے
کوئی پکارتی ہے گھر کو کس پہ چھوڑ چلے
مرا مریض لئے گھر کو کیا سنبھالے گا
حضور اب مرے بچے کو کون پالے گا

مراثی

ضروری نوٹ

☆ اگر اختصار مقصود ہو تو ایسے بند چھوڑے جاسکتے ہیں کہ جن پر x کا نشان بنا ہوا ہے۔

☆ اگر مختصر مرثیہ پڑھنا ہو تو وہاں پر ختم کردیں جہاں مطلع / مصرعۂ اولیٰ کے بعد ......<<<<< کا نشان بنا ہوا ہے۔ تاہم اگر مرثیے کو طول دینا ہو تو اس نشان کو نظر انداز کرکے مرثیے کو آخر / اختتام تک پڑھا جائے۔ گویا اس نشان کا مطلب یہ ہے کہ حسبِ ضرورت اس مقام پر مرثیہ ختم کردیں یا آگے بڑھ جائیں۔

☆ "اور" جہاں کھینچ کر پڑھنا ہے وہاں مد کی علامت ٓ اور جہاں و کے بغیر یعنی مختصر پڑھنا ہے وہاں ساکن "^" کی علامت موجود ہے۔

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِّ عالم نکلے

①

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِّ عالم نکلے
سَر جُھکائے ہوئے بادیدۂ پُرنم نکلے
خویش و فرزند پَرے باندھ کے باہم نکلے
رو کے فرمایا کہ اِس شہر سے اب ہم نکلے
رات سے گریۂ زہراؑ کی صدا آتی ہے
دیکھیں قسمت ہمیں کس دشت میں لیجاتی ہے

②

رُخ کیا شہؑ نے سُوئے قبرِ شہنشاہِ اَنام
بہرِ تسلیم جُھکے متصلِ بابِ سلام
اِذن پا کر جو گئے قبر کے نزدیک امام
عرض کی آیا ہے آج آخری رخصت کو غلام
یہ مکاں ہم سے اب اے شاہِ زمن چھٹتا ہے
آج حضرتؐ کے نواسے سے وطن چُھٹتا ہے

③

چَین سے سب ہیں گھروں میں مجھے ملتا نہیں چَین
سخت آفت میں ہے اب آپ کا یہ نورُالعین
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب رو کے حرم کرتے ہیں بَین
ننھے بچوں کو بھلا لے کے کدھر جائے حسینؑ
شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے
دیکھئے قبر مسافر کو کہاں ملتی ہے

④

یہ وہ دن ہیں کہ پرندے بھی نہیں چھوڑتے گھر
مجھ کو درپیش ہے اِن روزوں میں آفت کا سفر
ساتھ بچوں کا ہے اے بادشہِ جنّ و بشر
ہے کہیں قتل کا ساماں کہیں لُٹ جانے کا ڈر
تنگ جینے سے ہوں پاس اپنے بُلالو نانا
اپنی تربت میں نواسے کو چُھپالو نانا

⑤

یہ بیاں کر کے جو تعویز سے لپٹے سَرورؑ
یوں ہلی قبر کہ تھرائی ضریحِ انور
آئی تربت سے یہ آوازِ حبیبؐ داور
تیری غربت کے میں صدقے مِرے مظلوم پسر
کوئی سمجھا نہ مِری گود کا پالا تجھ کو
ہائے اعدا نے مدینے سے نکالا تجھ کو

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِّ عالم نکلے

⑥

کئی دن سے تِری مادر کو نہیں قبر میں چَین
آئی تھی شب کو مِرے پاس یہ کرتی ہوئی بَین
گھر مِرا لُٹتا ہے فریاد رسولُ الثقلینؐ
صبح کو اپنا وطن چھوڑ کے جاتا ہے حسینؑ
کہنے آئی ہوں کہ منہ قبر سے موڑوں گی میں
اپنے بچے کو اکیلا تو نہ چھوڑوں گی میں

۷

شہؑ پکارے کہ خدا حافظ و ناصر امّاں
آپ سے ہوتا ہے رخصت یہ مسافر اماں
مدتِ زیست کوئی دَم میں ہے آخر اماں
اب نہیں آس کہ آنا ہو یہاں پھر اماں
سمجھے تھے ہم لحدیں ایک ہی جا ہوویں گی
کیا قیامت ہے کہ قبریں بھی جدا ہوویں گی

۸

یہ بیاں کر کے چلے واں سے شہِؑ کون ومکاں
بے کسی چہرے پہ چھائی تھی تو آنسو تھے رواں
لوگ سَر پیٹ کے اُس دَم ہوئے یوں گریہ کُناں
پیچھے تابوت کے جس طرح سے ہو شورِ فُغاں
غل تھا اے سیدِ ذی جاہ، خدا کو سونپا
اے مدینے کے شہنشاہ، خدا کو سونپا

گھر سے جب بھرِ سفر سیدِ عالم نکلے

جاتی ہے بہار آج مدینے کے چمن سے

۱

جاتی ہے بہار آج مدینے کے چمن سے
ہے بُغض لعینوں کو شہنشاہِ زَمن سے
تنگ آئے ہیں شبیرؑ اب اعدا کے چلن سے
کرتے ہیں بیاباں کی طرف کوچ وطن سے
فرماتے ہیں یہ منزلِ آخر کا سفر ہے
مدفون مسافر ہَوں کہاں، کس کو خبر ہے

X

۲

اب میں رہِ معبود میں گھر چھوڑ رہا ہوں
آرام گہہِ خیرؐ بشر چھوڑ رہا ہوں
صغراؑ کو بھی با دیدۂ تَر چھوڑ رہا ہوں
ہر چند ہے بیمار مگر چھوڑ رہا ہوں
احباب کی فرقت کا قلق ساتھ ہے میرے
لیکن یہ مسرت ہے کہ حق ساتھ ہے میرے

۳

فرمایا یہ رُخ کرکے سُوئے قبرِ پیمبرؐ
ناناؐ مجھے روضے سے چُھڑاتے ہیں ستم گر
رہ رہ کے یہی سوچتا ہوں بادلِ مضطر
ایسا نہ ہو کٹ جائے مدینے میں مِرا سَر
خوں میرا مدینے میں جو بہہ جائے گا ناناؐ
اِس شہر کی توقیر میں فرق آئے گا ناناؐ

④

پھر سُوئے بقیعہ رُخ پُر نُور پھرایا
اشک آنکھوں سے بہنے لگے دل غم سے بھر آیا
مجرے کے لئے سَر بہ ادب اپنا جُھکایا
رو رو کے یہ خاتونِ قیامت کو سُنایا
اماں ترا گھر ہوتا ہے برباد خبر لے
سَر پیٹتی ہے زینبؑ ناشاد خبر لے

⑤

امّاں جسے تُو نے تھا بڑے ناز سے پالا
اعدا نے اُسے آج مصیبت میں ہے ڈالا
ہوتا ہے جُدا تجھ سے ترا مَنّتوں والا
اب کون کرے گا ترے مدفن پہ اُجالا
جنگل میں جو گھر جاؤں خبر لینے کو آنا
خنجر کے تلے گود میں سَر لینے کو آنا

⑥

تھرا کے پھر آواز یہ دی روحِ حسنؑ کو
بھائی نہ بُھلا دینا محبت کے چلن کو
جنگل سے چلا جاؤں جو میں نہرِ لبن کو
اعدا سے بچا لینا ذرا آکے بہن کو
اماں نے بہت چُومے ہیں ہمشیر کے بازو
باندھے نہ کوئی زینبؑ دِل گیر کے بازو

⑦

سُن کر یہ سخن کانپ گئی زینبؑ مضطر
فرمایا یہ کیا کہہ رہے ہیں سبطِ پیمبرؐ
جرأت ہے کسی کی جو تشدد کرے مجھ پَر
عباسؑ سا جرار ہے زینبؑ کا برادر
شہؑ بولے بہن اکبرؑ و عباسؑ نہ ہوں گے
اُس وقت ترے شیر ترے پاس نہ ہوں گے

⑧

عباسؑ گزر جائیں گے ہاتھ اپنے کٹا کر
ٹکڑے تنِ قاسمؑ کے پڑے ہوں گے زمیں پَر
چھد جائے گا برچھی کی اَنی سے دلِ اکبرؑ
اک تیر سے ہوجائیں گے بے جاں علی اصغرؑ
خوں عونؑ و محمدؑ کا بھی بہہ جائے گا بَن میں
بس ایک بھتیجا ترا رہ جائے گا بَن میں

⑨

غش ہوگا بھتیجا بھی ترا تپ سے زمیں پَر
ہوگا نہ کوئی دوست نہ ہمدرد نہ یاور
دوڑائیں گے گھوڑے مرے لاشے پہ ستم گر
جَل جائیں گے خیمے، تری لُٹ جائے گی چادر
سَر ننگے جو آئے گی مری لاش پہ زینبؑ
رونے بھی نہ پائے گی مری لاش پہ زینبؑ

جاتی ہے بہار آج مدینے کی چمن سے / ظہور جارچوی

جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیؐ سُوئے عراق

①

جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیؐ سُوئے عراق
تھی در و دیوار سے پیدا صدائے الفراق
جَد کے روضے پَر گئے رُخصت کو باصد اشتیاق
عرض کی نانا ستاتے ہیں مجھے اہلِ نفاق

ہوگیا دریافت یہ خط کے قرینے سے مجھے
کرتے ہیں ظالم جُدا اِس دَم مدینے سے مجھے

②

دیکھنا یہ موسمِ گرما یہ بچّے نازنیں
دھوپ کی شدت یہ ریگستاں ہے اور جلتی زمیں
اب وطن میں اپنے زندہ واپس آنے کے نہیں
آپ کا روضہ کہیں ہوگا مِرا مرقد کہیں

تفرقہ اُمّت نے ڈالا سَر بصحرا ہم چلے
فاطمہؑ صغرا رہی مرقد کے سائے کے تلے

③

اپنی اپنی جا چھپے بیٹھے ہیں سارے وَحش وطَیر
میں چلا ہوں اِس تپش میں دیکھئے اُمّت کا بَیر
یہ سفر اور ساتھ کچّا، لوگ دُشمن، ملک غیر
مجھ پہ جوگزرے سوگزرے پَر رہے بچّوں کی خیر

دیکھئے حق میں مِرے کیا مرضیٔ غفار ہے
فاطمہؑ صغرا جُدا گھر میں یہاں بیمار ہے

④

ہے سفر گرمی کا اور بچے مِرے ہمراہ ہیں
گُل سے نازک تَر کہیں یہ رشکِ مہر و ماہ ہیں
منزلوں دریا نہیں ہیں اور نہ کوسوں چاہ ہیں
در پئے تذلیل و ایذا دشمنِ بدخواہ ہیں

ہم ہیں اور غربت ہے اور خالق کی ذاتِ پاک ہے
وادیٔ وحشت ہے اور صحرائے آفت ناک ہے

⑤

مرقدِ پُر نُور سے اتنے میں آئی یہ صَدا
کیا کروں شبیرؑ دل سینے میں ٹکڑے ہوگیا
گوشۂ مرقد میں بسمل سا تڑپتا ہوں پڑا
کیا کروں کچھ بَس نہیں ہے جو رِضائے کبریا

اِس سفر میں تجھ کو چھوڑوں گا نہ اے دل خواہ میں
پیٹتا روتا چلوں گا کربلا ہمراہ میں

جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیؐ سُوئے عراق

⑥

اے مِرے لختِ جگر ایسی جگہ ہے کربلا
رنج اُٹھاتے آئے ہیں جس جا پہ خاصانِ خدا
حضرتِ آدمؑ نے ٹھوکر کھائی خوں پا سے بہا
آ گیا تھا واں تلاطم میں سفینہ نوحؑ کا

موردِ آفات وہ جا اے مِرے دل خواہ ہے
اور خصوصاً وہ جگہ تیری تو وعدہ گاہ ہے

⑦

سُن کے یہ باتیں ہوئی ہر ایک کی حالت تباہ
تھی صدائے وا حسینا نالہ و فریاد و آہ
اُس طرف ہلتا تھا گنبد اِس طرف روتے تھے شاہؑ
دَم بہ دَم مرقد پہ تھی اک یاس و حسرت کی نگاہ
ہائے جب رُخصت ہوئے قبرِ رسولؐ اللہ سے
دُور تک دیکھا کیئے مڑ مڑ کے حضرت راہ سے

⑧

رُخصتِ خیرُ البشر سے دِل ہُوا شہؑ کا فگار
آئے ماں کی قبر پَر رُخصت کو روتے زار زار
قبرِ مادر پَر جُھکا ملنے کو جب وہ بے قرار
فاطمہؑ زہرا کی تربت کانپ اُٹھی ایک بار
سارے انصارؓ و قریش اُس وقت جی کھونے لگے
مردوزن جتنے کھڑے تھے سب کے سب رونے لگے

جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیٰؐ سُوئے عراق / عزا

جب ہُوا یوسفِ زہراؑ کا سفر یثرب سے

①

جب ہُوا یوسفِ زہراؑ کا سفر یثرب سے
چاند حیدرؑ کا چلا وقتِ سحر یثرب سے
ساتھ راہی ہوئے سب خویش و پسر یثرب سے
نکلے مغموم شہِؑ جنّ و بشر یثرب سے
لحدِ ختمِ رُسلؐ، تربتِ زہراؑ چھوٹی
گھر بزرگوں کا چھُٹا، فاطمہ صغراؑ چھوٹی

②

صغراؑ کہتی تھی نہ غم کیجئے بیماری کا
پاؤں پر گرتی ہوں میں مجھ کو نہ چھوڑو لِلّٰہ
ہاتھ میں جوڑتی ہوں اے مِرے اچھے بابا
رحم کیجیے مِری حالت پہ یہ لونڈی ہو فدا
اچھی میں ہولوں تو ہوں یاں سے روانہ بابا
یا میں دنیا سے گزر جاؤں تو جانا بابا

X

③

کہہ کے یہ شاہؑ سے منہ پھیر کے وہ رونے لگی
بات سے بس نہ چلا اشکوں سے منہ دھونے لگی
یاس جانے سے ہوئی، جانِ حزیں کھونے لگی
حرمِ شاہؑ میں فریاد و بکا ہونے لگی
اُن کو آرام نہ تھا بے کس و تنہا کیلئے
منہ کو آتے تھے جگر بہنوں کے صغراؑ کیلئے

④

بولے پیشانی پہ منہ رکھ کے امامِ دو جہاں
کیا خفا ہوگئیں بابا سے تم اے راحتِ جاں
جاکے کوفے میں اگر موت نے دی ہم کو اماں
وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو بُلا لیں گے وہاں

دیر میں پہنچے سواری تو نہ گھبرانا تم
ساتھ نانی کے مِری جان چلی آنا تم

⑤

باتیں کرتے تھے یہ صغرؑا سے شہِؑ کون و مکاں
آئے جو اتنے میں ہمشکلِ رسولؐ دو جہاں
دیکھ کر بھائی کو بولی وہ بصد آہ و فغاں
آؤ بھیا علی اکبرؑ میں تمہارے قرباں

اپنا کچھ بس نہیں بابا تو ہمیں چھوڑ چلے
تم بھی کیا خواہرِ ناشاد سے منہ موڑ چلے

⑥

ہم تو مہماں کوئی دن کے ہیں نہ جاؤ بھائی
اب یقیں ہے کہ ہمیں آکے نہ پاؤ بھائی
لو مجھے زلف سمن بُو کی سُنگھاؤ بھائی
لُوں بلائیں میں ذرا پاس تو آؤ بھائی

الَمِ ہجر میں دنیا سے سفر کرتے ہیں
کوئی حسرت تو نہ رہ جائے کہ ہم مرتے ہیں

⑦

خاک پر گر کے تڑپنے لگی وہ خستہ جگر
روئے بیمار کو سینے سے لگا کر سَروَرؑ
دل جو بھر آیا سکینہؑ کا پکاری رو کر
اپنا کچھ بس نہیں اللہ نگہباں خواہر

چُھٹ کے ہم تم سے بصد رنج والم جاتے ہیں
لو بہن آکے گلے مِل لو کہ ہم جاتے ہیں

جب ہوا یوسفِ زہراؑ کا سفر یثرب سے

بشکریہ

سوز خواں پروفیسر سیّد علی ذاکر و تنظیم نقوی

پہلی منزل جو مدینے سے ہوئی سَروَرؑ کو

①

پہلی منزل جو مدینے سے ہوئی سَروَرؑ کو
یاد سب کرنے لگے فاطمہؑ مضطر کو
دردِ فرقت نے جو بے تاب کیا گھر بھر کو
کہا کبریٰؑ نے یہ بُلوا کے علی اکبرؑ کو

شاہؑ سے پوچھ کے پھر شہر میں جاؤ بھیا
دل تڑپتا ہے بہن کو مِری لاؤ بھیا

②

پاس اُس کے نہیں واں کوئی بھی نانی کے سِوا
کون اُٹھائے گا اُسے کون پلائے گا دوا
غش سے فرصت اُسے پہلے ہی نہ ہوتی تھی ذرا
آنکھ بھی اب تو نہیں کھلتی ہوگی صغراؑ

نانی اِک دَم کو جُدا اُس سے نہ ہوتی ہوں گی
بیٹھی گردن کو جُھکائے ہوئے روتی ہوں گی

③

سُن کے یہ شاہؑ سے جا کر علی اکبرؑ نے کہا
خیمے میں فرقتِ صغراؑ سے ہے اِک حشر بپا
گو، کسی بی بی کو فرصت نہیں رونے سے ذرا
حالِ کبریٰؑ متغیّر ہے مگر سب سے سِوا

حکم گر پاؤں، تو بیمار کو، دیکھ آؤں میں
مصلحت ہو تو اُسے ساتھ یہاں لاؤں میں

④

رو کے اکبرؑ سے یہ کہنے لگی بنتِ حیدرؑ
کہیو صغراؑ سے یہ تم میری طرف سے اکبرؑ
پھوپھی قربان ہو مت کھوئیو جاں رو رو کر
ہاں دُعا کیجیو اللہ سے یہ شام و سحر

کچھ نہ پردیسیوں پہ راہ میں آفت آئے
سفرِ کوفہ سے شبیرؑ سلامت آئے

⑤

سُن چکے سب کے جو اکبرؑ یہ پیامِ جانکاہ
چڑھ کے شب دیزِ فلک سَیر پہ لی شہر کی راہ
بنی ہاشم کے محلے میں جو پہنچا وہ ماہ
جاکے صغراؑ کو کسی نے یہ خبر دی ناگاہ

لو مبارک ہو کہ ہمشکلِ پیمبرؐ آیا
اب نہ رؤو تمہیں لینے علی اکبرؑ آیا

⑥

پونچھ کر آنکھوں سے آنسو لگی کہنے صغراؑ
میں نہ کہتی تھی کہ بُلوائیں گے مجھ کو بابا
آگے ڈیوڑھی کے جو گھوڑے سے اُترتے دیکھا
ہاتھ پھیلا کے کہا آؤ میں صدقے بھیا

اپنے بابا کی محبت کے میں قربان گئی
تم مجھے لینے کو آئے ہو میں پہچان گئی

۷

یہ جو اکبرؑ نے سُنا بھر کے دمِ سَرد کہا
ابھی بابا نے بُلایا نہیں تم کو صغراؑ
ہے فقط مجھ کو تسلی کو تمہاری بھیجا
اِس پہ ٹھہرا ہے بُلانا کہ تمہیں ہوئے شفا
تم کو تپ ہے یہ سفر اور ہی سامان کا ہے
ساتھ لے جانے میں نقصان تری جان کا ہے

۸

دیر تک بھائی بہن روئے گلے مِل مِل کر
عرض کی روک بھی سکتی نہیں تم کو خواہر
منتظر ہوئے گا منزل پہ تمہارا لشکر
سُن کے یہ اُس سے ہوئے آہ روانہ اکبرؑ
جس طرح ہوگئی اکبرؑ سے وہ دل گیر جُدا
ہو کسی بھائی سے اِس طرح نہ ہمشیر جُدا

پہلی منزل جو مدینے سے ہوئی سَروَرؑ کو

بشکریہ سوز خواں سیّد ظہیر حسن رضوی جارچوی

مسلمؑ کے یتیموں کو جو ملعون نے پایا

۱

مسلمؑ کے یتیموں کو جو ملعون نے پایا
پکڑے ہوئے زلفیں اُنہیں لایا لبِ دریا
رو کر کہا بچوں نے ہمیں قتل نہ کرنا
مارے گا جو ہم کو ترے کیا ہاتھ لگے گا
بیکس ہیں مسافر ہیں اور آوارہ وطن ہیں
یہ کیا ہے سزا کم کہ گرفتارِ محن ہیں

۲

کر رحم ستمگار غریبی پہ ہماری
دیوے گا صِلہ اس کا تجھے خالقِ باری
لے آنکھ نہ دِکھلا، نہیں اب کرنے کے زاری
چل کر سرِ دربار ہمیں بیچ لے ناری
بچ جائیں گے ہم خلعت و زر پائے گا ظالم
گر قتل کیا ہم کو تو پچھتائے گا ظالم

۳

یہ سُن کے بڑھا جونہی وہ کھینچے ہوئے تلوار
پہلو میں برادر کے برادر گرا اک بار
وہ سینے پہ اک طفل کے آخر ہوا اسوار
جب حلق پہ بچّے کے رکھا خنجرِ خونخوار
اک حشر بپا ہوگیا خنجر کے چلے پر
بھائی نے گلا رکھ دیا بھائی کے گلے پر

۴

اس پر بھی پسیجا نہ دل حارثِ خونخوار
سر کاٹ لیا رہ گئے روتے وہ دل افگار
اور دونوں کے تن پھینک دیئے نہر میں اک بار
دریا کی ترائی سے ہوئے ہاتھ نمودار
سر پیٹتے ہاتھوں سے پیمبرؐ نظر آئے
آغوش میں مسلمؑ کے وہ دلبر نظر آئے

اس درجہ بے قرار تھے سلطانؑ بحر و بر

①

اِس درجہ بے قرار تھے سلطانِؑ بحر و بر
نکلے تھے جب زمانۂ حج میں پئے سفر
مُڑ مُڑ کے دیکھتے تھے، سُوئے کعبہ تھی نظر
تھا رنج قلبِ شاہؑ پہ چُھٹنے کا اِس قدر
کہتے تھے وعدہ گہہ کا بڑا اشتیاق ہے
لیکن فراقِ حج بھی مِرے دل کو شاق ہے

②

مجبور ہو کے جاتا ہوں اے ربِّ ذُوالمِنَن
ورنہ میں چھوڑتا نہ مزارِ شہِؐ زمن
ماں کی لحد نہ چھوڑتا، نے مرقدِ حسنؑ
مَر کر یہیں پہ دفن جو ہوتا یہ بے وطن
ہوتا نصیب قرب، رسولِ زمنؐ کا بھی
مادر کی بھی لحد کا، مزارِ حسنؑ کا بھی

③

راضی مگر ہوں میں تری مرضی پہ اے خدا
جو جو پڑیں گے مجھ پہ مصائب اٹھاؤں گا
تیری ہی ذات پر مجھے تکیہ رہا سدا
اب تجھ سے چاہتا ہوں یہ قوت بھی کر عطا
کٹ جائے یہ بھی مرحلہ صبر و رضا کے ساتھ
میری زباں پہ شکر رہے ہر بَلا کے ساتھ

④

اِیذا ہو راہ میں کہیں یا سختیٔ سفر
ہر وقت میں تجھی پہ رہے بس مِری نظر
مطلقِ ہراس ہو نہ مجھے لاکھ ہوں خطر
ہوجائے یہ بھی تیری ہی نصرت سے جنگ سَر
حسرت یہ ہے کہ سجدے میں گردن اگر کٹے
امت کی مغفرت کی دعا میں یہ سَر کٹے

⑤

گردن صغیر کی ہدفِ تیر ہو تو کیا
نذرِ اجل جو اکبرؑ دلگیر ہو تو کیا
عباسؑ سا جری تہہِ شمشیر ہو تو کیا
نیزے کی نوک پر سرِ شبیرؑ ہو تو کیا
پیاسے شہید نہر پہ مہماں تمام ہوں
اُمت کی مغفرت کے یہ ساماں تمام ہوں

⑥

افسوس کی جگہ ہے جو ایسا ہو بادشاہ
رہنے نہ پائے گھر میں وہ اُمت کا خیر خواہ
ہر جا ہوں قتل کے لئے آمادہ روسیاہ
پائے اماں نہ خانۂ معبود میں بھی آہ
ایسے ستم ہوں جس پہ وہ مجبور کیا کرے
کیونکر نہ حج کو چھوڑ کے کرب و بلا چلے

اِس درجہ بے قرار تھے سلطانِؑ بحر و بر
(بشکریہ سوز خواں اکبر حسین زیدی و دلبرؔ زیدی)

مضطر تھے شبِ ہشتمِ ذی الحجہ کو شبیرؑ

①

مضطر تھے شبِ ہشتمِ ذی الحجہ کو شبیرؑ
تھا قصد مصمم کہ سُوئے کوفہ ہوں رہ گیر
کرتے تھے کبھی یاس سے رو رو کے یہ تقریر
اب یاں سے کہاں دیکھیئے لے جاتی ہے تقدیر
پھر کر جو وطن جائیں تو جانا نہ ملے گا
اب ہم کو بجز قبر ٹھکانا نہ ملے گا

②

تھے سبطِ نبیؐ کوچ کی تدبیر میں اُس رات
کی آ کے جو ابنِ حَنَفِیَہؒ نے ملاقات
بھائی سے بغل گیر ہوئے شاہِؑ خوش اوقات
کی عرض محمدؒ نے کہ اے قبلۂ حاجات
کوفے کی طرف جانے میں اندیشۂ جاں ہے
مکے میں مکیں ہوں کہ بزرگوں کا مکاں ہے

③

حضرت نے کہا ہوتا ہوں ناچار روانا
بھاتا ہے کسے اپنا وطن چھوڑ کے جانا
میں بیکس و مظلوم ہوں دشمن ہے زمانا
اب تو ہے مدینے میں نہ مکے میں ٹھکانا
حاسد ہے کوئی، در پئے آزار ہے کوئی
حامد ہے نہ کوئی، نہ مددگار ہے کوئی

④

منہ پھیٹ لیا سُن کے محمدؒ نے یہ تقریر
رو رو کے کہا گر ہے یہی خواہشِ تقدیر
ناموس کو چھوڑو یہیں اے حضرتِ شبیرؑ
حُرمت سے حرم میں رہیں وہ صاحبِ تطہیر
پردیس میں کیا جانیے کیا جَور و جفا ہو
ڈر ہے کہیں زینبؑ نہ گرفتارِ بلا ہو

⑤

زینبؑ کی اسیری کا سخن سنتے ہی یک بار
تھرا گیا دِل ، رونے لگے سیدِ ابرارؑ
سنتی تھی یہ تقریر جو سب زینبؑ ناچار
محمل سے محمدؒ کو پکاری بہ دلِ زار
کی تم نے سفارش مری کیا آہ برادر
بھائی سے چھڑاتے ہو مجھے واہ برادر

⑥

یہ کہہ کے جو روئی اسدُاللہ کی پیاری
ابنِ حَنَفِیَہؒ کے بھی آنسو ہوئے جاری
حضرت نے کہا بھائی سے با گریۂ و زاری
بہنیں مری قیدی ہوں یہ ہے مرضیٔ باری
کٹ کر سَرِ شبیرؑ تو نیزے پہ علم ہو
پیچھے کھلے سَر قافلۂ اہلِ حرم ہو

⑦

یہ سب تو مرے ساتھ ہیں آفت کے سفر میں
پَر فاطمہ صغرأ کو میں چھوڑ آیا ہوں گھر میں
ہے اُس کی جُدائی سے عجب درد جگر میں
ڈر ہے کہیں مرجائے نہ وہ ہجرِ پدر میں

روئے تو مِرے سَر کی قسم دیجیو بھائی
بیمار کو سینے سے لگا لیجیو بھائی

⑧

صغرأ کا سُنا نام تو بانوؑ یہ پکاری
کہہ دیجیو مادر تمہیں بھولی نہیں پیاری
بہنوں کو بھی ہے آٹھ پہر یاد تمہاری
اصغرؑ مِری گودی میں کیا کرتا ہے زاری

راتوں کو ترے غم میں نہیں سوتی ہے کبرأ
جب ذکر ترا ہوتا ہے تب روتی ہے کبرأ

مضطر تھے شبِ ہشتمِ ذی الحجہ کو شبیرؑ

—*****—

سیّد محمد رضا یاسؔ

ہے پیاسا اور لب دریا کھڑا ہے
وفا داری کی گویا انتہا ہے
نہ ہو محسوس پانی کی نمی تک
جری نے ایسے مشکیزہ بھرا ہے

بشکریہ

سوز خواں ظہور حیدر رضوی /آستانۂ رضاؔ

وطن سے چھُٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو

①

وطن سے چھُٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو
کوئی مسافرِ بے خانماں شہید نہ ہو
کسی کے گھر پہ کوئی میہماں شہید نہ ہو
شہید ہو تو وہ تشنہ دہاں شہید نہ ہو

سفر میں موت کا آنا بڑی مصیبت ہے
جو لاش دفن نہ ہو اور بھی قیامت ہے

②

ہُوا یہ ظلم زمانے میں دو غریبوں پر
وہ ایک بے کس و مضطر ہے فاطمہؑ کا پسر
اور ایک مسلمِؑ بے پَر غریب و خستہ جگر
کوئی نہ اُن کا معیں تھا نہ آپ کا یاور

قلق یہ تھا کہ شہِؑ مشرقین بھی بچھڑے
پَرائے دیس میں دو نورِ عین بھی بچھڑے

③

مقیمِ خانۂ ہانیؑ تھے مسلمِؑ پُر غم
اُنہیں بھی قتل کیا ظالموں نے ہائے ستم
یہ انقلاب یہ رنگِ دو رنگیٔ عالَم
اَماں کی فکر میں دَر دَر پھرے سفیرِ حرم

بڑھی جو پیاس بہت تھرتھرا کے بیٹھ گئے
قریبِ شب دَرِ طوعہؒ پہ آ کے بیٹھ گئے

④

مکاں سے نکلی جو طوعہؑ تو بولی گھبرا کر
کہ آپ کون ہیں بیٹھے ہیں کس لیے دَر پَر
دبی زباں سے کہا اک غریب ہوں، خواہر
پلا دے آپ مجھے بہرِ ساقیِ کوثر
یہ سُن کے نذرِ امامِؑ انام لے آئی
محل میں جاکے وہ پانی کا جام لے آئی

⑤

وہ آب پی کے بھی اُٹھے نہ جب تو اُس نے کہا
کہ پانی پی چکے اب گھر کو جاؤ بہرِ خدا
اسیر کرنے کو مسلمؑ کے پھرتے ہیں اعدا
عیال، فکر میں ہوں گے کہ رہ گئے کس جا
غضب ہے پھر جو غریبوں کے دل کو کل نہ پڑے
تلاش میں کوئی بی بی کہیں نکل نہ پڑے

8

⑥

یہ سُن کے آہ بھری اور کہا بدیدۂ تر
نہ بیٹھتے ترے دَر پَر کہیں جو ہوتا گھر
کہاں عیال، جنہیں فکر ہوگی اے خواہر
یہاں بہن ہے نہ بھائی نہ زوجہ و دختر
نہ جانے وہ بھی یونہی غم میں ہیں کہ چین سے ہیں
حسینؑ ہم سے جُدا، ہم جُدا حسینؑ سے ہیں

وطن سے چُھٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو

⑦

یہ نام سُن کے پکاری وہ عاشقِ زہرؑا
حسینؑ آپ کے کیا ہیں کہا مِرے مولا
وہ بولی نام و نسب کچھ بتایئے لِلّٰہ
کہا کہ مردِ غریبُ الوطن کا نام ہی کیا
وطن وہی ہے جہاں اہلِ بیتؑ رہتے ہیں
مجھے حسینؑ کا ادنیٰ غلام کہتے ہیں

⑧

یہ سُن کے اُس نے تڑپ کر کہا بشدتِ غم
یہ خاکسار بھی ہے اک کنیزِ شاہِؑ اُمم
چُھپاؤ مجھ سے نہ لِلّٰہ، حالِ درد و اَلم
بتادو نام، تمہیں جانِ فاطمہؑ کی قسم
کہا حرم سے جو چُھوٹا وہ بے نصیب ہوں میں
وکیلِ سبطِ نبیؐ، مسلمؑ غریب ہوں میں

وطن سے چُھٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو/نسیمؔ

(بشکریہ سوزخوانِ اہلبیتؑ سائرہ رضوی)

—*****—

حضرت شاداںؔ دہلوی

بیٹھی ہوئی دیوار اُٹھانی ہوگی
گرتی ہوئی دستار اُٹھانی ہوگی
حق بھیک نہیں جو التجا سے مل جائے
اِس کے لئے تلوار اُٹھانی ہوگی

بشکریہ

سوز خواں چوہدری ساجد حسین زیدی و ثاقب

انساں کیلئے موت ہے غم بے وطنی کا

①

انساں کیلئے موت ہے غم بے وطنی کا
جانکاہ ہے اندوہ و اَلم بے وطنی کا
صدمہ نہیں کچھ موت سے کم بے وطنی کا
آفت ہے قیامت ہے ستم بے وطنی کا

کانٹوں کے اَلم سیدِ سجادؑ سے پوچھو
ایذائے سفر مسلمؑ ناشاد سے پوچھو

②

کی سخت دَغا کوفیوں نے گھر میں بُلا کے
سب پھر گئے جن لوگوں کے دعوے تھے وفا کے
لاکھوں ہیں عدو جائیں کدھر جان بچا کے
آفت میں گرفتار ہوئے کوفے میں آ کے

یاور نہیں ہمدم نہیں غم خوار نہیں ہے
نرغے میں ہیں اور کوئی مددگار نہیں ہے

③

منہ کرکے سُوئے چرخ کہا شکر خدایا
راحت ہے یہ بندے نے جو کچھ ظلم اُٹھایا
غم یہ ہے کہ ہے دور یدُاللہ کا جایا
شبیرؑ کے ہاتھوں سے کفن ہم نے نہ پایا

دنیا سے سُوئے خلد کوئی دَم میں سفر ہے
یاں ہم یہ جو کچھ بَن گئی کیا اُن کو خبر ہے

X

④

یہ کہتے تھے مسلمؑ کہ لعینوں نے قضارا
اک سنگِ ستم اُس لبِ مجروح پہ مارا
رِیش اور گریباں میں لہو بھر گیا سارا
جب حال یہ پہنچا تو کہاں جنگ کا یارا

اعدا سے کہا دل میں ذرا رحم کو جا دو
غش آتا ہے پانی مجھے تھوڑا سا پلا دو

X

⑤

کب سنتے تھے بیکس کا سخن ظلم کے بانی
تھے قتل کی تدبیر میں وہ دشمنِ جانی
لے آئی ضعیفہ وہیں اک جام میں پانی
قسمت نے مگر بجھنے نہ دی تشنہ دہانی

سُوکھی ہوئی تھی گُل سی زباں خشک گلو تھا
اُس پانی کو منہ سے جو لگایا تو لہو تھا

X

⑥

پھینکا اُسے جب خاک پہ بادیدۂ گریاں
اک جام ضعیفہ نے دِیا پھر اُنہیں اُس آں
پینے بھی نہ پایا تھا کوئی گھونٹ وہ ذیشاں
پانی میں جُدا ہوکے گرے گوہرِ دَنداں

فرمایا کہ ثابت ہُوا پیاسے ہی مریں گے
اب ساقیٔ کوثر ہمیں سیراب کریں گے

انساں کیلئے موت ہے غم بے وطنی کا<<<<<

کوفے میں داخلہ ہے سفیرِ امام کا

①

کوفے میں داخلہ ہے سفیرِ امامؑ کا
تعظیم سے خمیدہ ہے سر خاص و عام کا
گھر گھر میں غلغلہ ہے دُرود و سلام کا
جو شخص ہے، مجسّمہ ہے احترام کا
بیعت کا قصد ہے جو امامؑ عرب کے ساتھ
مسلمؑ کے ہاتھ چومتے ہیں سب ادب کے ساتھ

②

تنہا کی جنگ دشمنوں کے دل ہلا گئی
پندرہ سَو سُورماؤں، جوانوں کو کھا گئی
ابنِ زیاد کو جو مدد کی صدا گئی
چہرے پہ رُوسیاہ کے زردی سی چھا گئی
بولا چلاؤ تیغ نہ ہاشمؑ کے شیر پر
مکر و دغا کے وار کرو اِس دلیر پر

③

آمادہ مکر پر ہوئے مکار و نابکار
کوٹھوں سے پھینکنے لگے پتھر ستم شعار
کرتے تھے دُور دُور سے تیغ و تبر کے وار
انگارے مارتے تھے کہیں چھپ کر اہلِ نار
کھا کھا کے زخم نادِ علیؑ پڑھتے جاتے تھے
مسلمؑ جہاد کرتے ہوئے بڑھتے جاتے تھے

⑦

دشمن تو کئی سَو تھے یہ بے یار و مددگار
برچھی کبھی پڑتی تھی کبھی پڑتی تھی تلوار
اندوہ پہ اندوہ تھے آزار پہ آزار
کس یاس سے اک ایک کا منہ تکتے تھے ہر بار
بازو کو ستمگار جو باندھے تھے رَسَن سے
فوارۂ خوں چھٹتا تھا ہر زخم بدن سے

⑧

القصّہ لبِ بام جو لائے اُنہیں سفاک
تر آنسوؤں سے ہوگیا مسلمؑ کا رخِ پاک
فریاد سُوئے کعبہ یہ کی با دلِ غم ناک
روحی بفداک اے پسرِ سیدِؐ لولاک
کرتا ہے سفر خلق سے غم خوار تمہارا
موقوف ہے اب حشر پہ دیدار تمہارا

انساں کیلئے موت ھے غم بے وطنی کا

——*****——

افتخارؔ عارف

وہی پیاس ہے وہی دشت ہے وہی گھرانا ہے
مشکیزہ سے تیر کا رشتہ بہت پرانا ہے

——*****——

التماسِ فاتحہ برائے

سیّد میر اصطبار حسین عرف علی کوثر

④

گرتے ہی اُن پہ کرنے لگے بد شِعار وار
افسوس ایک جسمِ حزیں پَر ہزار وار
مظلوم پَر جو ہو رہے تھے بار بار وار
غش آ گیا، سہے نہ گئے بے شمار وار
دشمن تھے گرد چاہنے والے نہ تھے قریب
ہو کر قریب گود کے پالے نہ تھے قریب

⑤

پاتے ہی حکمِ حاکمِ بد کار و بد عمل
بالائے بام لے گئے حضرت کو چند یَل
چھت سے زمیں پہ پھینک دیا آہ، سَر کے بَل
پہنچے اِدھر زمیں پہ اُدھر آ گئی اَجل
سَر نذر کر کے ابنِ زیادِ شریر کو
ملعون کھینچے پھرتے تھے لاشِ سفیر کو

کوفے میں داخلہ ہے سفیرِ امام کا / ظہورؔ جارچوی

—*****—

دردؔ اسعدیؔ

لکھی ہے دردؔ سرِ عرش داستانِ حسینؑ
پہنچ گیا ہے کہاں سے کہاں جہانِ حسینؑ!

—*****—

حنیفؔ اسعدی

کہیں سے رسم چلی! ابتدا کسی نے بھی کی!
حسینؑ صبر و تحمل کی انتہا ٹھہرے

التماسِ فاتحہ برائے
سیّد ظفر عباس ابنِ مظہر حسین نقوی

شہؑ نے جب چاند مُحَرَّم کا سفر میں دیکھا

①

شہؑ نے جب چاند مُحرم کا سفر میں دیکھا
محضرِ قتل رقم ایک سطر میں دیکھا
بَل جبینِ فلکِ ظلم سِیَر میں دیکھا
موت کو لُوٹ مچاتے ہوئے گھر میں دیکھا
سرخیِ خونِ شفق قلب کو برمانے لگی
شامِ عاشور کی تصویر نظر آنے لگی

②

اَسپ کو روک کے پڑھنے لگے رویت کی دعا
زندگی بھر سے نرالی تھی یہ حضرتؑ کی دعا
وسعتِ رِزق کا مفہوم نہ صحت کی دعا
حق سے کی عرض میں کرتا ہوں شہادت کی دعا
صبر وہ بخش کہ تا روزِ جزا دھوم رہے
حشر تک نام مِرا سیّد مظلوم رہے

③

کچھ مِرے واسطے ایسا ہو مبارک یہ ماہ
صدقے اسلام پہ ہو جاؤں مِلے عزت و جاہ
فدیۂ راہِ رِضا دے لقب اے بارِ الٰہ
خوں میں تن غرق ہو خشکی میں سفینہ ہو تباہ
قید ہوں اہلِ حرم گھر کی صفائی ہو جائے
سب ستم ہوں مگر امت کی بھلائی ہو جائے

④

قتل ہو جب مِرا لشکر نہ جلال آئے مجھے
سب عزیزوں کے کٹیں سَر نہ جلال آئے مجھے
خوں میں ڈوبے علی اکبرؑ نہ جلال آئے مجھے
تڑپے ہاتھوں پہ جو اصغرؑ نہ جلال آئے مجھے

پھول مُرجھائے مِرا شکر بجا لاؤں میں
آپ ننھی سی لحد کھود کے دفناؤں میں

⑤

نکلے ارماں جو زباں پیاس سے باہر نکلے
سامنے آنکھوں کے جانِ علی اکبرؑ نکلے
پر گِلہ منہ سے نہ اے خالقِ اکبر نکلے
تھام لوں دل جو بہن گھر سے تڑپ کر نکلے

جو ستائیں نہ ڈراؤں نہ سزا دُوں اُن کو
داغ پر داغ وہ دیں اور میں دعا دوں اُن کو

⑥

شہؑ نے فرمایا کہ محضر میں یہ اقرار بھی ہے
درجِ فردِ شہدا قاسمؑ ناچار بھی ہے
فوج کا ذکر بھی ہے نامِ علمدار بھی ہے
مرنے والوں میں علی اکبرؑ جرار بھی ہے

امتحاں کا کوئی گوشہ نہ فلک چھوڑے گا
میرا اصغرؑ بھی مِری گود میں دم توڑے گا

شہؑ نے جب چاند محرم کا سفر میں دیکھا/

نسیمؔ امروھویؒ

اے اہلِ عزا پھر الم وغم کے دن آئے

①

اے اہلِ عزا پھر اَلم و غم کے دن آئے
پھر تعزیۂ و شیون و ماتم کے دن آئے
پھر بیکسی شاہِؑ دو عالم کے دن آئے
پھر آئی قیامت، کہ محرم کے دن آئے

پھر جنّ و بشر محو ہوئے آہ و بکا میں
پھر فاطمہؑ بیتاب ہیں پیاروں کی عزا میں

②

اِس غم سے گھر آباد ہوئے اہلِ عزا کے
ہر سَمت یہ جلوے ہیں شہؑ ہر دوسَرا کے
قربان عطائے پسرِ شیرِ خدا کے
روضے سے چلے آتے ہیں گھر پر غُربا کے

اشکوں سے نہ کیوں تَر ہو گریبان ہمارا
زہراؑ کا جگر بند ہے مہمان ہمارا

③

ہوگا نہ ہُوا یوں کسی دلگیر کا ماتم
اکبرؑ کا کبھی غم، کبھی بے شِیر کا ماتم
قاسمؑ کا الم ، بازوئے شبیرؑ کا ماتم
گہ قمع کا ماتم، کبھی زنجیر کا ماتم

مصروفِ عزا قلب بھی ہے روح بھی تن بھی
روتے ہیں اُسے رو نہ سکی جس کو بہن بھی

④

وہ شاہِ ہدا جس کو لعینوں نے ستایا
وہ جس نے دَمِ ذبح بھی پانی نہیں پایا
وہ جس کی جبیں پَر نہ مصائب میں بَل آیا
وہ جس نے جواں لال کے لاشے کو اُٹھایا

وہ شبیرِ بتولِؑ عذرا سے جو پلا تھا
سجدے میں تہِ تیغِ جفا جس کا گلا تھا

⑤

وہ جس کی بہن دیکھ کے ڈیوڑھی سے یہ منظر
خیمے سے نکل آئی تھی اک بار تڑپ کر
چلاتی تھی سَر پیٹ کے وہ بے کس و مضطر
جلد آؤ کہاں ہو مِرے قاسمؑ ، مِرے اکبرؑ

عباسؑ، مِری ماں کی کمائی کو بچالو
اے عونؑ و محمدؑ مِرے بھائی کو بچالو

اے اہلِ عزا پھر الم و غم کے دن آئے / نسیمؔ امروہویؒ

بشکریہ سلام خواں سیّد اسد جہاں

—*****—

رضوی جارچوی

خُلد کے رَستوں کا اُن کو کیا پتہ
کربلا جانا نہیں، آنا نہیں

—*****—

جعفر حسین جعفرؔ

وہ در ہے سخی ابنِ سخی میرے علیؑ کا
جس در کے بھکاری ہیں شہنشاہ و غنی تک

حضرت کو ہُوا ماہ مُحَرَّم جو سفر میں

①

حضرت کو ہُوا ماہِ محرم جو سفر میں
اک داغ پڑا اور بھی صغراؑ کے جگر میں
نانی سے کہا مرتی ہوں دُوریٔ پدر میں
عاشور کی بھی عید نہ ہوگی مِرے گھر میں

کیا جانتی تھی ایسے بچھڑ جائیں گے بابا
وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ پھر آئیں گے بابا

②

کیوں نانی رجب تھا کہ سدھارے تھے سفر کو
پورے چھے مہینے ہوئے دُوریٔ پدر کو
حج کرکے پھرے اہلِ وطن خیر سے گھر کو
پھر قبلہؑ و کعبہ گئے کعبے سے کدھر کو

زہراؑ کا قمر سُوئے مدینہ نہیں آیا
اِس چاند کی رویت کا مہینہ نہیں آیا

③

پیدا ہُوئے اصغرؑ تو پیامِ اَجل آیا
افسوس کہ جھولے میں بہن نے نہ جُھلایا
بھیا کو نہ جی بھر کے گلے سے بھی لگایا
بچھڑے تو کبھی خواب میں بھی منہ نہ دِکھایا

داخل شہؑ دیں اب بھی نہ گھر میں ہوئے نانی
اصغرؑ چھے مہینے کے سفر میں ہوئے نانی

④

گرمی سے کنویں خشک ہُوئے جاتے ہیں نانی
پوچھے کوئی پردیسیوں سے تشنہ دَہانی
وہ بولی میں ڈرتی ہوں یہ کہتے ہوئے نانی
جھیلوں کا نہ سُوکھا ہو کہیں راہ میں پانی
فاقے کو جو پوچھو تو یہ ارشِ شہِؑ دیں ہے
بابا کو مِرے پیاس کی برداشت نہیں ہے

⑤

بابا پہ کٹے خیر سے یارب یہ مہینہ
اِس خدشہ سے ہر وقت پھٹا جاتا ہے سینہ
بابا سے مِرے کوفیوں کے دل میں ہے کینہ
حضرتؑ سے لڑائی کا کہیں ہو نہ قرینہ
کوفے کی طرف سے جو ہَوا آتی ہے نانی
سب کنبے کے رونے کی صدا آتی ہے نانی

حضرت کو ہُوا ماہِ محرم جو سفر میں

—*****—

وقارِ محسن

اجل کو ہوگئی آخر کو مات مقتل میں
حسینؑ بانٹ رہے تھے حیات مقتل میں
وہی کیا جو کہا تھا رسولِ اکرمؐ نے
رکھی حسینؑ نے نانا کی بات مقتل میں

بشکریہ

سوز خواں ماسٹر محمود زیدی و بشیر علوی

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِؑ والا کے ہوئے

①

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِؑ والا کے ہوئے
اور ستمگار مُزاحم لبِ دریا کے ہوئے
شاہؑ برہم یہ جفاکاروں سے فرماکے ہوئے
دشمنِ جاں مِرے گھر سے مجھے بُلواکے ہوئے
تم پیو پانی، محمدؐ کا نواسہ مرجائے
تم ہی منصف ہو، جومہماں ہو وہ پیاسا مرجائے

②

میں نہ آتا تھا، مدینے سے بُلایا تم نے
روضۂ احمدِؐ مُرسَل کو چھُڑایا تم نے
کوہ و صحرا بھی یہ دریا بھی دِکھایا تم نے
حیف ہے تارکِ دنیا کو سَتایا تم نے
رُخ اِدھر کو جو کیا میں نے تو منہ موڑتے ہو
اک دَغا پیشہ کے وعدے پہ مجھے چھوڑتے ہو

③

شاہؑ سے تب بہ دُرشتی یہ لعینوں نے کہا
مہلت اک شب کی بھلا دینے میں نقصان تھا کیا
پر ہمیں حکم ہے دریا سے اُٹھا دینے کا
جو کہ فرمائے گا حاکم اُسے لائیں گے بجا
جلد سامان کرو خیموں کے اُٹھوانے کا
آپ کا عُذر کوئی پیش نہیں جانے کا

۴

آبدیدہ ہو لعینوں سے یہ بولے شبیرؑ
آ چکے اب تو دِکھائے ہمیں جو کچھ تقدیر
کھائیں گے شوق سے تیغ و تبر و خنجر و تیر
پر خدا اِس کا ہے شاہد کہ میں ہُوں بے تقصیر
نہر سے گرمی کے موسم میں اُٹھاتے ہو مجھے
کیا ملے گا تمہیں ناحق جو ستاتے ہو مجھے

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہؑ والا کے ہوئے / ﴿﴿﴿﴿

—*****—

ہفتمِ ماہ محرم کی ہوئی جبکہ سَحر

①

ہفتمِ ماہِ محرم کی ہوئی جبکہ سَحر
اور نمازِ سَحری سے ہوئے فارغ سَروَرؑ
دی خبردار نے جمعیتِ اعدا کی خبر
شہؑ بیکس نے کہا اپنی، خدا پہ ہے نظر
آنے دو آتے ہیں جو تیغ و سپر باندھے ہوئے
بیٹھے ہیں مرنے پہ یاں ہم بھی کمر باندھے ہوئے

②

شبِ ہشتم سے نہم تک رہے سنتے یہی حال
ہر طرف سے چلے آتے ہیں اُدھر اہلِ ضلال
یاں تڑپتے تھے پڑے شاہؑ کے پیاسے اطفال
اہلِ عصمت کو تھا غم بیکسی شہؑ کا کمال
کہتے تھے سب ہیں عدو دوست نہ آیا کوئی
سبطِ احمدؐ کی مدد کرنے نہ پایا کوئی

③

صبح قتلِ شہِؑ مظلوم نمایاں ہوئی جب
اُٹھ کے سجادؑ سے کی، شاہؑ نے پوشاک طلب
منہ پہ رومال لئے روتی تھی بیٹھی زینبؑ
دوڑی کہتی ہوئی بھیا نہ کہیں کی رہی اب
گر قدم آپ نے خیمے سے نکالا بھائی
پھر رہا کون مرا پوچھنے والا بھائی

جس دم سُنی امامِ اُمم نے صدائے حُرؑ

①

جس دَم سنی امامِ اُمم نے صدائے حُرؑ
سینے پہ ہاتھ مار کے چلائے ہائے حُرؑ
رو کر کہا رفیقوں سے دیکھی وفائے حُرؑ
فرشِ عزا حرم نے بچھائی برائے حُرؑ
کھینچی جو شہؑ نے آہ، دلِ بے قرار سے
نکلیں تڑپ کے فاطمہؑ زہرا مزار سے

②

دوڑے اِدھر سے رَن کی طرف سیدِ اُمم
آئے نجف سے حیدرِؑ صفدر بچشمِ نم
آواز دی نبیؐ نے کہ حُرؑ کو لئے ہیں ہم
جس وقت پہنچے شاہؑ تو وہ توڑتا تھا دَم
سَر کاٹنے کی فکر میں جو تھے وہ ہٹ گئے
مہماں سے اپنے دوڑ کے حضرتؑ لپٹ گئے

③

زانو پہ رکھ لیا سَرِ حُرؑ اور یہ کہا
بھائی حسینؑ آیا ہے آ ہوش میں ذرا
آنکھیں قدم پہ مل کے یہ بولا وہ باوفا
مولا ہزار جان سے میں آپ پر فدا
جن کے لئے زمیں پہ ملک سَر جُھکاتے ہیں
وہ لوگ خُلد سے مِرے لینے کو آتے ہیں

④

شاہؑ رونے لگے زینبؑ کو جو دیکھا بے تاب
شہر بانوؑ نے کیا شاہؑ سے رو کر یہ خطاب
حق میں لونڈی کے ہے کیا حکم، شہِؑ عرش جناب
آپ فرمائیں تو پکڑے چلوں گھوڑے کی رکاب
یوں گوارا ہے مجھے فاقہ پہ فاقہ صاحب
آپکے دَم سے میں رکھتی ہوں علاقہ صاحب

⑤

رو کے فرمانے لگا حیدرِؑ کرار کا لال
رَن میں جب ہوئے گی کھیتی مِرے جد کی پامال
بانوؑ تجھ کو ہے عبث اپنی تباہی کا خیال
جو مِری بہنوں کا احوال وہی تیرا حال
بیوہ ہونا ہے تجھے اور مجھے بے سَر ہونا
بنتِ زہراؑ کی اطاعت سے نہ باہر ہونا

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِ والا کے ہوئے
(ہفتم ماہِ محرم کی ہوئی جبکہ سَحر)

*****

پروفیسر اقبالؔ عظیمؒ

ہے اگر اقبالؔ تم کو دعویٔ عشقِ رسولؐ
مخلصانہ مدحتِ سبطِؑ پیمبرؐ چاہیے

(بشکریہ پروفیسر سیّد مسعود الحسن/جعفر طیار سوسائٹی)

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے

علامہ عباس حیدر عابدی

محمد وصی خاں وشاعرِ اہلبیتؑ نذیر حسین شاہ کاظمی ایڈووکیٹ

باقی جو رفیقِ شہؑ دیں رہ گئے دوچار

①

باقی جو رفیقِ شہؑ دیں رہ گئے دوچار
حسرت سے اُنہیں دیکھتے تھے سیّدِ ابرار
کی بڑھ کے حبیبؑ ابنِ مظاہرؑ نے یہ گفتار
یہ پیر غلام اب ہے اجازت کا طلب گار
بندے کو بھی مرنے کی رضا دیجئے آقا
فردوس کے رستے پہ لگا دیجئے آقا

②

شبیرؑ نے سینے سے لگایا کئی باری
رُخصت جو کیا آنکھوں سے آنسو ہوئے جاری
گھبرا کے درِ خیمہ سے زینبؑ یہ پکاری
لوگو کہو میداں میں چلی کس کی سواری
اب کون بچائے گا شہِؑ جن و بشر کو
سب چھوڑے چلے جاتے ہیں زہراؑ کے پسر کو

③

یہ سنتے ہی کہرام ہُوا اہلِ حرم میں
پہونچا وہ جری شیر سا میدانِ ستم میں
کامل تھا زبس عشقِ شہنشاہِ اُمم میں
بے تاب تھا مولا کی جُدائی کے اَلم میں
سینہ تھا جری کا تبر و تیر کی جانب
پھر پھر کے نظر کرتا تھا شبیرؑ کی جانب

④

زانو پہ سَر ہے آپ کے یا شاہِ بحر و بر
محبوبِؑ کبریا ہیں اِدھر شیرِؑ حق اُدھر
ہیں کون یہ معظّمہ، پہلو میں نوحہ گر
شہؑ نے کہا کہ روتی ہیں امّاںؑ برہنہ سَر
تو حشر تک امامِ دو عالم کے ساتھ ہے
ماتم ترا حسینؑ کے ماتم کے ساتھ ہے

⑤

یہ سُن کے غیر ہوگیا اُس دَم جری کا حال
زانوئے شاہِ دیں پہ کیا حُرؑ نے انتقال
خیمے کے دَر پہ لاش کو لایا علیؑ کا لال
سب بی بیوں نے کھول دئے اپنے سَر کے بال
زینبؑ یوں روئی شہؑ کے فدائی کے واسطے
جیسے بہن تڑپتی ہے بھائی کے واسطے

جس دَم سُنی امامِ اُمم نے صدائے حُرؑ / میر انیسؒ

(بشکریہ سوز خواں مطاہر حسین و راحیل مہدی)

—*****—

التماسِ فاتحہ
برائے ایصالِ ثواب
ذاکرِ حدیثِ کسأ
مولانا سید شہنشاہ حسین رضوی
شفق اکبر آبادی

ہفتم سے تا دہم جو ہُوا قافلے کا حال

①

ہفتم سے تا دہم جو ہُوا قافلے کا حال
تحریر کر سکے یہ قلم کو نہیں مجال
رَد ہوگیا جو طاعتِ باطل کا تھا سوال
انبوہِ اشقیاء میں گھرا تھا نبیؐ کا لال
لیکن سکونِ قلب میں کوئی خلل نہ تھا
لب خشک تھے جبینِ امامت پہ بَل نہ تھا

②

زینبؑ کے لاڈلوں نے بھی جوہر دِکھا دِیئے
دو نیمچوں نے لاشوں کے پُشتے لگادیئے
جو سُورما بنے تھے وہ رَن سے بھگا دیئے
دنیا کو جانثاری کے رستے بتا دیئے
کیا جمتے پاؤں سَیلِ مظالم کی موج میں
آخر شہید ہو گئے دشمن کی فوج میں

③

زین العباد فرشِ علالت پہ بے قرار
کوئی علاج اور نہ دواؤں کا اختیار
سُوکھے لبوں پہ بس یہی آتا تھا بار بار
اے کاش اِس جہاد میں ہو جاتے ہم نثار
دو گام اُٹھ کے چلنے کے قابل نہیں ہیں ہم
دَورِ ستم بدلنے کے قابل نہیں ہیں ہم

④

پیری میں جو دِکھلائی جوانوں کی شجاعت
تھرانے لگے عضوِ بدن گھٹ گئی طاقت
دَم چڑھ گیا گرمی سے ہوئی پیاس کی شدت
دل سے کہا اب عالَمِ فانی سے ہے رُخصت
نے لشکرِ اعدا کو نہ شمشیر کو دیکھا
کس یاس سے مڑ کر رُخِ شبیرؑ کو دیکھا

⑤

سینہ چھدا تیروں سے ہُوا فرق دو پارا
رَگ رَگ جو کٹی پھر نہ رہا ضبط کا یارا
شیرازۂ اجزائے بدن کھل گیا سارا
گِرتے ہوئے گھوڑے سے یہ حضرتؑ کو پکارا
یاں آپ کا آنا مِری بخشش کی سند ہے
اے شیرِ الٰہی کے پسر، وقتِ مدد ہے

⑥

ناگاہ صفیں چیر کے آئے شہِ ذیشاں
دیکھا کہ وہ مظلوم کوئی دَم کا ہے مہماں
لاشے سے لپٹ کر یہ پکارے بصد افغاں
اے دوست مِرے تیری محبت کے میں قرباں
دِکھلادو مجھے زخم کہاں کھائے ہیں بھائی
سینے سے لپٹ جاؤ کہ ہم آئے ہیں بھائی

باقی جو رفیقِ شہؑ دیں رہ گئے دوچار/میر انیسؔ

④

گہوارۂ ربابؑ میں اصغرؑ تھے نالہ کش
تھا زرد ماہتاب کی صورت وہ ماہ وش
بچے کو چھ مہینے کے آتے تھے غش پہ غش
فریاد کر رہی تھی سکینہؑ کہ اَلعطش
سب کچھ امامؑ دیکھ رہے تھے سکون سے
تر تھی عبائے پاک شہیدوں کے خون سے

ہفتم سے تا دھم جو ہوا قافلے کا حال

⑤

آیا خیال اہلِ عرب کا ہے یہ شعار
بچوں کو دشمنوں میں نہیں کرتے ہیں شمار
شاید پسیجیں دیکھ کے اصغرؑ کا حالِ زار
بچے کو لیکے گود میں نکلے وہ ذی وقار
آواز دی کہ شام کی فوجو، ذرا سنو
اپنے نبیؐ کی آلؑ کا تم ماجرا سنو

⑥

میں کون ہوں نبیؐ کا نواسہ علیؑ کا لال
بیعت کروں میں ظلم و ستم کی ہے یہ محال
دشمن سمجھ کے مجھ سے ہو آمادۂ قتال
لیکن ہے چھ مہینے کا بچہ بہت نڈھال
اک آخری سوال ہے اِس کا جواب دو
مجھ کو نہیں تو اِس کو ہی اِک جرعہ آب دو

⑦

آیا سوالِ آب کا، اک تیر سے جواب
پیدا ہوا زمیں کی وفاؤں میں اضطراب
بے شیر کا لہو ہوا عنوانِ انقلاب
ظالم کو اپنے ظلم پہ آنے لگا حجاب
حلقوم میں صغیر کے پیکاں چبھا ہوا
مقسوم دینِ پاک پہ مہرِ لقا ہوا

⑧

دیکھا خود اپنی آنکھ سے انصار کا لہو
ریتی میں جذب پایا علمدار کا لہو
قاسمؑ کا خون، اکبرؑ خود دار کا لہو
زینبؑ کے لال، جعفرِؑ طیار کا لہو
ششماہے کا بھی گود میں خونِ گلو بہا
اتنا سکون بڑھ گیا جتنا لہو بہا

ہفتم سے تا دھم جو ہوا قافلے کا حال

—*****—

اختر ہاشمی

پیاسوں کا معجزہ یہ نہیں ہے تو پھر ہے کیا
دریا ہے پاس، ساحلِ دریا کو پیاس ہے
کامل یقیں ہے روحِ روانِ حسینیت
لیکن یزیدیت تو مکمل قیاس ہے

التماسِ سورۃ فاتحہ

برائے ایصالِ ثواب

سید نوازش علی نقوی البخاری، سیدہ حسن بانو (چاندی) اور شمیم زہرا

مسلمؑ کے لال جبکہ شہید جفا ہوئے

①

مسلمؑ کے لال جبکہ شہیدِ جفا ہوئے
دشتِ فنا سے راہیٔ ملکِ بقا ہوئے
غربت میں وہ یتیم جو نذرِ قضا ہوئے
زینبؑ بھی روئیں، شاہؑ بھی محوِ بکا ہوئے

دو تیرِ غم دلوں پہ یکایک جو چل گئے
بہرِ رضا، علیؑ کے نواسے مچل گئے

②

بیتاب ہو کے آئے وہ غازی جو ماں کے پاس
زینبؑ زبانِ حال سے بولیں بہ درد و یاس
کیوں بدحواس آئے ہو چہرے ہیں کیوں اداس
کیا دیکھ کر لڑائی کو طاری ہُوا ہراس

رَن سے پھرا ہے کون تمہارے گھرانے میں
نانا کی دھاک بیٹھی ہے سارے زمانے میں

③

کیا کیا گزر گئے شہِؑ دیں پر غم و محن
بچھڑے مسافرت میں رفیقانِ بے وطن
نذرِ خزاں ہُوا مِرے ماں جائے کا چمن
مسلمؑ کے لال مارے گئے، لُٹ گئی بہن

کس کس شہید کے لئے آنسو بہاؤ گے
اب کس کی لاش دیکھ کے مَرنے کو جاؤ گے

④

یہ ذکر تھا کہ شاہؑ، خود آئے بہن کے پاس
بیٹھیں وہ سَر جُھکا کے شہِؑ بے وطن کے پاس
بچّے بھی روئے بیٹھ کے شاہِؑ زمن کے پاس
نزدیک تھا کہ آئیں کلیجے دَہَن کے پاس

اَشکوں سے یوں دلیروں نے دامن بھگوئے تھے
سبطینؑ جس طرح غمِ زہراؑ میں روئے تھے

X ⑤

کہتے تھے شاہِؑ تشنہ دَہن، کیا کرے حسینؑ
اے بنتِ شاہِؑ قلعہ شکن، کیا کرے حسینؑ
لُٹتا ہے حسرتوں کا چمن، کیا کرے حسینؑ
لِلّٰہ کچھ بتاؤ بہن، کیا کرے حسینؑ

پوچھو تو کیوں یہ روتے ہیں کیوں "ہائے ہائے" ہے؟
روئے اِنہیں حسینؑ، تمہاری یہ رائے ہے!

X ⑥

مجھ سے پھری ہے ساری خدائی، میں کیا کروں
کیونکر لُٹاؤں تیری کمائی، میں کیا کروں
بولیں نصیب میں ہے جُدائی، میں کیا کروں
امّاں سے قول ہاری ہوں بھائی، میں کیا کروں

لِلّٰہ رد نہ کیجئے ہدیہ، فقیر کا
دیتی ہوں واسطہ میں جنابِ امیرؑ کا

۷

شہؑ نے کہا نہ روؤ بہن شور و شین سے
میرا تو چین بس ہے تمہارے ہی چین سے
دنیا بھری ہے فاطمہؑ کے نورِ عین سے
اِن کو بھی تم چھڑاتی ہو بیکس حسینؑ سے

چھٹ جائیں گے یہ لال تو سب جان کھوئیں گے
یہ ہے خوشی تمہاری تو اِن کو بھی روئیں گے

۸

بیٹی نے فاطمہؑ کی کیا شکرِ کردگار
تسلیم کرکے شہؑ کو اُٹھے دونوں گلعذار
زینبؑ نے بڑھ کے زُلفیں سنواریں بصد وقار
باندھے عمامے صاف کیا چہروں کا غُبار

جانبازوں نے کمر جو کَسی جھوم جھوم کے
مادر بلائیں لینے لگی منہ کو چُوم کے

۹

بولیں کہ جاؤ حشر بپا کرکے آئیو
ستھراؤ کرکے خوں میں صفیں بھر کے آئیو
منہ پھیر کے نہ سامنے مادر کے آئیو
شمرِ شقی کو مار کے یا مَر کے آئیو

پہرا ہو چاہے لاکھ سپاہِ کثیر کا
خنجر تو بڑھ کے چھین ہی لینا شریر کا

۱۰

مَر کے جو آؤ گے تو صدا دُوں گی میں تمہیں
کوثر امامِ دِیں سے دِلا دوں گی میں تمہیں
رو رو کے میتوں پہ دعا دوں گی میں تمہیں
بہرِ کفن خود اپنی رِدا دوں گی میں تمہیں

اے دلبرانِ جعفرؑ طیار الوداع
بچے پکارے مادرِ غمخوار الوداع

مسلمؑ کے لال جبکہ شہید جفا ہوئے / نسیمؔ امروہویؒ

—*****—

رن میں زینبؑ کی جو آغوش کے پالے آئے

۱

رَن میں زینبؑ کی جو آغوش کے پالے آئے
دونوں کس شان سے ہتھیار سنبھالے آئے
گھوڑے چمکاتے ہلاتے ہوئے بھالے آئے
قتل کرنے کو سواروں کے رِسالے آئے
جا پڑے شیر چمکتی ہوئی تلواروں میں
گھِر گئے دونوں جری لاکھ ستمگاروں میں

۲

کہاں دو طفل صغیر اور کہاں لاکھ عدو
لڑے اِس درجہ کہ شل ہوگئے دونوں بازو
برچھیاں ماریں لعینوں نے جو پاکر قابو
ڈگمگانے لگے رہواروں پہ وہ تشنہ گلو
مثلِ گُل ڈوب گئے خون میں جامے اُن کے
منہ پہ سہرے ہوئے کٹ کٹ کے عمامے اُن کے

۳

ضعف سے ہَرنے پہ جُھک جُھک کے جو سنبھلے کئی بار
غل مچانے لگے میدان میں تب ظلم شِعار
لو مبارک ہو کہ مارے گئے یہ سینہ فگار
گرتے ہیں گھوڑوں سے حضرت کی بہن کے دلدار
ٹکڑے ٹکڑے ہیں بدن زخم بہت کھائے ہیں
پاؤں دونوں کے رکابوں سے نکل آئے ہیں

۴

دی یہ حضرت نے صدا تھام کے ہاتھوں سے جگر
چار آنکھیں مری تم سے نہیں ہوتیں خواہر
اہلِ کیں رن میں یہ غل کرتے ہیں خوش ہو ہو کر
ٹکڑے تیغوں سے ہوئے زینبؑ بیکس کے پسر
نہیں معلوم وہ نرغے میں کہاں ہیں خواہر
بھانجے آنکھوں سے ماموں کی نہاں ہیں خواہر

۵

ابھی زینبؑ سے یہ کہتے تھے شہِؑ کرب و بلا
اور کھڑی ہاتھوں سے سَر پیٹتی تھی وہ دُکھیا
اتنے میں بھانجوں کی آئی یہ حضرتؑ کو صدا
لو غلاموں کی خبر اے خلفِ شیرِ خدا
تن سے ہم دونوں کے سَر کٹنے کی تیاری ہے
اے مددگارِ جہاں، وقتِ مددگاری ہے

۶

یہ صدا سنتے ہی دوڑے گئے رن میں شہِؑ دیں
نہ فلک سُوجھتا تھا اور نہ آنکھوں سے زمیں
مِیاں سے تیغ جو لی ہٹ گئے آگے سے لعیں
خوں میں غلطاں نظر آئے اُنہیں وہ ماہ جبیں
خاک پر گر کے بصد درد پکارے شبیرؑ
ہائے اے بھانجو قربان تمہارے شبیرؑ

⑦

کبھی گھبرا کے محمدؑ کے قریں جاتے تھے
عونؑ کے پاس کبھی روتے ہوئے آتے تھے
خوں بھری زلفیں کبھی چہرے سے سَرکاتے تھے
زخمی بازو کو ہلا کر کبھی چونکاتے تھے

کبھی چِلّاتے تھے کیوں غش میں ہو تسلیم کرو
اُٹھو اے بھانجو ہم آئے ہیں تعظیم کرو

⑧

سُن کے ماموں کی صدا ہوش میں دونوں آئے
دیکھ کر شاہؑ کا منہ قدموں پہ سر نیوڑھائے
بھر کے اشک آنکھوں میں یہ بات زباں پر لائے
شکر صد شکر کہ حق نے یہ قدم دِکھلائے

کوئی حسرت نہ رہی اے شہِؑ مرداں ہم کو
ماں سے ملنے کا فقط رہ گیا ارماں ہم کو

رن میں زینبؑ کی جو آغوش کے پالے آئے

—*****—

ثاقبؔ مظفر پوری

جب فشارِ وقت سے انسان گھبرا جائے ہے
کربلا بے ساختہ ایسے میں یاد آجائے ہے
اک تبسم سے علی اصغرؑ نے یوں حملہ کیا
اب یزیدی فوج سے ٹھہرا نہ بھاگا جائے ہے

بشکریہ

سوز خواں ثاقب، مختار و منصور زیدی / خیرپور

جب زخم کھا کے بنتِ علیؑ کے پسر گرے

①

جب زخم کھا کے بنتِ علیؑ کے پسر گرے
جلتی زمیں پہ تشنہ جگر خوں میں تَر گرے
غل پڑ گیا کہ خاک پہ رشکِ قمر گرے
سُن کر حسینؑ قلب و جگر تھام کر گرے

عباسؑ دل پہ داغِ الم کھا کے رہ گئے
جعفرؑ کے پھول دشت میں مُرجھا کے رہ گئے

②

باجے بجے سپاہِ عدو میں جو ایک بار
ڈیوڑھی پہ آکے کہہ گئے اکبرؑ بحالِ زار
اے بی بیو، مری پھوپی اماں سے ہوشیار
گُرزوں سے فرقِ عونؑ و محمدؑ ہوئے فگار

آئے تھے ہم بھی صرف خبر کے سنانے کو
جاتے ہیں شہؑ غریبوں کے لاشے اُٹھانے کو

③

خیمے میں یاں تڑپتی رہیں زینبؑ حزیں
لاشوں پہ بھانجوں کے وہاں پہنچے شاہِؑ دیں
دیکھا کہ غش ہیں خاک پہ دونوں وہ مہ جبیں
بہتا ہے خون، بات کی طاقت ذرا نہیں

ڈھالیں گری ہیں چُھٹ کے دلیروں کے ہاتھ سے
قبضے مگر چُھٹے نہیں شیروں کے ہاتھ سے

زینبؑ جو ننگے پاؤں کھڑی تھی قریبِ در

①

زینبؑ جو ننگے پاؤں کھڑی تھی قریبِ دَر
عباسؑ جاکے دیتے تھے یہ دَم بہ دَم خبر
روئیں نہ اب حضور، مُہم ہوچکی ہے سَر
لاکھوں سے لڑ رہے ہیں غضب، آپ کے پسر
زور آج پھر دِکھا دیا خیبر کشائی کا
اب تو اُنہی کے ہاتھ ہے میداں لڑائی کا

②

یہ ذکر تھا کہ بھائی کو حضرت نے دی صدا
عباسؑ آؤ گھر گئے زینبؑ کے دل رُبا
دوڑے صدا یہ سنتے ہی عباسؑ باوفا
اُٹھائے راہ میں علی اکبرؑ نے یہ کہا
زندہ رکھا فلک نے، پہ آنسو بہانے کو
چلئے حضور جاتے ہیں لاشے اُٹھانے کو

③

پیاری بہن کے بیٹوں کا دیکھا جو شہؑ نے حال
تَن چاک چاک ہے، گُلِ صد بَرگ کی مثال
اُلجھے ہیں پیچ کھائے ہوئے گیسوؤں کے بال
اودے ہیں ہونٹ چاند سے چہرے لہو سے لال
ماتھے ہیں شق سَروں سے عمامے بھی دُور ہیں
سب چھوٹی چھوٹی پسلیاں تیغوں سے چُور ہیں

④

شانے ہلا ہلا کے پکارے شہِؑ ہُدا
ماموں نثار ہوش میں آؤ تو اک ذرا
کچھ حالِ دل سناتے ہوئے جاؤ میں فدا
یہ سُن کے دونوں شیروں نے کیں آنکھیں نیم وا
دیکھا رُخِ امامؑ تو گھبرا کے رہ گئے
یاد آگئی وہ بات کہ تھرا کے رہ گئے

⑤

مولا نے پیار سے کہا ہیں ہیں، یہ کیا کیا
لرزاں ہیں جسم کس کا تمھیں ڈر ہے میں فدا
شہؑ کے قدم پکڑ کے پکارے وہ مہ لقا
دھڑکا ہمیں یہ ہے کہیں امّاں نہ ہوں خفا
زحمت ہوئی امامِ فلک بارگاہ کو
سمجھیں نہ وہ کہ ہم نے بُلایا ہے شاہؑ کو

جب زخم کھاکے بنتِ علیؑ کے پسر گرے/ نسیمؔ امروہوی

—*****—

اعجازؔ رحمانی

اے چارہ گرو خاکِ نجف ڈھونڈھ کے لاؤ
تم سے مِرے زخموں کا مُداوا نہیں ہوگا

نصیرؔ ترابی

یم فرات رواں ہے میانِ دیدۂ و دل
نہ دامنوں کو خبر ہے نہ آستینوں کو

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے سردار بیگم بنتِ اعظم حسین جعفری

④

چلائے گردنوں کے تلے ہاتھ دے کے شاہؑ
منہ سے مِلاؤ منہ کہ مِرا حال ہے تباہ
آنکھوں میں دَم تھا بولتے کیوں کر وہ رشکِ ماہ
روتے تھے نبض دیکھ کے عباسؑ عرش جاہ
دنیا سے کُوچ کرتے تھے بچّے پلے ہوئے
ہاتھوں میں تھے حسینؑ کے منکے ڈھلے ہوئے

⑤

کچھ کچھ ابھی تھا دَم کہ اُنہیں لے چلے امامؑ
اک لاش کو تو آپ لئے تھے شہِؑ انام
اور ایک لاش ، حضرتِ عباسؑ نیک نام
خیمہ تھا سامنے کہ بِضاعت ہوئی تمام
جیتے نہ پہنچے ہائے غضب خیمہ گاہ میں
دونوں صغیر مرگئے اُثنائے راہ میں

⑥

چلّائے رو کے حضرتِ عباسؑ نامور
چھوٹا تمام ہوگیا یا شاہِ بحر و بَر
حضرت پکارے ہاتھ کلیجہ پہ مار کر
ہے ہے بڑا بھی مرگیا ویراں ہُوا یہ گھر
ماں منتظر ہے بال پریشاں کئے ہوئے
کس منہ سے جاؤں خیمے میں لاشے لئے ہوئے

زینبؑ جو ننگے پاؤں کھڑی تھی قریبِ دَر

رخصت ہُوا حسینؑ سے جب نوجواں پسر

①

رخصت ہُوا حسینؑ سے جب نوجواں پسر
کچھ دور ساتھ ساتھ چلے شاہِؑ بحر و بر
تاریک تھا زمانہ کچھ آتا نہ تھا نظر
پٹّی بندھی تھی شفقتِ فطری کی، آنکھ پر
ہر رکن کی تھی فکر شہِؑ مشرقین کو
روحِ خلیلؑ دیکھ رہی تھی حسینؑ کو

②

لڑتا رہا جوان پسر دیکھتے رہے
تنہا پہ سینکڑوں کی نظر دیکھتے رہے
بارانِ تیغ و تیر و تبر دیکھتے رہے
دل تھر تھرا رہا تھا مگر دیکھتے رہے
اکبرؑ پہ وار پڑتے تھے جب فوجِ شام کے
رہ جاتے تھے حسینؑ کلیجے کو تھام کے

③

حسرت سے رَن میں جنگِ پسر دیکھتے تھے شاہؑ
زینبؑ کھڑی تھیں خیمے کے دَر پَر بہ اشک و آہ
دل پَر تھے ہاتھ چہرۂ شبیرؑ پر نگاہ
پڑھتی تھیں رُوئے شاہؑ میں احوالِ رزم گاہ
جب دیکھتی تھیں بھائی کو خوش، مسکراتی تھیں
پڑتی تھی جب جبیں پہ شکن، کانپ جاتی تھیں

④

ہاتھوں سے دل کو تھام کے رَن کی طرف چلیں
جاتے تھے لڑکھڑاتے اُدھر خود بھی شاہِ دیں
دَم توڑتا تھا رَن میں جہاں اکبرِؑ حزیں
زینبؑ وہاں حسینؑ سے پہلے پہنچ گئیں
آئے نظر جو زخم تنِ پاش پاش پر
تیورا کے گر پڑیں علی اکبرؑ کی لاش پر

⑤

خیمے میں لاش آئی تو محشر ہُوا بپا
لیلیٰؑ بس اتنا کہہ سکیں آقا یہ کیا ہوا
عابدؑ تھے غش میں چونک پڑے ہوش آ گیا
دیکھی جو لاش ہوگئے پھر غش میں مبتلا
مُڑ کر نظر مریض پہ ڈالی حسینؑ نے
کچھ سوچ کر نگاہ چرالی حسینؑ نے

⑥

شاید دیارِ شام کا منظر نظر میں تھا
زخمی گلے کے طوق کا لنگر نظر میں تھا
مظلوم قیدیوں کا مقدر نظر میں تھا
بے آسرا بہن کا کھلا سَر نظر میں تھا
بازو پہ رسّیوں کی گِرہ گڑتی جاتی تھی
کوڑوں کی سائیں سائیں کی آواز آتی تھی

رخصت ہُوا حسینؑ سے جب نوجوان پسر /

شاہد نقوی

اکبرؑ کی لاش جبکہ نہ پائی حسینؑ نے

①

اکبرؑ کی لاش جبکہ نہ پائی حسینؑ نے
ٹھوکر ہر ایک گام پہ کھائی حسینؑ نے
گر کر زمیں پہ خاک اُڑائی حسینؑ نے،
دل تھام کر یہ بات سُنائی حسینؑ نے
آنکھوں سے سُوجھتا نہیں مجھ دلِ مَلول کو
اے ظالمو، دِکھادو شبیہِ رسولؐ کو

②

کیونکر دِکھاؤں تم کو جو دِل کا ہے میرے حال
مہماں کے رنج و غم کا تمہیں چاہیئے خیال
بازو پکڑ کے لے چلو جس جا ہے میرا لال
غربت پہ میری رحم کرو بہرِ ذُوالجلال
مضطر ہوں شکل اِس کی دِکھادو حسینؑ کو
فرزندِ نوجواں سے مِلادو حسینؑ کو

③

اے فوجِ ظلم بانوؑ کے دلبر کو کیا کیا
بیکس کو تشنہ کام کو بے پَر کو کیا کیا
اے ظالمو، شبیہِ پیمبرؐ کو کیا کیا
مِلتا نہیں پَتہ، علی اکبرؑ کو کیا کیا
رَستہ تو دو بتا کہ بھٹکتا ہوں راہ میں
کس نے گرادیا میرے یوسفؑ کو چاہ میں

④

ملتا نہیں ہے لاشۂ فرزند اے کریم
ہے جانِ ناتواں پہ عجب صدمۂ عظیم
غلطاں ہے کس زمیں پہ مرا گوہرِ یتیم
بیکس پہ رحم کر کہ تری ذات ہے رحیم
پھر دیکھ لوں اِن آنکھوں سے اُس نورِ عین کو
بچھڑے ہوئے پسر سے ملا دے حسینؑ کو

اکبرؑ کی لاش جبکہ نہ پائی حسینؑ نے

—*****—

شہابؔ کاظمی

شہابؔ ہم نے کیا ہے یہ جرم دانستہ
جو سَر کہیں نہ جھکے بس انہیں سلام کیا

(بشکریہ سیّد شاکر حسین رضوی جارچوی)

—*****—

سمیعؔ نقوی

معراج کی شب جو ترے قدموں سے اُڑے تھے
وہ نور کے ذرّے ہیں فضاؤں میں ابھی تک

—*****—

ذاکر و شاعرِ آلِ عمران
شوکت رضا شوکتؔ

مایوس و گنہ گار زمانے کو بتادو
بخشش کے تصور سے بنا جسمِ محمدؐ
عصیاں کی معافی جسے مطلوب ہو شوکتؔ
وہ شام و سحر چوما کرے اسمِ محمدؐ

التماسِ سورۃ فاتحہ

برائے قائدِ اعظم محمد علی جناح

پہنچے پسر کی لاش پہ جب شاہؑ بحر و بر

①

پہنچے پسر کی لاش پہ جب شاہِؑ بحر و بر
اکبرؑ پکارے اچھا، خدا حافظ اے پدر
ہچکی جو آئی تھام لیا ہاتھ سے جگر
انگڑائی لے کے رکھ دیا شہؑ کے قدم پہ سَر
آباد گھر لُٹا شہِؑ والا کے سامنے
بیٹے کا دَم نکل گیا باباؑ کے سامنے

②

زینبؑ نے دی صدا مرا پیارا ہے کس طرف
اے آسماں وہ عرش کا تارا ہے کس طرف
اے ابرِ شام، چاند ہمارا ہے کس طرف
اے ارضِ کربلا وہ سِدھارا ہے کس طرف
ہے ہے سِناں سے جان گئی میہمان کی
میّت ہے کس طرف مرے کڑیل جوان کی

③

اے خوش جمال گیسوؤں والے، کہاں ہے تو
ہے ہے مری غریبی کے پالے، کہاں ہے تو
واری کہاں لگے تجھے بھالے، کہاں ہے تو
کیوں کر پھوپھی جگر کو سنبھالے، کہاں ہے تو
اٹھارواں برس ہے کہ موت آ گئی تجھے
اے نورِ عین کس کی نظر کھا گئی تجھے

④

خیمے میں یاں تڑپتی تھی وہ سوختہ جگر
سب بی بیاں بھی محوِ بکا تھیں برہنہ سر
نکلیں جو بے حواس اِدھر سے وہ نوحہ گر
آئے اُدھر سے لاش لئے شاہِ بحر و بر
دیکھا لہو رواں جو تنِ پاش پاش سے
سیدانیاں لپٹ گئیں اکبرؑ کی لاش سے

پہنچے پسر کی لاش پہ جب شاہؑ بحر و بر/میر انیسؔ

*****

چھٹا جو شاہؑ سے پیری میں نوجواں فرزند

①

چھٹا جو شاہؑ سے پیری میں نوجواں فرزند
حسین و خوش قد و خوش رُو و خوش بیاں فرزند
سعید و عابد و ذی جاہ و رتبہ داں فرزند
پدر کے تن کی تواں سارے گھر کی جاں فرزند
بہار جس کی نہ دیکھی خزاں وہ باغ ہُوا
قیامت آگئی گھر شہؑ کا بے چراغ ہُوا

②

بدن سے جان چلی جسم تھرتھرانے لگا
پسینہ آ گیا جی شہؑ کا سنسنانے لگا
پسر جہاں سے چلا تن سے زور جانے لگا
چلے جو رَن کو تو ہر گام پَر غش آنے لگا
کبھی اُٹھے تو کبھی کر کے آہ بیٹھ گئے
جگر میں درد یہ اُٹھا کہ شاہؑ بیٹھ گئے

③

تھا جو درد پکارے کہ ہائے ہائے پسر
ہزار حیف جئیں ہم، جہاں سے جائے پسر
یہ کیا کہ ہم تلک آتی نہیں صدائے پسر
پدر کی زیست کہاں جب نظر نہ آئے پسر
پسر کے داغ نے خنجر گلے پہ پھیرا ہے
چراغ جس میں نہ ہووے وہ گھر اندھیرا ہے

④

خبر نہیں کہ تڑپتے ہو تم کہاں بیٹا
ہماری آنکھوں میں اندھیر ہے جہاں بیٹا
جُدا نہ ہو کبھی ماں باپ سے جواں بیٹا
پدر پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسماں بیٹا

یہ داغ عالم پیری میں دے گئے ہم کو
گلہ یہ ہے کہ نہ ہمراہ لے گئے ہم کو

⑤

یہ بَین کرتے ہوئے رَن میں پہنچے جب شہِؑ دیں
تلاش کی پہ نہ بیٹے کی لاش پائی کہیں
ستم گروں کو پکارے کہ تاب مجھ کو نہیں
بتاؤ جلد کہاں ہے ہمارا ماہ جبیں

پدر کی گود کے پالے کو کیا کیا تم نے
ہمارے گیسوؤں والے کو کیا کیا تم نے

⑥

یہ سُن کے شاہؑ سے بولے وہ ظلم کے بانی
کسے بتائیں کہاں ہے وہ یوسفِ ثانی
دَمِ اخیر بھی اُس کو نہیں دیا پانی
ملے گی لاش نہ اب اے رسولؐ کے جانی

چھدا ہے جس کا جگر وہ پسر تمہارا ہے
ابھی تو نیزے سے اُس نوجواں کو مارا ہے

⑦

کہا امام نے سَر پیٹ کر بحالِ تباہ
نہ گزرا خیر سے اٹّھارواں بَرس واللہ
سِدھارا برچھی کا پھل کھا کے اکبرؑ ذی جاہ
تڑپ کے لاش پہ بیٹے کی ہم نہ مرگئے آہ

دَمِ اخیر وصیت بھی کچھ نہ کی بانوؑ
ہماری گود میں اکبرؑ نے جان دی بانوؑ

⑧

یہ سُن کے بانوئے بیکس پچھاڑیں کھانے لگی
سکینہؑ لاش پہ بھائی کے بلبلانے لگی
سَر اپنا کھول کے زینبؑ بھی خاک اُڑانے لگی
صدائے شیون و ماتم فلک پہ جانے لگی

پڑے تھے خاک پہ کھائے سِناں علی اکبرؑ
حرم میں شور تھا ہے ہے جواں علی اکبرؑ

چُھٹا جو شاہؑ سے پیری میں نوجواں فرزند

*****

نفیسؔ فتح پوریؔ

برباد اِنؑ کا گھر ہُوا اُمت کے واسطے
امت کے دل پہ قبر بھی اِنؑ کی گراں ہوئی

(بشکریہ شاعرِ اہلبیتؑ عادل فتح پوری)

*****

التماسِ فاتحہ برائے جملہ شہداء و مرحومین بالخصوص
شہداء باب العلم، شہداء جعفر طیار اور شہداء مسجدِ حُر

جب دلبرِ زہراؑ کی شہادت کا دن آیا

①

جب دلبرِ زہراؑ کی شہادت کا دن آیا
پردیس میں مہماں کو لعینوں نے ستایا
انصار سے بھائی سے بھتیجے سے چھڑایا
مظلوم نے صبرِ اسدُ اللہ دکھایا

سقّے کو ترائی میں سسکتے ہوئے دیکھا
ماتم میں سکینہؑ کو بلکتے ہوئے دیکھا

②

اکبرؑ بھی چلے رَن کو دلِ شاہِ ہُدا بھی
شبیرؑ بھی دیکھا کیے، وہ ماہ لقا بھی
میدان میں نعرے بھی کیے اور وَغا بھی
ہر زخم پہ کی بخششِ اُمت کی دعا بھی

ناگاہ اُٹھا شور یہ افلاک کے اوپر
لو گر گئی تصویرِ نبیؐ خاک کے اوپر

③

سینے پہ سِناں کھا کے گرا بانوؑ کا پیارا
خیمے کی طرف دیکھ کے بابا کو پکارا
یا شاہِ ہُدا آخری مُجرا ہو ہمارا
اب عازمِ فردوس ہے مشتاقِ نظارا

گو نیزے کا پھل رشتۂ جاں کاٹ چکا ہے
لیکن پئے دیدار دَم آنکھوں میں رُکا ہے

④

اے سیدِؑ ابرار، خدا حافظ و ناصر
رُخصت ہے یہ ناچار، خدا حافظ و ناصر
کنبے کے عزادار، خدا حافظ و ناصر
ڈیوڑھی سے خبردار، خدا حافظ و ناصر

ڈر ہے نہ مرے غم میں تڑپ کر نکل آئیں
اَمّاں نہ کہیں خیمے سے باہر نکل آئیں

⑤

جاتے تھے کبھی داہنی جانب شہِؑ صفدر
گھبرا کے کبھی بائیں طرف مُڑتے تھے سَروَرؑ
تھرا کے سنبھلتے تھے کبھی کھاتے تھے ٹھوکر
گرتے تھے کبھی راہ میں دامن سے اُلجھ کر

رخ زرد تھا اور گیسوؤں میں خاک بھری تھی
عمّامہ لٹکتا تھا قبا ڈھلکی ہوئی تھی

⑥

مقتل میں ہر اک لاش پہ جُھک جاتے تھے سَروَرؑ
بُو سونگھ کے کہتے تھے یہ میرا نہیں دلبر
ناگاہ ملے خاک پہ غش میں علی اکبرؑ
دل تھام کے شہؑ بولے یہ شانے کو ہلا کر

دلبندِ رسولُ الثقلین آیا ہے بیٹا
تعظیم کو اُٹھو کہ حسینؑ آیا ہے بیٹا

(۷)

بابا کی صدا سُن کے ذرا ہوش جو آیا
تسلیم کو خود اُٹھ نہ سکے ہاتھ اُٹھایا
یارائے سخن دردِ جگر سے جو نہ پایا
حسرت کی نگاہوں سے یہ ارمان سُنایا
ہنگامِ وصیت ہے اَجل سَر پہ کھڑی ہے
بولا نہیں جاتا کہ سِناں دل میں گڑی ہے

(۸)

شہؑ بولے اشارے کو میں سمجھا مِرے دلدار
نیزہ تِرے سینے سے نکالے گا یہ ناچار
کیا کام لیا باپ سے آ اے مِرے جرار
منہ پھیر کے پھر خاک پہ بیٹھے شہِؑ ابرار
اک آہ جو فرزند جواں کھینچ کے تڑپا
صابر بھی کلیجے سے سِناں کھینچ کے تڑپا

جب دلبرِ زہراؑ کی شہادت کا دن آیا

(۹)

میت سے اُٹھے شاہِؑ ہُدا سَر کو جُھکائے
سمجھا کے بہن کو حرمِ پاک میں لائے
پھر لاش اُٹھانے کے لئے دشت میں آئے
دشمن کو بھی اللہ یہ منظر نہ دِکھائے
دلبند کلیجے پہ سِناں کھائے پڑا تھا
بالیں پہ جگر تھامے ہوئے باپ کھڑا تھا

(۱۰)

ریتی پہ وہ میت تھی کہ احمدؐ کی نشانی
کہتے تھے لبِ خشک کہ پایا نہیں پانی
ماتم کوئی کرتا تھا نہ واں مرثیہ خوانی
ارمان بھرے لاشے پہ روتی تھی جوانی
دیکھے یہ سماں کوئی تو کس طرح کل آئے
شبیرؑ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے

جب دلبرِ زہراؑ کی شہادت کا دن آیا/نسیمؔ امروہوی

—*****—

جاویدؔ منظر

کربلا حق و صداقت کا صلہ دیتی ہے
جو بھٹکتے ہیں اُنہیں راہ دکھا دیتی ہے
ہم گدائے درِ اولادِ علیؑ ہیں منظر
یہ گدائی ہمیں ہر دکھ کی دوا دیتی ہے

(بشکریہ سوز خوان و خطیب کاشف حسین زیدی و اظہر رضا برادران)

—*****—

واقفِ شانِ امامت ہے علیؑ کی شمشیر

سیّد عارفؔ امام

واقفِ شانِ امامت ہے علیؑ کی شمشیر
کاشفِ سِرّ ہلاکت ہے علیؑ کی شمشیر
قاطعِ رسمِ جہالت ہے علیؑ کی شمشیر
بس عدالت ہی عدالت ہے علیؑ کی شمشیر
نسب و نام کی گتھی کو یہ سلجھاتی ہے
صُلب میں اِس کی نظر دور تلک جاتی ہے

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اُٹھا لائے حسینؑ

①

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اُٹھا لائے حسینؑ
نوجواں کو صفِ اوّل سے اُٹھا لائے حسینؑ
چاند کو شام کے بادل سے اُٹھا لائے حسینؑ
جاں بلب شیر کو جنگل سے اُٹھا لائے حسینؑ

دی صدا لاشِ پسر آن کے لے جا بانوؑ
چھد گیا برچھی سے اکبرؑ کا کلیجہ بانوؑ

②

دیکھ لے آخری دیدار پسر مرتا ہے
سامنے آنکھوں کے یہ نورِ نظر مرتا ہے
اب کوئی دَم میں ترا رشکِ قمر مرتا ہے
منہ سے باہر ہے زباں تشنہ جگر مرتا ہے

دَم ہے سینے میں رُکا زخموں سے خوں جاری ہے
ہائے بانوؑ ترا گھر لٹنے کی تیاری ہے

③

پہنچی خیمے میں جو حضرتؑ کی یہ پُر درد صدا
مُضطرب ہوگئی ناموسِ رسولؐ دوسَرا
کہا چلا کے سکینہؑ نے کہ ہے ہے بھیا
فضہؑ دوڑی سُوئے دَر پھینک کے سَر پَر سے رِدا

پہنچی زینبؑ مُضطر نکل آئی باہر
بانوؑ گھبرا کے کھلے سَر نکل آئی باہر

④

شاہؑ کے کاندھے پہ دیکھا علی اکبرؑ کو نڈھال
ہاتھ پھیلا کے یہ چلائی کہ ہے ہے مِرے لال
کیا غضب ہوگیا اے بادشہِ نیک خصال
راس آیا نہ مِرے بچّے کو اٹھاروا‌ں سال

ٹکڑے تیغوں سے بدن ہوگیا سارا ہے ہے
کون تھا جس نے مِرے شیر کو مارا ہے ہے

⑤

رو کے بانوؑ سے یہ فرمانے لگے سَرورِ دیں
سَر نہ پیٹو ابھی زندہ ہے مِرا ماہ جبیں
سانس آتی ہے پہ ہر دَم ہے دَمِ باز پسیں
کوچ اِنکا بھی ہے اور ہم بھی ہیں مرنے کے قریں

سب چھٹے اب نہ رہا کوئی ہمارا بانوؑ
اِس جواں بیٹے کے غم نے ہمیں مارا بانوؑ

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اُٹھا لائے حسینؑ

بشکریہ

سوز خواں سیّد ضیغم ھادی و خانوادۂ ھادی ناصری

—*****—

حُبِ رسولؐ پاک ہی میں منہمک رہیں
بی بی خدیجہؑ آپ کی عظمت کو السّلام
جو تین دن کی پیاس پہ شُکرِ خدا کرے
مولا علیؑ کی پوتی سکینہؑ ہے اُس کا نام

ماخوذ از و رفعنا لک ذکرک سید ذوالفقار حسین نقوی

پھری جو مومنو رَن سے سواری اکبرؑ کی

①

پھری جو مومنو رَن سے سواری اکبرؑ کی
پکاری والدہ، ہم صورتِ پیمبرؐ کی
اِسی خیال میں ڈیوڑھی سے میں نہ تھی سَرکی
کہ پھر بھی دیکھ لوں تصویر اپنے دلبر کی
نہ دونگی اب کبھی رخصت نبیؐ کے ثانی کو
لگا رکھوں گی کلیجے سے اپنے جانی کو

②

کہاں ہے لال مِرا لاؤ پاس مجھ ماں کے
لگالوں سینے سے پوتے کو بی بی زہراؑ کے
یہ کہہ رہی تھی کہ سبطِ رسولؐ نے آکے
لِٹائی لاش بچھونے پہ سَر کو بیھوڑا کے
پکاری زینبؑ دل خستہ پیٹ کر سَر کو
سیاہِ شام نے جانے دیا نہ اکبرؑ کو

③

یہ شکل چاندسی سب خوں میں بھرگئی، ہے ہے
وہ شان اور وہ شوکت کدھر گئی، ہے ہے
جگر سے اِس کے سِناں یوں گزر گئی، ہے ہے
پھوپھی بھتیجے کے بدلے نہ مَرگئی، ہے ہے
یہ مَرنے والا مِری آنکھ کا اُجالا تھا
چَھٹی کے روز اِسے لیکے میں نے پالا تھا

④

یہ کہہ کے پیٹ کے سَر کو پچھاڑ جو کھائی
پکاری بانوؑ کہ اکبرؑ تمہاری لاش آئی
جواب دو مجھے قربان ہووے یہ دائی
میں دیکھوں برچھی کلیجے پہ کس جگہ کھائی
گئے تھے اچھے اور آئے لہولہان ہوئے
اِسی لڑائی کی خاطر تھے تم جوان ہوئے

⑤

میں اِس ارادے کے ہمت کے ہوگئی واری
نہ سمجھی تھی کہ ہے خلدِ بریں کی تیاری
یہ کہہ کے لاش سے بیٹے کی وہ فلک ماری
لگی زمیں پہ تڑپنے بہ نالۂ و زاری
تڑپتے دیکھ کے اُن کو امام رونے لگے
شہید بیٹے کا لے لیکے نام رونے لگے

پھری جو مومنو رَن سے سواری اکبرؑ کی

—*****—

ہر نعت گو کا ارماں ہر نعت گو کی حسرت
نغمات نعت بن کر کون و مکاں میں گونجے

(طاہر سلطانی، مدیر ماھنامہ ارمغان حمد کراچی)

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے

ہادی حسین ابنِ مہدی حسن نقوی

جب لاشۂ پسر کو اُٹھایا حسینؑ نے

①

جب لاشۂ پسر کو اُٹھایا حسینؑ نے
سینے سے لختِ دل کو لگایا حسینؑ نے
آنکھوں سے بحرِ اشک بہایا حسینؑ نے
رو رو کے یہ بہن کو سُنایا حسینؑ نے

تیرِ اَلم جگر پہ ضعیفی میں کھائے ہیں
میّت جوان بیٹے کی ہم لے کے آئے ہیں

②

یہ سُن کے اہلِ بیتؑ میں محشر ہُوا عیاں
دوڑیں حواس باختہ خیمے سے بی بیاں
مسند پہ لاش شہؑ نے لِٹائی بصد فُغاں
میّت پہ گِر کے بانوؑ یہ کرنے لگیں بیاں

کس نے مِٹا دِیا مِرے نام و نشان کو
کس کی نظر لگی مِرے کڑیل جوان کو

③

آواز ایک سمت سے آئی بحالِ زار
جلد آیئے امامِ اُمم شیرِ کردگار
سنتے ہی اِس صدا کے ہوئے شاہؑ بے قرار
خیمے کے دَر پہ آئے جو مولائے نامدار

دیکھا کہ ایک شخص کھڑا بے حواس ہے
ناقے پہ وہ سوار ہے لیکن اُداس ہے

④

شہؑ نے کہا تو کون ہے اے غم کے مبتلا
یہ سُن کے اُترا ناقے سے وہ مردِ باوفا
کی عرض میں ہوں خادمِ اولادِ مرتضیٰؑ
شاہِ حلَب نے بھیجا ہے آگاہ ہے خدا

دیتا ہے جان، شکلِ پیمبرؐ کے واسطے
کچھ تحفے اُس نے بھیجے ہیں اکبرؑ کے واسطے

⑤

رو کر کہا حسینؑ نے اکبرؑ تو مرگیا
تحفے کا لینے والا جہاں سے گزر گیا
ہم سے بچھڑ کے آج وہ دادا کے گھر گیا
پیری میں وہ جواں ہمیں برباد کرگیا

سُنتا ہے تو جو خیمے میں غُل شور و شین کا
ماتم یہ ہورہا ہے اُسی نورِ عین کا

⑥

دولت ہماری لُٹ گئی اٹھارہ سال کی
میّت پڑی ہے خیمے میں بانوؑ کے لال کی
خوں میں بھری ہے شکل مِرے مہ جمال کی
شادی بھی ہو نہ پائی تھی اُس خوش خصال کی

شاہِ حلب سے جا کے تو اظہار کیجیو
اِن تحفوں پَر تُو فاتحہ اکبرؑ کا دیجیو

پھنچا جو رَن میں شبرِؑ ذی جاہ کا پسر

(1)

پہنچا جو رَن میں شبرؑ ذی جاہ کا پسر
حُجت تمام کرکے وَغا کی بہ کرّ و فر
اَرزَق کو دی وہ زَک کہ جھکے نامیوں کے سَر
ماں سُن کے بولی شکر خداوندِ بحر و بَر
کنبے میں بات رہ گئی وہ کام ہوگیا
بِن باپ کے پسر کا بڑا نام ہوگیا

(2)

باتیں یہ ہورہی تھیں حرم میں کہ ایک بار
قاسمؑ پہ مِل کے ٹوٹ پڑی فوجِ نابکار
سمٹے اِدھر اُدھر سے ہزاروں زُبوں شِعار
چاروں طرف سے پڑنے لگے تشنہ لب پہ وار
حربے لئے تھے قُرب میں جو بدشُعور تھے
پتھر وہ مارتے تھے جو مجمع سے دُور تھے

(3)

گِرتے ہی خاک پَر جو ہُوا غش وہ مہ لقا
فوجِ عدو میں فتح کے باجوں کا غُل ہُوا
ماں نے صدا سنی تو یہ دل تھام کر کہا
میری کمائی نیگ لگی شکر کبریا
بچے پہ میرے مہر ہوئی ذُوالجلال کی
لو بی بیو برات چڑھی میرے لال کی

(4)

پہنچے جو لاشِ ابنِ حسنؑ پر بحالِ زار
دیکھا کہ سَر کو کاٹنے والے ہیں بدشِعار
غصے سے کانپنے لگے عباسؑ نامدار
للکار کر بڑھے صفتِ شیرِ کردگار
بھاگے عدو جو ڈر کے تو نقشہ بدل گیا
ہَل چَل میں اُس یتیم کا لاشہ کچل گیا

(5)

روتے ہوئے قریب جو آئے شہِؑ ہُدا
دیکھے تمام عضوِ بُریدہ جُدا جُدا
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کہا وا محمداً
اُمت کا یہ سلوک تو دیکھو پئے خدا
ابنِ حسنؑ کی جان پہ صدمے گزر گئے
لو نانا جان قاسمؑ ناشاد مرگئے

پھنچا جو رَن میں شبرِؑ ذی جاہ کا پسر / نسیمؔ امروھویؒ

(بشکریہ سوز خواں انیس زیدی ابوطالبی)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ
برائے ایصالِ ثواب

سوز خواں میر سجاد موسوی، بیگم مصطفیٰ لکھنوی، منور جہاں موسوی

گھوڑے سے جبکہ قاسمؑ گلگوں قبا گِرا

①

گھوڑے سے جب کہ قاسمِؑ گلگوں قبا گِرا
غُل پڑ گیا نبیرۂ مُشکل کشا گِرا
صفدر جری بہادر و شیرِ وَغا گِرا
خوں میں نہا کے لختِ دلِ مجتبیٰؑ گِرا
گِرتے ہی فوجِ ظلم کا مجمع بہم ہُوا
زخمی پہ آہ نرغۂ فوجِ ستم ہُوا

②

مارا کسی نے پشت پہ نیزے کو تان کے
کھٹکی سِنانِ ظلم کلیجہ میں آن کے
کوئی تبر لگا گیا مظلوم جان کے
تیغہ کسی کا چل گیا سَر پَر جوان کے
پہلو بھی دونوں ہاتھ بھی یکسر فگار تھے
دولھا کا ایک جسم تھا حربے ہزار تھے

③

حضرت کو دی صدا کہ چچا جان آیئے
خادم ہُوا حضور پہ قربان آیئے
دنیا میں کوئی دَم کا ہُوں مہمان آیئے
سَر کاٹنے کا ہوتا ہے سامان آیئے
جلاد پہنچے تیغ دو پیکر لئے ہوئے
قاتل کھڑے ہیں ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے

④

دَم توڑنے لگا جو یہ کہہ کر وہ دل فگار
طبلِ ظفر بجا صفِ اعدا میں ایک بار
دوڑے اِدھر سے تیغ بکف شاہِؑ نامدار
گھوڑوں سے روندنے لگے لاشے کو واں سوار
سب ٹکڑے ٹکڑے سینۂ پُر نور ہو گیا
ٹاپوں سے مرکبوں کی بدن چُور ہوگیا

⑤

پہنچے حسینؑ لاش پہ جس دَم بچشمِ نم
اَٹکا ہُوا تھا آنکھوں میں ابنِ حسنؑ کا دَم
سَر اپنا پیٹ کر یہ پکارے شہِؑ اُمَم
قاسمؑ اُٹھو کہ آئے ہیں ملنے کو تم سے ہم
موڑو نہ آنکھ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
باتیں تو کچھ کرو دَم آخر حسینؑ سے

⑥

کیا بولتے کہ موت نے تھا بے خبر کیا
سیدھی نہ آنکھ کی نہ منہ اپنا اُدھر کیا
ہچکی کے درد نے تہہ و بالا جگر کیا
بس مسکرا کے باغِ جہاں سے سفر کیا
حضرت چلے اُٹھا کے تنِ پاش پاش کو
کاندھا دیا چچا نے بھتیجے کی لاش کو

گھوڑے سے جبکہ قاسمؑ گلگوں قبا گرا

قریبِ لاشۂ قاسمؑ جو پہنچے سَروَرِؑ دیں

①

قریبِ لاشۂ قاسمؑ جو پہنچے سَروَرِؑ دیں
تو ایسے حال میں آیا نظر وہ جسمِ حَسیں
کہ تھوڑی دیر تو آ ہی سکا نہ دل کو یقیں
کہیں تھا کچلا ہوا جسم، دست و پا تھے کہیں

اک آہ بھر کے شہِؑ دیں زمیں پہ بیٹھ گئے
جہاں کھڑے تھے لرز کر وہیں پہ بیٹھ گئے

②

لبوں پہ صبر کی بندش تھی دل میں حشر بپا
اُٹھائے بڑھ کے زمیں سے کٹے ہوئے اعضا
نہ جانے کیسے تنِ منتشر کو جمع کیا
عبا پہ رکھ کے اُٹھایا جنازہ قاسمؑ کا

لرزتے ہاتھوں پہ جیسے پہاڑ اُٹھائے ہوئے
چلے حسینؑ سُوئے خیمہ سَر جُھکائے ہوئے

③

مگر یہ سوچتے جاتے تھے دل میں سبطِ نبیؐ
میں جب چلا تھا تو خیمے کے در پہ تھیں بھابھی
حرم میں پہنچوں گا جب لے کے لاش، قاسمؑ کی
بجائے لاش وہ دیکھیں گی خوں بھری گٹھڑی

پسر کو دیکھ کے یوں پائمال کیا ہوگا
ہے غیر حال مرا، ماں کا حال کیا ہوگا

④

حرم میں پہنچے تو دیکھا کہ حشر ہے برپا
بلک رہی ہے سکینہؑ خموش ہے کبریٰؑ
تڑپ کے ماں نے سُوئے لاشۂ پسر دیکھا
جگر کو تھام کے بولیں یہ کیا ہُوا بھیّا

میں یہ تو جانتی تھی سَر کٹائیں گے قاسمؑ
یہ کیا خبر تھی کہ یوں واپس آئیں گے قاسمؑ

⑤

کہا امام نے بھابھی نہ کیجے اِس کا ملال
ہُوا شہیدوں میں ممتاز آپ کا یہ لال
نہیں ہے قسمتِ قاسمؑ ہی جسم کا یہ حال
ہماری لاش بھی ہوگی اِسی طرح پامال

وہی ہماری بھی ہوگی جو اِن کی حالت ہے
حسینؑ ہو کہ حسنؑ سب کی ایک قسمت ہے

⑥

خدا کا شکر کرو لاشِ قاسمؑ آ تو گئی
ہماری لاش تو لائے گا بھی نہ رَن سے کوئی
پھر اِس پہ ہوگا یہ طُرفہ ستم بھی اے بھابھی
کہ نوچ لے گی لباسِ بدن بھی فوجِ شقی

جھلستی ہوگی ہَوا، دھوپ بھی کڑی ہوگی
ہماری لاش یوں ہی دشت میں پڑی ہوگی

مشک بھر کر سُوئے خیمہ جو علمدارؑ چلے

①

مشک بھر کر سُوئے خیمہ جو علمدارؑ چلے
روکنے کیلئے رستہ، سِتم اطوار چلے
یہ بہ سُرعت جو اُڑاتے ہوئے رَہوار چلے
تیر برساتے ہوئے لاکھ سِتمگار چلے

اب لڑیں یا علم و مشک سنبھالیں عباسؑ
باگ لیں گھوڑے کی یا تیر نکالیں عباسؑ

②

ہائے لاکھوں وہ شقی اور وہ تنہا جرار
اے دلِ افگار کے سقے تری جرأت کے نثار
اِس طرح مشک کو دانتوں میں دبایا اک بار
جس طرح شیرِ غضبناک کے منہ میں ہو شکار

وار پڑتے ہیں تو یہ سَر کو جُھکا لیتے ہیں
مَشک کو سینۂ زخمی سے چُھپا لیتے ہیں

③

دل میں کہتے ہیں کہ یا حیدرِؑ صفدر آؤ
بچی مَر جائیگی مشکیزے کو تیروں سے بچاؤ
کبھی فرماتے ہیں اے شامیو یہ قہر نہ ڈھاؤ
سَر مِرا کاٹ لو پَر مَشک کو ناوک نہ لگاؤ

قتل کے بعد بھی عباسؑ کو ایذا دینا
پَر سکینہؑ کی امانت اُسے پہونچا دینا

④

تھے اِسی طرح سُوئے خیمہ شبیرؑ رواں
یک بیک چشمِ مبارک میں گڑا اک پیکاں
تیر کھا کر ابھی سنبھلا بھی نہ تھا شیرِ ژیاں
ناگہاں مشک چِھدی سَر پہ لگا گُرزِ گراں

خون بہتا رہا جب تک تو نہ زِنہار گرے
بہہ گیا آب تو ریتی پہ علمدار گرے

مشک بھر کر سُوئے خیمہ جو علمدار چلے

⑤

منہ سے بے ساختہ نکلی یہ غم انگیز صدا
السلام اے جگر و جانِ بتولِؑ عذرا
السلام اے پسرِ بادشہِؑ عقدہ کشا
السلام اے ثمرِ باغِ رسولؐ دوسَرا

چھوڑ کے سیدِ والا کے قدم جاتے ہیں
اب سکینہؑ سے خبردار کہ ہم جاتے ہیں

X

⑥

یہ صدا سنتے ہی مولا نے جگر کو تھاما
ضعفِ پیری نے شہِؑ جنّ و بشر کو تھاما
غش جو آیا علی اکبرؑ نے پدر کو تھاما
درد نے اُٹھ کے مسافر کی کمر کو تھاما

روکے فرمایا اخی تم بھی مجھے چھوڑ چلے
ہائے پردیس میں بیکس کی کمر توڑ چلے

⑦

اے مِرے قوت بازو مرے بابا کے نشاں
ابھی زندہ ہو کہ جنت میں گئے بھائی جاں
سُن کے یہ ہوش جو آیا تو کہا میں قرباں
عبدِ ناچیز کی تسلیم، امام دو جہاں
نہر پر آنے کی تکلیف جو فرمائی ہے
آپ کے ساتھ سکینہؑ تو نہیں آئی ہے

⑧

بولے شبیرؑ وہ ڈیوڑھی پہ کھڑی روتی ہے
آپ کی یاد میں بیتاب ہے جاں کھوتی ہے
دم بہ دم پیاس کی ایذا جو سوا ہوتی ہے
نہر کو تکتی ہے اور اشکوں سے منہ دھوتی ہے
بولے عباسؑ کہ خادم پہ ترس کھایئے گا
اب مری لاش کو خیمے میں نہ لے جایئے گا

مشک بھر کر سُوئے خیمہ جو علمدار چلے /نسیمؔ امروہوی

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سیّد علی حیدر جعفری ابنِ باقر حسین

ذاکرہ و شاعرۂ اہلبیتؑ محترمہ سیّدہ انوار آمنہ (انورؔ)

بنتِ مولانا انوار الحسن زیدی مرحوم (ضلع بجنور)

حضرت علامہ حسن ترابی شہید

استاد افتخار علی پیارے خاں (للھور)

سید باقر حسین رضوی و استاد اسد امانت علی

جب ہُوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر

①

جب ہوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پَر
گِر کے ٹھنڈا ہُوا حضرت کا علَم دریا پَر
غرقِ خوں ہوگیا وہ بحرِ کرم دریا پَر
غُل تھا زخمی ہُوا سقائے حرم دریا پَر
مشک کو دانتوں میں پکڑے ہوئے یوں لاتا ہے
دہَنِ شیر میں جس طرح شکار آتا ہے

②

غش کی آمد ہے جگر سوزِ عطش سے ہے کباب
ہیں جو بے دست ٹھہرتی نہیں پاؤں میں رکاب
پیاسے بچوں کے لئے سینے میں دل ہے بے تاب
غم یہی ہے کہ کہیں مَشک سے ضائع نہ ہو آب
تیر پیہم جو کمانوں سے چلے آتے ہیں
یاعلیؑ کہتے ہیں اور مَشک پہ جُھک جاتے ہیں

③

کرکے منہ سُوئے نجف کہتے تھے با دیدۂ تر
یاعلیؑ لیجئے مجھ بے کس و مضطر کی خبر
اے شہِؑ عقدہ کشا بادشہِؑ جنّ و بشر
چاہتا ہوں میں کہ اِس مَشک کو پہنچے نہ ضَرر
آپ کے بیٹے کا شیدا ہوں مدد لازم ہے
آپ کی پوتی کا سقّہ ہوں مدد لازم ہے

تیغ کا وار جو عباسؑ کے شانے پہ لگا

①

تیغ کا وار جو عباسؑ کے شانے پہ لگا
کٹ کے بازوئے علمدار زمیں پر آیا
دوسرے ہاتھ میں مشکیزے کو آخر تھاما
اور گھوڑے کی بھی رفتار کو کچھ تیز کیا

یاد آنے لگی بچوں کی اُنہیں پیاس بہت
آبدیدہ ہوئے اِس صدمے سے عباسؑ بہت

②

دفعتاً دوسرے بازو پہ بھی اک وار لگا
اور وہ ہاتھ بھی شانے سے قلم ہو کے گرا
مشک کو دانتوں سے عباسِ جری نے تھاما
فاصلہ خیمۂ اطہر کا نہ کم ہوتا تھا

کہہ رہے تھے یہ فرس سے کہ خدارا جلدی
مجھ کو تو خدمتِ شبیرؑ میں پہنچا جلدی

③

ناگہاں مشک پہ آ کر لگا اک تیرِ جفا
آخرش بہہ گیا پانی وہ زمیں پہ سارا
بہتے پانی کو دِلاور نے بہ حسرت دیکھا
اور اِس صدمے سے عباسؑ کا دل ٹوٹ گیا

ٹوٹی امید جو پیاسوں کی بصد یاس گرے
ضرب اک سر پہ لگی گھوڑے سے عباسؑ گرے

④

اَسپ سے کہتے تھے عباسؑ یہ باچشمِ پُر آب
یاں سے لے چل مجھے اے اسپِ وفادار شتاب
پیاسے ہوویں گے جو سیراب تو ہووے گا ثواب
کہیں ایسا نہ ہو ساری مری محنت ہو خراب

ہائے کیا جانیے کیا بچوں کی حالت ہوگی
مرگئی پیاسی سکینہؑ تو قیامت ہوگی

جب ہُوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر / میر مونسؒ
(بشکریہ سوز خواں سیّد سلمان حسن و فیض علی)

—*****—

مرزا اسد اللہ خاں غالبؒ

یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں
علیؑ سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو؟!

—*****—

حکیم مومن خاں مومنؒ

مصداق ہُوا آیۂ ''تبت'' کا یزید
فرزندِ یدُاللہ سے بیعت مانگی؟!

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے
سیّد ناصرؒ جہاں

جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے

①

جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے
صدمے غضب کے سبطِ نبیؐ پر گزر گئے
خنجر الم کے دل سے جگر تک اُتر گئے
چلّاتے تھے کہ شیر ہمارے کدھر گئے
وا حسرتا کہ بیکس و بے یار ہوگئے
سَر کیسے پیٹیں ہاتھ تو بے کار ہوگئے

②

اکبرؑ نے رو کے عرض یہ کی اے شہِؑ زماں
رونے سے اب ملیں گے نہ حضرت کے بھائی جاں
لے چلئے گھر میں لاشِ علمدارِ نوجواں
ایسا نہ ہو نکل پڑیں خیمے سے بی بیاں
دَریا پہ ننگے سَر کہیں بنتِ علیؑ نہ آئے
بچّوں کو ساتھ لے کے سکینہؑ چلی نہ آئے

③

چادر اُوڑھا کے واں سے امامِؑ اُمم چلے
فرمایا لو کریم نگہبان ہم چلے
اکبرؑ تو آگے لے کے وہ پُر خوں علم چلے
سَر ننگے پیچھے سیّد عالی ہمم چلے
جنگل میں شورِ نالہؑ و فریاد و آہ تھا
حضرت کے پیچھے اَسپ علمدارِؑ شاہ تھا

④

گرتے ہی خاک پہ غازی نے کہا اَدرِکنی
المدد لختِ دلِ عقدہ کشا اَدرِکنی
المدد اے پسرِ شیرِ خدا اَدرِکنی
ہو کرم مجھ پہ اب اے شاہِؑ ہُدا اَدرِکنی
خالقِ کل کا یہ احسان ہُوا ہے آقا
یہ غلام آپ پہ قربان ہُوا ہے آقا

⑤

سُن کے عباسؑ کی آواز چلے شاہِؑ ہُدا
راہ میں دستِ بُریدہ جو ملے اُن کو لیا
کبھی سینے سے لگایا کبھی اُن کو چوما
آئے عباسؑ کے نزدیک امام دوسَرا
خاک اور خون میں غلطاں نظر آئے عباسؑ
پھر بھی مطلق نہ پریشاں نظر آئے عباسؑ

⑥

شاہِؑ دیں بیٹھ گئے جلتی ہوئی ریتی پَر
اپنے زانو پہ رکھا پیار سے عباسؑ کا سَر
آنکھ سے کھینچ کے اک تیر کو بولے سَروَرؑ
بھائی کو چھوڑ کے تم باندھتے ہو رَختِ سفر
آج پردیس میں تقدیر ہمیں لوٹ گئی
زور بازو کا گھٹا اور کمر ٹوٹ گئی

تیغ کا وار جو عباسؑ کے شانے پہ لگا

شبیرؑ جبکہ رَن سے چلے سُوئے خیمہ گاہ

①

شبیرؑ جبکہ رَن سے چلے سُوئے خیمہ گاہ
مشک و علَم کو جُھک کے اُٹھایا بہ اشک و آہ
دل تھام کر کٹے ہوئے بازو پہ کی نگاہ
سَر تا قدم حسینؑ ہیں اک مستقل کراہ
لے کر تبرکاتِ علمدارِ کربلا
سُوئے خیام جاتا ہے سالارِ کربلا

②

گِرتے سنبھلتے آ ہی گیا خیمۂ حرم
وہ رُک گئے حسینؑ کے بڑھتے ہوئے قدم
زینبؑ کھڑی ہے خیمے کے دَر پر بچشمِ نم
شبیرؑ کہہ رہے ہیں بہن لوٹ آئے ہم
زینبؑ ہمارا بھائی خفا ہم سے ہوگیا
شیرِ خدا کا شیر ترائی میں سو گیا

③

سَر پیٹ کے یہ کہتی تھی زینبؑ جگر فگار
عباسؑ میرے شیر کہاں ہو بہن نثار
تم ہو حفاظتِ حرمِ شہؑ کے ذمہ دار
بھیّا میں کتنی دیر سے کرتی ہوں انتظار
بچے یہ کہہ رہے ہیں اُنہیں جامِ آب دُوں
بھیّا تمہی بتاؤ اُنہیں کیا جواب دُوں

④

سمجھے یہ سب کہ بازوئے عباسؑ کٹ گئے
سیدانیوں کے تَن سے لہو اور گھٹ گئے
بچوں کے ننھے ننھے جگر غم سے پَھٹ گئے
رَنگ اُڑ گئے اَلَم سے کلیجے اُلٹ گئے
ہر دل پہ بَرقِ رنج و غم و یاس گر پڑی
خیمے کے دَر پہ زوجۂ عباسؑ گِر پڑی

جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مرگئے

⑤

زینبؑ سے رو کے کہنے لگے سَرورِ زمن
لے کر نشاں کو جائے کہاں اب یہ بے وطن
اب تو نہ فوج ہے نہ علمدارِ صف شکن
گھر لُٹ گیا علَم کو بڑھاؤ اب اے بہن
لو یہ نشانیٔ شۂ دُلدل سوار لو
پٹکا علَم کا کھول لو پنجہ اُتار لو

⑥

چھوٹا یہ شہؑ سے کہتا تھا آنسو بہا بہا
بابا ہمارے گھر میں کب آئیں گے اے چچا
آیا علَم پھر اُن کے نہ آنے کی وجہ کیا
چھوٹے سے رو کے تب یہ بڑے بھائی نے کہا
امّاں کی مانگ اُجڑ گئی صدمے گزر گئے
بھیّا تمہیں خبر نہیں بابا تو مرگئے

جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مرگئے

لکھا ہے جب کوئی حامی نہ شاہؑ دیں کا رہا

①

لکھا ہے جب کوئی حامی نہ شاہِؑ دیں کا رہا
اور آپ ظلم کی فوجوں میں رہ گئے تنہا
ہجومِ یاس نے چاروں طرف سے گھیرلیا
تو ناگہاں درِ خیمہ سے آئی رن میں صدا

خبر لو جلد شہِؑ کربلا دُہائی ہے
تمہارے بچے کو جھولے میں نیند آئی ہے

②

یہ سُن کے خیمے کی جانب گئے امامِؑ ہُدا
قریب جھولے کے پہنچے تو رُو کے فرمایا
معاف کیجیو بیکس پدر کو اے بیٹا
کہ ایک پانی کا قطرہ تمہیں پلا نہ سکا

خدا گواہ بہت تم سے شرمسار ہوں میں
یقیں کرو علی اصغرؑ کہ بے قرار ہوں میں

③

یہ کہہ کے روئے بہت اور پسر کو پیار کیا
اُٹھایا جھولے سے حضرت نے اپنا ماہ لقا
ٹپک پڑے تھے جو چہرے پہ اشکِ شاہِؑ ہُدا
وہ سمجھا پانی ہے بچے نے منہ کو کھول دیا

تری جو اشکوں کی پائی تو مسکرانے لگا
زبانِ خشک کو ہونٹوں پہ وہ پھرانے لگا

④

یہ رات کے اندھیرے یہ صحرا اب آ بھی جاؤ
جنگل میں ہم غریب ہیں تنہا اب آ بھی جاؤ
بھیّا بلک رہی ہے سکینہؑ اب آ بھی جاؤ
کیا آج رات دو گے نہ پہرہ اب آ بھی جاؤ

کہتے تھے ہر بلا سے مجھے تم بچاؤ گے
کیا قید ہو کے جاؤں گی اُس وقت آؤ گے

شبیرؑ جبکہ رَن سے چلے سُوئے خیمہ گاہ / شاھد نقوی

—*****—

حضرتِ امام شافعیؒ

کَفٰی فِی فضلِ مولانا علیٍّ
وُقُوعُ الشَکِّ فِیهِ اَنَّه اللّٰہ
وَماتَ الشّافِعِی وَ لیسَ یَدرِی
علیُ ، ربّه اَم ربّه اللّٰہ

(ماخوذ از صحیفۂ معرفت / سیّد اشتیاق حسین نقوی)

مدیر ماھنامہ الامیر کراچی

④

کہا حسینؑ نے پانی تمہیں پلا لائیں
چلو گے نانا کی اُمت کے پاس لے جائیں
ستم گروں کو یہ حالت تمہاری دِکھلائیں
صغیر جان کے شاید عدو تَرس کھائیں
دَہن کو کھول کے سُوکھی زباں دِکھا دینا
کہ تین روز سے پیاسا ہوں یہ جتا دینا

⑤

غرض وِداع کیا اورؔ شہِؑ انام چلے
ستمگروں کی طرف شاہِؑ تشنہ کام چلے
پسر کو ہاتھوں پہ رکھّے ہوئے امام چلے
قدم قدم پہ اُدھر موت کے پیام چلے
تمام پیاسوں میں پیارا جو شہؑ کو تھا یہ پسر
حسینؑ ڈھال سے سایہ کئے تھے اصغرؑ پر

⑥

پَرے سے فوج کے ناگاہ حرملا نکلا
کمان دوش سے، چلّے سے تیر لے کے چلا
گلوئے لختِ دلِ شاہِؑ کربلا تاکا
کماں میں تیر کو جوڑا شقی نے اورؔ یہ کہا
حسینؑ! اب وہ پلاتا ہوں آبِ سرد اِن کو
کہ تا بہ حشر لگے گی نہ پیاس کمسن کو

⑦

یہ کہہ کے تیر کو جوڑا اِدھر یہ حال ہوا
کہ حلق چھد گیا، معصوم خوں میں لال ہوا
دہن سے خون اُگلنے لگا نڈھال ہوا
اک آہ ہلکی سی کی اور انتقال ہوا
پدر نے پاس سے ننھی سی جان کو دیکھا
کبھی زمیں کو کبھی آسمان کو دیکھا

لکھا ھے جب کوئی حامی نہ شاہِؑ دیں کا رھا

—*****—

سیّد ہاشم رضا

جس جس کو چن لیا وہ بنا فخرِ اولیاؑ
کیا وصف ہو حسینؑ کے اِس انتخاب کا

—*****—

ذکیؔ بریلویؒ

پُرسہ شہِؑ والا کا زہراؑ کو دیا جائے
سب چاک گریباں ہوں ماتم بھی کیا جائے

—*****—

شہرتؔ بلگرامی

قید خانہ میں سکینہؑ احتجاجاً مرگئی
اب رَسن کھل جائے گی زینبؑ رہا ہوجائے گی

مومنو بے کس و بے یار ہے مظلوم حسینؑ

①

مومنو بیکس و بے یار ہے مظلوم حسینؑ
سخت آفت میں گرفتار ہے مظلوم حسینؑ
دل شکستہ جگر افگار ہے مظلوم حسینؑ
کیا سَراسیمہؑ و لاچار ہے مظلوم حسینؑ
تیر کاری ہیں لگے زخموں پہ شمشیروں کے
نیزوں کے زخموں میں پیوست ہیں پھل تیروں کے

②

کیا رحیمی ہے کہ غصہ نہیں آتا ہے ذرا
کیا کریمی ہے کہ سَر کرتے ہیں اُمّت پہ فدا
کیا تحمل ہے کہ ہر زخم پہ ہے شکر خدا
کیا شجاعت ہے کہ لاکھوں میں کھڑے ہیں تنہا
تیر بھی نیزے بھی سینے پہ لئے جاتے ہیں
پَر دعا ناناؐ کی اُمّت کو دیئے جاتے ہیں

③

یوں تو یاں ایک سے اک ظلم ہُوا شہؑ پہ سِوا
تین صدموں میں مگر ضبط کا یارا نہ رہا
اک جواں اِس کا بھتیجا تھا حسنؑ کا بیٹا
شب کو وہ دولھا بنا صبح شہیدوں میں ملا
اُس کے مرنے کی خبر بیوہ نے جب پائی تھی
ماں دلہن کو لئے سَر ننگے نکل آئی تھی

④

دوسرا غم ہے یہ اک بھائی تھا اِس کا صفدر
جب سے وہ مرگیا سیدھی نہیں ہوتی ہے کمر
اب بھی روتا ہے اُسے ہائے برادر کہہ کر
بے کفن لاش وہ اُس کی ہے پڑی دریا پَر
ابھی وہ لاش عجب درد سے تھرائی تھی
لڑکی اک ہائے چچا کہہ کے جو چِلائی تھی

⑤

تیسرا حادثہ میں کیا کہوں پھٹتا ہے جگر
اِس کا اک بیٹا تھا اٹھارہ بَرس کا اکبرؑ
بَرچھیوں سے ابھی مارا گیا وہ رشکِ قمر
حیف ہے دفن ہوئی رات کو جس کی مادر
غمِ اکبرؑ میں اسے کیا کہوں کیوں کر دیکھا
''چشمِ افلاک نے'' زینبؑ کو کھلے سَر دیکھا

مومنو بے کس و بے یار ہے مظلوم حسینؑ / میر انیسؒ

(بشکریہ سوز خواں سیّد هادی حسین نقوی مرحوم)

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

مولانا سید احمد میاں زیدی راہی وسیدہ انوار جہاں عابدی

سوز خوانِ اہلِ بیتؑ جعفر حسین کاظمی مرحوم

ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین

①

ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین
بیٹھے تھے دل کو پکڑے ہوئے شاہِ مشرقین
ناگاہ اک کنیز پکاری بہ شور و شین
دَم توڑتا ہے پیاس سے بے شِیر یا حسینؑ
لِلّٰہ جلد خیمے میں تشریف لایئے
بانوؑ کا لال رُوٹھ گیا ہے منایئے

②

غُل پڑ گیا کہ اصغرؑ بے شِیر الوداع
اے نورِ عینِ حضرتِ شبیرؑ الوداع
ماں اَلفراق کہتی تھی ہمشیر الوداع
قسمت پکاری اے ہدفِ تیر الوداع
آلِ نبیؐ کو ہجر کے صدمے بڑے ہوئے
بچے بھی شورسُن کے قریب آ کھڑے ہوئے

③

عباسؑ کے پسر نے پکارا دُہائی ہے
مَرنے چلا حسینؑ کا پیارا دہائی ہے
جاتا ہے شہؑ کا راج دُلارا دہائی ہے
آقا بچھڑ رہا ہے ہمارا دہائی ہے
کہتا ہے دل کہ ساتھ چلو تیر کھائیو
بابا یہ کہہ گئے تھے کہ جُھولا جُھلائیو

④

ماں بولی ایسی فال نہیں لب پہ لاتے ہیں
واری نہ یوں کہو مجھے وَسواس آتے ہیں
آقا تمہارے پیاس بجھانے کو جاتے ہیں
بچوں پہ تو جہاں میں سبھی رحم کھاتے ہیں
کیوں کر کہوں کہ ان پہ شقی ہاتھ اُٹھائیں گے
معصوم جان کر بھی نہ پانی پلائیں گے

⑤

اصغرؑ کو لے کے دشت میں آئے شہِؑ ہُدیٰ
بچے کا منہ دکھاکے یہ فوجوں کو دی ندا
یہ بے زبان رحم کے قابل نہیں ہے کیا
دو دن سے اِس کلی کو بھی پانی نہیں ملا
بچہ نڈھال ہے اِسے تھوڑا سا آب دو
صورت سوال ہے اِسے تھوڑا سا آب دو

⑥

ظالم نے حرملہ سے اشاروں میں کچھ کہا
ہنستا ہوا وہ شُوم کمیں گاہ کو چلا
بچے کو لے کے پیچھے ہٹے شاہِ کربلا
ناگہ زمین کانپ گئی آسماں ہلا
واں تیرِ غم لگا کے وہ سفاک ہٹ گیا
یاں ہاتھوں پہ تڑپ کے یہ بچہ اُلٹ گیا

⑦

بازو چھدا حسینؑ کا بے شیر کا گلا
اک آہ بھر کے رہ گئے مظلومِ کربلا
بیٹے کی سمت دیکھ کے بولے کہ میں فدا
لو میری جان پیاس بجھی حلق تر ہوا
چونکو تو تیر کھینچ لیں ہم منہ کو پھیر کے
اے لال اُف نہ کیجیو پوتے ہو شیر کے

ریتی پہ برچھی کھائے پڑا تھا جو نورِ عین / نسیمؔ امروہوی

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ
برائے ایصالِ ثواب

مولانا پروفیسر سید عنایت حسین جلالوی و پروفیسر سید غلام عباس

—*****—

مندرجہ ذیل قومی ادارے

آپ کی خصوصی توجہ،

سرپرستی، تعاون

اور دعاؤں کے مستحق ہیں:

انجمن وظیفہ سادات و مومنین پاکستان (رجسٹرڈ)

شہید فاؤنڈیشن (پاکستان)

بوتراب اسکاؤٹس گروپ

(بین الاقوامی) **ادارۂ ترویج سوزخوانی**

گہوارے سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے

①

گہوارے سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے
ہاتھوں پہ رکھ کے فدیۂ داور کو لے چلے
بادل میں شام کے مہِ انور کو لے چلے
چلّائی ماں کہاں مرے دلبر کو لے چلے
فارغ ابھی نہیں ہوئی اکبرؑ کے داغ سے
کچھ روشنی ہے گھر میں مرے اس چراغ سے

②

بانوؑ کے اس بیان سے گھبرائے شاہِ دیں
آخر قریب فوج کے لے آئے شاہِ دیں
بچّے کو رکھ کے ہاتھوں پہ چلّائے شاہِ دیں
یارو سمجھ لو جو تمہیں سمجھائے شاہِ دیں
کچھ تو خیال چاہیے ننھی سی جان کا
بتلاؤ کیا قصور ہے اس بے زبان کا

③

یہ سُن کے حُرملا نے اُٹھایا کمان کو
تاکا خطا شعار نے ننھی سی جان کو
مارا خدنگ شاہؑ کے ابرو کمان کو
ہے ہے مٹایا بانوؑ کے نام و نشان کو
چلّائی موت ہائے نہ تجھ کو امان دی
بچّے نے سہم سہم کے ہاتھوں پہ جان دی

پہنچے جو قتل گاہ میں شاہؑ فلک جناب

①

پہنچے جو قتل گاہ میں شاہِؑ فلک جناب
للکار کر یہ اہلِ جفا سے کیا خطاب
پانی کا ملتجی نہیں اب ابنِ بو ترابؑ
استغفراللہ آلِ نبیؐ اور سوالِ آب
دیتا ہے جو سبھوں کو اُسی سے سوال ہے
منظور بے زباں کا بس اظہارِ حال ہے

②

دو اک قدم کی جو نہ ہو تکلیف ناگوار
آنکھوں سے اپنی دیکھ لو احوالِ شیر خوار
آگے بڑھے جو اُن میں تھے دانا وہ ہوشیار
چادر اُلٹ دی شاہؑ نے چہرے سے ایک بار
تیور کبھی بجھے ہوئے گہہ ضَو نظر پڑی
بجھتے ہوئے چراغ کی سی لَو نظر پڑی

③

بولے حسینؑ دیکھ چکے، وہ پکارے ہاں
فرمایا پھر حمیّتِ اسلام ہے کہاں
ہم کس کے میہمان ہیں، یہ کس کے میہماں
طالب نہیں صراحی و ساغر کے بے زباں
مشہور اِن کے گھر کی قناعت ہے خلق میں
دو چار قطرے پانی کے ٹپکا دو حلق میں

④

شہؑ نے سِوائے شکر، زباں سے نہ کچھ کہا
چاند اپنا زیرِ خاک چُھپایا بصد بکا
تُربت سے اُٹھ کے آپ نے خیمے کا رُخ کیا
لیکن قدم نہ آگے کو اُٹھتے تھے مطلقا
کہتے تھے کیا کہوں گا جو بچے کو مانگے گی
بانوؑ ضرور ہنسلیوں والے کو مانگے گی

⑤

پہنچے غرض کہ تا درِ خیمہ بحالِ زار
آئی جو بانوؑ دیکھ کے شرمائے بار بار
گردن جُھکا کے کہنے لگے شاہِؑ نامدار
لو شہر بانوؑ بَن گیا اصغرؑ کا بھی مزار
ناسور پڑ گیا ہے دلِ دردناک میں
بانوؑ تری کمائی ملی آج خاک میں

گھوارے سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے

—*****—

اعجاز رحمانی

لے آیا مقدر ہمیں دربارِ علیؑ تک
کچھ لوگ ہیں ایسے جو ہیں رستے میں ابھی تک
جب تک کہ اُٹھاتا نہیں پردہ کوئی رُخ سے
ٹھہری ہوئی واللہ قیامت ہے جبھی تک

(بشکریہ سیّد کاشف مہدی / گلدستہ مودت)

۴

اُترے بھی یا نہ اُترے یہ پانی گلے سے اب
تالو سے مل گئی ہے زباں اور لب سے لب
پوری یہ بات کہہ نہ چکے تھے شہؑ عرب
ننھے گلے پہ تیر لگا آ کے ہے غضب
فوارہ خوں کا زخم سے گردن کے بہہ گیا
جتنا پیا تھا دودھ لہو بن کے بہہ گیا

۵

رگڑے یہ پاؤں ننھے کہ گھنگرو نکل پڑے
منہ سے انگوٹھے آنکھ سے آنسو نکل پڑے
ہو ہو کے ڈھیلے جَوشنِ بازو نکل پڑے
حیدرؑ جِناں سے کھول کے گیسو نکل پڑے
شہؑ بولے قدر بڑھ گئی مجھ دل ملول کی
نذرِ حسینؑ آپ خدا نے قبول کی

پھنچے جو قتل گاہ میں شاہؑ فلک جناب

―――*****―――

راجہ محمود آباد

‹محمد امیر احمد خانِ محبوبؔ›

سعیِ اصلاح میں مصروف تھے حضرتؐ دن رات
فرض لوگوں پہ کیا آیتوں نے خمس و زکوٰۃ
مستحقین کو یہ بٹتے رہے مثلِ صلات
اب نہ وہ عہد رہا اور نہ وہ پہلی سی بات
حصے تھے خمس کے توحید و رسالت کیلئے
اور مخصوص کیا اہلِ قرابت کیلئے

بانوؑ پچھلے پہر اصغرؑ کے لئے روتی ہے

۱

بانوؑ پچھلے پہر اصغرؑ کے لئے روتی ہے
ایک وہ جاگتی ہے خَلقِ خدا سوتی ہے
سَر کو بھی پیٹتی ہے جان کو بھی کھوتی ہے
یہ عجب غم ہے کہ تسکین نہیں ہوتی ہے
پیٹتے پیٹتے بے ہوش جو ہو جاتی ہے
علی اصغرؑ، علی اصغرؑ کی صدا آتی ہے

۲

کبھی کونے میں وہ منہ ڈھانپ کے چِلّاتی ہے
اور کبھی صحن میں گھبرا کے نکل آتی ہے
کوکھ پکڑے ہوئے ہر ایک طرف جاتی ہے
ڈھونڈتی ہے مگر اصغرؑ کو نہیں پاتی ہے
تَن کو لرزش ہے جُدا اور ہے منہ زرد جُدا
دل تڑپتا ہے جُدا سینے میں ہے درد جُدا

۳

کبھی کہتی ہے کہ گھر میں مِرے اندھیارا ہے
علی اصغرؑ کی جُدائی نے مجھے مارا ہے
ہائے میں گھر میں ہوں جنگل میں مِرا پیارا ہے
مہربانی جو کرے موت تو چھُٹکارا ہے
کب تلک راتوں کو ہم نالہٗ و فریاد کریں
یا الٰہی، علی اصغرؑ مجھے اب یاد کریں

④

گود پھیلا کے کبھی کہتی ہے دلبر آجا
روح بے چین ہے آجا علی اصغرؑ آجا
دل تڑپتا ہے مرا گود کے اندر آجا
فاطمہؑ کے لئے آجا، پئے حیدرؑ آجا

بوند پانی کے لئے ہائے تری جان گئی
آ میں صدقے گئی واری گئی قربان گئی

⑤

خَلق سب سوتی ہے راتوں کو گھروں میں اپنے
ہم اگر لیتے ہوں کروٹ تو قسم لو ہم سے
نیند آتی مجھے، پہلو میں اگر تم ہوتے
تم تو اے لختِ جگر، گود میں مرقد کی گئے

یاد اِس پالنے والی کی بھلائی تم نے
پائینتی باپ کی اے لال بَسائی تم نے

بانوؑ بچھلے پہر اصغرؑ کے لئے روتی ہے

بشکریہ

شاعر و مصنف، محقق و دانشور پروفیسر سیّد غلام عباس

*****

شاعر و سوز خواں ماجد رضا عابدی

تجھے دیکھنا ہے وضو مرا اجرا عشق میری نماز ہے
تو ہی بخش دیتا ہے شاہیاں تو بڑا غریب نواز ہے
تو نبیؐ کی پشت پہ ہو اگر تو نمازِ حق بھی رُکی رہے
تو حسینؑ ہے تو حسینؑ ہے تو نماز کی بھی نماز ہے

(بشکریہ شاعر و خطیب مولانا کمال حیدر رضوی)

امامؑ پاک کو جب اشقیا نے گھیر لیا

①

امامِؑ پاک کو جب اشقیا نے گھیر لیا
مسافروں کو سپاہِ جفا نے گھیر لیا
نبیؐ کے لال کو فوجِ دغا نے گھیر لیا
علیؑ کے چاند کو کالی گھٹا نے گھیر لیا

ستم شروع ہوئے صلح کا جواب ملا
غضب ہے ساتویں تاریخ سے نہ آب ملا

②

وہ قحطِ آب، وہ سادات پَر ہجومِ اَلم
نبیؐ کی آلؑ میں وہ شورِ العطش پیہم
وہ فکر و یاس وہ اندوہ وہ امامِؑ اُمم
وہ شہؑ کو شوقِ عبادت وہ ظلمِ فوجِ ستم

ملا نہ چَین نہم تک امامِؑ صابر کو
بس ایک رات کی مہلت ملی مسافر کو

③

عزیز و یاور و ناصر جو چند تھے ہمراہ
سَبھوں کو جمع کیا، شہؑ نے با غمِ جانکاہ
زُہیرؓ قینؓ و بُریرؓ و حبیبؓ خود آگاہ
جنابِ اکبرؑ و عباسؑ و قاسمِؑ ذی جاہ

سُوئے امامؑ جو سب یار و اقرباء آئے
تو اُٹھتے بیٹھتے بیمارِ کربلا آئے

کتب میں ہے شبِ عاشور کا یہ حال لکھا

①

کتب میں ہے شبِ عاشور کا یہ حال لکھا
حرم سَرا میں مصلّے پہ تھے امامِ ہدیٰ
کبھی تھا شغلِ تلاوت کبھی یہ حق سے دعا
الٰہی صبر کی طاقت ہو میرے دل کو عطا
الٰہی احمدِ مُرسَل سے سرخ رُو رکھنا
اِس امتحان میں پیاسے کی آبرو رکھنا

②

اِنھی دعاؤں میں گزری جو رات ایک پہر
تو آئے خیمۂ انصارؓ پاک پر سرورؑ
شگافِ دَر سے یہ دیکھا کہ جمع ہیں صفدر
حبیبؑ کہتے ہیں یہ بیچ میں کھڑے ہوکر
علیؑ کے دوستو، کل روزِ رَستگاری ہے
نبیؐ کی آلؑ پہ یہ وقتِ جاں نثاری ہے

③

یہ حال دیکھ کے شکرِ خدا بجالائے
بہادروں کی تمنا پہ تیرِ غم کھائے
وہاں سے خیمۂ ہمشیر کی طرف آئے
بہن کا پیار جو دیکھا تو غم سے تھرائے
خود اپنے پیاروں کو رَختِ کہن پنہایا ہے
ابھی سے دونوں گلوں کو کفن پنہایا ہے

④

جب آکے بیٹھ گئے سب وہ زاہد و ابرار
پکارے شاہِ ہُدا غور سے سُنیں دِیندار
میں اِس دیار سے جورِ فلک سے ہوں ناچار
پھرے ہیں آلِ حبیبؐ خدا سے ظلم شِعار
یہ سنگدل نہ جفاؤں سے منہ کو موڑیں گے
کسی طرح یہ ستمگر نہ مجھ کو چھوڑیں گے

⑤

میں اِن کے شر سے اَماں پاؤں غیر ممکن ہے
وطن میں آلؑ کو پہنچاؤں غیر ممکن ہے
یہاں سے پاؤں بھی سَرکاؤں غیر ممکن ہے
میں کل کو قتل سے بچ جاؤں غیر ممکن ہے
خدا سے صبر و رِضا کا ہے خواستگار حسینؑ
بس ایک رات کا مہماں ہے بے دیار حسینؑ

⑥

بَلا میں کشتۂ رنج و اَلم کو رہنے دو
فقط مسافرِ راہِ عدم کو رہنے دو
ستم رسیدۂ و پابندِ غم کو رہنے دو
نہ تم رہو نہ علیؑ کے حرم کو رہنے دو
ہمارے بعد یہ ناچار دَر بدر نہ پھریں
رسولؐ زادیاں بلوے میں ننگے سَر نہ پھریں

امامؑ پاک کو جب اشقیا نے گھیر لیا/نسیمؔ امروہوی

۴

یہ کہہ رہی ہیں کہ نصرت میں جد و کد کرنا
میں واری پیرویٔ ضیغمِ صمد کرنا
کڑی اُٹھا کے اخی کی بلا کو رَد کرنا
بہادرو، مرے ماں جائے کی مدد کرنا
وہ کیا غلام جسے الفتِ امامؑ نہیں
جو رَن میں کام نہ آئے تو ماں سے کام نہیں

۵

جو کام آؤ گے تم تو دعائیں میں دُوں گی
جو پھر کے آئے تو صورت کبھی نہ دیکھوں گی
تمام عمر کبھی تم سے میں نہ بولوں گی
قَسم سے کہتی ہوں ہرگز نہ دودھ بخشوں گی
میں شاد ہوں گی جو برباد کر کے آؤ گے
جو ماں کو چاہتے ہو تم تو مر کے آؤ گے

۶

بہن کی چاہ پہ رو کر بڑھے شہِ ذیجاہ
یہ دَر سے بیوۂ شبرؑ کا حال دیکھا آہ
کہ دونوں پہلوؤں میں ہیں حسنؑ کے نورِ نگاہ
اِدھر ہیں قاسمؑ مضطر اُدھر ہیں عبدُاللہ
یہ کہہ رہی ہیں کہ شہؑ گھر گئے ہیں آفت میں
میں واری جان لڑانا چچا کی نصرت میں

۷

میں صدقے تم پہ بڑا حقِ شاہؑ والا ہے
حسنؑ کے بعد اِنہی نے تو گھر سنبھالا ہے
کبھی نہ مجھ کو نہ تم کو اَلم میں ڈالا ہے
پدر کی طرح بڑی شفقتوں سے پالا ہے
چچا کے پاؤں پہ دونوں کا خون بہہ جائے
الٰہی کل زنِ بیوہ کی بات رہ جائے

کتب میں ہے شبِ عاشور کا یہ حال لکھا/نسیمؔ

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

الحاج سیّد صغیر احمد رضوی ابنِ سیّد شبیر احمد رضوی
محمود الحسن رضوی ابنِ منظور حسین شہید
سیّدہ انوری بیگم (چندا) و سیّد آلِ حسنین
سیّد حسن احمد رضوی و کرنل سیّد فروغ نبی جعفری (عالم)
سیّد ریاض مجتبیٰ زیدی (میمن سادات ضلع بجنور)

لکھا ہے جب شبِ عاشور گزری ایک پہر

①
لکھا ہے جب شبِ عاشور گزری ایک پہر
حسینؑ آئے سُوئے خیمۂ علی اکبرؑ
شگافِ دَر سے یہ دیکھا کہ وہ مہِ انور
فروغِ حُسن سے دولھا بنا ہے بستر پر
عجیب یاس سے ماں بار بار دیکھتی ہے
اُٹھا کے شمع، رُخِ گلعذار دیکھتی ہے

②
یہ دیکھتے ہی کلیجے پہ تیر غم کھائے
خدا یہ سانحہ دشمن کو بھی نہ دکھلائے
وہاں سے خیمۂ عباسؑ کی طرف آئے
جری کی چاہ پہ فرطِ اَلم سے چلّائے
کبھی حسینؑ کے صدمے سے آہ بھرتے ہیں
کبھی حُسام کو صیقل سے صاف کرتے ہیں

③
جری کے سامنے کلثومؑ جان کھوتی ہیں
کسی خیال میں اشکوں سے منہ کو دھوتی ہیں
رِدا کو آنسوؤں سے دَم بہ دَم بھگوتی ہیں
قریب بیٹھی ہوئی زار زار روتی ہیں
وہ رنج و غم ہے کہ حالت تباہ کرتی ہیں
فلک کو دیکھ کے ہر بار آہ کرتی ہیں

④
وہ کہہ رہے ہیں کہ خواہر نہ یوں بکا کیجے
حضور اپنی طرف سے مجھے فدا کیجے
نصیب کا نہ فلک سے کوئی گِلا کیجے
پسر سمجھ کے مجھے شہؑ کا حق ادا کیجے
مطیعِ سبطِ رسولِؐ انام ہے عباسؑ
ہر اک عزیز کا اُن کے غلام ہے عباسؑ

⑤
بہن کی شان پہ رو کر بشانِ ابرِ بہار
حسینؑ واں سے چلے سُوئے خیمۂ بیمار
قریب جا کے پکارے کہ اے مِرے دِلدار
رسولِؐ پاک کی مَسند کے مالک و مختار
اُٹھو کہ میری شہادت قریب آ پہنچی
گلا کٹانے کی ساعت قریب آ پہنچی

⑥
وہ رو کے بولے کہ ہے ہے یہ کیا کہا بابا
ہماری زیست میں حضرت پہ یہ جفا بابا
مریض کیوں نہ ہو قربان، میں فدا بابا
قریبِ مرگ ہوں مرنے سے خوف کیا بابا
حسینؑ بولے کہیں وہ بھی رَن پہ چڑھتا ہے
جو گل اشاروں سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے

⑦

تمہیں تو کل سے بڑا رنج و غم اُٹھانا ہے
حرم کے ساتھ اَلم پر اَلم اُٹھانا ہے
سنبھل سنبھل کے ہر اک جا قدم اُٹھانا ہے
جو ہم سے اُٹھ نہ سکا وہ ستم اُٹھانا ہے

بتاؤ طوقِ گلو گیر کون پہنے گا
جو تم نہ ہوگے تو زنجیر کون پہنے گا

⑧

جو بیڑی سامنے آئے تو سَر جُھکا لینا
خوشی سے طوقِ گراں کو گلے لگا لینا
جو تازیانے بھی ماریں شقی تو کھا لینا
مگر شریعتِ اسلام کو بچا لینا

پسِ فنا بھی حیاتِ دوام رہ جائے
وہ کیجیو کہ محمدؐ کا نام رہ جائے

لکھا ھے جب شبِ عاشور گزری ایک پھر / نسیمؔ

—*****—

کوفہ کو چلا قاصدِ صغراؑ جو وطن سے

①

کوفہ کو چلا قاصدِ صغراؑ جو وطن سے
طے راہِ مسافت کی بڑے رنج و محن سے
ناگاہ گزر جب ہُوا اُس ظلم کے بَن سے
جب بَن میں جُدائی ہُوئی شہؑ کے سَر و تَن سے

واں دیکھا کہ کچھ لاشے پڑے خون میں تر ہیں
زخمی ہیں بدن اور تنوں پر نہیں سَر ہیں

②

دل میں یہ لگا سوچنے وہ قاصدِ غم خوار
کوفے ہی کی جانب تو گئے تھے شہِؑ ابرار
آقا کی مِرے خیر ہو اچھے نہیں آثار
حیدرؑ کے گھرانے کے نشاں سب ہیں نمودار

کچھ اُن کو قرابت تھی حسینؑ اور حسنؑ سے
سادات کی خوشبو چلی آتی ہے بدن سے

③

روتا ہُوا وہ لاشۂ سَرورؑ پہ جو پہنچا
فریاد تھی ہے ہے مِرے آقا، مِرے آقا
کس طرح لعینوں نے تمہیں گھیر کے مارا
اِس طرح کے ہیں زخم کہ دیکھا نہیں جاتا

کیسے کلمہ گو تھے رسولِؐ عربی کے
کس ظلم سے مارا ہے نواسے کو نبیؐ کے

④

کی اپنے نبیؐ زادے کی کیا عزت و توقیر
سَر تا بہ قدم خوں میں بھری چاند سی تصویر
کثرت سے ہیں زخمِ تبر و خنجر و شمشیر
نیزوں پہ تو نیزے ہیں پڑے تیروں پہ ہیں تیر
یہ گُل سا بدن گھوڑوں سے پامال کیا ہے
ہے ہے میرے آقا ترا کیا حال کیا ہے

⑤

صغراؑ کا عجب حال ہے فرقت میں تمہاری
یہ ضعف کی شدت ہے کہ غش رہتا ہے طاری
جب آنکھ کھلی رو کے یہ نانی کو پکاری
کیا آئی سفر سے مرے بابا کی سواری
دَم تَن سے نکل جائے گا اِس رنج و محن میں
کیا جانئے کب آئیں گے شبیرؑ وطن میں

⑥

پھر یاس سے سَر رکھ دیا لاشے کے قدم پَر
نوحہ تھا کہ ہے ہے اسدُ اللہ کے دلبر
صغراؑ جو تمہیں پوچھے تو میں کیا کہوں جاکر
اُس کو یہ تمنا ہے کہ اب آتے ہیں سَرورؑ
یہ کہہ دوں کہ سَر تَن سے اُتارا گیا صغراؑ
پَردیس میں بابا ترا مارا گیا صغراؑ

کوفہ کو چلا قاصدِ صغراؑ جو وطن سے / حزیںؔ

امتحاں گاہ میں پہنچے جو شہِؑ جنّ و بشر

①

امتحاں گاہ میں پہنچے جو شہِؑ جنّ و بشر
ظلم کیا کیا نہ سہے کرب و بلا میں آ کر
آ گیا آخری منزل پہ شہادت کا سفر
سب کا خوں بہہ گیا، اب رہ گئے تنہا سَرورؑ
باپ کے واسطے بیٹی کا عریضہ لایا
ایک قاصد سَرِ مقتل، خطِ صغراؑ لایا

②

خط میں لکھا تھا کہ بس اب جلد ہی بُلوائیں مجھے
یاد میں بالی سکینہؑ کی نہ تڑپائیں مجھے
فرقتِ اصغرِؑ ناداں میں نہ رُلوائیں مجھے
باباجاں، بھائی سے کہہ دیں کہ وہ لے جائیں مجھے
باپ کا دل ہی سمجھتا ہے جو حالت ہوگی
اُس گھڑی کیفیتِ ضبط، قیامت ہوگی

③

خط پڑھا، صبر کیا، دل سے لگایا خط کو
قبرِ اصغرؑ پہ رکھا، بیٹھے، اُٹھایا خط کو
لاشِ اکبرؑ پہ گئے، پڑھ کے سنایا خط کو
ایک پل بھی نہ نگاہوں سے ہٹایا خط کو
خط سے صغراؑ کی جو تصویر ابھر آتی تھی
ضبط کرنے پہ بھی اک آہ نکل جاتی تھی

④

آہ بھر کر یہ کیا قاصدِ صغراؑ سے کلام
شکریہ بھائی، کہ پہنچایا ہمیں یہ پیغام
میری بچی کو یہ احوال بتادینا تمام
اَب نہ اصغرؑ ہیں، نہ اکبرؑ، یہ مصیبت کی ہے شام
اَب سکینہؑ سے بھی بچھڑیں گے وہ ساعت آئی
ہم یہ یہ اور قیامت پہ قیامت آئی

امتحان گاہ میں پہنچے جو شہِ جنّ و بشرؑ

قسیم ابنِ نسیم

(بشکریہ سوز خواں سیّد باقر حسین رضوی)

—*****—

گلدستہ (جیبی بستہ)

برائے سوزخوانی

سرپرست: حضرت شاداں دہلوی

پایا گلہائے عزا کا یہ حسیں گلدستہ
مل گیا گلشنِ فردوس کا سیدھا رستہ
سوزخواں سب ہوئے مِنّت کشِ سبطِ جعفر
سوزخوانوں کو دیا اُس نے یہ جیبی بستہ

عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے

①

عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے
بھائی سے اپنے ہاتھ لبِ نہر دھو چکے
یاں تک کہ قتل اکبرؑ و اصغرؑ بھی ہو چکے
سینے پہ جو پلے تھے وہ مٹّی میں سو چکے
تھے نوحہ گر ہر ایک تنِ پاش پاش پر
قاسمؑ کی لاش پر کبھی اصغرؑ کی لاش پر

②

لشکر میں تھا یہ غُل کہ دِلاور کو مار لو
ہاں شہسوارِ دوشِ پیمبرؐ کو مار لو
سیّد کو بے دیار کو مضطر کو مار لو
سب مرچکے ہیں اب شہِ صفدر کو مار لو
قبضے میں تیغِ ظلم بھی تیرِ جفا بھی ہے
کہتے ہیں شہؑ بتاؤ مری کچھ خطا بھی ہے

③

رحم اب کرو میں بیکس و تنہا ہوں ظالمو
گزرے ہیں تین روز کہ پیاسا ہوں ظالمو
سیّد ہوں اور امام تمہارا ہوں ظالمو
سوچو ذرا میں کس کا نواسا ہوں ظالمو
ہوگا بھلا نہ صابر و شاکر کو مار کر
پچھتاؤ گے غریب مسافر کو مار کر

④

مدِ نظر ہے تم کو اگر قتل ہی مرا
سُن لو یہ اک وصیتِ آخر مری ذرا
بچوں پہ رحم کیجیو اے قومِ بے حیا
زہراؑ سے کم نہیں مری بہنوں کا مرتبہ
مرنے کے بعد مجھ پہ یہ احسان کیجیو
زینبؑ کے سَر سے بلوے میں چادر نہ لیجیو

X

⑤

اِس آن میں ہوئے شہِؑ بیکس پہ اتنے وار
جتنے چھپے تھے تیر بدن سے ہوئے وہ پار
تڑپے زمیں پہ گر کے امامِ فلک وقار
فریادِ فاطمہؑ سے ہلا عرشِ کردگار
تڑپا زمیں پہ جسم، شہِؑ مشرقین کا
غُل تھا کہ جلد کاٹ لو اب سَر حسینؑ کا

⑥

ناگہ پکڑ کے تیغ، بڑھا شمرِ بد شِعار
قرآن پَر شقی نے رکھا پائے نابکار
سَر ننگے گھر سے نکلی سکینہؑ جگر فگار
دیکھی گلے پہ باپ کے جس دَم چھری کی دھار
چِلّاتی تھی ارے شہِؑ والا کو چھوڑ دے
سَر میرا کاٹ لے مِرے بابا کو چھوڑ دے

⑦

ہر چند پیٹتی رہی ناداں بصد ادب
فریاد کو یتیم کی سُنتا تھا پَر وہ کب
خنجر گلے پہ رکھ دیا حضرت کے ہے غضب
سُوکھی زباں دِکھا کے کہا شاہؑ نے یہ تب
ظالم، سکینہؑ خیمے میں جا لے تو ذِبح کر
پانی ذرا سا مجھ کو پلا لے تو ذِبح کر

X

⑧

حضرت تو پانی پانی پکارا کیئے اِدھر
کاٹا کیا گلے کو اُدھر شمرِ بد گُہر
دوڑی نکل کے خیمے سے زینبؑ برہنہ سَر
چلتی تھی دو قدم کبھی گرتی تھی خاک پَر
کہتی تھی آہ کس سے میں اب التجا کروں
لُٹتا ہے گھر مِرا ارے لوگو میں کیا کروں

عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے

جب رَن میں سبطِ احمدؐ مختار گِھر گیا

①

جب رَن میں سبطِ احمدؐ مختار گھر گیا
سید، غریب و بے کس و بے یار گھر گیا
اہلِ حرم کا قافلہ سالار گھر گیا
لشکر تمام ہوگیا سَردار گھر گیا

غل تھا امان دو نہ شہِؑ مشرقین کو
نوکوں سے برچھیوں کی گِرادو حسینؑ کو

②

جس وقت تھا یہ حشر یہ ماتم یہ شور و شَر
آ پہنچا اک مسافر غربت زدہ اِدھر
نکلا تھا گھر سے شوقِ نجف میں وہ خوش سیَر
چھوڑے ہوئے وطن اُسے گزرا تھا سال بھر

بے خانماں کو عشق، خدا کے ولی کا تھا
مشتاق وہ زیارتِ قبرِ علیؑ کا تھا

③

پہنچا جو کربلا میں تو دیکھا یہ اُس نے حال
تنہا کھڑا ہے ایک مسافر لہو میں لال
فوجیں ستم کی گِرد ہیں آمادۂ قِتال
چلتے ہیں تیر پانی کا کرتا ہے جب سوال

از بس کہ اہلِ درد تھا بیتاب ہوگیا
پانی کے مانگنے پہ جگر آب ہوگیا

④

کہنے لگا لرز کے وہ ذی قدر و نیک نام
اللہ کس قدر ہے پُر آشوب یہ مقام
دریا خدا نے خَلق کئے بہرِ فیضِ عام
مرتا ہے بے اجل یہ ستم کش یہ تشنہ کام

اِن سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں
جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں

⑤

دو چار گام چل کے یہ سوچا وہ نامور
مظلوم کی دعا میں ہے ہر طرُح کا اثر
واللہ برگزیدۂ حق ہے یہ خوش سیَر
کر لیجے التماسِ دعا ہاتھ باندھ کر

تیغوں میں اُس کے پاس چلو جو خدا کرے
آساں ہو مشکلیں جو یہ بے کس دعا کرے

⑥

آیا جو کانپتا ہُوا وہ شاہِؑ دیں کے پاس
کی عرض اَلسلامُ علیک اے فلک اساس
مولاؑ جواب دیکے یہ بولے بہ درد و یاس
آنا ہُوا کدھر سے ترا اے خدا شناس

عرض اُس نے کی غلامِ شہِؑ ذوالفقار ہوں
بیکس ہوں بے نوا ہوں غریبُ الدّیار ہوں

⑦

عرض اُس نے کی حسینؑ سے اور ہے یہ التجا
کیجیے اُٹھا کے ہاتھ مِرے حق میں یہ دعا
پہنچا دے مجھ کو قبرِ علیؑ پر مِرا خدا
مولاؑ نے آسماں کی طرف دیکھ کر کہا
جس کو نہیں زوال وہ دولت نصیب ہو
یا رب اِسے علیؑ کی زیارت نصیب ہو

⑧

تسلیم کی جو اُس نے تو بولے شہِؑ انام
قبرِ نبیؐ پہ جا کے یہ کہنا پس از سلام
آتے ہیں آپ درد و مصیبت میں سب کے کام
یہ بیکس و غریب بھی ہے آپ کا غلام
تنہا ہوں دشمنوں میں خبر آکے لیجیے
ہنگامِ ذبح، گود میں سر آکے لیجیے

⑨

سُن کر یہ شہؑ سے بولا نہ جائے گا اب غلام
بس جی چکا بہت یہی مرنے کا ہے مقام
اب دیجیے رضا کہ بڑھوں کھینچ کر حُسام
وہ کام چاہیے کہ رہے تا بہ حشر نام
دِیندار ہوں نہ ترکِ رِفاقت کرونگا میں
اب مر کے شیرِ حق کی زیارت کرونگا میں

⑩

قدموں پہ لوٹ کر یہ پکارا وہ دردناک
اظہارِ اِسمِ اقدسِ اعلیٰ میں کیا ہے باک
بتلایئے کہ غم سے مِرا دل ہے چاک چاک
چُپ ہوگئے تڑپنے پہ اُس کے امامِ پاک
یہ تو نہ کہہ سکے کہ شہِؑ مشرقین ہوں
مولا نے سَر جُھکا کے کہا میں حسینؑ ہوں

جب رَن میں سبطِ احمدؐ مختار گھر گیا

جب قتل رَن میں ہوچکا لشکر حسینؑ کا

①

جب قتل رَن میں ہو چکا لشکر حسینؑ کا
باقی رہا نہ ناصر و یاور حسینؑ کا
دشمن جو تھا ہر ایک ستم گر حسینؑ کا
غُل پڑ گیا کہ کاٹ لو اب سَر حسینؑ کا

پیاسے پہ ابر، شام کے لشکر کا چھا گیا
مظلوم اہلِ ظلم کے نرغے میں آ گیا

②

کہتا تھا کوئی تیر لگاؤ حسینؑ کو
تلواروں سے لہو میں ڈُباؤ حسینؑ کو
کہتا تھا شمر گھیر کے لاؤ حسینؑ کو
گھوڑے سے جلد نیچے گراؤ حسینؑ کو

کیا چپکے دیکھتے ہو منہ اِس تشنہ کام کا
سَر کاٹ لو حسین علیہ السلام کا

③

جب تیر آ کے لگتا تھا جسمِ حسینؑ پَر
خیمے کو تکتے جاتے تھے منہ پھیر پھیر کر
کہتے تھے دل سے رو کے شہنشاہ بحر و بَر
زینبؑ کہیں نہ خیمے سے نکلے برہنہ سَر

بانوؑ کو اے کریم مِرے غم میں صبر دے
زینبؑ کو اے خدا مِرے ماتم میں صبر دے

④

زینبؑ نے اپنے بھائی کی جب یہ سُنی صدا
گھبرا کے آئی ڈیوڑھی پہ وہ غم کی مبتلا
دیکھا کہ شہؑ کو گھیرے ہے سب فوجِ اشقیا
اُمّت کی مغفرت کی، ہیں شہؑ کررہے دُعا

کوئی قریب آ کے ہے شمشیر مارتا
اور جسمِ پاک پَر ہے کوئی تیر مارتا

⑤

زینبؑ پکاریں تیر یہ مجھ پہ لگاؤ تم
بھائی کے بدلے خون میں مجھ کو ڈُباؤ تم
نیزے پہ کاٹ کر مِرے سَر کو چڑھاؤ تم
فرزند فاطمہؑ پہ نہ اب ہاتھ اُٹھاؤ تم

پانی کو تین روز سے محروم ہے حسینؑ
سیّد ہے بے گناہ ہے مظلوم ہے حسینؑ

جب قتل رَن میں ہوچکا لشکر حسینؑ کا

—*****—

عظمتؔ بلگرامی

کرکے وضو نظر نے شرابِ طہور سے
دیکھا جمالِ رُوئے محمدؐ غرور سے
تہذیب و فن، تمدن و اخلاق و آگہی
سب مل کے بھیک مانگ رہے ہیں حضورؐ سے

جب آخری سلام کو خیمے میں آئے شاہؑ

①

جب آخری سلام کو خیمے میں آئے شاہؑ
رخصت کیا ہر ایک کو باحالتِ تباہ
کبراؑ پہ اور سکینہؑ پہ حسرت سے کی نگاہ
فرمایا صبر دے تمہیں خلاقِ مہر و ماہ
دے کر دِلاسہ آئے جو سجادؑ کے قریں
دیکھا پڑا ہے غش میں وہ بانوؑ کا مہ جبیں

②

بازو ہلا کے بولے شہنشاہِ نامدار
غفلت کا وقت یہ نہیں اُٹھو پدر نثار
زینبؑ کی اور بانوؑ کی چادر سے ہوشیار
گھبرا کے اُٹھے سیّد سجادؑ ایک بار
دیکھا زمانہ ہوتا ہے خالی حسینؑ سے
بیووں میں حشر برپا ہے زینبؑ کے بَین سے

③

پوچھا پدر سے آئے ہیں تنہا شہِؑ اُمم
نہ سایۂ علم ہے نہ عباسِؑ ذی حشم
کس حادثے میں ہوگئی مولا کی پشت، خَم
چہرے پہ خون کیسا ہے اور چشم کیوں ہے نَم
قاسمؑ کہاں ہیں اکبرؑ ذیشان کیا ہوئے
شہؑ نے کہا کہ سب رہِ حق میں فدا ہوئے

(داروغہ امیر محمد رضوی سبز واری امیرؔ چھولسی)

④

اُمت نے نانا جان کی برباد کردیا
تنہا پدر ہے حلق ہے اور خنجرِ جفا
کچھ دیر بعد خیمے جلائیں گے اشقیا
چھینیں گے سَر سے زینبؑ و کلثومؑ کی رِدا
اب تم امامِ عصر ہو ہمّت سے کام لو
طوفاں کی زَد میں آلؑ کی کشتی ہے تھام لو

⑤

مولاؑ کے اِس بیان پہ محشر بپا ہُوا
اہلِ حرم میں رونے کا اک غُلغلہ اُٹھا
دوڑی سکینہؑ آن کے دامن پکڑلیا
بولی نہ رَن کو جاؤ پیمبرؐ کا واسطہ
قربان جاؤں کس کے میں سینہ پہ سوؤں گی
بابا جو تم نہ ہوگے تو راتوں کو روؤں گی

⑥

مُنہ چُوم کر حسینؑ نے گودی میں لے لیا
دامن سے اشک پونچھ کے بولے شہِؑ ہُدا
بھائی کا سایہ سَر پہ تمہارے رکھے خدا
ماں باپ کس کے زندہ رہے ہیں یہاں سدا
سب کو فنا ہے شک نہیں حق کے کلام میں
بی بی کو لینے آئینگے ہم قید شام میں

جب آخری سلام کو خیمے میں آئے شاہؑ

جب ماریہ کے دشت میں وارد ہُوا زعفرؑ

①

جب ماریہ کے دشت میں وارد ہُوا زعفرؑ
میداں میں اکیلے تھے کھڑے سبطِ پیمبرؐ
سَر تا بہ قدم خون میں آلودہ تھے سَرورؑ
اور ریگِ بیاباں تھی بھری زخموں کے اندر
اِس پیاس میں منہ آنسوؤں سے دھوتے تھے مولاؑ
اک چھوٹی سی تربت پہ کھڑے روتے تھے مولاؑ

②

تھے لاشِ پسر پر ابھی گِریاں شہِؑ ابرار
جو زعفرِؑ جن سامنے سے آ گیا یکبار
شہؑ نے کہا اے شخص خبردار، خبردار
بے سَر ہیں پڑے یاں مِرے سب یاور و انصار
یہ پھول ہیں سب باغِ شہِؑ جن و بشر کے
لاشے نہیں ٹکڑے ہیں یہ زہراؑ کے جگر کے

③

یہ اُن کے ہیں لاشے جو تھے مظلوم کے یاور
یہ اُن کے ہیں لاشے جو پیاسے ہوئے بے سَر
ٹکڑے ہوئے تیغوں سے یہاں قاسمِؑ مضطر
اے شخص یہاں دفن ہوئے ہیں علی اصغرؑ
زینبؑ کے یہاں گود کے پالے کا ہے لاشہ
اِس جا پہ مِرے گیسوؤں والے کا ہے لاشہ

④

شہؑ نے کہا تو کون ہے، کیا نام ہے تیرا
یاں کس لئے تو آیا ہے مطلب ہے ترا کیا
ہر چند کہ بے کس ہوں، میں زخمی ہوں سَرا پا
لیکن مجھے مجبور تُو ہر گز نہ سمجھنا
سب مر گئے اِس پر نہیں ناچار ابھی ہوں
بیکس ہوں مگر کُل کا مددگار ابھی ہوں

⑤

کی عرض یہ زعفرؑ نے کہ اے سیدِؑ والا
تیرا تو مددگار ہے وہ خالقِ یکتا
تو کُل کا مددگار ہے پروا ہے تجھے کیا
پَر کیجئے منظور مِری عرض اے آقا
لُوٹے نہ کوئی آلِ رسولِؐ عرَبی کو
خیمے کی نگہبانی کا دو اِذن مجھی کو

⑥

یہ بات جو شبیرؑ کو زعفرؑ نے سُنائی
رونے لگے وہ بادشہِؑ کرب و بَلائی
یاد آ گئی ناموس کی اُس وقت تباہی
کہنے لگا زعفرؑ سے وہ خالق کا فدائی
محتاج حرم ہوویں گے اک ایک ردا کے
سادات کی عزت ہے بس اب آگے خدا کے

⑦

اے بھائی کروں کیا تجھے خیمے کا نگہباں
زینبؑ کو تو جانا ہے ابھی با سرِ عریاں
اہلِ حرمِ شاہؑ کو ہے دیکھنا زنداں
جلتے ہیں ابھی خیمۂ شاہنشہِ دوراں
قید ہوئیگی سب عترتِؑ سلطانِؑ مدینہ
ظالم کے طمانچے ابھی کھائیگی سکینہؑ

جب ماریہ کے دشت میں وارد ہُوا زعفرؒ
(بشکریہ مفکر و سوز خواں سید تقی الحسن فرزند سوز خواں وصی الحسن امروہوی)

—*****—

رضاؔ الہ آبادیؒ

رضاؔ ہے جس پہ تصدق متاعِ کون و مکاں
اِک ایسے غم سے مری زندگی عبارت ہے

(بشکریہ سوز خواں ناطق علی نقوی ادیبی)

—*****—

التماسِ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب
سوز خواں مجاہد حسین رضوی کراروی الہ آبادی

جب کربلا میں شاہؑ کا لشکر ہُوا شہید

①

جب کربلا میں شاہؑ کا لشکر ہُوا شہید
اکبرؑ ہُوا شہید اور اصغرؑ ہُوا شہید
عباسؑ اور قاسمِؑ مضطر ہُوا شہید
تنہا حسینؑ رہ گئے سب گھر ہُوا شہید
زعفرؒ سے بات جن نے، یہ باشور وشین کی
اب تک خبر نہیں تجھے آقا حسینؑ کی

②

پھیرے سکینہؑ لب پہ زباں پانی تو پیے
اکبرؑ تو کھائے زخمِ سناں پانی تو پیے
اصغرؑ ہو قتل تشنہ دہاں پانی تو پیے
واں آقا تیرا پیاسا ہے یاں پانی تو پیے
کس منہ سے پیشِ فاطمہؑ محشر میں آئے گا
اُس دن بتا کہ کون تجھے بخشوائے گا

③

زعفرؒ نے پوچھا تجھ کو یہ کیونکر ہوئی خبر
بولا وہ جن بہ حدِّ ادب ہاتھ باندھ کر
اک دن ہُوا تھا میرا نجف کی طرف گزر
پہنچا جوں ہی میں قبرِ جنابِ امیرؑ پر
دیکھا ضریحِ شاہِؑ نجف تھرتھراتی ہے
ہے ہے حسینؑ پیارے کی آواز آتی ہے

(۴)

سُن کر صدا جو میں گیا بَر مرقدِ مَلول
کی عرض ہاتھ باندھ کر اے نائبِ رسولؐ
لرزش میں کیوں مزار ہے کیوں آپ ہیں مَلول
بندہ بھی مُطّلع ہو مِری عرض ہو قبول
آئی ندا کہ شاہؑ زَمن قتل ہوتا ہے
میرا حسینؑ تشنہ دہن قتل ہوتا ہے

(۵)

یہ سُنتے ہی ضریح سے آنکھوں کو وہ مَلا
بیتاب ہو کے دشتِ بلا کی طرف چلا
دیکھا جو اُس نے نقشۂ میدانِ کربلا
لشکر ہے سَر کٹائے پڑا، خوں میں ہے بھرا
حسرت سے شاہؑ لاشوں پہ کرتے نگاہ ہیں
خیمے میں اہلِ بیتؑ ہیں، نرغے میں شاہؑ ہیں

(۶)

سبطِ نبیؐ پہ اُس نے جو کی غور سے نگاہ
اک لاش ننھی ہاتھوں پہ اپنے لئے ہیں شاہؑ
منہ چُومتے ہیں، گاہ گلا چُومتے ہیں آہ
ہر مرتبہ یہ کہتے ہیں جو مرضیٔ الٰہ
وہ ننھی لاش سینے سے اپنے لگاتے ہیں
بچے کی قبر سبطِ پیمبرؐ بناتے ہیں

(۷)

تلوار سے جو کھود چکے قبر، شاہؑ دیں
عمّامہ اپنا پھاڑ کے سَردارِ مومنیں
کفنانے کو اُٹھالیا ہاتھوں پہ نازنیں
کرتا اُتارا دفن کیا اپنا مہ جبیں
پیوند خاک جبکہ اُسے شہؑ نے کردیا
کُرتا شَلوکا ننھی سی تربت پہ رکھ دیا

(۸)

تیرِ ستم نے زیست کا نقشہ بگاڑ کے
اک ماں کی حسرتوں کے چمن کو اُجاڑ کے
کاٹا قضا نے نخلِ تمنا اُکھاڑ کے
سُن کر یہ ذکر، غم سے ہوں ٹکڑے پہاڑ کے
ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

جب کربلا میں شاہؑ کا لشکر ہُوا شہید

جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہ شبیرؑ

①

جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ
بجز اصغرؑ نہ رہا نورِ نگاہِ شبیرؑ
تھی فقط روحِ علیؑ ، پشت پناہِ شبیرؑ
حق سے کہتے تھے کہ تو رہیو گواہِ شبیرؑ
سَر فدا کر کے شریکِ شہداءُ ہوتا ہوں
آج میں تیری امانت سے ادا ہوتا ہوں

②

اب نہ قاسمؑ مِرا باقی ہے نہ اکبرؑ باقی
نہ علمدار سلامت ہے نہ لشکر باقی
بھانجے بیٹے بھتیجے نہ برادر باقی
اب فقط سَر مِرا باقی ہے اور اصغرؑ باقی
قتل اصغرؑ ہو، مِرا سَر بھی جُدا ہوجائے
اِس امانت سے بھی شبیرؑ ادا ہو جائے

③

یا خدا تجھ پہ میں صدقے مِرا لشکر بھی نثار
دل فدا، جان فدا، روح فدا، سَر بھی نثار
علی اکبرؑ بھی نثار اور علی اصغرؑ بھی نثار
تجھ پہ باقرؑ بھی فدا، عابدؑ مضطر بھی نثار
میں نے جو کچھ ترے دربار سے پایا مولا
سب تری راہ میں خوش ہو کے لٹایا مولا

④

وہ کلیجے پہ دَھرے ہاتھ پڑے ہیں اکبرؑ
ہے وہ عباسؑ دلاور وہ حسنؑ کا دلبر
ایک اک پیارے کو قربان کیا گِن گِن کر
کی امانت میں خیانت نہ ذرا، اے داور
تو نے دولت تھی جو مجھ خاک نشیں کو سونپی
وہ امانت تری بندے نے زمیں کو سونپی

⑤

بندہ پرور میں ہوں اک عبدِ غریب و احقر
بیکس و بے پدر و بے وطن و بے مادر
منزلِ ملکِ عدم میں تُو مِرا ہو رہبر
نہ تو اُس راہ سے آگاہ نہ منزل کی خبر
شوق بھی رعب بھی مجھ کو تری درگاہ کا ہے
سامنا بندۂ ناچیز کو اللہ کا ہے

⑥

ناگہاں آئی یہ آوازِ خدائے کونین
بس مِرے بندۂ بیکس مِرے مظلوم حسینؑ
شُکر وہ کرتا ہے تو آج بصد شیون و شین
مجھ کو شرم آتی ہے اے فاطمہؑ کے نورُالعین
تشنہ کامی میں نہیں کام لبِ دریا سے
آفریں اے مِرے چوبیس پہر کے پیاسے

جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ / مرزا دبیرؒ

اقربا کٹ گئے جب شاہؑ کے باری باری

①

اقربا کٹ گئے جب شاہؑ کے باری باری
اور عدم چلنے کی اُس شاہؑ نے کی تیاری
خیمے کا پردہ اُٹھا زین العبأ اک باری
دیکھ مقتل کی طرف کرنے لگے یوں زاری

خلد کے کوچ میں ہم کو نہیں بلواتے ہو
قافلے والو ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو

②

ہائے شہؑ کا نہ رہا کوئی بھی یاور باقی
نہ علمدؑار رہے اور نہ لشکر باقی
نہ رہے قاسمؑ جرار نہ اکبرؑ باقی
ہے فقط سبطِ نبیؐ کا سرِ انور باقی

ہم تو باقی ہیں غم و رنج اُٹھانے کیلئے
موت نے چھوڑا ہمیں اشک بہانے کیلئے

③

ہائے شبیرؑ کے مرنے کی ہے اب تیاری
زخم پر زخم لگے ہیں تنِ شہؑ پر کاری
بھوک میں پیاس میں غش آتے ہیں سو سو باری
بیچ میں ابنِ علیؑ گرد کھڑے ہیں ناری

اپنی بیماری پہ شرمندہ پسر ہوتا ہے
قتل اب سامنے بیٹے کے پدر ہوتا ہے

④

ہائے بابا کو مرے کوئی بچالے آکر
پھیر دے لاکے گلے پر مرے کوئی خنجر
بعد بابا کے پسر کا نہیں جینا بہتر
باپ تو قتل ہو جیتا رہے یہ خستہ جگر

اہلِ بیتِ نبویؐ پر یہ جفائیں ہونگی
بلوۂ عام میں سر پہ نہ ردائیں ہونگی

اقربا کٹ گئے جب شاہؑ کے باری باری

جب خاتمہ بخیر ہُوا فوجِ شاہؑ کا

①

جب خاتمہ بخیر ہُوا فوجِ شاہؑ کا
کوثر پہ قافلہ گیا پیاسی سپاہ کا
گھر لُٹ گیا جنابِ رسالت پناہ کا
خاک اُڑ رہی تھی حال یہ تھا بارگاہ کا
وہ بھائی، وہ رفیق، نہ وہ نورِ عین تھے
نرغے میں دشمنوں کے اکیلے حسینؑ تھے

②

پُرخوں جبیں، پھٹے ہوئے کپڑے، بدن پہ خاک
چادر سیاہ، ایک گریباں، ہزار چاک
دل بھی جگر بھی سینۂ پُرخوں بھی دردناک
بیکس بہن کے حال پہ روئے امام پاک
فرمایا خوں میں اکبرؑ مہ رُو نہائے ہیں
ہم اُن کی لاش چھوڑ کے رخصت کو آئے ہیں

③

عباسؑ اب کہاں ہیں کہاں اکبرؑ حسیں
اعدا کو بڑھ کے روکنے والا کوئی نہیں
خیمے تک آ نہ جائے کہیں فوجِ اہلِ کیں
رخصت کرو حسینؑ کو اے زینبؑ حزیں
لا دو رسولِ پاک کا رَختِ کہن ہمیں
پہنادو اپنے ہاتھ سے زینبؑ کفن ہمیں

④

وہ بولی میری جان نکل لے تو جایئے
خنجر اَجل کا حلق پہ چل لے تو جایئے
مضطر ہے جی بہن کا سنبھل لے تو جایئے
اچھا ذرا سکینہؑ بہل لے تو جایئے
بالوں پہ خاک اُڑا کے منہ اشکوں سے دھوتو لوں
ماں جائے بھائی میں تجھے جی بھر کے روتو لوں

⑤

دیکھا یہ کہہ کے بالی سکینہؑ کو پاس سے
لپٹی وہ دوڑ کر شہِؑ گردوں اَساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے
بولی وہ تشنہ کام شہِؑ حق شناس سے
کیا اِس بلا کے بَن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقہ گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے

⑥

فرمایا شہؑ نے ہاں یہ سفر ناگزیر ہے
آؤ گلے لگو کہ یہ وقتِ اخیر ہے
اب آرزوئے قُربِ خدائے قدیر ہے
تنہا ہیں ہم، سپاہِ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو عنایت خدا کرے
جس کا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

جب خاتمہ بخیر ہُوا فوجِ شاہؑ کا ◀◀◀◀◀◀◀

⑦
یہ کہہ کے پیاری بیٹی سے، دیکھا اِدھر اُدھر
پوچھا کدھر ہیں بانوئے ناشاد و نوحہ گر
فضہؑ نے عرض کی کہ اِدھر پیٹتی ہیں سَر
رُخصت کی بھی حضور کی اُن کو نہیں خبر
لب پر گھڑی گھڑی علی اکبرؑ کا نام ہے
چلیئے ذرا کہ کام اب اُن کا تمام ہے

⑧
سُن کر صدا حسینؑ کی چونکی وہ نوحہ گر
کی عرض سَر جُھکا کے قدم پَر بچشمِ تَر
تنہا حضور آئے ہیں باندھے ہوئے کمر
صاحب کہاں ہے مَنّتوں والا مِرا پسر
ایسا نہیں جو دُکھ میں جُدا ہووے باپ سے
اپنے مراد والے کو لوں گی میں آپؑ سے

⑨
اے جانِ فاطمہؑ مِرا پیارا کدھر گیا
اَمّاں کی زندگی کا سہارا کدھر گیا
وہ تین دن کی پیاس کا مارا کدھر گیا
سیدانیوں کی آنکھ کا تارا کدھر گیا
باتیں یہ سُن کے کہنے لگے شاہِؑ بحر و بر
یارب جُدا نہ ہو کسی ماں سے جواں پسر

جب خاتمہ بخیر ہُوا فوجِ شاہؑ کا

☆☆☆☆☆

جس دَم نگینِ خاتمِ پیغمبرانؐ گِرا

①
جس دَم نگینِ خاتمِ پیغمبرانؐ گِرا
رونق اُٹھی زمیں سے امامِؑ زماں گِرا
گِرنے پہ سب گروہ لئے برچھیاں گِرا
ہے ہے نہ اِن جفاؤں پہ بھی آسماں گِرا
زہراؑ سے پوچھیے یہ قلق نورِ عین کا
تپنا زمیں کا اور تڑپنا حسینؑ کا

②
زینبؑ کا وہ تڑپنا وہ گھبرانا یاس کا
وہ تھرتھرانا دل کا وہ اُڑنا حواس کا
کہنا بِلک بِلک کے یہ کلمہ ہِراس کا
اے شمر، واسطہ علی اصغرؑ کی پیاس کا
لِلّٰہ تین روز کے پیاسے کو چھوڑ دے
صدقہ نبیؐ کا اُن کے نواسے کو چھوڑ دے

③
تھم جا خدا کو مان، حبیبؐ خدا کو مان
زہراؑ کو مان، حضرتِؑ مشکل کشا کو مان
سوگند فقر و فاقۂ آلِؑ عبا کو مان
اپنی رسولؐ زادی کی تو التجا کو مان
سارے بزرگ مر گئے مجھ بد نصیب کے
میرا کوئی نہیں ہے سِوا اِس غریب کے

④

اے شمر میں گلے سے لگا لوں تو ذبح کر
بھائی سے مل کے خیمے میں جا لوں تو ذبح کر
کچھ درد اپنے دل کا سُنا لوں تو ذبح کر
سیّد کو قبلہ رُو میں لِٹا لوں تو ذبح کر
پانی تو بھوکے پیاسے کو اے بد خصال دے
ہے وقتِ ذبح آنکھوں پہ کپڑا تو ڈال دے

⑤

اے شمر تجھ کو خالقِ اکبر کا واسطہ
اے شمر تجھ کو روحِ پیمبرؐ کا واسطہ
اے شمر تجھ کو حیدرِؑ صفدر کا واسطہ
اے شمر تجھ کو ننھے سے اصغرؑ کا واسطہ
لِلّٰہ کر نہ ذِبح، شہِؑ مشرقین کو
میں بھیک مانگتی ہوں مجھے دے حسینؑ کو

⑥

یہ کہتے کہتے ست ہوئی دَم اُلٹ گیا
سَر پیٹتی یہ رہ گئی سَر شہؑ کا کٹ گیا
یوں لاش پر گری کہ جگر سب کا پھٹ گیا
بانہیں گلے میں ڈال کے لاشہ لپٹ گیا
ماں کی طرح تھی عاشقِ شاہِؑ زمن بہن
یہ بھائی بھائی کہتی تھی لاشہ بہن بہن

جس دَم نگینِ خاتمِ پیغمبراںؐ گرا

⑦

یہ دن وہ ہے کہ قتل ہوئے سَرورِؑ زمن
بلوے میں بے رِدا ہُوئی شبیرؑ کی بہن
ڈوبا لہو میں آج سکینہؑ کا پیرَہَن
شہزادیوں کے شانے میں باندھی گئی رَسَن
یہ دن ہے رُخصتِ شہِؑ عالی مقام کا
ماتم کرو حسین علیہ السّلام کا

⑧

مدفوں ہوئے نہ شاہِؑ زمن وا مصیبتا
ممکن ہُوا نہ غسل و کفن وا مصیبتا
بھائی کو رو سکی نہ بہن وا مصیبتا
کیسے اُٹھائے رنج و محن وا مصیبتا
غم آج تک ہے خَلق میں تازہ حسینؑ کا
اُٹھا نہ کربلا میں جنازہ حسینؑ کا

جس دَم نگینِ خاتمِ پیغمبراں گِرا

پیاسا ہے کئی دن سے یدُاللّٰہ کا جانی

①

پیاسا ہے کئی دن سے یدُاللہ کا جانی
کہتے ہیں کچھ اور منہ سے نکل جاتا ہے پانی
زخمی کو تو ہوتی ہے بہت تشنہ دہانی
ایک بوند بھی دیتے نہیں وہ ظلم کے بانی
تنہا کو ہیں شمشیر پہ شمشیر لگاتے
وہ کہتا ہے پانی دو، تو ہیں تیر لگاتے

②

کہتا ہے کوئی قاسمؑ بے پَر کو بُلاؤ
کہتا ہے کوئی اپنے برادر کو بُلاؤ
ہنس کر کوئی کہتا ہے کہ اکبرؑ کو بُلاؤ
پھر تیر سے ماریں علی اصغرؑ کو بُلاؤ
عرصہ ہُوا ہاتھ آپ کو مَلتے نہیں دیکھا
میدان میں زینبؑ کو نکلتے نہیں دیکھا

③

فرماتے تھے شہؑ لاشۂ اکبرؑ پہ یہ جا کر
بابا کی مدد کرنے کو اُٹھو علی اکبرؑ
سنتے ہو مجھے کہتے ہیں کیا کیا یہ ستم گر
دیکھو ہمیں تیغوں سے لعیں کرتے ہیں بے سَر
تولے ہوئے شمشیر ہر اک دشمنِ دیں ہے
اللہ تو اک سَر یہ ہے اور کوئی نہیں ہے

④

شہؑ لاشِ علمدار سے فرماتے تھے رو رو
عباسؑ علی جلد مدد کرنے کو اُٹھو
تلواریں لگاتے ہیں ہمیں ظالمِ بدخو
اے راحتِ جاں بھائی کی مظلومی کو دیکھو
اِس دَم کوئی ہمدم ہے نہ یاور ہے ہمارا
خنجر تو ہزاروں ہیں اور اک سَر ہے ہمارا

⑤

شہؑ نے کہا گھوڑے سے کہ اے اسپ وفادار
جا تو بھی کہ اب ہوتا ہے بے سَر ترا اَسوار
ہمدم مِرے اب بانوئےؑ بیکس سے خبردار
لے جائیو جس سَمت چلی جائے وہ ناچار
جان اپنی نہ تو بہرِ شہِ جنّ و بشر دے
جا اہلِ حرم کو مِرے مرنے کی خبر دے

⑥

پوچھے مجھے گر بالی سکینہؑ تو سُنانا
بی بی ترا بابا ہُوا جنت کو روانا
ہووے گا نہ اب سیدِ مظلوم کا آنا
راتوں کو نہ نیند آئے تو آنسو نہ بہانا
ہم تو رہِ معبود میں اب مرتے ہیں بی بی
بن باپ کے بچے نہیں ضد کرتے ہیں بی بی

پیاسا ہے کئی دن سے یدُاللّٰہ کا جانی / میر انیسؔ

لُوٹا گیا جو آلِ محمدؐ کا کارواں

۱

لُوٹا گیا جو آلِ محمدؐ کا کارواں
افسردہ و مَلول حرم میں تھیں بی بیاں
اُٹھتا تھا دل سے زینبؑ مغموم کے دُھواں
تنہا زمین پر تھے امام فلک نشاں
سانچے میں صبر و ضبط و رِضا کے ڈھلے ہوئے
چہرے پہ خاکِ تربتِ اصغرؑ ملے ہوئے

۲

یوں ہو رہی تھی روحِ پیمبرؐ سے گفتگو
نانا خدا نے آج کیا مجھ کو سُرخ رُو
اسلام کو مٹا نہ سکے دین کے عدو
باطل کے دل میں رہ گئی ناپاک آرزو
کیا احمریں ہے چہرۂ حق دیکھ لیجئے
گُل رنگ ہے زمیں کا وَرَق دیکھ لیجئے

۳

اِس کا نہیں ملال کہ خود تشنہ لب ہیں ہم
ساحل پہ ہے گرا ہوا عباسؑ کا علم
تاریخِ روزگار پہ ہے خون سے رقم
سقائے اہلبیتؑ کے بازو ہوئے قلم
ریتی پہ اک نشانِ وفا ثبت رہ گیا
پانی کے ساتھ خونِ علمدار بہہ گیا

۴

اکبرؑ کے زخمِ سینہ سے اُبلا تھا جو لہو
اُس نے بڑھائی آپکے وارث کی آبرو
ایسی جوان موت کہ رونے لگے عدو
ایسی اجل کی ہوگی، فرشتوں کو آرزو
رشتہ خدا سے اور رگِ گردن کٹی ہوئی
کیا سج رہی تھیں خاک سے زلفیں اَٹی ہوئی

۵

کس شان سے شہید ہوا قاسمؑ جواں
نوشاہ جیسے کوئی چلا ہو سُوئے جناں
سہرے کے پھول حُسنِ عمل کے فسانہ خواں
اک ایک زخم، ذوقِ شہادت کی داستاں
اسلام سَربُلند ہو، اِس انہماک میں
اپنا شباب آپ مِلایا ہے خاک میں

۶

دیکھا ہے سب نے عونؑ و محمدؑ کا شوقِ جنگ
کیسی شہید ہونے کی دونوں میں تھی اُمنگ
دونوں کی ایک شان تھی دونوں کا ایک ڈھنگ
دونوں جما گئے دلِ باطل پہ اپنا رنگ
دونوں سے موت آکے ہم آغوش ہوگئی
زینبؑ کی مامتا بھی تہہِ خاک سوگئی

⑦

گو تشنہ کام تھا مرا ششماہہ نیم جاں
لب تھے جو خشک تو سوکھی ہوئی زباں
اُس نے بھی مسکرا کے دِیا اپنا امتحاں
گردن پہ زخمِ تیر سہہ پہلو کہ الاماں

اب حشر تک وہ رہ نہ سکے گی سکون سے
جتنی زمین تر ہوئی اصغرؑ کے خون سے

⑧

وہ آپؐ کے نواسے کے انصارِ جاں نثار
تھی جن کے دَم سے گلشنِ اسلام کی بہار
سب ہوگئے شہید پئے عزت و وقار
دنیا نہ پائیگی کبھی ایسے وفا شعار

قربانی اُن کی دہر میں خالی نہ جائیگی
گرد اُن کے نام پر کبھی ڈالی نہ جائیگی

⑨

اے میری دلفگار بہن اے مِرے حرم
پیچھے ہٹے نہ راہِ رِضا سے کبھی قدم
اچھا بس اب سپردِ خدا، جارہے ہیں ہم
کچھ اور ظلم ڈھائیں گے یہ بانیٔ ستم

لُوٹیں گے میرے بعد یہ خیمے جلائیں گے
خاکسترِ خیام، ہَوا میں اُڑائیں گے

⑩

اے زندگی کی وادیٔ پُرخار، الوداع
اے روزِ تابناک و شبِ تار، الوداع
اے تشنہ لب سکینہؑ تمہیں پیار، الوداع
تم کو شِفا ہو عابدؑ بیمار، الوداع

آواز دے گی فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لائے گی اب زمین کہاں سے حسینؑ کو

لوٹا گیا جو آلِ محمدؐ کا کارواں / صبؔا اکبر آبادیؒ

غارتِ خیمۂ سرورؑ کو جب آئے اعداء

①

غارتِ خیمۂ سرورؑ کو جب آئے اعداء
ننگی تلواریں لئے بے ادب آئے اعداء
شور بیبیوں میں ہُوا، ہے غضب آئے اعداء
کوئی وارث نہ رہا سَر پہ تب آئے اعداء
آس اب کِس کی ہے کون آہ بچائے ہم کو
اِن جفا کاروں سے اللہ بچائے ہم کو

②

بی بیاں کرتی تھیں فریاد کہ ہم لُٹتے ہیں
اے خدا تیرے پیمبرؐ کے حرم لٹتے ہیں
آج بے جرم یہ پابندِ اَلم لٹتے ہیں
یوں مسافر کبھی پردیس میں کم لٹتے ہیں
آگ پردے کی قناتوں میں لگا دی، ہے ہے
مسندِ احمدؐ مختار جَلا دی، ہے ہے

③

تھی بپا آلِ نبیؐ میں یہ فغان و زاری
اتنے میں راکھ ہوئیں جَل کے قناتیں ساری
نکلے میدان میں گھبرا کے حرم اِکباری
برچھیاں تانے ہوئے گِرد تھے اُن کے ناری
ڈر سے سینے میں کسی بی بی کی سانس اَڑتی تھی
لڑکھڑا کر کوئی بچہ لیئے گر پڑتی تھی

④

پائی غارت سے جو اعداء نے فراغت اِکبار
عُمرِ سعد سے اک شامی نے یہ کی گفتار
لُٹ چکی بادشہِؑ کون و مکاں کی سَرکار
کوئی شئے لشکریوں نے اب نہیں چھوڑی زِنہار
حرمِ شاہؑ میں اب اور تو کیا باقی ہے
سَر پہ بیبوں کے بس اب ایک رِدا باقی ہے

⑤

شمر بولا کہ رِداؤں کو بھی لو جلد اُتار
نہیں حاکم کے گنہگاروں کو پردہ درکار
سَر برہنہ رہیں ناموسِ رسولؐ مختار
بے کجاوے کے جو ہوں اونٹ کرو اُن پہ سوار
قتل وارث ہوئے دہشت ہمیں کیا ہے اِن کی
جتنا رو رو کے یہ چلّائیں سزا ہے اِن کی

⑥

سَرِ زینبؑ سے رِدا لینے لگے جب اَظلم
تھرتھراتی تھی زمیں ہلتا تھا عرشِ اَعظم
رو کے وہ کہتی تھی اے ظالمو زہراؑ کی قسم
مریمؑ و حاجرہؑ سے مرتبہ میرا نہیں کم
غضبِ حق سے کہاں بچ کے نکل پاؤ گے
آہ اک ایسی کروں گی میں کہ جَل جاؤ گے

(۷)

چھوڑ دو گوشۂ چادر کو مرے پاس نہ آؤ
بنتِ زہراؑ ہوں نبیؐ زادی ہوں مجھ کو نہ ستاؤ
کلمہ تم پڑھتے ہو جس کا نہ اُسے غیظ میں لاؤ
تم کو لازم تھا یہ عزت ہمیں پردہ میں بٹھاؤ
لُوٹ کر زیور و زَر پھر مجھے دُکھ دیتے ہو
اِک رِدا باقی ہے اُس کو بھی لئے لیتے ہو

غارتِ خیمۂ سرورؑ کو جب آئے اعداء

(۸)

چھینتے ہو وہ رِدا جس میں ہیں سَو سَو پیوند
حق کو یہ ظلم کسی طور نہ ہوئے گا پسند
کہیں گے حشر میں قدسی یہ بہ آوازِ بلند
ننگے سَر فاطمہؑ آتی ہے کرو آنکھیں بند
اُس کی بیٹی کی رِدا چھین کے کیا پاؤ گے
آج کے ظلم کی محشر میں سزا پاؤ گے

(۹)

سُن کے یہ دستِ ستم سب نے بڑھایا اکبار
اور رِدا ہائے غضب لی سَرِ زینبؑ سے اُتار
حق سے فریاد جو کرنے لگی وہ سینہ فگار
آئی مقتل سے یہ آوازِ امامِ ابرار
مت کرو شکوہ، اگر بھائی ہے پیارا زینبؑ
آزماتا ہے خدا صبر تمہارا زینبؑ

(۱۰)

غم نہ کھاؤ جو رِدا لے گئے سَر سے دشمن
دیکھ سکتا ہے کوئی نورِ الٰہی کو بہن
لائیو لب پہ نہ زِنہار شکایت کا سخن
جلتی ریتی پہ ہے عریان ہمارا بھی بدن
ہے ستم سہنے کو خالق نے بنایا ہم کو
نہ رِدا تم کو میسر ہے نہ سایا ہم کو

غارتِ خیمۂ سرورؑ کو جب آئے اعداء

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصال ثواب

سیّد ذوالفقار حسین رضوی

ابنِ سیّد ظہیر حسن رضوی

سیّد محمد محفوظ حیدر رضوی

ابنِ سیّد ذوالفقار حسین رضوی

سیّدہ طاہرہ بانو بنتِ سیّد امانت علی

سیّدہ انیس بانو بنتِ سیّد اشرف علی

سیّد شبہہ الحسن نقوی ابنِ سیّد زاہد حسین نقوی

جب رخصتِ حسینؑ کا ہنگام آگیا

①

جب رخصتِ حسینؑ کا ہنگام آ گیا
آئے زمیں پہ گھوڑے سے سجدے میں سَر جھکا
قاتل وہ آستین چڑھاتا ہُوا بڑھا
بالیں پہ روحِ سیدہؑ نے سَر پٹک دیا
خنجر پھرا تو ماں کا کلیجہ اُلٹ گیا
زہراؑ کی گود میں سَرِ شبیرؑ کٹ گیا

②

قرآن کے محافظ و یاور چلے گئے
عباسؑ و قاسمؑ و علی اکبرؑ چلے گئے
حد ہے کہ چھ مہینے کے اصغرؑ چلے گئے
اب کیا رہا کہ سبطِ پیمبرؐ چلے گئے
لاشیں پڑی ہیں گنجِ شہیداں کی خاک میں
قرآں بکھر گیا ہے بیاباں کی خاک میں

③

وہ جانبِ خیام بڑھی فوجِ اشقیاء
سَر کھولے ساتھ ساتھ چلی بنتِ مصطفیٰؐ
لُٹنے لگے خیام، سَروں سے چھنی رِدا
خیمے سے نکلیں زینبؑ مضطر برہنہ پا
آغوش میں چُھپا کے خدا کے کلام کو
بازو پکڑ کے لے چلیں بیمار امام کو

④

زینبؑ چلی تھی خیمے سے جب ہو کے بے رِدا
بیٹی کو تک رہی تھیں بڑے دُکھ سے سیدہؑ
اک بار سُوئے عالَمِ اَرواح رُخ کیا
دیکھا کہ دیکھتے ہیں اِدھر ہی کو مصطفیٰؐ
روکے تھا جن کو ضبط وہ سوتے اُبل پڑے
دیکھا پدر کو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

⑤

فرمایا رو کے دیکھتے ہیں آپ یا نبیؐ
اُمت نے جو حضورؐ کی عترتؑ کی قدر کی
بابا صلہ تھا کیا مِری خدمات کا یہی
بابا مِرا حسینؑ مِری کوکھ اُجڑ گئی
بابا قصور کیا تھا مِرے نورِ عین کا
بابا چُھری سے کاٹا گیا سَر حسینؑ کا

⑥

بابا عدو مریض کا بستر بھی لے گئے
خیمے سے گاہوارۂ اصغرؑ بھی لے گئے
ظالم یتیم بچّوں کے گوہر بھی لے گئے
زینبؑ کے سَر سے چھین کے چادر بھی لے گئے
جائے کہاں کہ آگ لگی ہے خیام میں
سَر ننگے میری بچّی ہے بلوائے عام میں

⑦

بابا اُجڑ رہا تھا مِرا گھر میں پاس تھی
روتا تھا مجھ پہ میرا مقدر میں پاس تھی
جب باپ سے چُھٹا علی اکبرؑ میں پاس تھی
ہنستا تھا تیر کھا کے جب اصغرؑ میں پاس تھی
دیکھا حضور مجھ پہ جو عالم گزر گیا
بابا میں چپ رہی مِرا عباسؑ مرگیا

X

⑧

بابا اسیر ہے مِرا کنبہ میں کیا کروں
بچّوں پہ بڑھتی جاتی ہے ایذا میں کیا کروں
بابا بِلک رہی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بابا میں کیا کروں، مِرے بابا میں کیا کروں
کیجیے دعا کہ صبر مجھے کردگار دے
مالک یہ کربِ روح کی منزل گزار دے

جب رخصتِ حسینؑ کا هنگام آگیا/شاهدنقوی

جو کربلا میں ہوئی شاہؑ پر جفا سُنیے

①

جو کربلا میں ہوئی شاہؑ پر جفا سُنیے
بوقتِ عصر، شہِؑ دیں کا ماجرا سنیے
بیانِ ہمت و صبرِ شہِؑ ہُدا سنیے
وہ آتی ہے ملکُ الموت کی صدا سنیے
ملا جو حکم کہ سَر سے نکال، جانِ حسینؑ
کہا کہ سخت ہے یارب، یہ امتحانِ حسینؑ

②

لگا ہے زخمِ تبر بہہ رہا ہے سَر سے لہو
بھرے ہیں خون میں جانِ رسولؐ کے گیسو
قریب جاکے رکھوں دل پہ کس طرح قابو
کہ اِس لہو میں تو ہے فاطمہؑ کے دودھ کی بو
ندا یہ آئی کہ آنکھیں تو ڈال، آنکھوں میں
کہا بہن کا ہے اِس دَم خیال آنکھوں میں

③

ندا یہ آئی کہ گردن سے کھینچ جان اِن کی
کہا میں کیا کروں گردن پہ چل رہی ہے چھری
چُھری پکڑ کے یہ چِلّاتی ہے کوئی بی بی
نہ ذِبح کر میرے بچّے کو میں دعا دوں گی
جہاں رواں ترے خنجر کی آب ہے ظالم
یہ بوسہ گاہِ رسالت مآبؐ ہے ظالم

④

ندا یہ آئی کہ سینے سے قبض کرلے جاں
کہا وہ تیروں سے چھلنی ہے اے مرے رحماں
ابھی تو مار کے برچھی ہٹا ہے اک شیطاں
اور اب تو ہے تہہِ زانوئے شمر یہ قرآں

یہ کرب ہے کہ رُخِ پاک زرد ہے یارب
تیرے حسینؑ کے سینے میں درد ہے یارب

⑤

ندا یہ آئی کہ مظلومیت کے رُتبہ شناس
کمر سے کھینچ لے صابر کی جان بے وسواس
کہا مَلک نے تڑپ کر بہ درد و حسرت و یاس
کمر تو ٹوٹ گئی جب سے مرگئے عباسؑ

ندا یہ آئی کہ اِن کا مُحال ہے چہرہ
کہا کہ خون سے اصغرؑ کے لال ہے چہرہ

⑥

یہ گفتگو تھی کہ مُرجھا گیا رسولؐ کا پھول
فلک سے آگئے روحُ الامیں، حزین و ملول
کہا ملک نے کہ منہ ڈھانپ لو برائے رسولؐ
پسر کی لاش پہ کھولیں گی اپنے بال بتولؑ

ندا یہ سُن کے اُسی سَمت چل پڑیں زینبؑ
تڑپ کے خیمے سے باہر نکل پڑیں زینبؑ

⑦

نسیمؔ اِدھر سے تو قدسی کی یہ صدا آئی
اُدھر تڑپتی ہوئی بنتِ مرتضیٰؑ آئی
قریب لاش جو خواہر بصد بکا آئی
اخی کے حلقِ بُریدہ سے یہ صدا آئی

کوئی بزرگ نہ اب کوئی خورد ہے زینبؑ
نبیؐ کی آلؑ تمہارے سپرد ہے زینبؑ

جو کربلا میں ہوئی شاہؑ پر جفا سنیئے / نسیمؔ امروہویؔ

—*****—

پروفیسر کرارؔ حسینؔ

بندگانِ رسم و رخصت اپنے گھر بیٹھے رہیں
کربلا اک درس ہے اہلِ عزیمت کے لئے

—*****—

رفیق رضوی

کیوں نہ ہو ہم کو محبت مرثیہ خوانی کے ساتھ
کربلا تک آگئے ہم کتنی آسانی کے ساتھ

(بشکریہ سوز خواں سیّد آلِ عبا و آلِ رضا / منگورجہ)

جب رَن میں قتلِ فوجِ شہؑ کربلا ہوئی

①

جب رَن میں قتلِ فوجِ شہِؑ کربلا ہوئی
سبطِ رسولؐ قتل ہوئے انتہا ہوئی
لیکن نہ ختم اہلِ جفا کی جفا ہوئی
اِس کربلا کے بعد پھر اک کربلا ہوئی
اب تک یہ پوچھتا ہے مورّخ یزید سے
رنجش حرم سے تھی کہ امام شہید سے

②

اصغرؑ نے کیا کیا تھا کہ چھیدا گیا گلا
جرمِ سکینہؑ کیا تھا کہ دُرّوں کی دی سزا
بیمار کس خطا پہ اسیرِ جفا ہُوا
زینبؑ کا کیا قصور تھا کیوں چھین لی رِدا
بے بس ربابؑ تکتی تھی کس درد و یاس سے
اک ماں کو کیوں ہٹادیا جھولے کے پاس سے

③

لائے گئے حرم سَرِ دربار کس لئے
رُسوا کئے گئے سَرِ بازار کس لئے
طوقِ گراں و گردنِ بیمار کس لئے
دُرّوں کا ظلم، ظلم پہ اِصرار کس لئے
مَسلے گئے جو پھول ریاضِ بتولؑ کے
کس کو کیا تھا قتل حرم نے رسولؐ کے

④

اللہ! بعدِ قتلِ شہنشاہِ اِنس و جاں
کیا کیا نہ فوجِ ظلم کی تھیں بد لگامیاں
وہ قہقہے وہ خیموں سے اُٹھتا ہُوا دُھواں
وہ بی بیوں کا صبر وہ بچّوں کی سسکیاں
دل چیرتی وہ زینبؑ ناشاد کی صدا
وہ اک بہن سے بھائی کی فریاد کی صدا

⑤

بھیّا تمہارے بعد اسیرِ جفا ہوئے
خیمے جلادیئے گئے ہم بے رِدا ہوئے
گستاخ کتنے آج یہ اہلِ خطا ہوئے
ہنس ہنس کے پوچھتے ہیں کہ عباسؑ کیا ہوئے
کہتے ہیں طنز سے وہ دلاور کہاں گئے
قاسمؑ کو کیا ہُوا علی اکبرؑ کہاں گئے

X

⑥

بھیا تمہی بتاؤ اِنہیں کیا جواب دوں
بیوائیں روتی ہیں اُنہیں کیا کہہ کے چُپ کروں
خود بے رِدا ہوں کیسے غریبوں کے سَر ڈھکوں
بچوں کو ساتھ لے کے میں کس بَن میں جاچھپوں
تاکید صبر کی تھی میں پابند اِسی کی ہوں
لیکن خیال آتا ہے بیٹی علیؑ کی ہوں

⑦

چھنتے رہے سکینہؑ کے گوہر میں چُپ رہی
جلتا تھا گاہوارۂ اصغرؑ میں چپ رہی
کھنچتا رہا مریض کا بستر میں چپ رہی
سَر سے اُتر گئی مرے چادر میں چپ رہی
بیمارِ غش میں ہے اُسے کیونکر اُٹھاؤں میں
خیمے تو جل چکے ہیں کہاں لے کے جاؤں میں

⑧

بھیا کسی طرح مرے اکبرؑ کو بھیج دو
بھیا ربابؑ روتی ہے اصغرؑ کو بھیج دو
عباسؑ میرے شیرِ دِلاور کو بھیج دو
وقتِ مدد ہے ثانیٔ حیدرؑ کو بھیج دو
شمر آرہا ہے بچوں کے کوڑے لگائے گا
میں کیا کروں گی مجھ سے تو دیکھا نہ جائے گا

⑨

زینبؑ کی اِس صدا پہ قیامت ہوئی بپا
لرزہ ہُوا زمیں کو فلک کانپنے لگا
کانوں میں آئی زینبؑ مضطر کے یہ صدا
بیٹی سے جیسے کہتی ہو رو رو کے سیدہؑ
زینبؑ یہی مشیّتِ داور ہے، صبر کر
اب صبر ہی ترے لئے بہتر ہے، صبر کر

جب رَن میں قتلِ فوجِ شہؑ کربلا ہوئی / شاہد نقوی

جب رَن میں بعد شامِ غریباں سَحَر ہوئی

①

جب رَن میں بعدِ شامِ غریباں سحر ہوئی
روشن شعاعِ مہر سے ہر رہ گزر ہوئی
بے وارثوں کی رات تڑپ کر بسر ہوئی
راہِ وفا کی ایک مہم اور سَر ہوئی
بھر کر نظر میں حادثۂ کربلا بڑھا
اب تازہ منزلوں کی طرف قافلہ بڑھا

②

اب کون ہے سُنے جو صدائے دلِ حزیں
اکبرؑ بھی دور جاچکے عباسؑ بھی نہیں
آخر نبیؐ کی آلؑ کی مُشکیں کَسی گئیں
دُرّے لگاتے لے چلے بیبوں کو اہلِ کیں
دیکھی فلک نے یہ بھی جفا اِہلِ شام کی
طوقِ گراں سے چِھل گئی گردن، امامؑ کی

③

چھوٹے بڑے تھے ایک رَسن میں بندھے ہوئے
بچے گھسٹ رہے تھے مگر رو نہ سکتے تھے
ظالم جھٹک جھٹک کے اسیروں کو لے چلے
کیا قہر تھا چلے بھی تو مقتل کی راہ سے
مقصد یہ تھا کہ دل کی خراشیں بھی دیکھ لیں
جاتے ہوئے عزیزوں کی لاشیں بھی دیکھ لیں

④
گزرے اُدھر سے ہو کے جو یہ سوختہ جگر
کچلا پڑا تھا لاشۂ شہؑ جس مقام پر
زینبؑ زمیں پہ گر پڑی اک چیخ مار کر
تڑپا اِدھر زمیں پہ تنِ شاہِ بحر و بر
فریاد کی بہن نے جو رو کر حسینؑ سے
کونین تھرتھرا اُٹھے زینبؑ کے بَین سے

⑤
وہ پارہ پارہ لاش وہ دل چیرتی بکا
وہ دشتِ ہولناک وہ سہمی ہوئی فضا
شورِ فغاں سے چونک اُٹھا دشتِ کربلا
جیسے کہ ذرّے ذرّے سے آتی ہو یہ صدا
بھیا تمہارے بعد اسیرِ جفا ہوئے
خیمے جلادیئے گئے ہم بے رِدا ہوئے

⑥
بھیا تڑپ رہی تھی سکینہؑ زمین پر
کانوں سے اُس کے کھینچتے تھے دُر جب اہلِ شر
آواز روکتی تھی کہ تھا سیلیوں کا ڈر
رہ رہ کے ماں کو تکتی تھی یا مجھ پہ تھی نظر
حسرت سے میں اُسے وہ مجھے دیکھتی رہی
بھیّا میں کچھ نہ کرسکی چپکی کھڑی رہی

جب رَن میں بعد شامِ غریباں سحر ہوئی / شاہد نقوی

جب گُل چراغِ تُربتِ خیرُ الوریٰ ہوا

①
جب گُل چراغِ تربتِ خیرُ الوریٰ ہوا
زہراؑ کا لال امتِ جد پر فدا ہوا
سجدے میں سَر امامؑ کا تَن سے جُدا ہوا
فریادِ جبرئیلؑ سے محشر بپا ہوا
غُل پڑ گیا کہ بھائی سے ہمشیر چُھٹ گئی
زہراؑ کا گھر رسولؐ کی سَرکار لُٹ گئی

②
لکھا ہے جب شہید ہوئے شاہِ بحر و بر
نوکِ سِناں پہ رَن میں چڑھا بے وطن کا سَر
آئے حرم سَرا میں ستمگار بے خطر
بازار ہوگیا پسرِ فاطمہؑ کا گھر
غُل تھا ہر ایک بی بی کی چادر اُتار لو
عابدؑ جو کچھ کہے تو ابھی سَر اُتار لو

③
پھر تو نبیؐ کی آلؑ پہ کیا کیا جفا ہوئی
بنتِ علیؑ اسیر ہوئی بے رِدا ہوئی
بیمار و خستہ حال کی اچھی دَوا ہوئی
خیمے جلے تو اور قیامت بپا ہوئی
بانُو کا شور تھا نہ مِرا دَم نکل گیا
اے میرے بے زباں ترا جھولا بھی جَل گیا

۴

وہ بیکسی وہ غربتِ آلِ عبا کی رات
آفت کا بَن، غضب کا اندھیرا، بَلا کی رات
پہلی وہ فرقتِ شہِؑ گُلگوں قبا کی رات
رونے کی، پیٹنے کی، الم کی، عزا کی رات
بچّوں کی جانِ زار پہ صدمے بڑے رہے
جھلسی ہوئی قنات میں شب بھر پڑے رہے

۵

مہلت جو ظالموں کے ستم سے ملی ذرا
بچّوں کو ڈھونڈھنے کو چلی بنتِ مرتضیٰؑ
جب دخترِ حسینؑ کا پایا نہ کچھ پتا
دریا کی سَمت مُڑ کے پکاری بصد بکا
خواہر پہ اور تازہ مصیبت گزر گئی
عباسؑ کچھ خبر ہے سکینہؑ کدھر گئی

جب گُل چراغِ تُربتِ خیرُ الوریٰ ہوا

۶

یہ کہہ کے قتل گاہ میں محوِ بکا گئی
سُوئے نشیب دخترِ خیرُ النساء گئی
کانوں میں اک یتیم کی آواز آ گئی
دیکھا وہ حال کانپ گئی تھرتھرا گئی
اک بچّی ایک لاش پہ قربان ہوتی ہے
منہ سے نہ بولنے کا گِلہ کر کے روتی ہے

۷

زینبؑ قریب جا کے پکاری بحالِ زار
ہے ہے تو کس غریب کی بچّی ہے میں نثار
تُتلا کے وہ یتیم پکاری یہ بار بار
اِن کی ہی نورِ عین ہوں اِن کی ہی گُلعذار
رو کر یہ کہہ رہی ہوں شہِ کائنات سے
بابا مِرے چچا کو بلا دو فرات سے

۸

سُننا یہ تھا کہ دوڑ کے لپٹی یہ سوگوار
رو کر کہا کہ اے مِری بچّی ترے نثار
سب گھر کو انتشار ہے سب گھر کو انتظار
مادر بھی بے قرار ہے خواہر بھی بے قرار
مجھ کو یہ آس کب تھی کہ اب تم کو پاؤں گی
لو واری گھر چلو میں تھپک کر سُلاؤں گی

۹

ہے ہے یہ وقت اور یہ آندھی یہ انتشار
جنگل کا بھی نہ خوف کیا میری گُلعذار
بے سَر پڑے ہیں دشت میں لاشے بحالِ زار
کیونکر شناخت کرلیا بابا کو میں نثار
ہر عُضو پائمال، بدن پاش پاش ہے
ہاں ہو نہ ہو یہ قاسمِؑ مُضطر کی لاش ہے

⑮

اُس نے کہا یہی مرے بابا ہیں میں فدا
میں دشت میں پکارتی پھرتی تھی جابجا
بابا کدھر ہیں کوئی بتادو پئے خدا
اِس لاش نے پکارا کہ بیٹی اِدھر کو آ
اس کو مری فغاں سے اذیت بڑی ہوئی
میں پیٹنے لگی تو یہ لاش اُٹھ کھڑی ہوئی

جب گل چراغِ تربت خیر الوریٰ ہوا / نسیمؔ

نمودِ شامِ غریباں ہجومِ آفت ہے

①

نمودِ شامِ غریباں ہجومِ آفت ہے
قدم قدم پہ نیا غم نئی مصیبت ہے
امامؑ ہیں نہ علمدار بہرِ نصرت ہے
فقط جلے ہوئے خیمے ہیں اور عترتؑ ہے
حرم ہیں فکر و تردّد میں سَر جھکائے ہوئے
جو سَر پرست تھے سوتے تھے سَر کٹائے ہوئے

②

وہ دشتِ ظلم، وہ تنہائی، وہ اندھیری رات
وہ فکر و یاس، وہ پیاروں کے داغ، وہ سادات
نبیؐ کی روح حفاظت کو، یا خدا کی ذات
بہن سے زینبؑ دلگیر نے کہی یہ بات
حرم میں آپ رہیں بیکسوں کی نصرت کو
میں گردِ خیمہ پھروں رات بھر حفاظت کو

③

یہ بات کہہ کے چلیں بنتِ حیدرِؑ کرار
زباں پہ نالۂ و فریاد ہاتھ میں تلوار
حرم سَرا سے جو نکلی وہ مضطر و ناچار
تو دیکھا آتا ہے خیمے کی سَمت ایک سوار
پکاریں بنتِ علیؑ اور سَمت جا بھائی
یہ بارگاہِ نبیؐ ہے اِدھر نہ آ بھائی

④

رُکا نہ پھر بھی جو وہ شہسوارِ نیک انجام
غضب میں آ گئیں تب خواہرِ امامؑ انام
فرس اُڑا کے جو وہ آ گیا قریبِ خیام
جھپٹ کے دخترِ شیرِ خدا نے پکڑی لگام

لگام پکڑی جو اُس سوگوار نے بڑھ کر
گلے میں ڈال دیں باہیں سوار نے بڑھ کر

⑤

تڑپ کے صورتِ بسمل وہ جان کھونے لگا
جگر لرزنے لگا بے قرار ہونے لگا
غمِ حسینؑ میں اشکوں سے منہ کو دھونے لگا
جھکا کے دوش پہ سَر، زار زار رونے لگا

کہا نہ رو، کہ خدا کا ولی ہوں اے بیٹی
میں غم زدہ، ترا بابا علیؑ ہوں اے بیٹی

⑥

پکاریں ہائے لُٹا گھر خبر نہ لی بابا
بچھڑ گیا مِرا اکبرؑ خبر نہ لی بابا
گزر گیا علی اصغرؑ خبر نہ لی بابا
کٹا حسینؑ کا بھی سَر خبر نہ لی بابا

حرم کا لُٹ گیا زیور مدد نہ کی تم نے
چھنی رِدائیں جلا گھر مدد نہ کی تم نے

نمودِ شامِ غریباں ہجومِ آفت ہے/نسیمؔ

شامی جو شمعِ دینِ الٰہی بُجھا چُکے

①

شامی جو شمعِ دینِ الٰہی بجھا چکے
ناری خیامِ آلِ پیمبرؐ جلا چکے
ملعوں سِناں پہ سَرِ شہدا کے چڑھا چکے
بے دیں نبیؐ کے کنبے کو قیدی بنا چکے

تھا بُغض ایسا آلِ رسالتؐ پناہ سے
بے وارثوں کو لے چلے مقتل کی راہ سے

②

جب درمیانِ گنجِ شہیداں ہُوا گزر
آئے نظر عزیزوں کے لاشے لہو میں تَر
صدمے سے بے کسوں کے لرزنے لگے جگر
اونٹوں سے اہلبیتؑ گرے کانپ کانپ کر

درپیش تھا فراق جو اُن دل نشینوں سے
لپٹا لیا شہیدوں کے لاشوں کو سینوں سے

③

لپٹی تھی اپنے بیٹے کے لاشے سے کوئی ماں
کوئی بہن تھی بھائی کے لاشے پہ نیم جاں
دریا کی سَمت تھی کوئی زار و حزیں رواں
کوئی پکارتی تھی مِرا باپ ہے کہاں

اک سوگوار خاک اُڑاتی تھی دشت میں
کچھ ڈھونڈتی ہوئی چلی جاتی تھی دشت میں

④

کھودی ہوئی زمیں جو اُسے ایک جا ملی
بے تاب ہو کے فرطِ محبت سے گر پڑی
بے سَر جو دیکھی لاش وہاں شِیر خوار کی
اک بار ہائے منہ سے کہا اور غش ہوئی

شیعو خبر ہے کون یہ عالی جناب تھیں
اصغرؑ کی سوگوار یہ اُمّ ربابؑ تھیں

⑤

چلنے لگا جو شام کی جانب وہ کارواں
قبرِ پسر سے اُٹھی یہ مجبور و ناتواں
بے سَر جو دیکھی دھوپ میں لاشِ شہؑ زماں
رو کر کہا حسینؑ ہو قربان میری جاں

سایہ نہیں حضور پہ روؤں گی عمر بھر
اب میں بھی زیرِ سایہ نہ بیٹھوں گی عمر بھر

شامی جو شمعِ دینِ الٰہی بجھا چکے / ظہورؔ جارچوی

—*****—

حبیب جالبؔ

ہم اہلِ غم کے بڑھاتی ہے حوصلے جالبؔ
علیؑ کے لختِ جگر کی عجب حکایت ہے!

—*****—

شادؔ نقوی الہ آبادی

دل میں خیالِ روضۂ سرورؑ لئے ہوئے
پھرتا ہوں ساتھ اپنا مقدر لئے ہوئے

(بشکریہ نوحہ خواں علی ضیاء و تمار رضوی)

آج مقتل میں عجب بے سرو ساماں ہیں حرم

①

آج مقتل میں عجب بے سَر و ساماں ہیں حرم
دل ہیں مجروح کُھلے سَر ہیں پریشاں ہیں حرم
قتلِ شبیرؑ سے بیتاب ہیں گریاں ہیں حرم
وارثوں میں نہیں اب کوئی تو حیراں ہیں حرم

ذکرِ مظلومیٔ شاہِ مدنی کرتے ہیں
کبھی آہیں تو کبھی سینہ زنی کرتے ہیں

②

رو کے فرماتی ہیں یہ خواہرِ سلطانؑ انام
اُٹھو سجادؑ کہ اب دن ہُوا جاتا ہے تمام
چُھٹ چُکا وقت ہے کچھ دیر میں ہونے کو ہے شام
اب نہ قاسمؑ ہیں، نہ عباسؑ، نہ اکبرؑ، نہ امامؑ

دلِ پژمُردہ پہ اک غم کی گھٹا چھائی ہے
رات ہونے کو ہے اور عالمِ تنہائی ہے

③

کان میں پہونچی جو سجادؑ کے زینبؑ کی صدا
کھول کر آنکھ یہ کی عرض بصد آہ و بکا
کیا کہوں آپ سے قابو میں نہیں دل میرا
تپ زیادہ ہے تو غفلت بھی ہے کچھ آج سوا

کون مارا گیا اور کون جُدا ہوتا ہے
مجھ کو معلوم نہیں ہے کہ یہ کیا ہوتا ہے

X

④

سُن کے یہ کہنے لگی زینبؑ تُفتیدہ جگر
لے گئے لُوٹ کے اسباب تو سب بانیٔ شر
اِسی اسباب میں وہ فرد بھی تھی اے دلبر
سُن کے کہنے لگے سجادؑ یہ بادیدۂ تر

قتل جو ہوگئے نام اُن کے رقم کر لوں گا
فکر کچھ اور میں پابندِ اَلم کر لوں گا

⑤

کہہ کے یہ لکھنے لگے خاک پہ نامِ شہداُ
یاد آئے جو وہ سب کرنے لگے آہ وبکا
دل پہ اک تیر لگا نام جو اصغرؑ کا لکھا
غمِ جانکاہ سے تھرّا گئے سارے اعضا

یاد کرتے تھے اُنہیں جب تو جگر ہلتا تھا
تین بچوں کا کہیں پَر نہ پتہ مِلتا تھا

آج مقتل میں عجب بے سرو ساماں ہیں حرم

⑥

رو کے کرنے لگیں سجادؑ سے زینبؑ یہ کلام
جائے افسوس ہے دن کوئی گھڑی میں ہے تمام
ڈھونڈنے بچوں کو جاتی ہوں کہ ہو جائے نہ شام
دو اجازت مجھے بیٹا کہ تمہی اب ہو امام

راستہ بھول گئے ہیں نہ اِدھر آئیں گے
دشت میں جاکے پکاروں گی تو مِل جائینگے

⑦

کہہ کے عابدؑ سے چلیں خواہرِ سلطانؑ ہُدا
آ ذرا ساتھ مِرے، مُڑ کے یہ فضہؓ سے کہا
وہ بھی ہمراہ ہوئی کرتی ہوئی آہ و بکا
پاؤں رکھتی تھی کہیں اور کہیں پڑتا تھا

جا بہ جا دشت میں لاشے جو نظر آتے تھے
دل دَھڑکتا تھا قدم ضعف سے تھراتے تھے

⑧

پہنچیں القصہ وہاں پایا تھا جس جا کا پتا
دیکھا اُس جا پہ ہے اک نور سے معمور گڑھا
لاش اک اُس میں پڑی ہے کہ نہیں سَر جس کا
اور سکینہؑ وہیں بیٹھی ہوئی کرتی ہے بکا

غش جو ہوتی ہے مزہ موت کا، مِل جاتا ہے
چونک پڑتی ہے تو دل سینے میں ھل جاتا ہے

⑨

آئیں نزدیک غرض زینبؑ تُفتیدہ جگر
بیٹھ کر لے لیا آغوش میں بادیدۂ تر
بولیں لپٹا کے کلیجے سے میں قرباں تجھ پر
تو نے پہچان لیا باپ کا لاشہ کیوں کر

ہجر سے مادرِ ناشاد مُوئی جاتی ہے
بی بی اب گھر میں چلو رات ہوئی جاتی ہے

آج مقتل میں عجب بے سرو ساماں ہیں حرم

لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام

۱

لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام
جب بعدِ عصر کٹ گیا رَن میں سَرِ امامؑ
لشکر سے ابنِ سعد یہ بولا بوقتِ شام
منظور ہے ہمیں کہ یہیں آج ہو مقام
اک خیمہ ایستادہ حضورِ نگاہ ہو
شب باش اُس میں آلِ رسالتؐ پناہ ہو

۲

اک خیمہ تب علاحدہ رَن میں بپا ہُوا
اُس میں ہوئے مقیم، اسیرانِ کربلا
تقسیم فوجِ شام میں ہونے لگی غذا
ہر قِسم کے طَعام مہیا تھے جا بجا
آسائشِ طعام تھی ہر بد خِصال کو
اور فاقہ تیسرا تھا محمدؐ کی آلؑ کو

۳

سَردار پھر گئے عمرِ سعد سے تمام
اور آ کے ابنِ سعد سے کرنے لگے کلام
جی چاہتا ہے اب کہ مِٹادیں ترا بھی نام
ناحق تری صَلاح سے کاٹا سَرِ امامؑ
تجھ سے شقی کا ساتھ دیا آہ کیا کیا
سید کا ہم نے خون کیا آہ کیا کیا

۴

وہ بولا کچھ کہو تو سہی میں نے کیا کیا
سب بولے متفق تجھے غارت کرے خدا
اب کیا کرے گا نامِ نبیؐ تو مِٹا دِیا
بالفرض تجھ کو سبطِ پیمبرؐ سے بُغض تھا
سیدانیوں سے آب و غذا اب جو دُور ہے
بے چاری بی بیوں کا بھلا کیا قصور ہے

۵

یہ رسم ہے عرب کی ہیں آگاہ اِس سے سب
قومِ عرب میں مرتا ہے جس کا عزیز جب
کھانا اُسے کھلاتے ہیں سمجھا کے سب عرب
اور حاضری بھی بھیجتے ہیں گھر میں وقتِ شب
پیاسا ہے تین روز سے کنبہ بتولؑ کا
فاقہ نہ ٹوٹا آج بھی آلِ رسولؐ کا

لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام

۶

یہ ذکر تھا کہ ایک خبردار بول اُٹھا
ہاں سچ تو ہے اسیروں پہ اب رحم کی ہے جا
جس دَم، میں اُن کے خیمے کے نزدیک تھا کھڑا
ننھی سی ایک لڑکی نے کھانا طلب کیا
مادر نے رو دیا تو وہ بے آس ہوگئی
آخر وہ کھانے کیلئے رو رو کے سوگئی

⑦

بولا عمر یہ شمر سے تو جا بہ انکسار
عباسؑ کا تو آپ کو کہتا ہے رشتہ دار
اُس نے کہا میں سب سے زیادہ ہوں شرمسار
زینبؑ کے آگے سینۂ شہؑ پر ہُوا سوار
میں نے کیا شہید شہِؑ مشرقین کو
میں نے طمانچے مارے یتیمِ حسینؑ کو

⑧

اِس پر عمر نے زوجۂ حُرؓ کو بُلا لیا
ہمراہ اُس کے خواہرِ ہاشمؓ کو بھی کیا
ہاشمؓ بھی ایک فدیۂ سبطِ رسولؐ تھا
ساتھ اُس کے عورتیں تھیں بہت سی پیادہ پا
خوانوں کے گرد و پیش پیادے تمام تھے
مشعل کی روشنی میں وہ خوانِ طعام تھے

⑨

مشعل کی روشنی پہ جو زینبؑ نے کی نگاہ
بولیں کہ لو، پھر آئی ہمیں لُوٹنے سپاہ
پھر اِس طرح پکاری ہُوا ہم سے کیا گناہ
لوگو ڈرو خدا کے غضب سے یہ کیا ہے آہ
کوئی بھی پوچھتا نہیں اِس واردات کو
لُوٹے ہوؤں کو لُوٹنے آئے ہو رات کو

⑩

گر اور کچھ گماں ہو تو کرلو ہمیں شمار
بھاگا نہیں ہے کوئی تمہارا گناہ گار
موجود ایک جا ہیں تمہارے قصور وار
اِس سے تو ہم سبھوں کو کرو قتل ایک بار
کل ہو تو لُوٹ لیجیو اب کیا ضرور ہے
نے قیدی بھاگے جاتے ہیں نہ صبح دور ہے

لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام

کربلا میں شہؑ والا کے حرم لُٹتے ہیں

X

①

کربلا میں شہِؑ والا کے حرم لُٹتے ہیں
فاقہ کش تشنہ دَہن کشتۂ غم لٹتے ہیں
دشتِ غربت میں گرفتارِ ستم لٹتے ہیں
شور برپا ہے یہ بیبوں میں کہ ہم لٹتے ہیں
قتل وارث ہوئے سامانِ گرفتاری ہے
یا علیؑ آؤ کہ اب وقتِ مددگاری ہے

②

ہے یہ فریاد کسی کی کہ برادر دوڑو
کوئی چلاتی ہے عباسِؑ دلاور دوڑو
کوئی کہتی ہے تڑپ کر مِرے دلبر دوڑو
ماں لٹی جاتی ہے دوڑو علی اکبرؑ دوڑو
دیکھو خونخوار عدو بَرچھیاں دِکھلاتے ہیں
تیغ کھینچو کہ لعیں گھر میں دَھنسے آتے ہیں

③

ننھے بچّوں کا یہ عالم ہے کہ تھّراتے ہیں
گود میں ماؤں کی دہشت سے چھپے جاتے ہیں
ننگی تلواریں جو ظالم اُنہیں دِکھلاتے ہیں
بس تو چلتا نہیں اشک آنکھوں میں بھر لاتے ہیں
نہ تو کرسکتے ہیں فریاد نہ رو سکتے ہیں
چپکے سہمے ہوئے اک ایک کا منہ تکتے ہیں

④

فوجِ اعدا سے بھرا ہے شہِؑ مظلوم کا گھر
ہنسلیاں لیتا ہے اصغرؑ کی کوئی بانیٔ شر
کھینچتا ہے کوئی کانوں سے سکینہؑ کے گُہر
لُوٹتا ہے کوئی بے رحم حرم کا زیور
بُندے لیتا ہے رقیہؑ کے ستم گر کوئی
چھینتا ہے سَرِ کلثومؑ سے چادر کوئی

⑤

لُٹ چکیں بیبوں کی جس وقت رِدائیں بھی تمام
غُل ہُوا پھونک دو اب بارگہِ شاہِؑ انام
بہ خدا ہے یہ دُھواں دل سے نکلنے کا مقام
آتشِ ظلم سے جلنے لگے حضرتؑ کے خیام
شہؑ کے ناموس سَراسیمہ کھلے سَر نکلے
بچّوں کو لے کے حرم خیمے سے باہر نکلے

کربلا میں شہؑ والا کے حرم لُٹتے ہیں

(بشکریہ سوز خواں سیّد امتیاز حسین زیدی ندیمؔ)

—*****—

عاشورؔ کاظمی

حیرت یہ ہے کہ میرے قبیلے کے لوگ بھی
ظلمت کو کہہ رہے ہیں ''ضیاء''، یا علیؑ مدد

جبکہ پابندِ سلاسل ہوئے بولے سجادؑ

①

جبکہ پابندِ سلاسل ہوئے بولے سجادؑ
صبر وہ دے مجھے اے خالقِ کل، ربِّ عباد
نہ رُکیں پاؤں جو کانٹوں پہ چلائیں جلّاد
تازیانے مجھے ماریں نہ کروں میں فریاد

اُمّتِ جد سے امامت کا صلہ پانا ہے
ننگے سر بلوے میں ماں بہنوں کو لے جانا ہے

②

کہہ کے یہ طوق کو گردن میں سنبھالا اک بار
آگے آگے چلا پکڑے ہوئے اُونٹوں کی مُہار
پیچھے سیدانیاں سر کھولے ہوئے زار و قطار
آگے سر، سیّدِ مظلوم کا نیزے پہ سوار

نوکِ نیزہ سے یہ آتی تھی صدائے مغموم
ہائے بے پردگی زینبؑ و اُمِ کلثومؑ

③

الغرض پہونچا یہ جب قافلہ نزدِ دریا
دیکھا اک شیر ہے بے دست ترائی میں پڑا
روکے چلّائے کہ عمو، تری غربت پہ فدا
ہائے شانے بھی کٹے اور نہ پانی پایا

تذکرہ اہلِ وفا تیرا کریں گے عمو
باوفا تجھ کو زمانے میں کہیں گے عمو

④

ناگہاں لاشۂ سرورؑ نے صدا دی اُس دم
سخت منزل ہے تجھے صبر دے ربِّ اکرم
دِھیان بیوؤں کا رہے قید میں بیٹا ہر دم
میرے بیمار ترے ساتھ ہی چلتے ہیں ہم

شمرِ اَظلم سے سکینہؑ کو بچانا بیٹا
میری نادان کو سینے سے لگانا بیٹا

جبکہ پابندِ سلاسل ہوئے بولے سجادؑ

(امیرؔ رضوی چھولسی)

جب کربلا میں عترتِؑ اطہار لُٹ گئی

۱

جب کربلا میں عترتِؑ اطہار لُٹ گئی
یعنی سب آلِ احمدؐ مختار لُٹ گئی
اور بارگاہِ حیدرؑ کرار لُٹ گئی
ساری حسینؑ پیاسے کی سرکار لُٹ گئی
بیدادِ لشکرِ عمرِ نابکار سے
سادات نکلے خیمے سے، زہراؑ مزار سے

۲

مقتل کے سامنے حرم، آقا کے گِر پڑے
اور پہلوؤں میں بچّے بھی آ آ کے گِر پڑے
اک جا ستارے خاک پہ زہراؑ کے گِر پڑے
عابدؑ وفورِ ضعف سے تھرّا کے گِر پڑے
آیا نہ کوئی غش سے اُٹھانے کے واسطے
زنجیر لایا شمر پنہانے کے واسطے

۳

عابدؑ نے غش میں نام جو زنجیر کا سُنا
ناطاقتی میں درد سے پھر چشم وا کیا
زنجیر و طوق دیکھ کے بیمار نے کہا
کیوں مُنصفو، یہی ہے مِرے درد کی دوا
بیمار و ناتواں ہوں میں اور تشنہ کام ہوں
لوگو امامؑ زادہ ہوں خود بھی امامؑ ہوں

۴

پہناتے ہیں جو بیڑیاں میری خطا ہے کیا
ہاں بابا قتل ہوگئے میں زندہ رہ گیا
سمجھا میں ہتھکڑی کے پنہانے کا مُدّعا
عباسؑ کی طرح نہ کٹے ہاتھ کیوں بھلا
اصغرؑ کی طرح حلق نہ زخمی ہُوا مِرا
ہے ریسمان و طوق کے قابل گلا مِرا

۵

عابدؑ کی سَمت روتی چلی بنتِ مرتضیٰؑ
دیکھا کہ قید ہوچکا ہے وہ شکستہ پا
لیکن گلے کے بندھنے سے دَم ہوتا ہے خفا
بولی بھتیجے تیری اسیری پہ میں فدا
تھا غم تمہیں نہ تیغ سے میرا گلا ملا
اب خوش ہوئے کہ ورثۂ شیرِ خدا ملا

جب کربلا میں عترتِؑ اطہار لُٹ گئی

—*****—

فہیم اختر

کہتے ہیں جسے شہرِ وِلا شہرِ نجف ہے
جنت تو مضافاتی علاقہ ہے ابھی تک

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ

برائے فرحت حسنین عابدی و محسنہ

جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے

①

جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے
سجادؑ سَر برہنہ بہ درد و الم چلے
روتے سَروں کو پیٹتے پابندِ غم چلے
زینبؑ نے لاشِ شہؑ سے کہا بھائی ہم چلے

مرنے سے آپ کے میں یہ ایذا اُٹھاتی ہوں
دربار میں یزید کے سَر ننگے جاتی ہوں

②

ہے ہے مِرے مسافرِ کرب و بلا حسینؑ
ہے ہے مِرے غریب مِرے مہ لقا حسینؑ
ہے ہے تجھے نہ پانی کا قطرہ مِلا حسینؑ
ہے ہے تمام تَن ترا ٹکڑے ہُوا حسینؑ

پیاسے گلے پہ خنجرِ بیداد چَل گیا
ہے ہے تڑپ تڑپ کے ترا دَم نکل گیا

③

لے نینوا علیؑ کی بِضاعت تجھے ملی
اے کربلا خدا کی امانت تجھے ملی
اے خاک میری ماں کی ریاضت تجھے ملی
لے اے زمین شمعِ امامت تجھے ملی

دامن ترا بھرا مِری کھیتی اُجڑ گئی
سرحد میں تیری بھائی سے زینبؑ بچھڑ گئی

④

یہ کہہ کے سَر کو پیٹ کے روئی وہ دل جلی
آ کر نجف سے حال مِرا دیکھو یا علیؑ
گردن رَسَن میں آپ کی بیٹی کی ہے بندھی
کہتے یہ ماریہ سے وہ با چشمِ تَر چلی

ہے ہے میں کربلائے معلّیٰ میں لُٹ گئی
پردیس میں، میں آ کے برادر سے چُھٹ گئی

⑤

مہماں بُلا کے ہم سے دَغا کی لعینوں نے
کیا کیا نہ ہم پہ جَور و جفا کی لعینوں نے
کچھ بھی ذرا نہ شرم و حیا کی لعینوں نے
گردن جفا سے شہؑ کی جُدا کی لعینوں نے

خیمے جلا کے اہلِ ستم شاد ہوگئے
ہم کربلا میں آن کے برباد ہوگئے

جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ
برائے ایصالِ ثواب

مولانا سیّد انوار الحسن زیدی (المعروف بہ مولوی محمد عبد اللہ)
ابنِ سیّد تجمّل حسین زیدی اور ذاکرۂ اہلبیتؑ سیّدہ انوار فاطمہ (بیّا)
بنتِ انوار الحسن زیدی زوجۂ سیّد تجمّل حسین مرحوم لکھنوی
سیّد اقبال حسن و سیّد ظہیر عباس رضوان اعظمی شہید
سیّدہ شمیم بانو و سیّد مظفر مہدی

یوں رقم کرتا ہے اک راویٔ مغموم و فگار

①

یوں رقم کرتا ہے اک راویٔ مغموم و فگار
پہونچا جب قافلہ کوفے میں بحالِ نادار
دیکھتا کیا ہے کہ سَر کچھ تو ہیں نیزوں پہ سوار
ایک سَر گھوڑے کی گردن میں بندھا ہے ناچار
پوچھا کیوں گردنِ رہوار میں اِس کو باندھا
کس خطا پر اِسے نیزے کے نہ قابل سمجھا

②

جرم تھا کونسا زلفوں کو جو اِس کی باندھا
سُن کے سَر پیٹ لیا اور یہ عابدؑ نے کہا
کیا سُناؤں تجھے احوال میں غم کا مارا
یوں تو مشہور ہے یہ چاند بنی ہاشم کا
بھائی کہتے تھے شہنشاہِ مدینہ اِن کو
آج سب کہتے ہیں سقائے سکینہؑ اِن کو

③

شمر نے جبکہ چڑھایا تھا اِنہیں نیزے پر
سب نے دیکھا کہ پھری چار طرف اُن کی نظر
تھرتھرانے لگا خورشید صفت نیزے پر
گر پڑا کانپ کے پھر سَر یہ زمیں کے اوپر
دوسری مرتبہ پھر سَر کو بلند اُس نے کیا
پھر اُسی طرح سَرِ پاک زمیں پر آیا

④

تیسری مرتبہ پھر سَر نہ زمیں سے اُٹھا
آیا گھبرایا ہُوا پاس مِرے اور یہ کہا
کیا سبب ہے جو نہ سَر نیزے کے اُوپر ٹھہرا
تازیانے بھی لگاتا مجھے لایا اُس جا
میں نے سَر رکھ دیا اپنا جو زمیں کے اُوپر
آئی آواز کہ سُن اے مِرے مظلوم پسر

⑤

ہم نہیں چاہتے نیزے کی سواری بیٹا
میرے مولا کے نہ رتبے کو لعیں کچھ سمجھا
سَر مِرا رکھتے ہیں آقا کے برابر اعدا
ایک جا کیسے بہم ہوویں غلام و آقا
پیچھے پیچھے رہا کرتا ہے غلام، آقا کے
کیسے ممکن ہے برابر ہُوں شہؑ والا کے

⑥

دوسری وجہ یہ ہے سَر جو چڑھے نیزے پر
سَر کھلے بنتِ علیؑ سامنے آتی ہے نظر
کانپ اُٹھتا ہوں میں غیرت سے مِرے رشکِ قمر
حیف ہے جن کو فرشتوں نے نہ دیکھا باہر
ہائے کس طرح سے زینبؑ کو کھُلے سَر دیکھوں
آنکھ جل جائے جو بے مقنع و چادر دیکھوں

یوں رقم کرتا ہے اک راویٔ مغموم و فگار / امیر چھولسی

دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیٰؐ آئی

①

دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیٰؐ آئی
تو ایک خلق تماشے کو جابجا آئی
رسولؐ پاک کی عترتؑ جو بے رِدا آئی
صدائے گریۂ زہراؑ و مرتضیٰؑ آئی
نیا ستم تھا کہ رونے کو جی ترستا تھا
نبیؐ کی آلؑ پہ پتھر کا مینہ برستا تھا

②

حرم نے پیشی دربار کی خبر جو سنی
بُلا کے شمرِ لعیں کو پکاریں بنتِ علیؑ
سُنا ہے سات سَو کرسی نشیں وہاں ہیں شقی
ہمیں رِدا تو اُڑھادے کہ ہم ہیں آلِ نبیؐ
پکارا ہنس کے ستمگر، یہ ہو نہیں سکتا
تمہیں نصیب ہو چادر، یہ ہو نہیں سکتا

③

یہ سُن کے اہلِ حرم دل پہ داغ کھا کے چلے
اِسی طرح سے وہ ناچار سَر جُھکا کے چلے
ہجومِ عام میں دُکھ سہہ کے غم اُٹھا کے چلے
لعیں کی بزم میں بالوں سے منہ چُھپا کے چلے
درِ امیر پہ کیا کیا نہ شور و شر دیکھا
لکھا ہے واں سَرِ مسلمؑ لہو میں تر دیکھا

④

وہ فرق دیکھ کے بولی یہ زینبؑ ناچار
مِرے غریب برادر، میں تیرے سَر کے نثار
مگر حسینؑ کے سَر سے ہوئیں جو آنکھیں چار
قریب آ کے تھا فرقِ سیدؑ ابرار
ندا یہ آئی کہ یا شاہ اَلسلامُ علیک
علیؑ و فاطمہؑ کے ماہ اَلسّلامُ علیک

⑤

پسِ فنا بھی اِن آفات میں گِھرا مولاؑ
کہ بام سے تنِ بے سَر مِرا گرا مولاؑ
بندھا تھا پاؤں میں رسّی کا اک سِرا مولاؑ
تمام شہر میں لاشہ کھنچا پِھرا مولاؑ
خبر دَغا کی امامِ غیور تک نہ گئی
حضور کیا مِری عرضی، حضور تک نہ گئی

⑥

میں لکھ چکا تھا کہ یثرب کی سَمت جائیں حضور
خدا کے واسطے تشریف یاں نہ لائیں حضور
سپاہِ ظلم سے دھوکا کہیں نہ کھائیں حضور
دغا میں طاق ہیں کوفی اِدھر نہ آئیں حضور
لکھا تھا یہ بھی کہ بچے بَلا میں پڑ گئے ہیں
جو ساتھ آئے تھے دونوں یہاں بچھڑ گئے ہیں

⑦

علیؑ کے شیرِ دمِ یاس ڈھونڈ لیں اُن کو
سفر میں ثانیٔ الیاسؑ ڈھونڈ لیں اُن کو
کبھی تو دُور کبھی پاس ڈھونڈ لیں اُن کو
ہر اک دیار میں عباسؑ ڈھونڈ لیں اُن کو
بتایئے وہ مرے مہ جبیں ملے کہ نہیں
امامِ دیں کو وہ بچے کہیں ملے کہ نہیں

⑧

سرِ حسینؑ پکارا کہ ہائے اے بھائی
عجب اَلم کے یہ کلمے سُنائے اے بھائی
بنِ زیاد نے کیا قہر ڈھائے اے بھائی
پیام آپ کے ہم تک نہ آئے اے بھائی
پئے تلاش بَنوں میں نہ خستہ جاں پہنچے
خبر نہیں کہ وہ آفت زدہ کہاں پہنچے

⑨

غضب ہُوا ابھی کمسن وہ لال آپ کے تھے
اِن آفتوں کے لئے خورد سال آپ کے تھے
حَسین، ماہ جبیں، خوش جمال آپ کے تھے
مگر وطن میں جو دو نونہال آپ کے تھے
بلا کے بَن میں وہ مظلوم بھی شہید ہوئے
ہمارے ساتھ وہ معصوم بھی شہید ہوئے

⑩

تمہارے ہر مہِ انور کا سَر سِناں پر ہے
مِرے جواں علی اکبرؑ کا سَر سِناں پر ہے
صغیر سِن علی اصغرؑ کا سَر سِناں پر ہے
تمہارے شیر برادر کا سَر سِناں پر ہے
بہن کے گھر کو، نہ عباسؑ کو سنبھال سکے
اخی تمہاری رقیہؑ کو، ہم نہ پال سکے

دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیؐ آئی /نسیمؔ امروہویؒ

جب حرم قلعۂ شیریںؓ کے برابر آئے

①

جب حرم قلعۂ شیریںؓ کے برابر آئے
غُل ہُوا کعبہ سے مولاؑ مع لشکر آئے
کہا شیریںؓ نے کہ ارمانِ دلی بَر آئے
میرے مولاؑ، مِرے سلطاں، مِرے سَرور آئے
نورِ حق، شانِ خدا، قدرتِ باری دیکھو
جاؤ لوگو مِرے آقا کی سواری دیکھو

②

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں
جن کا مَعدن ہے نجف میں وہ گُہر آتے ہیں
جنکے گھر عرش پہ ہیں، وہ مِرے گھر آتے ہیں
یہ خبر اُس کو نہ تھی نیزوں پہ سَر آتے ہیں
کہہ رہی تھی کہ چراغِ حرمین آتا ہے
اے مسلمانو، مبارک کہ حسینؑ آتا ہے

③

تھا خیال اُس کو کہ چَو گرد تو یاور ہونگے
بیچ میں لشکرِ اسلام کے سَرورؑ ہونگے
گھوڑوں پہ ناقۂ زینبؑ کے برابر ہونگے
پردہ محمل کا سنبھالے علی اکبرؑ ہونگے
واں نہ محمل تھی نہ حشمت تھی، نہ زیبائی تھی
سَرِ شبیرؑ کے ہمراہ بہن آئی تھی

④

ناگہاں راہ میں برپا ہُوا شورِ ماتم
سُن کے منہ فق ہُوا دِل ہل گئے تھرائے قدم
دیکھنے کو جو گئے تھے حشمِ شاہِ اُمم
وہ زن و مرد پھرے خاک اُڑاتے باہم
سخت بے چین ہوئی طالبِ آرامِ حسینؑ
دل پہ اَنگشتِ شہادت سے لکھا نام حسینؑ

⑤

ایک عورت نے یہ باہر سے ندا دی ناگاہ
ہائے شیریںؓ ترے اَرمان ملے خاک میں آہ
گھر کا گھر ہوگیا خاتونِ قیامت کا تباہ
وارثِ آلِ نبیؐ مرگیا اِنّا لِلّٰہ
ہم زیارت کو گئے تھے کہ یہ محشر دیکھا
حیف صد حیف کہ زینبؑ کو کُھلے سَر دیکھا

X

⑥

بے تحاشا وہ یہ کہتی ہوئی دوڑی باہر
خاک منہ میں ترے کس منہ سے یہ دیتی ہے خبر
کون زینبؑ جسے دیکھ آئی ہے تُو ننگے سَر
وہ پکاری کہ حسینؑ ابنِ علیؑ کی خواہر
اک فقط میں ہی نہیں دیکھ کے سب آئے ہیں
رِیسماں باندھ کے شانوں میں عدو لائے ہیں

۷

جس کا بابا ہے علیؑ شیرِ خدا وہ زینبؑ
جس کا جد فخرِ رسولانِ ہُدا وہ زینبؑ
جس کا اک بھائی ہے شاہِ شہدا وہ زینبؑ
جس پہ تھے شبرؑ و شبیرؑ فدا وہ زینبؑ

اور زینبؑ نہیں حاشا یہ نبیؐ زادی ہے
بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

جب حرم قلعۂ شیرینؑ کے برابر آئے

—*****—

ابرار عابدؔ

نبیؐ کی آلؑ سے دل میں غبار رکھتے ہیں
عجیب لوگ ہیں پھولوں سے خار رکھتے ہیں
پہنچ نہ پائے گا ہم تک کسی یزید کا ہاتھ
ہم اپنے گرد حسینی حصار رکھتے ہیں

بشکریہ

سوزخوان نواب حیدر حسین و اقبال حسین رضوی

جب کہ شیرینؑ نے سُنا سیدؑ والا آئے

①

جب کہ شیرینؑ نے سُنا سیدِ والا آئے
اُٹھ کے شوہر کو پکاری مِرے آقا آئے
لے مبارک ہو شہِؑ یثرب و بطحا آئے
عید ہے آج مِرے گھر مِرے مولاؑ آئے

قلعہ روشن ہے شہِؑ جن و بشر آتے ہیں
عرشِ اعظم کے ستارے مِرے گھر آتے ہیں

X

②

کثرتِ شوق سے تھا دل کو نہ شیرینؑ کے قرار
تھی کبھی بام پہ، دَر پَر کبھی وہ خوش اَطوار
کام میں ساتھ جو پھرتی تھیں کنیزیں دوچار
بولتا کوئی تو کہتی تھی یہ اُس سے ہر بار

جلد دیکھو کوئی ناقہ کہ عماری آئی
دَر پہ شاید مِرے آقا کی سواری آئی

③

عورتیں کہتی تھیں سُن سُن کے یہ شیرینؑ کے کلام
ہم کو ہے شوقِ قدم بوسی ہمشیرِ امامؑ
کہتی تھی وہ بہ ادب کیجیو جھک جھک کے سلام
تم کو چپکے سے بتادوں گی میں اک ایک کا نام

میری بی بی ہیں میں قدموں پہ گِروں گی جِنکے
ہوں گی زینبؑ وہی میں گِرد پھِروں گی جِنکے

④

اُتری یہ کہتے ہوئے کوہ سے شیریںؓ ناگاہ
سب خوشی ہو کے پکارے کہ وہ ہے لشکرِ شاہؑ
غور سے تھم کے جو، کی چار طرف اُس نے نگاہ
دور سے اُس کو نظر آئے علَم ہائے سیاہ
غم کا ساماں تھا جدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھا
دامنِ کوہ میں اُترا ہوا لشکر دیکھا

⑤

بولی گھبرا کے وہ لوگو، کوئی دیکھو تو بغور
یہ تو ہے صاف سپاہِ حسد و کینہ و جَور
مطلقاً اِن میں جوانانِ عرب کے نہیں طَور
فوجِ شبیرؑ کہاں، یہ تو ہے لشکر کوئی اور
اُن کو دِکھلا دو مجھے جن کی طلب گاری ہے
علَمِ سبز ہے نہ خیمۂ زنگاری ہے

⑥

دل کچھ اِس وقت پریشاں ہے خدا خیر کرے
مضطرب تن میں مرے، جاں ہے خدا خیر کرے
چشم میں اشکوں کا طوفاں ہے خدا خیر کرے
یہ تو کچھ اور ہی ساماں ہے خدا خیر کرے
خبرِ سبطِ نبیؐ دیکھئے کیا آتی ہے
میرے کانوں میں تو رونے کی صدا آتی ہے

⑦

سب کو تشویش ہوئی سُن کے یہ شیریںؓ کا بیاں
اک کنیز اُس کی گئی، اُترے تھے وہ لوگ جہاں
سب سے پوچھا پہ نہ پایا علَمِ دیں کا نشاں
چاند چہرے نظر آئے کئی بالائے سِناں
گرد تلواریں لئے فوجِ ستم کو دیکھا
ننگے سَر قافلۂ اہلِ حرم کو دیکھا

⑧

اشک آنکھوں میں بھرے واں سے پھری وہ غمگیں
اور اظہار کیا آکے یہ شیریںؓ کے قریں
آپ سچ کہتی تھیں بی بی یہ تو ہے لشکرِ کیں
عمرِ سعد ہے اور فوجِ یزید بے دیں
کربلا ہے کوئی جا، واں سے یہ سب آتے ہیں
کسی سردار کا سَر کاٹ کے لے جاتے ہیں

⑨

بی بیاں خاک پہ بیٹھی ہیں حَسین و خوش رُو
رُخ ہیں مٹی سے بھرے ماتھے سے بہتا ہے لہو
قتل وارث ہوئے اور رونے کے مانع ہیں عدو
ایک رسّی میں ہیں جکڑے ہوئے دونوں بازو
آسماں ہلتا ہے اِن بی بیوں کے نالوں سے
منہ کوئی ہاتھ سے ڈھانپے ہے کوئی بالوں سے

⑩

بی بی میں کیا کہوں بچے کئی دیکھے ہیں غریب
کہ نہ دشمن کی بھی اولاد کو یہ دن ہو نصیب
ان میں اک دخترِ معصومہ کی حالت ہے عجیب
دیکھ آئی ہوں میں اُس کو تو ہلاکت کے قریب
کئی دن کا ہے جو فاقہ تو سسکتی ہے وہ
باپ کے سَر کو عجب یاس سے تکتی ہے وہ

11

کوئی وارث نہیں بس ایک جواں ہے بیمار
تپ سے دن رات پُھنکا کرتا ہے جس کا تنِ زار
طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیر کا بار
آبلے تلوؤں میں اور آبلوں میں دشت کے خار
شان چہرے سے یتیمی کی عیاں ہوتی ہے
ہائے بابا جو وہ کہتا ہے تو ماں روتی ہے

جب کہ شیریں نے سُنا سیدؑ والا آئے

*****

نعیمؔ میرٹھی

علیؑ، بتولؑ، حسنؑ اور حسینؑ جانِ رسولؐ
یہی ہیں حاملِ قرآن و وارثانِ رسولؐ
بجز حسینؑ نہیں کوئی دینِ حق کا امیں
بجز حسینؑ نہیں کوئی رتبہ دانِ رسولؐ

بشکریہ

سوز خواں سیّد اختر عباس و عاطف زیدی / خیرپور

آمد آمد حرمِ شاہؑ کی دربار میں ہے

①

آمد آمد حرمِ شاہؑ کی دربار میں ہے
صبح سے جشن کا غل شام کے بازار میں ہے
صحبتِ عیش و طرب مجلسِ غدار میں ہے
شورِ فریاد و بکا عترتِ اطہار میں ہے
نوبتیں بجتی ہیں، دشمن تو خوشی ہوتے ہیں
ہاں مگر فاطمہؑ و شیرِ خدا روتے ہیں

②

پیچھے بیمار کے ہے قافلۂ اہلِ حرم
چُپ ہیں تصویر سے، گویا کہ کسی میں نہیں دَم
دخترِ فاطمہؑ زہرا کا عجب ہے عالم
تھرتھری جسم میں ہے اُٹھ نہیں سکتے ہیں قدم
رو کے فرماتی ہیں کس گوشہ میں جائے زینبؑ
ہاتھ کُھل جائیں تو منہ اپنا چُھپائے زینبؑ

③

گردنیں بارہ اسیروں کی ہیں اور ایک رَسن
جس طرح ہوتے ہیں گلدستۂ گلہائے چمن
رشتہ دارانِ علیؑ سب ہیں گرفتارِ محن
شرم کے مارے مُوئی جاتی ہے اک شب کی دلہن
دَم بہ دَم ساس بھی سَر پیٹتی ہے ساتھ اُس کے
ابھی کنگنا نہ کُھلا تھا کہ بندھے ہاتھ اُس کے

④

ہے اِسی رسّی میں ننھا سا سکینہؑ کا گلو
دَم گُھٹا جاتا ہے آنکھوں سے رواں ہیں آنسو
چاک کُرتے کا گریبان، پریشاں گیسو
گال تو سوجے ہیں کانوں سے ٹپکتا ہے لہو
آہ ہر گام پہ سینے سے نکل جاتی ہے
جب کھڑکتے ہیں ستمگر تو دَہل جاتی ہے

⑤

ماں سے کرتی ہے اشارہ وہ گرفتارِ ستم
رسّی کُھلوا دو، کہیں گُھٹ کے نکل جائے نہ دَم
روکے وہ کہتی ہے مجبور ہوں میں کشتۂ غم
ہائے بچی تری قسمت میں یہ تھا درد و الم
صدقے امّاں یہ گرہ عُقدہ کُشا کھولے گا
بی بی اِس عُقدۂ مشکل کو خدا کھولے گا

⑥

ماں سے رو رو کے وہ نادان یہ کرتی تھی بیاں
کس کا دربار ہے اِس حال سے جاتی ہُوں کہاں
یہ تو کہہ دو کہیں بابا بھی ملیں گے امّاں
کئی دن گزرے ہیں وہ ہیں مری آنکھوں سے نہاں
بھول جائیگا یہ سب دُکھ جو اُنہیں پاؤں گی
دوڑ کر بابا کے سینے سے لپٹ جاؤں گی

⑦

کہیں دربار میں اماں وہ اگر مجھ سے ملے
دیکھنا کرتی ہوں کیسے شہِؑ والا سے گلے
وہ خبر لیویں نہ گردن مری رسّی سے چھلے
اُس کو یوں بھولتے ہیں باپ سے بچّہ جو ملے
وجہ کیا کون سی تقصیر پہ منہ موڑا ہے
سَیلیاں کھانے کو اعداء میں مجھے چھوڑا ہے

⑧

روتے تھے سُن کے سکینہؑ کا بیاں سارے اسیر
ہر قدم پر تھا یہی شور کہ ہے ہے شبیرؑ
اِس طرح ہوتی تھی آرائشِ دربارِ شریر
تخت پر آپ تھا اور کرسیوں پہ سارے امیر
اک طرف لوٹ کا سب زیور و زر رکھا تھا
اور تلے ، فاطمہؑ کے لال کا سَر رکھا تھا

آمد آمد حرمِ شاہؑ کی دربار میں ہے

⑨

تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو اسیر
دیکھ کر سیدِ سجادؑ کو بولا وہ شریر
سَرکشی کرکے نہ سَر بر ہوئے مجھ سے شبیرؑ
شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تم کو حقیر
بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا
پنجتنؑ اُٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا

⑩

کس کے ناموس لٹے کس کا ہُوا گھر تاراج
کون بے سَر ہُوا اور کون ہُوا صاحبِ تاج
ایک چادر کیلئے کس کی بہن ہے محتاج
کون کمزور ہے اور کون زبردست ہے آج

ذِبح خنجر سے ہُوا جو وہ پدر کس کا ہے
اک ذرا غور سے دیکھو تو یہ سَر کس کا ہے

آمد آمد حرمِ شاہؑ کی دربار میں ہے

جب کہ دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے

①

جب کہ دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے
بال کھولے ہوئے بے مقنع و چادر آئے
سَر کے بالوں سے چُھپائے رُخِ انور آئے
بیڑیاں تھامے ہوئے عابدؑ مضطر آئے

سخت آفت میں گرفتار وہ سب خوشخو تھے
رِیسماں ایک تھی اور آہ کئی بازو تھے

②

رَسَنِ ظلم سے چھلتے تھے یتیموں کے گلے
سہمے جاتے تھے کشاکش میں وہ نازوں کے پلے
مائیں آفت میں گرفتار تھیں کیا زور چلے
رو کے دیکھا کبھی عابدؑ کو، کبھی ہاتھ مَلے

شمر کہتا تھا کہ حاکم کا غضب آئے گا
قیدیوں میں کوئی رویا تو سزا پائے گا

③

شمر کو دیکھ کے بولا وہ علیؑ کا دشمن
کھول دے قیدیوں کی گردن و بازو سے رَسَن
جب چھٹیں بندِ رَسَن سے وہ گرفتارِ محن
تب سکینہؑ نے لیا گرتے کا منہ پر دامن

باپ کے غم میں دلِ زار جو تن میں تڑپا
ایسا روئی کہ سَرِ پاک، لگن میں تڑپا

غل ہے دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے

①

غل ہے دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے
فاقہ کش تشنہ دہن بیکس و بے پَر آئے
اہلبیتِ نبویؐ کھولے ہوئے سَر آئے
سامنے حاکمِ بے دیں کے وہ مضطر آئے

کاٹ کر حضرتِ شبیرؑ کا سَر لائے ہیں
ابھی دربار میں ناموسِ حسینؑ آئے ہیں

②

ہندؓ گھبرا کے پکاری کہ ارے کون حسینؑ
بولا کوئی کہ وہی فاطمہؑ کا نورُ العین
بی بی زینبؑ ہیں وہ سَر پیٹ کے کرتی تھیں جو بَین
آج کیا قبر میں ہوویں گے محمدؐ بے چین

خانۂ سیدِ لولاک میں کوئی نہ رہا
ہائے اب پنجتنِ پاک میں کوئی نہ رہا

③

ہندؓ یہ سُن کے کھڑی ہوکے لگی پیٹنے سَر
بال بکھرادیئے اور پھینکی زمیں پَر چادر
اور یہ چِلاتی ہوئی نکلی محل سے باہر
جلد بتلاؤ کہ شہزادیاں بیٹھی ہیں کدھر

ننگے سَر جاؤں گی ہے ہے مِرا آقا نہ رہا
کس کا پَردہ کہ نبیؐ زادی کا پَردہ نہ رہا

④

بولا حاکم کہ نہایت ہے تجھے باپ کی چاہ
تخت کے نیچے یہ کیا طشت میں ہے کرتو نگاہ
پاس جاکر جو لگی دیکھنے با نالہؑ و آہ
خوں میں ڈوبا ہُوا اُس کو نظر آیا سَرِ شاہؑ

طشت پر گر کے پکاری کہ یہ حال آپ کا ہے
لو پھوپھی جان یہی سَر تو مِرے باپ کا ہے

⑤

گودِ میں لے کے سَر ابنِ علیؑ چِلائی
اِن کھلی آنکھوں کے قربان، تمہاری جائی
ایسے بھولے کہ نہ بیٹی بھی تمہیں یاد آئی
اتنی مدت میں یہ کیا شکل مجھے دِکھلائی

کیا خموشی ہے لبِ لعل تو کھولو بابا
کیا غضب ہوگیا کچھ منہ سے تو بولو بابا

⑥

تیر اِس چاند سے ماتھے پہ لگایا کس نے
حَلق پَر خنجرِ بیداد پھرایا کس نے
خون اِس گردنِ نازک کا بہایا کس نے
چھوٹے سے سِن میں مجھے تم سے چھڑایا کس نے

اَمّاں سَر پیٹتی ہیں کیا اُنہیں سمجھاؤں میں
آؤ کُرتے میں چُھپا کر تمہیں لے جاؤں میں

جب کہ دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے

۴

نکلیں سَر ننگے خواصانِ مقرّب، ہمراہ
تا بہ افلاک گیا غُلغلۂ نالۂ و آہ
پہونچیں دربار میں جس وقت وہ باحالِ تباہ
گِر پڑی دوڑ کے شبیرؑ کے سَر پر ناگاہ

رو کے چلائی کہ اِس شکل پہ قربان گئی
میرے آقا کا یہی سَر ہے میں پہچان گئی

۵

یک بیک تخت سے گھبرا کے اُٹھا حاکمِ شام
ڈال کر ہندؑ پہ دامن یہ کیا اُس نے کلام
مجھ کو رُسوا کیا ایسا بھی کوئی کرتا ہے کام
اُس نے دامن کو الٹ کر کہا او بد انجام

بے رِدا زینبؑ و کلثومؑ ہیں وَسواس نہیں
پاس میرا ہے نبیؐ زادیوں کا پاس نہیں

۶

کس کی بیٹی ہے کہ سَر پر نہیں جس کے چادر
یہ بہو کس کی ہے جو پیٹتی ہے ننگے سَر
کس کے ناموس ہیں جو روتے ہیں یوں چلّا کر
ہائے کیوں پھٹ کے فلک گر نہیں پڑتا تجھ پر

طوق و زنجیر کو اور عابدِؑ دلگیر کو دیکھ
رَسنِ ظلم کو اور شاہؑ کی ہمشیر کو دیکھ

۷

یہ رَسن اور یہ ننھا سا سکینہؑ کا گلا
کوئی ایسی بھی بدی کرتا ہے نیکوں سے بھلا
اُس کی بیٹی ہے جو آغوشِ محمدؐ میں پلا
کیا قیامت ہے یہ بچپن یہ اسیری کی بلا

ہاتھ بندھوانے سے حاصل، ترا کیا لیتے ہیں
رحم کرتے ہیں یتیموں پہ کہ دُکھ دیتے ہیں

غل ھے دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے

۸

ہندؑ سے اپنی طرفداری کی سُن کر گفتار
پاس اُس کے گئی چلّاتی سکینہؑ اکبار
تیرے قربان میں اے آلِ نبیؐ کی غمخوار
کھول دے آکے، مرے ہاتھ ہیں رسّی سے فگار

اب تو واجب ہے اسیروں پہ دعائیں تیری
ننھے سے ہاتھوں سے لُوں گی میں بلائیں تیری

۹

میں سکینہؑ ہوں حسینؑ ابنِ علیؑ کی دختر
بے گنہ شمر نے کاٹا ہے مرے باپ کا سَر
ہائے جس سینے پر سو رہنے کی میں تھی خُوگر
گھوڑے دوڑائے لعینوں نے اُسی سینے پر

دیکھ لے نیل ہیں گالوں پہ ہمارے بی بی
شمرِ اَظلم نے طمانچے ہمیں مارے بی بی

غل ھے دربار میں ناموسِ پیمبرؐ آئے

آمد ہے اہلبیتؑ پیمبرؐ کی شام میں

①

آمد ہے اہلبیتِ پیمبرؐ کی شام میں
گیسو کھلے ہوئے ہیں عزائے امامؑ میں
سَر پیٹتی ہیں فاطمہؑ دارُالسلام میں
زینبؑ یہ نوحہ کرتی ہیں بَلوائے عام میں

لوگو خبر کرو مِرے نانا رسولؐ کو
بَلوے میں شمر لایا ہے بنتِ بتولؑ کو

②

نانا تِری نواسی کے سَر پَر رِدا نہیں
اور اہلِ شام دیکھتے ہیں کچھ حیا نہیں
عابدؑ غریب مرتا ہے تَپ سے دوا نہیں
بے ہوش ننھے بچّے ہیں آب و غذا نہیں

دل سب کے کانپتے ہیں بدن تھرتھراتے ہیں
اب سامنے یزید کے سادات جاتے ہیں

③

ہیں اک رَسَن میں بارہ گلے وا مصیبتا
روتے ہیں گودیوں کے پَلے وا مصیبتا
بس میں ستم گروں کے چَلے وا مصیبتا
خاکِ عزا ہیں منہ پہ مَلے وا مصیبتا

مشکل قدم اُٹھانا تھا اِس اَژدَہام میں
یوں عترتِ نبیؐ گئی بَلوائے عام میں

④

زینبؑ تڑپ کے اونٹ پہ کرتی تھی یہ بیاں
دربار میں طلب ہوئے سادات ناگہاں
اُونٹوں سے اُتریں بی بیاں کہہ کہہ کے الاماں
پیشِ یزید لے گئے ظالم کشاں کشاں

سامانِ جشنِ عام تھا دربارِ عام تھا
اور ننگے سَر حسینؑ کا کنبہ تمام تھا

⑤

حیراں کھڑے تھے سب حرمِ شاہِ مشرقین
مُہرِ سکوت لب پہ تھی شکوہ نہ شور و شین
زینبؑ نے دیکھا طشت میں ناگہ سَرِ حسینؑ
بے ساختہ تڑپ کے یہ کرنے لگی وہ بَین

ہے ہے نہ موت آئی مجھے راہِ شام میں
بھیا مِرا سلام لو دربارِ عام میں

آمد ہے اہلبیتؑ پیمبرؐ کی شام میں

لکھا ہے دستِ بنتِ یدُاللہ تھا بندھا

①

لکھا ہے دستِ بنتِ یدُاللہ تھا بندھا
اور پاس ہی رَسن میں سکینہؑ کا تھا گلا
زینبؑ نے یہ بیاں جو سَرِ شاہؑ سے کیا
دیکھا سکینہؑ پیاسی نے بھی سَر اُٹھا اُٹھا

چشمِ ادب سے باپ کے سَر پَر نگاہ کی
ہاتھوں سے تو بَلائیں لیں اور منہ سے آہ کی

②

چِلائی ہائے بابا کٹا کب تمہارا سَر
سب مجھ سے کہتے تھے ہے سفر میں ترا پدر
ہے ہے جبھی لعینوں نے لُوٹا ہمارا گھر
ہے ہے جبھی طمانچے مجھے مارے بے خطر

سچ ہے کہ باپ والے کو سب پیار کرتے ہیں
یوں ہم سے بے پدر کو گرفتار کرتے ہیں

X

③

بابا ہمارے موتی دِلا دو لعینوں سے
بابا رِدا پھوپھی کی منگا دو لعینوں سے
بابا ہمارا کنبہ چھُڑا دو لعینوں سے
بابا اخی کی جان بچا دو لعینوں سے

روتی ہوں جب تو پیار سے تم دیکھ لیتے ہو
بابا ہمارے ہاتھ نہیں کھول دیتے ہو

لکھا ہے دستِ بنتِ یدُاللہ تھا بندھا

یا علیؑ آئیے زنداں میں حرم روتے ہیں

①

یا علیؑ آیئے زنداں میں حرم روتے ہیں
قتل، شبیرؑ ہوئے کشتۂ غم روتے ہیں
بیڑیاں پہنے اسیرانِ ستم روتے ہیں
حشر ہوجاتا ہے جب مِل کے بَہم روتے ہیں

سَر کو جب پیٹ کے چِلاتے ہیں اے وائے حسینؑ
در و دیوار سے آتی ہے صدا ہائے حسینؑ

②

نہ دِلاسا کوئی دے اور نہ کوئی پوچھے بات
کوئی اتنا نہیں جو روئے ذرا بیٹھ کے ساتھ
غم بہتّر کا ہے اور پچھلا پہر کالی رات
ہے دِلاسے کو فقط حضرتِ معبود کی ذات

قید خانے کی مصیبت سے جو دَم گھٹتا ہے
کوئی اُٹھتا ہے کوئی خاک پہ گر پڑتا ہے

③

قاعدہ یہ ہے یتیموں پہ تَرس کھاتے ہیں
گود میں لیتے ہیں سمجھاتے ہیں بہلاتے ہیں
خاطریں کرتے ہیں راحت اُنہیں پہنچاتے ہیں
یہ طمانچوں پہ طمانچے اِنہیں کھلواتے ہیں

یہ ستم بنتِ شہنشاہِ مدینہ کیلئے
سیلیاں شمر کی اور بالی سکینہؑ کیلئے

۴

یا علیؑ آپ کی پوتی کا عجب ہے عالَم
سہمی جاتی ہے کہ آجائے نہ شمرِ اَظلم
رَسَنِ ظلم کی تنگی سے گُھٹا جاتا ہے دَم
ننھے ہاتھوں سے کرے باپ کا کیوں کر ماتم
آہ جب کرتی ہے تب عرشِ بریں ہلتا ہے
یا علیؑ آپ کی پوتی کا گلا چھلتا ہے

یا علیؑ آئیے زنداں میں حرم روتے ہیں

-----*****-----

﴿التماسِ فاتحہ

برائے سوز خواں امامی صاحب﴾

سَر اپنا پیٹ کے فضہؑ سے ہندؒ نے پوچھا

①

سَر اپنا پیٹ کے فضہؑ سے ہندؒ نے پوچھا
ارے بتا تو سہی کیا حسینؑ قتل ہُوا
جبھی تو خواب میں زہراؑ کو ننگے سَر دیکھا
وہی حسینؑ وہی ہے یہ دخترِ زہراؑ
غضب ہُوا شہِؑ والا سے چُھٹ گئی زینبؑ
حسینؑ قتل ہوئے آہ لُٹ گئی زینبؑ

۲

پکاری فضہؑ زباں بند کر تو اے خوشخو
مجال ہے یہ کسی کی جو لُوٹے زینبؑ کو
ذرا تو غور سے اے بی بی خوب تم سوچو
حسینؑ قتل ہو عباسؑ جس کا بھائی ہو
وہ بی بی قید ہو بلوے میں جائے عبرت ہے
بہن حسینؑ کی ہو بے رِدا قیامت ہے

۳

پکاری ہندؒ کہ اچھا نہ حال بتلاؤ
میں ہاتھ جوڑتی ہوں تھوڑی دیر تھم جاؤ
کہا کنیزوں سے حاکم تلک ذرا جاؤ
وہاں جو طشت میں اک سَر ہے اُس کو لے آؤ
کہو یزید سے واپس میں جلد کردوں گی
قسم حسینؑ کی اس سَر کو میں نہ رکھ لوں گی

④

یہ ذکر تھا کہ کنیزوں کا اژدھام آیا
ہُوا یہ غُل سَرِ سلطانِ تشنہ کام آیا
پکاری بنتِ علیؑ موت کا پیام آیا
بہن کا نام بتانے سَرِ امام آیا
کنیزوں نے سَرِ سلطانِ مشرقین رکھا
حضور ہندؓ کے لاکر سَرِ حسینؑ رکھا

⑤

سَرِ حسینؑ جو آیا محل میں مثلِ ماہ
پکاری پیٹ کے سَر، ہندؓ بنتِ عبد اللہ
لو آؤ قیدیو دیکھو یہ کس کا سَر ہے آہ
صدا دی سَر نے یہ اعجاز سے بہ حالِ تباہ
یہ دوست اپنی ہے ہرگز نہ تم چھپاؤ بہن
یہ سَر ہے بھائی کا، زینبؑ میں ہوں، بتاؤ بہن

⑥

صدا یہ سنتے ہی اُٹھی بتولؑ کی جائی
قریب ہندؓ کے آکر یہ بات فرمائی
حسینؑ مرگئے زینبؑ ہے قید میں آئی
چُھپاؤں کیا کہ بتاتے ہیں خود مجھے بھائی
لے بی بی فاطمہؑ کے نورِ عین کا پُرسہ
میں تجھ کو دیتی ہوں بھائی حسینؑ کا پُرسہ

سَر اپنا پیٹ کے فضہؑ سے ہندؓ نے پوچھا

قید خانے سے جو نزدیک تھا حاکم کا محل

①

قید خانے سے جو نزدیک تھا حاکم کا محل
سُن کے آوازِ بکا ہندؓ کو آتی تھی نہ کل
سُرمہ آنکھوں میں دِیا اور نہ لگایا کاجل
کیا ہنسی آئے بجھا جاتا ہو جب دل کا کنول
کبھی راتوں کو نہ آرام سے وہ سوتی تھی
خواب سے چونک کے اُٹھ بیٹھتی تھی روتی تھی

②

حاکمِ شام سے القصہ اجازت لے کر
قید خانے میں گئی ہندؓ بہ حالِ مضطر
ہل گیا دِل جو پڑی قیدیوں پر اُس کی نظر
دیکھا سب بی بیوں کو خاک بسر بَرہنہ سَر
یہ تو حالت ہے مگر شکر خدا کرتے ہیں
نہ شکایت ہے کسی کی نہ گلا کرتے ہیں

③

اک طرف خاک پہ لیٹا ہے کوئی آزاری
مرضِ تپ کی وہ شدت ہے کہ غش ہے طاری
پاؤں سُوجے ہوئے ہیں جن سے لہو ہے جاری
ہے یہ ظاہر کہ بس اب کُوچ کی ہے تیاری
عُمر جو کٹتی ہے دنیا میں وہ اِکراہ کے ساتھ
اللہ اللہ نکلتا ہے ہر اک آہ کے ساتھ

④

تپ کی شدت سے ہے بیمار کی حالت، تغیر
چاند سا منہ ہے کہ ہے رنج و الم کی تصویر
بند آنکھیں ہیں مگر لب پہ ہے ہر دَم تکبیر
طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں دُہری زنجیر
پاؤں کے آبلوں میں خار عیاں ہیں اب تک
پشتِ بیمار پہ دُرّوں کے نشاں ہیں اب تک

⑤

ہندؑ کی دیکھ کے الفت یہ سکینہؑ نے کہا
کھولو میری نہ رَسن جکڑا ہی رہنے دو گلا
شمر دُرّہ نہ لئے آئے کہیں پھر اِس جا
کہیں مجھ پر نہ کرے ظلم و ستم اِس سے سوا
شمر کے ڈر سے میں بابا کو بھی رو سکتی نہیں
ڈر کے مارے دَرِ زنداں کی طرف تکتی نہیں

⑥

کان کے میرے گُہر بھی نہیں اُس نے چھوڑے
کی ساجت بھی بہت ہاتھ بھی میں نے جوڑے
جو ستم مجھ پہ ہوئے یہ تو بہت ہیں تھوڑے
سامنے میرے، مرے بھائی کے مارے کوڑے
شمر کے نام سے ہر وقت میں گھبراتی ہوں
چونک پڑتی ہوں اگر راتوں کو سو جاتی ہوں

قید خانے سے جو نزدیک تھا حاکم کا محل

عابدؑ کو جب یزید سے بابا کا سَر ملا

①

عابدؑ کو جب یزید سے بابا کا سَر ملا
سَر کیا ملا کہ مرہمِ زخمِ جگر ملا
مدت کے بعد باپ کے سَر سے پسر ملا
ماہِ صفر میں شام سے حکمِ سفر ملا
دیکھا جو اہلبیتؑ نے فرقِ جناب کو
تاروں نے آکے گھیر لیا ماہتاب کو

②

بہنوں نے باری باری لیا گود میں وہ سَر
زینبؑ نے ہونٹ رکھ دیئے بھائی کے ہونٹ پر
دریا بہا کے اشکوں کے بولی وہ نوحہ گر
بھیّا پھری ہے آپ کی ہمشیر دَر بہ دَر
جس روز سے جُدا ہوئی میں دَم سے آپ کے
نیزوں سے پشت زخمی ہے دل غم سے آپ کے

③

بھیّا تمہیں ہماری خبر بھی ہے یا نہیں
بھیّا ہمارے سَر سے رِدائیں اُتار لیں
بھیّا تمہاری بہنیں یہاں رسّی میں بندھیں
بھیّا تمہاری بیٹی کے یاں سیلیاں لگیں
خنداں ہمارے حال پہ اِس دَم شریر ہیں
بھیّا ہم ایک رسّی میں بارہ اسیر ہیں

عابدؑ کو جب یزید سے بابا کا سَر ملا / مرزا دبیرؒ
(بشکریہ سوز خواں انصار حسین کاظمی مجن)

پہنچی جو قید خانے میں ہندؑ نکو سیَر

۱

پہنچی جو قید خانے میں ہندؑ نکو سیَر
دیکھا کہ اک مریض پڑا ہے قریبِ در
روتا ہے واں کوئی تو کوئی پیٹتا ہے سَر
ہاتھوں سے دل پکڑ کے پکاری وہ نوحہ گر
دَم پَر بھی بَن گئی مگر آفت گھٹی نہیں
تَپ میں بھی اِس غریب کی بیڑی کٹی نہیں

۲

آنسو بہا کے شانہ ہلایا جو چند بار
اک بار غش سے چونک کے بولا نحیف و زار
بے کس کو کیوں جگاتی ہیں اماں پسر نثار
کیا جاں بلب ہُوا کوئی معصوم دل فگار
پیدا ہُوئے ہیں اشک بہانے کے واسطے
اُٹھتے ہیں ہم جنازہ اُٹھانے کے واسطے

۳

وہ بولی سب کی خیر ہے اے زار و ناتواں
میں ہوں کنیز آپ کی مادر نہیں یہاں
مشتاقِ دِید آئی ہوں زنداں کے درمیاں
اتنا مجھے بتایئے اے یوسفِ زماں
اِسم شریف کیا ہے، کہا سوگوار ہے
پوچھا پدر کا نام کہا بے دیار ہے

۴

پوچھا کہاں لٹے ہو، کہا حق کی راہ میں
پوچھا یہ کب، کہا کہ محرم کے ماہ میں
پوچھا یہ کیوں، کہا کہ محبوں کی چاہ میں
پوچھا پدر کہاں ہیں، کہا قتل گاہ میں
پوچھا جو گھر تو رو کے کہا قید خانہ ہے
پوچھا غذا میں کیا ہے کہا تازیانہ ہے

پہنچی جو قید خانے میں ہندؑ نکو سیَر

۵

یہ ذکر تھا کہ آ گیا خولیِ تلخ کام
لایا سِنانِ ظلم پہ اک فرقِ لالہ فام
زندانِ شام نور سے روشن ہُوا تمام
اُس سَر نے دی ندا مِرے بیمار اَلسّلام
گھبرا کے اہلِ بیتؑ تو تعظیم کو اُٹھے
سجادؑ کانپتے ہوئے تسلیم کو اُٹھے

۶

اُس سَر سے رو کے کہنے لگی ہندؑ باوفا
اے سَر تُو بولتا ہے تو یہ بھی مجھے بتا
کس باخدا کی آلؑ ہے، کیا نام ہے ترا
کس باپ کا تو لال ہے، کس ماں کا لاڈلا
کیا دخترِ رسولؐ کا لختِ جگر ہے تو
قربان جاؤں کیا مِرے آقا کا سَر ہے تو

⑦

چِلّایا کانپ کر یہ سَرِ سَروَرِؑ زمن
پیاسا مِرا خطاب ہے مقتل مِرا وطن
نانا مِرا رسولؐ ہے بابا ابُو الحسنؑ
مسموم میرا بھائی ہے قیدی مِری بہن
احمدؐ کو رونے والی کا لختِ جگر ہوں میں
بی بی حسینؑ بیکس و بے پَر کا سَر ہوں میں

⑧

غش ہوگئی یہ سنتے ہی ہندؓ نکو سِیَر
زینبؑ سَرِ اخی کو پکاری بچشمِ تَر
نام اپنا کیوں بتا دیا اے شاہِ بحر و بَر
اِس کا نہیں خیال کہ زینبؑ ہے ننگے سَر
پہچان کے جو وہ مجھے چادر اُڑھائے گی
میں بھی تو بنتِ فاطمہؑ ہوں شرم آئے گی

پھنچی جو قید خانے میں ھند نکو سیر / نسیمؔ

(بشکریہ سوز خواں تزئین زہرا و عروج فاطمہ)

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہندؓ آتی ہے

①

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہندؓ آتی ہے
دخترِ فاطمہؑ غیرت سے مُوئی جاتی ہے
روح قالب میں وہ زندان میں گھبراتی ہے
بے حواسی سے ہر اک بار یہ چِلّاتی ہے
آسماں دور زمیں سخت کدھر جاؤں میں
بی بیو مِل کے دُعا مانگو کہ مرجاؤں میں

②

درِ زنداں پہ ہُوا اِتنے میں انبوہ کمال
بولے درباں کہ بڑھے دولت و عمر و اقبال
قیدیو اُٹھو دعا دے کے کرو استقبال
زنِ حاکم کا ہے زنداں میں نُزولِ اجلال
تم کھلے سَر تھیں حضور اب تمھیں چادر دیں گی
رحم دل ہیں ابھی زنداں سے رِہا کردیں گی

③

تھیں کنیزیں زنِ حاکم کی جلَو میں جو رواں
دیکھتی کیا ہیں کہ اک شیر ہے آہن میں نہاں
لاغر و خستہ تن و فاقہ کش و تشنہ دَہاں
منہ پہ سیلی کے نشاں پشت پہ دُرّوں کے نشاں
ساقِ پا فاقوں سے زنجیر میں تھراتی ہے
اُستخوانوں کے لرزنے سے صدا آتی ہے

④

گِرد عابدؑ کے پھری پھر وہ بحالِ تغیر
رکھ دیا پاؤں پہ سَر اپنا ہٹا کر زنجیر
بولے وہ کون، یہ چلّائی کنیزِ شبیرؑ
اَلسلام اے رَسَن و طوق و سَلاسِل کے اسیر
ہے وصیت کا محل مرنے پہ تیار ہے تو
کچھ کفن کے لئے رکھتا ہے کہ نادار ہے تو

⑤

غم نہ کھا گور و کفن میں تجھے دوں گی واللہ
ننگے سَر تیرے جنازے کے چلوں گی ہمراہ
مرنے والے ترا کیا نام ہے کب سے ہے تباہ
بولے مولاؑ ابھی پینتیس بَرس جینا ہے آہ
نام بے کس بھی ہے، قیدی بھی ہے، نادار بھی ہے
حال یہ ہے کہ اسیری بھی ہے، آزار بھی ہے

⑥

ہندؑ نے پوچھا، مرَض کیا ہے، کہا بے پدری
رو کے بولی کہ دوا کیا ہے، کہا نوحہ گری
گھر جو دریافت کیا، کہنے لگے دَر بدری
بولی لیتا ہے خبر کون، کہا بے خبری
آہ کرنے کا سبب پوچھا تو شرمانے لگے
تازیانوں کے نشاں پشت پہ دِکھلانے لگے

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہِندؑ آتی ہے

⑦

بولی وہ کون سے عصیاں پہ ملی یہ تعزیر
رو کے فرمایا گنہ کچھ بھی نہیں بے تقصیر
اُس نے منہ پیٹ لیا اور کہا کب سے ہو، اسیر
بولے دسویں تھی محرم کی جو پہنی زنجیر
کچھ کفن کے لئے ہمراہ نہیں لایا ہوں
باپ کو چھوڑ کے بے گور و کفن آیا ہوں

⑧

شانِ زینبؑ پہ نظر کر کے کہا یا داور
فاطمہؑ خلد سے زندان میں آئیں کیوں کر
دیکھا بانوؑ کو تو کہنے لگی ہوکر ششدر
کوئی شہزادی ہے ایران کی یہ ننگے سَر
قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے
کوئی زینبؑ کوئی کلثومؑ نظر آتی ہے

قید خانے میں تلاطم ھے کہ ھند آتی ھے

(بشکریہ سوز خواں جعفر رضا و احمد علی جعفری)

قید خانے میں سکینہؑ کو جو، لائی تقدیر

۱

قید خانے میں سکینہؑ کو جو لائی تقدیر
رو رو کہنے لگی ہے ہے مِرے بابا شبیرؑ
کیوں نہیں لیتے خبر آج ہوئی ہوں میں اسیر
آؤ اب میری تمہاری ہے ملاقات اَخیر
نصف شب تک بھی یہاں جینا ہے دشوار مِرا
دیکھو اب آن کے بس آخری دیدار مِرا

۲

ہاتھ اب مَلتی ہوں اور ہاتھ نہیں آتے تم
جان جاتی ہے مِری اور نہیں آجاتے تم
کیا خطا میری جو تشریف نہیں لاتے تم
قیدیوں کو بھی نہیں قید سے چھڑواتے تم
کس سے دُکھ ہم کہیں بستی ہے ستم گاروں کی
کوئی سنتا نہیں فریاد گنہگاروں کی

۳

کہتی تھی بانوؑ سے رو رو کے کہاں ہیں بابا
پاس اُن کے مجھے بھجوادو جہاں ہیں بابا
میرے آرام ہیں بابا مِری جاں ہیں بابا
کیوں مِری آنکھوں سے اِس وقت نہاں ہیں بابا
کیوں سکینہؑ سے جُدا ہونے کی تدبیر ہوئی
کیا گنہ مجھ سے ہُوا کونسی تقصیر ہوئی

۴

بانوؑ گودی میں لِٹا کر لگی دینے لوری
اور تھپک کر لگی کہنے وہ نصیبوں پھوٹی
سو مِری لاڈلی سوجا مِری قیدی بچّی
سو میری تشنہ جگر سو مِری بھوکی پیاسی
سو جا اے فرقتِ شبیرؑ میں رونے والی
سو مِری شاہؑ کی آغوش میں سونے والی

۵

تھی جو جاگی ہوئی بچّی وہ کئی راتوں کی
سو گئی خواب میں بابا کی نظر شکل پڑی
دیکھتے ہی وہ اُنہیں خواب میں قدموں پہ گری
شہؑ نے گودی میں اُٹھایا تو یہی کہنے لگی
چَین بِن میرے پڑا آپ کو کیوں کر بابا
صدقے میں اور مِری جان بھی تم پر بابا

۶

خوب پانی مِری خاطر گئے لینے گھر سے
مجھ پہ کیا کیا ہُوا اِس عرصہ میں اور تم نہ پھرے
شاہؑ نے چُوم کے لب سینے سے لپٹا کے اُسے
کہا اے جان مِری تجھ پہ یہ بابا صدقے
جو ستم مجھ پہ ہُوا کیا تجھے تقریر کروں
تو بھی دلگیر ہے اب کیا تجھے دلگیر کروں

۷

ایسی کچھ بن گئی مجھ پر کہ نہ آیا تجھ پاس
میں جدا تجھ سے کبھی ہوں گا نہ اب تُو ہو اُداس
دیکھ منہ باپ کا وہ کہنے لگی باصد یاس
آپکے کپڑوں سے آتی ہے مجھے خون کی باس
خوں سے پیشانی کے بھر جانے کا باعث کیا ہے
سرخ خط حلق پہ بابا ترے یہ کیسا ہے

قید خانے میں سکینہؑ کو جو ، لائی تقدیر

—*****—

آغا شورش کاشمیریؒ

آغازِ مُحرم ہے کہ ہنگامِ وَغا ہے
اسلام خود اپنوں کی شقاوت میں گھرا ہے
ہر دور میں ہوتی رہی طاقت کی پرستش
ہر دَور یزیدوں کا طرف دار رہا ہے

بشکریہ

سوز خواں ظلِ حسن و باقر نقوی و مصطفیٰ جعفری

سَرِ حسینؑ جو زندانِ شام میں آیا

①

سَرِ حسینؑ جو زندانِ شام میں آیا
تو بڑھ کے بھائی کو ہمشیر نے سلام کیا
وفورِ نالۂ و شیون سے ایسا حشر اُٹھا
حرم بھی روتے تھے مولا کا سَر بھی روتا تھا
مِلی یہ خواب کی تعبیر قید خانے میں
بپا تھی مجلسِ شبیرؑ قید خانے میں

②

سکینہؑ بولی سنو حالِ بے کساں بابا
چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر کہاں بابا
ہیں غش میں عابدِؑ بیمار و ناتواں بابا
گلے میں طوق ہے پاؤں میں بیڑیاں بابا
ستم گروں کو ہمارا خیال کوئی نہیں
نبیؐ کی آلؑ کا پُرسانِ حال کوئی نہیں

③

پھوپھی کی پشت پہ دُرّوں کے ہیں نشاں بابا
بَندھی ہے میری بھی گردن میں رِیسماں بابا
اُتر گئیں میرے کانوں کی بالیاں بابا
مرے شفیق پدر میرے مہرباں بابا
زمین پوچھتی تھی اور نہ آسماں ہم کو
ستم گروں نے پھرایا کہاں کہاں ہم کو

سکینہؑ شام کے زنداں میں تھی اَلم سے نڈھال

①
سکینہؑ شام کے زنداں میں تھی اَلم سے نڈھال
کبھی چچا کا تصور کبھی پدر کا خیال
کبھی ربابؑ سے باتیں کبھی پھوپھی سے مقال
کبھی خموش کبھی عابدؑ حزیں سے سوال
چچا کب آئیں گے دریا سے لَوٹ کر بھیا
یہاں سے نہر کا ہے کس قدر سفر بھیا

②
میں کربلا میں رہی منتظر نہیں آئے
لعین لے گئے میرے گُہر نہیں آئے
جلادیئے گئے ہم سب کے گھر نہیں آئے
صدائیں دیتی رہی میں، مگر نہیں آئے
ہَوائے سرد تَرائی میں جب ملی ہوگی
تھکے ہوئے تھے بہت نیند آگئی ہوگی

③
تڑپتی رہتی تھی معصوم یوں ہی شام و سحر
تسلیاں اُسے دیتے تھے عابدِؑ مضطر
ربابؑ روتی تھیں بچّی کی بھولی باتوں پر
نگاہِ یاس سے تکتی تھیں زینبؑ بے پَر
پیامِ مرگ، بَنی دل کی بے کلی آخر
چچا کے پاس بھتیجی چلی گئی آخر

④
لگایا باپ کے سَر کو گلے سے بیٹی نے
رُکے ہوئے تھے جو مدت سے شمر کے ڈر سے
وہ بَین آج سکینہؑ کے لب پر آ ہی گئے
سُنایا حالِ زبوں خوب اپنا رو رو کے
یزیدیت کے ستم فاش کر گئی بچّی
تڑپ تڑپ کے اسیری میں مرگئی بچّی

⑤
یزید کانپ اُٹھا اِس خبر کے پانے سے
یہ بھیک مانگی تعاون کی اِس گھرانے سے
جنازہ بچی کا اُٹھے نہ قید خانے سے
بدل نہ جائے فضا لاش باہر آنے سے
یہ سانحہ بھی ہو تاریخِ نوعِ انساں میں
بہن کو دفن کرے بھائی کُنجِ زنداں میں

⑥
لرزتے ہاتھوں سے تُربت بنائی عابدؑ نے
بہن کی چھوٹی سی میت اُٹھائی عابدؑ نے
زمیں میں شہؑ کی بِضاعت چھپائی عابدؑ نے
جگر کو تھام کے دی یہ دُہائی عابدؑ نے
اک احتجاج ہے ہر دور ہر زمانے میں
جو ایک چھوٹی سی تُربت ہے قید خانے میں

سَرِ حسینؑ جو زندانِ شام میں آیا/شاداںؔ دھلوی

④

یہ زخمِ تازہ جو اہلِ حرم کے دل پہ لگا
تو قید خانے میں اک حشر ہوگیا برپا
تڑپ کے جانبِ عابدؑ، ربابؑ نے دیکھا
بس اتنا کہہ سکیں ہے ہے یہ کیا ہُوا بیٹا
سنبھل سکا نہ دلِ پاش پاش بیٹھ گئیں
گا کے سینے سے بچی کی لاش بیٹھ گئیں

⑤

تڑپ کے آئیں قریبِ ربابؑ، بنتِ علیؑ
کہا کہ بچی کو دے دیجئے مجھے بھابھی
خدا کی مرضی میں انساں کا دخل کیا بی بی
یہ روز روز کی ایذاؤں سے بھی چھوٹ گئی
نہ دن کو تڑپے گی اب اور نہ شب کو روئے گی
جناں میں باپ کے سینے سے لگ کے سوئے گی

⑥

تڑپ کے بولے یہ عابدؑ، بہن خدا حافظ
ملیں گے حشر میں اے خستہ تن خدا حافظ
مری غریب مری کم سخن خدا حافظ
الم رسیدہ غریبُ الوطن خدا حافظ
بہن کو غسل و کفن تک نہ دے سکا بھائی
تجھے تو علم ہے مجبور تھا ترا بھائی

سکینہؑ شام کے زنداں میں تھی الم سے نڈھال / شاعلہ نقوی

زِنداں میں جب کہ دخترِ شبیرؑ مر گئی

①

زِنداں میں جب کہ دخترِ شبیرؑ مر گئی
دُنیا سے دفعتاً سفرِ خُلد کر گئی
کنبے کے دل پہ داغ جُدائی کا دھر گئی
غُل پڑ گیا حسینؑ کی عاشق گزر گئی
جنت بسائی دیکھ کے دنیا کے باغ کو
تازہ کیا ہے پھر علی اصغرؑ کے داغ کو

②

بازو بلا کے بانوئےؑ ناشاد نے کہا
بی بی پدر کے سَر سے اُٹھاؤ تو سَر ذرا
باتیں ابھی تو کرتی تھیں آنسو بہا بہا
ساکت ہے نبض ہائے غضب سَرد دست و پا
منہ دیکھتے ہی زیست کا نقشہ بدل گیا
کس وقت سانس رُک گئی کب دَم نکل گیا

X

③

لو ہاتھ جوڑتی ہے یہ ماں اے سکینہؑ جاں
مجھ کو بُلا لو تم ہو جہاں اے سکینہؑ جاں
ڈھونڈوں نکل کے تم کو کہاں اے سکینہؑ جاں
مادر کو قبر ہے یہ مکاں اے سکینہؑ جاں
میں جانتی ہوں موت سے بدتر حیات کو
اب کون سوئے گا مرے پہلو میں رات کو

④

بچی یہ ماں تجھے کدھر اب ڈھونڈنے کو جائے
اے غم رسیدہ تو نے قیامت کے دُکھ اُٹھائے
چھُٹ کر پدر سے گھُڑکیاں کھائیں، طمانچے کھائے
بی بی رَسَن بندھی تری گردن میں ہائے ہائے
جو سختیاں فلک نے دِکھائیں وہ سہہ گئیں
بُندے جو چھِن گئے مِرا منہ تک کے رہ گئیں

⑤

قربان جاؤں قیدیٔ دامِ بَلا ہے ماں
آفت میں بعدِ سبطِ نبیؐ مبتلا ہے ماں
مجبور ہے غریب ہے بے دست و پا ہے ماں
بی بی کو دے کہاں سے کفن بے رِدا ہے ماں
پہلے سے خاک میں ہے بدن سب اَٹا ہُوا
لے جاؤ قبر میں یہی کُرتا پھَٹا ہُوا

⑥

ایذا سے غم سے رنج اُٹھانے سے چھُٹ گئیں
کنبے سے کیا کہ سارے زمانے سے چھُٹ گئیں
ہر صبح و شام اشک بہانے سے چھُٹ گئیں
اچھا ہُوا کہ گھڑکیاں کھانے سے چھُٹ گئیں
نیند اُڑ گئی تھی لوگوں کی بچی کے بَین سے
اب تو یزید رات کو سوئے گا چین سے

زنداں میں جب کہ دخترِ شبیرؑ مر گئی

سَر جو شبیرؑ کا زندان میں لائے خُدام

①

سَر جو شبیرؑ کا زندان میں لائے خُدام
بھائی کے سَر کو کیا زینبؑ مضطر نے سلام
تھا گرفتارِ سَلاسِل جو زمانے کا امام
اُٹھا تعظیم کو لے کر شہِؑ مظلوم کا نام
طشت حلقے میں لئے کشتۂ غم رونے لگے
سَرِ شبیرؑ کو دیکھا تو حرم رونے لگے

②

سب نے ماتم کیا مل کر ہوئی مجلس برپا
چوم کر سَر کو عقیدت سے یہ زینبؑ نے کہا
دُکھ اُٹھائے ہیں بہت تم سے بچھڑ کر بھیا
اپنی آغوش میں سَر بالی سکینہؑ نے لیا
رو رہے تھے سبھی رُکتے ہی کہاں تھے آنسو
سَرِ شبیرؑ کی آنکھوں سے رَواں تھے آنسو

③

حال کہنے کا یہ لمحہ جو سکینہؑ کو ملا
سَرِ شبیرؑ کو سینے سے لگا کر یہ کہا
چھوڑ کر ہم کو گئے آپ کہاں اے بابا
آپ کے بعد ستم ٹُوٹے ہیں ہم پر کیا کیا
میرے رخسار پہ جو نیل عیاں ہیں بابا
یہ مِرے منہ پہ طمانچوں کے نشاں ہیں بابا

۴

آپ میداں کو سدھارے تو بڑا ظلم ہُوا
آگ خیموں میں لگی جل گیا ساماں سارا
چھن گئے میرے گُہر جل گیا میرا کرتا
روتی پھرتی تھی میں اُس دشتِ بلا میں تنہا

نہ دیا ہم کو کسی نے بھی سہارا بابا
پوچھتا کوئی نہ تھا حال ہمارا بابا

۵

روتے روتے ہوئی خاموش سکینہؑ اک بار
کہا زینبؑ نے کہ میں تیری مصیبت کے نثار
آ مری گود میں آجا، مری پیاری دِلدار
پَر سکینہؑ نہ ہلی اپنی جگہ سے زِنہار

جا ملی باپ سے وہ باپ کی پیاری بچی
چَل بسی شام کے زنداں میں دُلاری بچی

X

۶

بی بیاں غسل جو دینے لگیں بچی کو وہاں
پیرہن خون بھرا پسلیوں میں تھا چسپاں
ہوگئے زخموں میں تبدیل جو دُرّوں کے نشاں
دیکھ کر لاش کو اِس حال میں رونے لگی ماں

حشر تھا دخترِ سلطانِ مدینہ کے لئے
لوگ سَر پیٹ کے روتے تھے سکینہؑ کے لئے

X

۷

کانپتے ہاتھوں سے عابدؑ نے بنائی تُربت
دفن کی اُس میں حسینؑ ابنِ علیؑ کی دولت
نہ سنی اور نہ دیکھی کہیں ایسی غربت
دِل بھر آیا تو ہُوئی حد سے زیادہ رِقت

بچّی کے حال پہ سب کشتۂ غم روتے تھے
قبر حلقے میں لئے اہلِ حرم روتے تھے

۸

قید سے ہو کے رہا جب یہ مدینے پہنچے
ماں کے کانوں میں سکینہؑ کے سخن گونجتے تھے
جو ستم بچی پہ ٹوٹے وہ بھلائے نہ گئے
روتی پھرتی تھی وہ مظلوم یہی کہہ کہہ کے

ہو کے جب شام کے زنداں سے ہَوا آتی ہے
اے سکینہؑ ترے رونے کی صدا آتی ہے

سَر جو شبیرؑ کا زندان میں لائے خدام / شاداں دھلوی
(بشکریہ سوز خواں سیّد کاظم رضا و تنویر بیانوی)

جب قید سے اَسیر رِہا ہو گئے تمام

①

جب قید سے اَسیر رِہا ہو گئے تمام
قبرِ سکینہؑ پر گئے روتے ہوئے امامؑ
ماتم کناں تھے ساتھ میں اہلِ حرم تمام
آہستہ آ رہی تھیں ربابؑ خجستہ کام
چھوٹی سی قبر سامنے نظروں کے پھر گئی
اک آہِ سرد کھینچ کے مرقد پہ گر گئی

②

بولیں اُٹھو کہ قافلہ تیار ہو چکا
جاتا ہے اب وطن کو تمہارا یہ قافلہ
بیٹا تمہیں رہائی کا ارمان تھا بڑا
جب تم نہیں تو گھر سے مجھے واسطہ ہے کیا
تیرے بغیر گھر کو میں ہرگز نہ جاؤں گی
بَن کر فقیر قبر پہ آنسو بہاؤں گی

③

روتے ہوئے لحد سے حرم اُٹھ کھڑے ہوئے
بولی ربابؑ جاتی ہوں حکمِ امام سے
روکر کہا یہ زینبؑ عالی مقام نے
قربان جاؤں شکوہ نہ کیجو حسینؑ سے
اے اہلِ شام واسطہ ربِ کریم کا
پیچھے خیال رکھنا ہماری یتیم کا

④

القصہ پہونچے کرب و بلا میں یہ نوحہ گر
زینبؑ تڑپ کے گر گئیں بھائی کی قبر پر
اِس طرح بَین کرتی تھیں وہ سوختہ جگر
بھابھی کی گود اُجڑ گئی بھیا کرو نظر
تم کو خبر ہے ہم پہ جو آفت گزر گئی
قید ستم میں بالی سکینہؑ بھی مر گئی

⑤

بھیا تمہارے بعد وہ آفت پڑی اُدھر
اصغرؑ کا سَر بھی کاٹ لیا قبر کھود کر
خنجر گلے پہ جب وہ چلاتا تھا بد گہر
ہم دیکھتے تھے اور پھٹا جاتا تھا جگر
یہ دیکھ کر ربابؑ کی حالت تباہ تھی
آنکھوں سے اشک بہتے تھے اور لب پہ آہ تھی

⑥

سَر لے کے جب شقی وہ وہاں سے چلا گیا
دوڑی ربابؑ گود میں لاشہ اُٹھا لیا
اور چومتی تھی حلقِ بُریدہ کو بارہا
وہ بَین تھے کہ سب کا کلیجہ ہلا دیا
نالے ہی کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئی
لاشہ لئے وہ گود میں بیہوش ہو گئی

جب قید سے اَسیر رِہا ہو گئے تمام / امیر چھولسی

حسینؑ بے کس و بے پَر کا آج چہلم ہے

①

حسینؑ بیکس و بے پَر کا آج چہلم ہے
تمام فاطمہؑ کے گھر کا آج چہلم ہے
سپاہِ سبطِ پیمبرؐ کا آج چہلم ہے
علیؑ کے گھر میں بہتّر کا آج چہلم ہے

نہ فاطمہؑ نہ پیمبرؐ ہیں باغِ رضواں میں
وہ قتل گاہ میں روتے ہیں اور یہ زنداں میں

②

امامِ بے کس و بے آشنا کا چہلم ہے
شہیدِ ظلم و قتیلِ جفا کا چہلم ہے
علیؑ و فاطمہؑ کے دلرُبا کا چہلم ہے
نبیؐ کے گھر میں شہِؑ کربلا کا چہلم ہے

حرم میں غل ہے کہ عباسؑ، کبریا کے لئے
ذرا سا پانی تو بھجوادو فاتحہ کے لئے

③

شہیدِ خنجر و تیر و سِناں کا چہلم ہے
غریب و بے کس و بے خانماں کا چہلم ہے
ذبیحِ عصر و امامِؑ زماں کا چہلم ہے
بہن تو قید ہے اور بھائی جاں کا چہلم ہے

عجیب فکر میں بیٹی شہِؑ حنین کی ہے
نہ فاتحہ کی اجازت نہ شور و شین کی ہے

حسینؑ بے کس و بے پَر کا آج چہلم ہے/نسیمؔ

چہلم جو کربلا میں بہتّر (۷۲) کا ہوچکا

①

چہلم جو کربلا میں بہتّر (۷۲) کا ہوچکا
پیوند بیکسوں کے تَن و سَر کا ہوچکا
اور فاتحہ حسینؑ کے لشکر کا ہوچکا
قبروں پہ شور آلِؑ پیمبرؐ کا ہوچکا

ماتم میں تین روز رہے شور و شین سے
روئے لپٹ لپٹ کے مزارِ حسینؑ سے

②

مثلِ چراغ، گورِ غریباں پہ دل جلائے
پھولوں کے بدلے قبروں پہ لختِ جگر چڑھائے
پیاروں کی بود و باش کے ساماں جو یاد آئے
بے ساختہ پکارے کلیجہ پکڑ کے ہائے

کنبے کے ساتھ داخلۂ کربلا ہُوا
لایا جو تھا مدینے سے ہم کو وہ کیا ہُوا

X

③

حضرت کی قبر ہل گئی زینبؑ کے بَین سے
آ کر کہا بشیرؓ نے ابنِ حسینؑ سے
شہزادے جاں بلَب ہے پھوپھی شور و شین سے
چلئے وطن کو قبرِ شہِؑ مشرقین سے

عابدؑ نے پوچھا کیوں پھوپھی اماں قبول ہے
وہ بولیں اختیار ہے کیا، ہاں قبول ہے

④

آئے تھے کس طرح سے وطن کس طرح چلے
نہ شہؑ رہے نہ گودیوں میں گود کے پلے
سوتے تھے قبر میں جو کٹائے ہوئے گلے
یہ وقت وہ تھا پھرتے تھے سب آنکھ کے تلے
عابدؑ سے بانوؑ کہتی تھیں مہلت قلیل ہے
کچھ خاکِ پاک لے لو کہ صغریٰؑ علیل ہے

⑤

اے کربلائے سَروَرِؑ دلگیر الوداع
اے قتل گاہِ حضرتِ شبیرؑ الوداع
اے قبرِ ابنِ صاحبِ تطہیر الوداع
اے بھائیؑ جان جاتی ہے ہمشیر الوداع
کیا غم نصیب ہے یہ نواسی رسولؐ کی
تم نے مجاوری نہ ہماری قبول کی

چہلم جو کربلا میں بہتر کا ہوچکا

——*****——

شاعرِ پاکستان صہبا اخترؒ

حسنؑ سا اِک حسیں ملا نبیؐ کو جانشیں مِلا
کہ حیدرؑ و بتولؑ کو اِک اور مہ جبیں مِلا
ہے اجتماعِ پنجتنؑ کہ عیدِ شششجہات ہے
بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

(بشکریہ سوز خواں عدنان وشبر/مجلسِ حسینی J-18/2, P.E.C.H.S)

التماسِ فاتحہ برائے سیّدہ آلِ فاطمہ (عالیہ)

بنتِ ذاکر حسین و محسن علی زیدی ابنِ موسی رضا

شام سے جب اہلبیتؑ غم زدہ گریاں چلے

①

شام سے جب اہلبیتؑ، غم زدہ گریاں چلے
یعنی سُوئے کربلا، چاک گریباں چلے
لے کے شہیدوں کے سَر، بے سَر وساماں چلے
کرتے ہوئے یہ بیاں بادلِ نالاں چلے
آج ہے چالیسواں حضرتِ شبیرؑ کا
تشنہ دہن کشتۂ خنجر و تقدیر کا

②

راہ میں اُن سے کوئی، پوچھتا گر آن کر
کس کے ہو ناموس تم، کس کے ہو لختِ جگر
کس نے ہے لوٹا تمہیں، کس نے کیا بے پدر
کہتے تھے اہلِ حرم اُن سے یوں باچشمِ تر
تم سے بیاں کیا کریں اپنے ہم احوال کو
دفن ہیں کرنے چلے فاطمہؑ کے لال کو

(غالباً یہاں "غمزدہ گریاں چلے" زیادہ مناسب ہوگا)

③

وہ جو حرم محترم، شاہؑ کے باصد بکا
منزلیں طے کرتے ہائے، پہنچے دَرِ کربلا
دُور سے وہ قتل گاہ اُن کو دِکھائی دیا
رو کے یہ کہنے لگے، حضرتِ زینُ العباؑ
اونٹوں سے اترو تم اب، کرتے ہوئے شور وشین
روتے چلو پیادہ پا، یاں سے ہے لاشِ حسینؑ

پہنچے اسیر، شام سے چھٹ کر جو کربلا

①

پہنچے اسیر، شام سے چُھٹ کر جو کربلا
تسخیر ہو چکا تھا ہر اک سخت مرحلہ
اُترا جو بار سَر سے تو یاد آئے اقربا
اک ایک مرنے والا نگاہوں میں پھر گیا

دل میں گھٹے ہوئے تھے جو ارماں اُبل پڑے
اشکوں کے ساتھ دل کے بھی ٹکڑے نکل پڑے

②

کوئی تڑپ کے بولی کہ اکبرؑ کہاں ہو تم
چلّائی کوئی قاسمؑ بے پَر کہاں ہو تم
اک ماں صدائیں دیتی ہے اصغرؑ کہاں ہو تم
زینبؑ پکاریں عابدؑ مضطر کہاں ہو تم

بیٹا نہ دل پہ بَس ہے نہ قابو ہے صبر پر
لِلّٰہ لے چلو مجھے بھائی کی قبر پر

③

بولی لپٹ کے قبر سے بھیا میں آ گئی
بھیا سُنا، میں شام تلک بے رِدا گئی
بھیا سکینہؑ ہم سے نگاہیں پھرا گئی
نکلی نہ قید خانے سے موت اُس کو کھا گئی

بچی تو روچکی تھی بہت تھک کے سو گئی
لیکن وہ ماں کی گود جو ویران ہو گئی

④

حضرتِ سجادؑ سے سُن کے حرم یہ کلام
پیٹتے روتے ہوئے اونٹوں سے اُترے تمام
آئے جو لاشوں کے پاس، ہائے وہ ناشاد کام
سَر کو لگے پیٹنے، وارثوں کے لے کے نام

چادریں سَر سے اُتار آنسو بہانے لگے
ہاتھوں سے اُس بَن کی خاک سَر پہ اُڑانے لگے

⑤

حضرتِ سجادؑ نے دیکھ کے یہ ماجرا
بی بیوں کو ساتھ لے، خوب سا ماتم کیا
سَر جو شہیدوں کے تھے، بیچ میں اُن کو رکھا
سینۂ و سَر پیٹ کر، رو رو یہ نوحہ پڑھا

زہراؑ کے معصوم کا آج ہے چالیسواں
سیّدؑ مظلوم کا آج ہے چالیسواں

⑥

وہ جو ہے ابنِ حسنؑ شاہ کا عالی نَسب
بیاہ کے دن ہائے ہائے، قتل ہوا تشنہ لب
شادی کا جوڑا جو تھا مِل گیا مٹی میں سب
اُس کا بھی چہلم ہے آج ہائے ستم ہے غضب

اکبرؑ و اصغرؑ کا بھی آج ہے چالیسواں
شاہ کے لشکر کا بھی آج ہے چالیسواں

شام سے جب اہلبیتؑ غم زدہ گریاں چلے
بشکریہ بیگم اختیار امام رضوی و
خانوادۂ سوز خوانِ اہلبیتؑ سردار حسین ہاشمیؒ (دہلوی)

④

بھیا ذرا ربابؑ کی حالت تو دیکھئے
کیسی اداس اداس ہے صورت تو دیکھئے
دل خوں، زباں خموش، یہ ہمت تو دیکھئے
ہر گام مرگِ تازہ قیامت تو دیکھئے

دُکھیا پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے
وارث بھی سَر سے اُٹھ گیا بچے بھی مرگئے

⑤

اِس وقت کچھ عجیب تھا عالم ربابؑ پر
گردن جُھکائے بیٹھی تھی دنیا سے بے خبر
شانہ ہِلا کے بولی جو زینبؑ بہ چشمِ تر
یک لخت جیسے چونک اُٹھی دیکھا اُٹھا کے سَر

بس اتنا کہہ سکی کہ بہت دن گزر گئے
آئے تھے ساتھ باپ کے اصغرؑ کدھر گئے

⑥

اِس نالۂ ربابؑ پہ محشر بپا ہُوا
عاشور کا سماں تھا نظر میں کِھنچا ہوا
ہر آنکھ میں تھا چہرۂ اصغرؑ بسا ہوا
گودی میں جیسے باپ کا منہ دیکھتا ہوا

قبرِ حسینؑ کرب سے تھرا کے رہ گئی
پرچھائیں جیسے موت کی لہرا کے رہ گئی

پہنچے اسیر، شام سے چُھٹ کر جو کربلا / شاہد نقوی

جب چُھٹ کے قید شام سے سجادؑ گھر چلے

①

جب چُھٹ کے قیدِ شام سے سجادؑ گھر چلے
رستے میں کربلا نے صدا دی کدھر چلے
دشتِ بَلا میں چھوڑ کے لاشِ پدر چلے
عابدؑ نہ چاہتے تھے کہ جائیں، مگر چلے

پیہم دعا تھی طاقتِ ضبطِ فغاں رہے
صغراؑ ضرور پوچھے گی بابا کہاں رہے

②

رُک رُک کے سوچتے تھے اُسے کیا بتائیں گے
کیسے کہیں گے، بی بی اب اکبرؑ نہ آئیں گے
تم بھی بھلا دو ہم بھی اُنہیں بھول جائیں گے
وقت آئے گا تو خود تمہیں بابا بُلائیں گے

کہہ دیں ابھی ربابؑ سے آگے نہ آیئے
بچی مچل نہ جائے کہ اصغرؑ کو لایئے

③

اُمّ البنینؑ پوچھیں گی اپنے جری کا حال
کس شان سے لڑا سَرِ میداں علیؑ کا لال
کہنا پڑے گا جنگ کا غازی کی کیا سوال
اُن کو تو صرف آب رسانی کا تھا خیال

اذنِ وَغا ملا ہی کہاں اُس دلیر کو
زنجیر سے امامؑ نے جکڑا تھا شیر کو

۴

مل جاتی اُس جری کو اگر جنگ کی رضا
دَم بھر میں فیصلہ تھا کُل افواجِ شام کا
پانی گئے تھے لینے سو وہ بھی نہ مِل سکا
مشکیزہ واپس آیا تو رنگیں تھا جابجا

وعدہ تھا بھر کے لانے کا پورا بھی کر دیا
مشکیزہٴ سکینہؑ میں خوں اپنا بھر دیا

۵

دیکھا جو یہ سکینہؑ نے آئے نہیں چچا
مشکیزہ واپس آیا ہے اور وہ بھی خوں بھرا
یہ حادثہ کلیجے کا ناسور بن گیا
زنداں میں بھی چچا ہی کا دن رات ذکر تھا

سمجھایا ہر طرح، نہ مگر بے کلی گئی
آخر چچا کے پاس بھتیجی چلی گئی

جب چُھٹ کے قیدِ شام سے سجادؑ گھر چلے / شاھدہ نقوی

*****

سہیلؔ شاہ

ہر گھڑی رہتے ہیں ہر رنج و بلا سے محفوظ
گھر میں مولاؑ کا عزا خانہ سجانے والے

*****

التماسِ سورۃ فاتحہ
برائے ایصالِ ثواب

فاطمہ سلطان بنتِ مراد حیدرؒ اور آغا وصی عباس ابنِ آغا محمد عباس
بانو بیگم بنتِ سعید خاں مرحوم و نواب بیگ مرحوم

چُھٹ کر جب آیا شام سے کُنبہ رسولؐ کا

۱

چُھٹ کر جب آیا شام سے کُنبہ رسولؐ کا
یثرب کے ذرّے ذرّے نے اک زخمِ نو دیا
آئے جو ابنِ جعفرِؑ طیارِ باصفا
اک تیر سا کلیجے میں عابدؑ کے گڑ گیا

زینبؑ تو دُور ہٹ گئیں منہ کو چھپالیا
عابدؑ نے اپنے پاس چچا کو بٹھالیا

۲

عابدؑ نے آہ بھر کے سُوئے خیمہ کی نظر
زینبؑ تڑپ کے جھینپ گئیں کانپے دل جگر
جعفرؑ کے شیر نے جو سنی آہِ پُر اثر
ہاتھ اپنا پیار سے رکھا عابدؑ کی پشت پر

فرمایا یوں تڑپ کے نہ آہ و فغاں کرو
بیٹا جو دُکھ اُٹھائے ہیں مجھ سے بیاں کرو

X

۳

عابدؑ کا دل بھر آیا چچا سے لپٹ گئے
پہنچی جو ٹھیس پشت کے سب زخم پھٹ گئے
بہنے لگا لہو تو جھجک کر سمٹ گئے
گھبرا کے ابنِ جعفرِؑ طیار ہٹ گئے

بولے یہ زخم کیسے ہیں کیا ماجرا ہُوا
عابدؑ خدا کے واسطے بولو یہ کیا ہُوا

X

۴

کیا بعدِ قتلِ شاہؑ بھی تم پر ہوئے ستم
محفوظ تو رہے شہِؑ مظلوم کے حرم
یہ تو حمیت، اہلِ عرب میں ہے کم سے کم
بچّوں کو، عورتوں کو سمجھتے ہیں محترم
کیا لُٹ گیا تھا خیمہ بھی آلِ رسولؐ کا
بے پردہ تو ہُوا نہیں کنبہ بتولؑ کا

۵

عابدؑ نے آہ بھر کے کہا کچھ نہ پوچھیے
جو سوچ بھی نہ سکتے تھے ایسے ستم ہوئے
برگشتہ اِس قدر تھا زمانہ حسینؑ سے
اوروں کا ذکر کیا علی اصغرؑ نہ بچ سکے
حقِ وفا ادا کیا بچوں نے آپ کے
دادا کا رعب داب تھا تیور تھے باپ کے

۶

کس شان سے لڑے وہ دلاور نہ پوچھیے
کس طرح وار کرتے تھے جم کر نہ پوچھیے
مرعوب اُن سے کتنا تھا لشکر نہ پوچھیے
کیا کہہ رہے تھے قاسمؑ و اکبرؑ نہ پوچھیے
ہر ایک کی زباں پہ صدا مرحبا کی تھی
فرصت نہ دی اَجل نے یہ مرضی خدا کی تھی

۷

اُن پر ہی کیا اَجل تو بھرے گھر کو کھا گئی
قاسمؑ کو کھا گئی علی اکبرؑ کو کھا گئی
عباسؑ جیسے شیرِ دلاور کو کھا گئی
حد ہوگئی کہ سبطِ پیمبرؐ کو کھا گئی
سب قبر میں چلے گئے سونے کے واسطے
میں ہی بچا ہوں کنبہ کو رونے کے واسطے

۸

کیسے کہوں چچا، نہ رہے جب شہِؑ اُمم
بے وارثوں پہ توڑے گئے کس قدر ستم
بازار میں پھرائے گئے ننگے سَر حرم
دنیا اُڑا رہی تھی مذاق اور چپ تھے ہم
کیا حالِ درد منہ سے کہیں دیکھ لیجئے
دُرّوں کے زخم پشت پہ ہیں دیکھ لیجئے

۹

دربار میں گئے تو قیامت گزر گئی
مجمع میں آلِؑ پاکِ نبیؐ ننگے سَر گئی
طعنے تھے، مضحکے تھے جہاں تک نظر گئی
ہم ڈھونڈتے تھے موت نجانے کدھر گئی
قیدی تھے سَر جُھکائے خمیدہ کھڑے ہوئے
چھوٹے بڑے تھے ایک رسن میں بندھے ہوئے

چُھٹ کر جب آیا شام سے کنبہ رسولؐ کا/شاہد نقوی

جب آفتوں کے گرفتار قید سے چھوٹے

①

جب آفتوں کے گرفتار قید سے چھوٹے
امامِ دیں کے عزادار قید سے چھوٹے
اسیر و مضطر و ناچار قید سے چھوٹے
جنابِ عابدؑ بیمار قید سے چھوٹے

بکا کا اذن جو پایا تو دل کو چین مِلا
حسینؑ تو نہ ملے پر سَرِ حسینؑ مِلا

②

قیامت آئی کہ شاہِؑ ہُدا کا سَر آیا
پچھاڑیں کھائیں پسر نے بہن نے غش کھایا
سلام کرکے مریضِ اَلم یہ چلّایا
بہت دنوں میں اسیروں کو یاد فرمایا

فراقِ شاہؑ میں قیدی کڑی اُٹھاتے تھے
غذا کے بدلے فقط تازیانے کھاتے تھے

③

مریضِ ہجر نے کیا کیا نہ شور و شر دیکھا
حضور کے سَرِ پُر خوں کو نیزے پر دیکھا
ہجومِ عام حرم کے اِدھر اُدھر دیکھا
اسیروں کو سَرِ بازار ننگے سَر دیکھا

خرابے میں یہ مصیبت گزر گئی بابا
تمہاری لاڈلی گُھٹ گُھٹ کے مرگئی بابا

④

حرم جو قبرِ سکینہؑ پہ نوحہ گر آئے
ہجومِ یاس میں زنداں سے چُھوٹ کر آئے
سَرِ حسینؑ کو لے کر وہ ننگے سَر آئے
ندا یہ دی کہ سکینہؑ اُٹھو پدر آئے

امامؑ پاک کے سَر کی بلائیں لو بی بی
حسینؑ لینے کو خود آئے ہیں چلو بی بی

⑤

لحد پہ گر کے یہ چلّائی بانوئےؑ نالاں
یہ بے نصیب بھی ملنے کو آئی ہے مری جاں
چچا سے جو تمھیں کہنا ہو کہہ دو میں قرباں
کہ عمو جان سے ملنے کو جاتی ہے آمّاں

سفر کا قصد ہے اصغرؑ کے غم میں مرتی ہوں
تمہاری قبر خدا کے سپرد کرتی ہوں

جب آفتوں کے گرفتار قید سے چھوٹے / نسیمؔ امروہویؒ

—*****—

تجملؔ لکھنویؒ

تمؑ شفاعت جو کرو گے تو ملک پوچھیں گے
ہم بھی ہو جائیں کھڑے صف میں گنہگاروں کی؟

—*****—

ثمرؔ ہوشنگ آبادیؒ

ہم ہی کہہ آئے تھے یہ کاتبِ تقدیر سے، پہلے
کوئی نعمت نہ لکھ دینا غمِ شبیرؑ سے پہلے

وطن میں جب حَرَمِ شاہؑ نامدار آئے

①

وطن میں جب حرمِ شاہِؑ نامدار آئے
ملول و مضطر و بیتاب و بے قرار آئے
جنابِ عابدِؑ بیمار اشکبار آئے
نبیؐ کی قبرِ مطہّر پہ سوگوار آئے

بکا سے روضۂ عالی وقار ہلنے لگا
فغاں وہ کی کہ نبیؐ کا مزار ہلنے لگا

②

کوئی پکاری کہ نانا فلک ستائی ہوں
میں شرم سے یہاں آنے میں تھرتھرائی ہوں
یہ نذر آپ کے روضے پہ لے کے آئی ہوں
کہ ابنِ شیرِ خدا کی سُنانی لائی ہوں

اخی کی لاش پہ میں کربلا میں رو آئی
تمہارے لال کو دشتِ بلا میں کھو آئی

③

کسی کا غل تھا کہ بازار میں گئی نانا
شُتر پہ بلوۂ کفار میں گئی نانا
غضب ہے مجلسِ مے خوار میں گئی نانا
یزیدِ نحس کے دربار میں گئی نانا

شقی کی بزم میں کیا کیا نہ شور و شر دیکھا
ہزار ناریوں نے مجھ کو ننگے سَر دیکھا

④

سفر میں قاسمِؑ بے پَر بھی مرگئے صغراؑ
پھوپھی کے دونوں وہ دِلبر بھی مرگئے صغراؑ
مرے جواں علی اکبرؑ بھی مرگئے صغراؑ
تمہارے ننھے برادر بھی مرگئے صغراؑ

نبیؐ کا لال بھی سب اقربا بھی قتل ہوئے
علیؑ کے شیر تمہارے چچا بھی قتل ہوئے

وطن میں جب حرمِ شاہِؑ نامدار آئے/نسیمؔ امروہویؒ

یثرِب سے کربلا کے مسافر قریب ہیں

X

①

یثرب سے کربلا کے مسافر قریب ہیں
لُٹ کر پھرے وطن کو عجب غم نصیب ہیں
اِس حال سے حبیبؑ خدا کے حبیب ہیں
بے کس ہیں سوگوارِ امامؑ غریب ہیں
حضرتؐ کے بعد چین کی شکلیں بگڑ گئیں
شہزادیاں غضب کی تباہی میں پڑ گئیں

②

سب شہر میں عجیب تلاطم ہے جا بجا
صغراؑ کو فرطِ غم سے نہیں ہوشِ دست و پا
لیٹی ہوئی ہے صحن میں منہ پَر لئے رِدا
سینے میں دل دھڑکنے لگا جب چلی ہَوا
کہتی ہے خلق سے اِسی حسرت میں جائیں گے
کیوں دل کبھی ہمارے مسافر بھی آئیں گے

③

اُٹھی یہ کہہ کے عاشقِ سلطانِ نامدار
لیکن قدم قدم پہ گری وہ نحیف و زار
بے اختیار ہنس کے یہ چلّائی ایک بار
لو نانی میں تو جاتی ہوں تم گھر سے ہوشیار
سچ ہے سفر سے بادشہِ مشرقین آئے
لو تم یہ میں فدا مِرے بابا حسینؑ آئے

④

صغراؑ اِدھر سے پیٹتی پہنچی بچشمِ تر
اُمّ البنینؑ بھی ہاتھوں سے تھامے ہوئے جگر
پوچھا کدھر ہیں خواہرِ سلطانِ بحر و بَر
فضہؓ نے بڑھ کے حضرتِ زینبؑ کو دی خبر
زوجہ رسولؐ پاک کی تشریف لائی ہیں
اُمّ البنینؑ بھی آئی ہیں صغراؑ بھی آئی ہیں

⑤

ماتم کی صف کے پاس جو پہنچی وہ نیک نام
رونے لگیں پکار کے سیدانیاں تمام
کلثومؑ بڑھ گئیں پئے تعظیم چند گام
اُٹھیں اک آہ کھینچ کے زینبؑ پئے سلام
گِرنے لگیں تو بازوئے فضہؓ پکڑ لیا
صغراؑ کو دیکھتے ہی کلیجہ پکڑ لیا

⑥

صغراؑ کے منہ کو دیکھ کے روتے تھے سب کے سب
بیمار لے کے نامِ پدر پیٹتی تھی جب
کہتی تھی مَل کے ہاتھ غضب ہوگیا غضب
بیٹی بہت اُداس ہے بابا بُلاؤ اب
رِقت ہوئی نہ ضبط کنیزوں سے ہٹ گئیں
صغراؑ سے اُٹھ کے حضرتِ زینبؑ لپٹ گئیں

(بشکریہ سوز خواں حضور برادران و ظہور برادران)

لکھا ہے چھوٹ کے یثرِب میں جب حَرم آئے

①

لکھا ہے چھُوٹ کے یثرِب میں جب حرم آئے
سَروں کو پیٹتے باصد غم و الم آئے
بپا تھا غل حرمِ سیّدِ اُمم آئے
بیان کرتے تھے سجادؑ رو کے ہم آئے
تمام کنبے کو مقتل میں کھو کے آئے ہیں
بجائے تحفہ بہتّر (۷۲) کے داغ لائے ہیں

②

مدینے والو، ہمیں کربلا نے لُوٹ لیا
یتیم میں ہُوا بابا ہوئے شہیدِ جفا
ہوئے اسیرِ ستم، اہلبیتؑ واویلا
برہنہ پا مجھے تا شام لے گئے اعدا
جو تھمتا تھا تو جفا آشکار ہوتی تھی
کہ پشت دُرّوں سے میری فگار ہوتی تھی

③

گئے رسولؐ کے روضے پہ جس گھڑی سجادؑ
لپٹ کے قبرِ مبارک سے تب یہ کی فریاد
خبر ہے آپ کو بھی ہم پہ کیا ہوئی بیداد
کہ دوپہر میں ہُوا سارا گھر کا گھر برباد
تمہاری آلؑ پہ رنج و الم کثیر ہوئے
حسینؑ قتل ہوئے اور حرم اسیر ہوئے

④

چلے مکان کو روتے امامِ جِنّ و بشر
تمام قافلہ تھا ساتھ ساتھ نوحہ گر
وفورِ غم ہُوا دیکھا جو خانۂ سرورؑ
اُداسی چھائی ہے خاک اُڑ رہی ہے ڈیوڑھی پر
یہ غیر حال ہوا غم سے جان کھونے لگے
امامؑ دیکھ کے سنسان گھر کو رونے لگے

⑤

غرض اتر چکے ناقوں سے جبکہ اہلِ حرم
بچھائی بی بیوں نے گھر میں تب صفِ ماتم
کہا یہ فاطمہ صغراؑ نے کیوں نہ ہو مجھے غم
ملی نہ آکے سکینہؑ بھی مجھ سے ہائے ستم
پکاری بانوؑ وہ جی سے گزرگئی صغراؑ
سکینہؑ شام کے زنداں میں مرگئی صغراؑ

⑥

خصوص حضرتِ زینبؑ کی تھی عجب حالت
کبھی نہ پیٹنے رونے سے ہوتی تھی فرصت
غذا بھی ترک ہوئی طاق ہوگئی طاقت
کسی سے ملتی نہ تھیں آپ غم کی تھی شدت
یہی تھا وردِ زباں تم کدھر گئے بھائی
میں آہ جیتی رہی اور مرگئے بھائی

لکھا ہے چھُوٹ کے یثرِب میں جب حرم آئے

مالکِ سلطنتِ کوفہ جو مختارؓ ہوئے

①

مالکِ سلطنتِ کوفہ جو مختارؓ ہوئے
انتقامِ شہدا لینے کو تیار ہوئے
جتنے قاتل تھے شہِؑ دیں کے گرفتار ہوئے
مومنوں سے جو لڑے کوفی وہ فی النار ہوئے

اُس نے چُن چُن کے ہر اک بانیٔ شر کو مارا
خولی و شمر و سِناں اور عُمر کو مارا

②

ایک دن کوفے کے بازار میں یہ شور ہُوا
ہوگئی سیدِ سجادؑ کی مقبول دعا
حرملہ قید ہوا شکرِ خداوندِ علی
لائے مختارؓ کے آگے جو اُسے اہلِ وفا

پوچھا کیوں عرشِ معلّٰی کو ہلایا ظالم
تیر معصوم کو کیوں تُو نے لگایا ظالم

③

جو ستم تو نے کیے اُن کا مجھے حال سُنا
ہاتھوں کو جوڑ کے یہ اُس ستم آراء نے کہا
تیر چھے تھے مِرے تَرکش میں وطن سے جو چلا
تین تیروں نے تو کی رَن میں نشانے سے خطا

ہوں مُقِر آلِ پیمبرؐ کو رُلایا میں نے
تین تیروں کو نشانے پہ لگایا میں نے

④

ایک تو مشک کو جب لے کے علمدار چلا
صورتِ شیر ، سُوئے سیدِؑ ابرار چلا
مشک کو دانتوں میں پکڑے ہوئے جرار چلا
کٹ گئے شانے جو تلوار کا اک وار چلا

میری بیداد سے بچوں نے نہ پایا پانی
تیر اک مار کے سب میں نے بہایا پانی

⑤

دوسرے تیر کا اب حال میں کرتا ہوں بیاں
لائے اصغرؑ کو جو میدان میں شاہِؑ دو جہاں
اِس قدر پیاس کی شدت تھی کہ اینٹھی تھی زباں
اُس کو ہاتھوں پہ اُٹھا کر یہ کیا شہؑ نے بیاں

تم کو خوفِ غضبِ خالقِ قہار نہیں
میں خطاوار ہوں بچہ تو خطاوار نہیں

⑥

گر یقین آئے گا اُن کو کہ ہو تم تشنہ دہاں
رحم شاید اُنہیں آجائے یہ ہے مجھ کو گماں
جس گھڑی رو کے یہ بچے سے کیا شہؑ نے بیاں
سب نے دیکھا کہ نکالی علی اصغرؑ نے زباں

جتنے سَردار تھے منہ اشکوں سے سب دھونے لگے
فوج میں جتنے سپاہی تھے وہ سب رونے لگے

⑦

جب بنِ سعد نے لشکر میں تلاطم دیکھا
آیا گھبرایا ہُوا پاس مِرے اور یہ کہا
جلد کر کام تمام اِس کا، نہ کر دیر ذرا
میں نے اک تیرِ سہ پہلو جو اُدھر کو پھینکا
میرے اک تیر نے دونوں کو برابر توڑا
بازوئے شاہؑ، گلوئے علی اصغرؑ توڑا

⑧

جب گلوئے علی اصغرؑ پہ پڑا میرا تیر
گِر پڑا شاہؑ کے ہاتھوں سے یہ تڑپا بے شیر
دیکھ کر چرخ کو کس یاس سے روئے شبیرؑ
اور رو کر کہا حضرت نے کہ اے ربِ قدیر
نوجوانوں کا تو فدیہ ہُوا اکبرؑ میرا
شیعوں کے بچّوں پہ قربان ہے اصغرؑ میرا

مالکِ سلطنتِ کوفہ جو مختارؑ ہوئے

حسینؑ، سبطِ رسولِؐ زمن، سلامُ علیک

①

حسینؑ، سبطِ رسولِؐ زمن، سلامُ علیک
حسینؑ، دلبرِ خیبر شکنؑ ، سلامُ علیک
مِرے امام غریبُ الوطن، سلامُ علیک
شہید و بے لحد و بے کفن، سلامُ علیک
ادا یہ آخری خدمت کرو عزادارو
نبیؐ کے لال کو رخصت کرو عزادارو

②

حسینؑ آج تمہیں کائنات روتی ہے
تمہاری تشنہ لبی پر فُرات روتی ہے
سَحر کا چاک گریباں ہے رات روتی ہے
تمہاری موت پہ اب تک حیات روتی ہے
تمہارے غم میں زمانہ اداس ہے مولاؑ
ہر ایک تعزیہ خانہ اُداس ہے مولاؑ

X

③

حسینؑ تم ہو زمانے میں فاتحِ اعظم
تمہی نے دینِ پیمبرؐ کیا ہے مستحکم
تمہاری ذات ہوئی وجہِ خِلقتِ آدمؑ
نہ ہوتے تم تو نہ ہوتا کوئی خدا کی قسم
سلام تم پہ تمہارے وفا شِعاروں پر
سلام خون میں ڈوبے ہوئے ستاروں پر

(۴)

سلام اُن پہ جو زورِ عمل دِکھا کے گئے
دلِ یزید کی سب حسرتیں مِٹا کے گئے
اجل کے سامنے مقتل میں مسکرا کے گئے
وہ خود تو سوگئے دنیا مگر جگا کے گئے

اندھیری رات میں سینوں کے داغ روشن تھے
پڑی تھیں خاک پہ لاشیں چراغ روشن تھے

(۵)

لُٹی علیؑ کے چمن کی بہار مقتل میں
زمیں تھی خون سے سب لالہ زار مقتل میں
کسی کا دل تھا سِناں سے فگار مقتل میں
اَجل نے چھین لیا شِیر خوار مقتل میں

سلام کشتیِ امت بچانے والوں پر
سلام سبطِ پیمبرؐ کے نونہالوں پر

(۶)

سلام اُس پہ کہ جس کے تھے شیر کے تیور
زمانہ جس کو سمجھتا تھا ثانیِ حیدرؑ
دِکھا دیا یہ سکینہؑ کی مشک کو بھر کر
کہ حشر تک مِرا قبضہ رہے گا دریا پر

حسینؑ آئے تو بھائی کی لاش کو دیکھا
قریبِ نہر، تنِ پاش پاش کو دیکھا

(۷)

یتیم و بے کس و قاسمؑ بنِ حسنؑ پہ سلام
لباسِ عقد جو پہنا تھا اُس کفن پہ سلام
قریب، لاش پہ روتی ہوئی دُلہن پہ سلام
جہاں بُلند تھے نالے اُس انجمن پہ سلام

خزاں کے رنگ میں ڈوبی ہوئی بہاریں ہیں
کہ جس کے سہرے کی لڑیاں لہو کی دَھاریں ہیں

(۸)

پسِ حسینؑ حرم اشک تک بہا نہ سکے
جو آگ خیموں میں بھڑکی تھی وہ بجھا نہ سکے
کسی کو بہرِ مدد دشت میں بُلا نہ سکے
لُٹا کے گھر کو بھی اپنے وطن میں جا نہ سکے

سلام اُن پہ کہ چہروں پہ جن کے گیسو تھے
سلام اُن پہ کہ جن کے رَسن میں بازو تھے

حسینؑ، سبطِ رسولِ زمنؐ، سلامٌ علیک

واحسرتا کہ شاہؑ کا ماتم ہُوا تمام

①

واحسرتا کہ شاہؑ کا ماتم ہُوا تمام
آئی خزاں بہار کا موسم ہُوا تمام
جس کی خوشی دِلوں کو تھی وہ غم ہُوا تمام
سَر پیٹو مومنو کہ محرم ہُوا تمام

آئی اگر اجل تو یہ ماتم یہ غم کہاں
یہ مجلسیں تو حشر تلک ہیں یہ ہم کہاں

②

کل ہوں گی مجلسیں نہ یہ شیون نہ یہ فغاں
سُنسان ہوں گے تعزیہ داری کے سب مکاں
عشرہ ہُوا تمام چلے شاہِؑ اِنس و جاں
رخصت طلب ہے تم سے تمہارا یہ میہماں

رخصت کرو علَم سے لپٹ کر حسینؑ کو
پاؤ گے کل نہ فاطمہؑ کے نورِ عین کو

③

اے بے دیار و بے سَر و سامان الوداع
اے شیعیانِ ''پاک'' کے مہمان الوداع
اے دو جہاں کے سیّد و سلطان الوداع
اے بنتِ مصطفیٰؐ کے دِل و جان الوداع

آہ و بکا سے ہم کبھی غافل نہ ہوئیں گے
جب تک جئیں گے آپ کی غُربت یہ روئیں گے

④

رو کر کہو کہ اے شہِؑ ذی جاہ الوداع
بے کس حسینؑ کُل کے شہنشاہ الوداع
دِیں کے چراغ ، فاطمہؑ کے ماہ الوداع
اے امتِ نبیؐ کے ہَوا خواہ الوداع

مولا اجل کے ہاتھ سے مہلت جو پائیں گے
پھر اگلے سال بزم میں رونے کو آئیں گے

⑤

اے نورِ چشمِ احمدِؐ مختار الوداع
اے یادگارِ حیدرِؑ کرار الوداع
اے سیّدہؑ بتول کے دِلدار الوداع
اے امتِ رسولؐ کے غمخوار الوداع

آدابِ تعزیت نہ ادا ہم سے ہو سکے
حسرت رہی کہ ہائے نہ جی بھر کے رو سکے

واحسرتا کہ شاہؑ کا ماتم ہُوا تمام / میر وحیدؔ

(بشکریہ سوز خواں منظر زیدی و صاحبزادگان،

سہیل و نوید)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہاں دوستو کمی ہو نہ اب شور و شین میں

①

ہاں دوستو کمی ہو نہ اب شور و شین میں
زینبؑ بھی ہیں عزائے شہِؑ مشرقین میں
پھٹ جائیں دل وہ درد ہے دُکھیا کے بَین میں
لو فاطمہؑ بھی آگئیں بزم حسینؑ میں

چہرے پہ خاک، بال پریشاں کیئے ہوئے
گودی میں ایک ننھا سا لاشہ لئے ہوئے

②

گویا یہ کہہ رہی ہیں بتولِؑ فلک مقام
اے بے وطن کے تعزیہ دارو، مِرا سلام
مطلب یہ ہے کہ آج مجالس ہوئیں تمام
رخصت طلب ہیں اہلِ عزا، مادرِؑ امام

دل پَر ہجوم ہے غم و رنج و ملال کا
پُرسہ بتولِؑ پاک کو دو اُن کے لال کا

③

رو لو کہ اب یہ تذکرۂ غم بھی ختم ہے
فصلِ عزائے سَرورِؑ عالَم بھی ختم ہے
ماتم کرو کہ آج یہ ماتم بھی ختم ہے
مجلس بھی، مرثیہ بھی، محرم بھی ختم ہے

حیدرؑ بھی سب کے ساتھ میں آنسو بہاتے ہیں
ہاں اب حسینؑ تعزیہ خانے سے جاتے ہیں

④

اے رونے والو، آنکھوں سے دریائے خوں بہاؤ
ماتم کرو حسینؑ کا اور سَر پہ خاک اُڑاؤ
فرشِ عزا لپیٹ کے رکھو علَم بڑھاؤ
دس دن کا مہمان چلا تعزیئے اُٹھاؤ

اشکوں کو نذر دے کے امامِؑ اَنام کو
رخصت کرو حسین علیہ السلام کو

⑤

رو کر کہو کہ اے شہِؑ ابرار، الوداع
اے کاروانِ درد کے سالار، الوداع
اے امتِ رسولؐ کے غمخوار، الوداع
کڑیل جواں پسر کے عزادار، الوداع

کیا جانے اگلے سال جئیں گے، مَریں گے ہم
پَر قبر میں بھی تعزیہ داری کریں گے ہم

⑥

اے بے دیار و بے سرو سامان، الوداع
اے امتِ رسولؐ کے مہمان، الوداع
حیدرؑ کی روح ، فاطمہؑ کی جان ، الوداع
اے مصطفیٰؐ کی گود کے قرآن ، الوداع

عشرے کے ختم ہوتے ہی ہم سے بچھڑ گئے
مولاؑ تمہارے تعزیہ خانے اُجڑ گئے

ہاں دوستو کمی ہو نہ اب شور و شین میں / نسیمؔ امروہوی

ماں کا جو سایہ فاطمہؑ کے سَر سے اُٹھ گیا

۱

ماں کا جو سایہ فاطمہؑ کے سَر سے اُٹھ گیا
آرام، چین اُس کے مقدر سے اُٹھ گیا
ماحول جو خوشی کا تھا وہ گھر سے اُٹھ گیا
گویا قرار، بیتِ پیمبرؐ سے اُٹھ گیا
ماں فاطمہؑ کو چاہنے والی جو مرگئی
صدمے اُٹھا اُٹھا کے خدیجہؑ گزر گئی

۲

تھی عُمر فاطمہؑ کی بہت کم ، بہت ہی کم
سِن چار سال کا تھا کہ ٹُوٹا یہ کوہِ غم
کہتی تھی اپنے باپ سے رو کر یہ دَم بدم
کیسے بچھڑ کے امّاں سے کیسے جئیں گے ہم
صبر و قرار سے ہمیں محروم کر گئیں
زندہ رہیں گے کیسے کہ اماں تو مرگئیں

۳

ہونے لگی نڈھال جو غم سے وہ دل مَلول
ہاتھ اُس کے سر پہ پھیر کے کہنے لگے رسولؐ
منجانبِ خدا ہے یہ صدمہ کرو قبول
اِس غم پہ صبر کرنا بھی اِس غم کا ہے اُصول
ہر صدمۂ عظیم پہ آنسو بہانے ہیں
دنیا میں تم کو اور بہت غم اُٹھانے ہیں

۴

تم کو خبر نہیں ہے کہ کمسن ہو تم ابھی
کیسے بغیر ماں کے گزرتی ہے زندگی
ہمدرد و غمگسار بھی ہوتا نہیں کوئی
ہر موڑ پر ستاتی ہے رہ رہ کے بے کسی
جب زندگی میں رنج و اَلم یاد آتے ہیں
ہر اک قدم پہ ماں کے کرم یاد آتے ہیں

۵

طے ہوچکا جو غسل و کفن کا بھی مرحلہ
تیار ہوگیا جو جنازہ خدیجہؑ کا
بیٹی نے ماں کا آخری دیدار کرلیا
زہرا کا غم، رسولؐ سے دیکھا نہ جاسکا
فرطِ الم سے زہرؑا کی حالت بگڑ گئی
اِس کمسنی میں ماں سے یہ بچی بچھڑ گئی

ماں کا جو سایہ فاطمہؑ کے سَر سے اُٹھ گیا/

شادانؔ دھلوی

آیا بہت قریب نبیؐ کا دمِ وصال

①

آیا بہت قریب نبیؐ کا دمِ وصال
شدت سے تپ کی اب مِرے مولاؐ کا ہے یہ حال
جلتا ہے جسم ضعف و نقاہت بھی ہے کمال
پیہم مرض کا ہے یہ اشارہ بصد ملال

رخصت ہیں اب جہان سے بابائے فاطمہؑ
ہم بھی شریکِ غم ہیں ترے ہائے فاطمہؑ

②

بیٹی کے تھے یہ بَین کہ بابا کدھر گئے
معراج کو سدھارے کہ خالق کے گھر گئے
جنت بسائی اور مجھے برباد کرگئے
آؤ حسنؑ حسینؑ ، کہ نانا گزر گئے

گردش کا رُخ غضب ہے مِری سَمت پھر پڑا
دوڑو مدینے والو فلک مجھ پہ گر پڑا

③

اے میرے فاقہ کش مِرے نادار بابا جاں
بیواؤں بے کسوں کے مددگار بابا جاں
ہے ہے اُجڑ گئی مِری سَرکار بابا جاں
بچے تڑپ رہے ہیں کرو پیار بابا جاں

بابا مِرے حسنؑ کو گلے سے لگایئے
بابا حسینؑ روتا ہے اُٹھ کر منایئے

④

کھا کر پچھاڑیں روتی تھیں بی بی جو زار زار
پیہم صدا یہ آتی تھی کانوں میں بار بار
زہراؑ مِرے کلیجے کے ٹکڑے، ترے نثار
نانا کے دونوں راج دُلاروں سے ہوشیار

میرے حسنؑ حسینؑ کی شادی رچایئو
سہرے بندھیں تو میری بھی تربت پہ لائیو

آیا بہت قریب نبیؐ کا دمِ وصال / نسیم امروہویؒ

بیمار جب کہ احمدؐ مختار ہو گئے

①

بیمار جب کہ احمدِؐ مختار ہو گئے
دشمن زیادہ دَرپئے آزار ہو گئے
زہرِ ستم سے موت کے آثار ہو گئے
صدمے اُٹھا کے جینے سے بے زار ہو گئے
غُل تھا جہاں سے نائبِ داور کا کوچ ہے
افسوس سُوئے خُلد، پیمبرؐ کا کوچ ہے

②

شفقت سے فاطمہؑ کو بُلایا رسولؐ نے
سمجھا کے اپنے پاس بٹھایا رسولؐ نے
جب دامنِ بتولؑ کو پایا رسولؐ نے
بستر کے بدلے اُس کو بچھایا رسولؐ نے
سَر رکھ کے اپنا زانوئے دختر پہ سو گئے
راوی کا ہے یہ قول کہ بے ہوش ہو گئے

③

ہوش آیا تو بُلایا حسنؑ اور حسینؑ کو
لِپٹایا اپنے سینے سے ہر نورِ عین کو
نانا کے غم میں کھویا نواسوں نے چین کو
رو رو کے یہ سُنایا شہِؐ مشرقین کو
افسوس آج داغِ جدائی دِکھاؤ گے
سنتے ہیں ہم یہ سب سے، ہمیں چھوڑ جاؤ گے

④

سَر پیٹ پیٹ رونے لگی ہائے فاطمہؑ
بولی کہ کس طرح نہ اَلم کھائے فاطمہؑ
جو حالِ دل ہے کس سے وہ دُہرائے فاطمہؑ
افسوس اپنے باپ سے چُھٹ جائے فاطمہؑ
اِس غم سے آس ٹوٹ گئی دل ملول کی
آفت میں مبتلا ہوئی بیٹی رسولؐ کی

بیمار جب کہ احمدؐ مختار ہو گئے

X

⑤

رو رو حسنؑ حسینؑ یہ کہتے تھے بار بار
اب کون زانوؤں پہ بٹھا کر کرے گا پیار
نانا گلے لگاؤ نواسے ہیں بے قرار
رونے جنہیں نہ دیتے تھے اب ہیں وہ اشک بار
کیا کیا غم و ملال نہ گھر دل میں کر گئے
جو ناز اٹھانے والے ہمارے تھے، مر گئے

⑥

رونے سے اہلبیتؑ کے تھا حشر آشکار
دل وا محمدؐا کی صدا سے ہوئے فگار
گھر میں تو سب عزیز پیمبرؐ تھے اشک بار
دروازے پر کھڑے ہوئے روتے تھے جاں نثار
سینے بھرے تھے رنج سے، ماتم کو ہاتھ تھے
جبریلؑ اشک بار فرشتوں کے ساتھ تھے

⑦

محشر بپا کیا جو صغیر و کبیر نے
سمجھایا ضبط کرکے جنابِ امیرؑ نے
تدبیر غسلِ شاہِؐ اُمم کی، وزیر نے
نہلایا اُن کو عاشقِ ربِ قدیر نے
گو حالِ غم سے غیر تھا زوجِؑ بتولؑ کا
کفنا کے خود جنازہ اُٹھایا رسولؐ کا

بیمار جب کہ احمدؐ مختار ہوگئے

اقبالؔ کاظمی

شبیرؑ کے علَم کو عباسؑ نے اُٹھایا
عباسؑ کے علَم کو دنیا اُٹھا رہی ہے

اعجاز اسلم

صدقِ دل سے آگیا جو بھی درِ شبیرؑ پر
ہم بھی اُس کے ہوگئے وہ بھی ہمارا ہوگیا

بشکریہ

سوز خواں پیر سیّد مظہر حسین شاہ جلالی قلندری

التماسِ فاتحہ برائے

سیّد رضا زیدی

والدِ امتیاز رضا

بوترابؑ اسکاؤٹس

اے اُمّتیو رؤو کہ یہ فصلِ عزا ھے

①

اے اُمّتیو روؤ کہ یہ فصلِ عزا ہے
اِس ماہِ صفر میں سفرِ خیرؐ وَرا ہے
سادات میں فریاد ہے شیون ہے بکا ہے
عاشورِ محرم سے فزوں حشر بپا ہے
اک اور قیامت بھی اِسی روز ہوئی ہے
شبرؑ کی شہادت بھی اِسی روز ہوئی ہے

②

اِس چاند نے دو داغ دیئے آلِؑ عبا کو
شبرؑ کو کبھی روؤ کبھی خیرؐ ورا کو
سادات کو راحت ہے نہ اصحابِؓ صفا کو
زہراؑ کو نہ تسکین نہ ضرغام خدا کو
رُخ زرد ہے محبوبِ الٰہی کو یہ تپ ہے
خورشید کی حِدت ہے تو بجلی کی تڑپ ہے

③

وہ نزع کے آثار وہ کونین کا ہادیؐ
اِس دھیان میں بیتاب شہِؑ دیں کی خوزادی
بچّوں کا ابھی بیاہ نہ دیکھا ہے نہ شادی
ناگاہ کسی نے دَرِ دولت پہ ندا دی
یا ختمِ رُسلؐ آپ پہ تسلیم خدا ہو
مجرے کے لئے آؤں جو حضرتؐ کی رضا ہو

تھا یاد میں نبیؐ کی جو زہراؑ کا غیر حال

①

تھا یاد میں نبیؐ کی جو زہراؑ کا غیر حال
آنکھوں میں اُٹھتے بیٹھتے آنسو تھے دل نڈھال
حیدرؑ شریکِ غم تھے اور اطفالِ خورد سال
اِن کے سِوا کسی کو نہ تھا اُن کا کچھ خیال

روتی تھیں سَر پٹک کے مزارِ رسولؐ پر
ٹوٹی تھی اک قیامتِ کبریٰ بتولؑ پر

②

نوحہ پڑھا جو یاد میں بابا کی صبح و شام
لائے علیؑ کے پاس شکایت یہ خاص و عام
روتی ہیں رات دن جو بتولِؑ فلک مقام
دِن بھر کے کام رات کی نیندیں ہوئیں حرام

کتنے ہی اِس سے بڑھ کے بھی مغموم ہوتے ہیں
مَرتے ہیں سب کے باپ کہیں یوں بھی روتے ہیں

③

سُن کر مدینے والوں کا یہ دل شکن پیام
تھے صابر و حلیم مگر رو دیے امامؑ
جاکر حرم سَرا میں سُنائے جو یہ کلام
اک آہ بھر کے رہ گئیں بنتِ شہِؐ انام

اتنا کہا حضورؐ کچھ اُن کے کبھی نہ تھے
میرے ہی باپ تھے وہ کسی کے نبیؐ نہ تھے

④

زہراؑ نے کہا حیف ہے اے بندۂ غفار
کیسا تُو بشر ہے کہ مُروّت نہیں زِنہار
حضرتؐ کا یہ عالم ہے، تجھے عجلتِ دِیدار
تب یوں وہ پکارا کہ مکاں ہل گیا اک بار

بولا نہ گیا دخترِؑ محبوبِؐ خدا سے
خود ختمِ رُسُلؐ چونک پڑے اُس کی صدا سے

⑤

بولے مِری دلدار، خدا حافظ و ناصر
اے باپ کی غم خوار، خدا حافظ و ناصر
اے دخترِ ناچار، خدا حافظ و ناصر
رُخصت ہے یہ بیمار، خدا حافظ و ناصر

کیا صابر و شاکر ہے خدا تجھ کو جزا دے
اے باپ کی شیدا اِسے آنے کی رِضا دے

⑥

پھر شہؐ نے کئی بار کہا شکر خدایا
آخر ملکُ الموت کو نزدیک بُلایا
قدسی نے جو گلدستۂ فردوس سنگھایا
پھر دخترِ ناشاد نے دَم تَن میں نہ پایا

سَر پیٹ کے چِلّائیں کہ فریاد خدا کی
میں لُٹ گئی لوگو مِرے بابا نے قضا کی

اے اُمّتیو روؤ کہ یہ فصلِ عزا ھے

(بشکریہ سلام و نوحہ و سوز خوان رضی رضوی)

④

جا کر یہ اُن سے کہیے کہ زہراؑ ہے غم نصیب
رونے سے روکتے ہو، نہ روئے گی یہ غریب
وہ چل بسا جو تھا مِرے ہر درد کا طبیب
تم گھر نہ چھوڑو میری ہی رخصت ہے اب قریب
رونا ہے ناگوار تو، نکل جاؤں گی کہیں
بچّوں کو لے کے شب میں نکل جاؤں گی کہیں

⑤

اِس گفتگو کے بعد یہ معمول ہوگیا
تا شام گھر میں رہنے لگیں بنتِ مصطفیٰؐ
روئیں یہاں ضرور مگر گھونٹ کر گلا
پڑھ کر عشا بقیعہ میں آئیں بصد بکا
ماتم بھی ساری رات کیا اور بَین بھی
سب روئے بیٹیاں بھی حسنؑ بھی حسینؑ بھی

⑥

واپس گئیں جو گھر تو ہوئیں صاحبِ فراش
اُبھرے تصورات و خیالاتِ دلخراش
رحلت کروں گی میں تو جب اُٹھے گی میری لاش
بچوں کے ننھے ننھے جگر ہوں گے پاش پاش
سب بیٹیاں بھی بیٹے بھی آنسو بہائیں گے
بکھرائیں گی وہ بال تو یہ خاک اُڑائیں گے

⑦

بعد از دعا جو خطِ وصیت رقم کیا
رُک رُک کے ہر مقام پہ بی بی نے کی بکا
تہہ کرکے پھر مصلّے پہ اُس خط کو رکھ دیا
یٰسین پڑھ کے لیٹ گئیں اور کی قضا
فضہؑ تڑپ کے روئی کہ بی بی گزر گئیں
بچّوں کو پالنے بھی نہ پائیں کہ مَر گئیں

⑧

سب گھر میں آگئے یہ سُنا جبکہ شور و شین
تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کرکے بَین
رو رو کے ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ
مسجد سے آئے بال بکھیرے شہِؑ حنین
غُل پڑ گیا کہ ہائے مدینہ اُجڑ گیا
احمدؐ کے اہلِ بیت میں کہرام پڑ گیا

تھا یاد میں نبیؐ کی جو زہراؑ کا غیر حال /

نسیمؔ امروہوی

باباکو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی

①

باباؐ کو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی
غل پڑ گیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِؐ کبریا کی عزادار مر گئی

اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

②

سبطینؑ گھر میں آئے جو بیتاب و بے قرار
اسماءؓ سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار
وہ بولی نیند آگئی ہے شکرِ کردگار
کھانا تو جلد کھالو کہ بھوکے ہو، میں نثار

بولے کہ چین دے گا زمانہ تو کھائینگے
اماں ہمیں کھلائیں گی کھانا تو کھائینگے

③

یہ سن کے بے قرار ہوئی وہ جگر فگار
چادر زمیں پہ پھینک کے چلائی بار بار
بچے ہیں ان کو صبر دے اے میرے کردگار
اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار

پیارو تمہاری پالنے والی گزر گئی
کھاؤ گے کس کے ہاتھ سے اماں تو مر گئی

④

شیرِ خدا تھے مضطر و مغموم اک طرف
سر پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثومؑ اک طرف
پکڑے تھے دل کو سیدِ مسموم اک طرف
بسمل تھے خاک پر شہِؑ مظلوم اک طرف

حیدرؑ قریب آئے تو اک خط نظر پڑا
تڑپے کچھ اس طرح کہ عمامہ اتر پڑا

⑤

لکھا تھا یہ کہ آخری زحمت قبول ہو
یا شاہؑ، تم وصی جنابِ رسولؐ ہو
صدقہ حضور کا، مرا مقصد حصول ہو
منہ سے نہ کہہ سکی کہ حزین و ملول ہو

میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو
اوّل یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

⑥

دوئم یہ ہے کہ شب میں جنازہ اٹھائیو
مردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو
سو سو جگہ نشان لحد کا بنائیو

سوئم یہ ہے کہ پاس یتیموں کا کیجیو
شفقت سے بولیو کبھی گھڑکی نہ دیجیو

⑦

تحریر کا یہ پاس کیا بوترابؑ نے
زہراؑ کو شب میں دفن کیا دل کباب نے
غیروں سے قبر کو بھی چھپایا جناب نے
پر کیا عوض لیا فلکِ بے حجاب نے
یوں زینبؑ حزیں سے جہاں کی نظر پھری
مادر تو شب کو دفن ہو، وہ ننگے سر، پھری

بابا کو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی

آصف عابدی

برائے مدحتِ حیدرؑ حیات چھوٹی ہے
حیات کیا ہے کہ یہ کائنات چھوٹی ہے
علیؑ کو مظہرِ یزداں کہوں تو دل یہ کہے
بہ اعتبارِ عقیدت یہ بات چھوٹی ہے

(بشکریہ سوز و سلام خواں حسنین تقوی و مختار حسین ہاشمی)

جب خَلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا

①

جب خَلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا
تب زینبؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بُلایا
روئیں بہت اور بیٹے کو سینے سے لگایا
زینبؑ کے دِیا ہاتھ میں ہاتھ اور یہ سُنایا
اے زینبؑ بے کس مِری دولت سے خبردار
محبوبؑ الٰہی کی امانت سے خبردار

②

بیٹی اِسے زہراؑ نے بڑے دُکھ سے ہے پالا
یہ روح مِرے جسم کی ہے گیسوؤں والا
سمجھی اِسے آنکھوں کی ضیا گھر کا اُجالا
حجرے سے کبھی گرم ہَوا میں نہ نکالا
سوئی ہوں تو پہلے اِسے سینے پہ سُلا کر
چکی بھی جو پیسی ہے تو گودی میں لِٹا کر

③

اے لاڈلی اِس لال کا دشمن ہے زمانہ
شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا
تکلیف بھی سہہ لیجیو ایذا بھی اُٹھانا
صدقے گئی مادر کی وصیت نہ بھلانا
ہر رنج میں اِس بھائی کے کام آئیو زینبؑ
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینبؑ

راوی بیان کرتا ھے زھراؑ کا ماجرا

①

راوی بیان کرتا ہے زہراؑ کا ماجرا
جب رفتہ رفتہ سیّدہؑ کا عارضہ بڑھا
پھر صاحبِ فراش ہوئی وا مصیبتا
طاقت رہی نہ جسمِ مبارک میں مطلقا
ایسا مَرض بڑھا کہ اَجَل سَر پہ آ گئی
اک روز مُردَنی رُخِ زہراؑ پہ چھا گئی

②

زینبؑ سرہانے بیٹھ کے کرنے لگی بکا
ہے ہے میں کیا کروں مِری امّاں کو کیا ہُوا
جُھک جُھک کے اضطراب سے دیتی تھی یہ صدا
لی مجھ سے نزع میں بھی نہ خدمت یہ کیا کیا
کیا جانے روح جسم سے کیوں کر نکل گئی
اماں تمہارے چہرے کی رنگت بدل گئی

③

اُٹھیئے سبھوں کو پاس بُلا کر بٹھایئے
کیا نوش کیجئے گا، میں لاؤں بتایئے
بھائی گئے ہیں دیر سے اُن کو بُلایئے
رونے کو قبرِ احمدؐ مرسَل پہ جایئے
ایسی بھی نیند ہوتی ہے بیدار ہویئے
گھر ہے اداس بیٹھیئے ہشیار ہویئے

④

پھر روئیں بہت مل کے گلے بیٹوں سے زہراؑ
فرمایا تمہیں دولہا بنے آہ نہ دیکھا
فضہؓ سے کہا قبرِ نبیؐ پر انہیں لے جا
روئیں نہ مِرے سامنے یہ اِن کو تُو بہلا
اے فضہؓ کبھی رنج اِنہیں ہونے نہ دینا
پیاروں کو مِری لاش پہ بھی رونے نہ دینا

⑤

یہ کہہ کے کیا بند دَرِ حجرۂ اطہر
سب خورد و کلاں رونے لگے آن کے باہر
آواز سنی کلمہ ُ طیّب کی مکرر
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ رو کر
لو اُٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
رحلت ہوئی پھر آج رسولِؐ مَدنی کی

جب خَلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا/میر انیسؒ

(بشکریہ سوز خواں سیّد وجاھت حسین/کوئٹہ)

سیّد تہورؔ علی جعفری امروھویؒ

بنیادِ لا اِلٰہ بنی ہستیِ امامؑ
ذاتِ حسینؑ پاک ہے اک مرجعِ انام
اسلام کی بقا کے لئے زندہ ہیں حسینؑ
دیتے رہیں گے تا بہ ابد امن کا پیام

(بشکریہ ڈاکٹر جعفری و شہنشاہ جعفری ایڈووکیٹ)

④

شہزادے آئے اتنے میں با حالِ دردناک
دل ہوگیا حسینؑ کا صدمے سے چاک چاک
دوڑے حسنؑ ملے ہوئے اپنی جبیں پہ خاک
بولے علیؑ سے ہوگئے، ہم جیتے جی ہلاک
جو قہر ہوگیا وہ کہیں کس زبان سے
بابا چلو کہ اُٹھ گئیں امّاں جہان سے

راوی بیان کرتا ہے زہراؑ کا ماجرا

دنیا سے جب گزر گئیں زہراؑ جگر فگار

①

دنیا سے جب گزر گئیں زہراؑ جگر فگار
چلّائی سَر کو پیٹ کے زینبؑ کہ میں نثار
بن آپ کے ملے گا ہمیں کس طرح قرار
اب کون ہے ہمارا بجز شاہِ ذوالفقار
رنج و الم میں غم کی گھٹا دل پہ چھائی ہے
ہم لُٹ گئے رسولؐ خدا کی دُہائی ہے

②

اتنے میں آئے پیٹتے سَر کو حسنؑ حسینؑ
ماں سے لپٹ کے کہتے تھے دونوں بہ شور و شین
امّاں اُٹھاؤ سَر کو کہ آئے ہیں نورِ عین
اے امّاں جان ہم کو نہیں ایک پل بھی چین
پہلے ہی ہم دُکھی ہیں نہ ہم کو رُلایئے
ناناؐ کی طرح ہم کو نہ یوں چھوڑے جایئے

③

ماں سے لپٹ کے کرتے تھے حسنینؑ جب یہ بَین
ناگاہ آئے روتے ہُوئے شاہِ مشرقین
دیکھا کہ غش ہیں فاطمہؑ زہرا کے نورِ عین
دے کر دِلاسہ بچّوں کو بولے شہِؑ حُنین
پیارو نہ روؤ جان مِری نکلی جاتی ہے
سُن لو صدا بتولؑ کے رونے کی آتی ہے

④

زہراؑ کو غسل دے چکیں جب زینبؑ حزیں
آ کر کفن پنہانے لگے بادشاہِ دیں
آئے حسنؑ حسینؑ بھی روتے ہوئے قریں
ماں کے گلے لپٹ گئے دونوں وہ نازنیں

اعجاز سے بتولؑ نے دل کو سنبھال کر
لے لیں بلائیں ہاتھ کفن سے نکال کر

دنیا سے جب گزر گئیں، زہراؑ جگر فگار

دنیا سے آج رحلتِ بنتِؐ رسولؐ ہے

①

دنیا سے آج رحلتِ بنتِ رسولؐ ہے
دستِ اجل میں عصمتِ کبریٰ کا پھول ہے
قبرِ نبیؐ لرزتی ہے یثرب ملول ہے
حسنینؑ و مرتضیٰؑ سے وداعِ بتولؑ ہے

پٹی سے لگ کے زینبؑ و کلثومؑ روتی ہیں
اِس کم سنی میں بچیاں بے ماں کی ہوتی ہیں

②

زینبؑ کا حال یہ ہے کہ آنسو تو ہیں رواں
کلثومؑ کو بھی دیتی ہیں پیہم تسلیاں
فرما رہی ہیں چھوٹی بہن سے کہ میری جاں
رہتی نہیں جہاں میں ہمیشہ کسی کی ماں

بے بس تھیں ہم کو چھوڑ کے گریاں چلی گئیں
اللہ نے بُلا لیا اماں چلی گئیں

③

زینبؑ کی بھولی باتوں پہ مُضطر تھے مرتضیٰؑ
اَسماءؓ نے بچیوں کو گلے سے لگالیا
چپکے کھڑے تھے لاش کی بالیں پہ مجتبیٰؑ
اور سَر رکھا تھا قدموں پہ ماں کے حسینؑ کا

سب رو رہے تھے دیکھ کے میّت بتولؑ کی
دنیا سے اُٹھ رہی تھی نشانی رسولؐ کی

④

میّت کے پاس بیٹھ کے بولے یہ مرتضیٰؑ
بچو سنبھالو دل کو کہ یہ صبر کی ہے جا
اب اہتمام کرنا ہے میّت کے غسل کا
اَسماءؓ کے ساتھ صحن میں جاؤ پدر فدا

تعمیل ہو وصیّتِ بنتِ رسولؐ کی
انجام دیں ہم آخری خدمت بتولؑ کی

⑤

اللہ کتنے ظلم ہوئے ہیں بتولؑ پر
تھرا رہا ہے کرب سے تاریخ کا جگر
روتے تڑپتے گزری ہے بی بی کی عمر بھر
محشر ہر ایک شب تھی قیامت ہر اک سَحر

شہزادی کیسے زخموں کی تیرے دوا کروں
آنسو بہا رہے ہیں غلام اور کیا کروں

دنیا سے آج رحلتِ بنتِؐ رسولؐ ہے

———*****———

تنہا جو رن میں رہ گیا زہراؑ کا گلبدن

①

تنہا جو رن میں رہ گیا زہراؑ کا گلبدن
اک ہوک دل میں اٹھی جو یاد آ گیا وطن
خیمے میں آئے سر کو جھکائے شہہِ زمن
زینبؑ سے بولے لاؤ ہمارا وہ پیرہن

سوغات اماں جاں کی بہن چاہیے ہمیں
ہم مرنے جارہے ہیں کفن چاہیے ہمیں

②

ملبوس کہنہ لے کے کیا اور تار تار
پہنا کفن سمجھ کے اسے شہہ نے ایک بار
زینبؑ سے بولے چادر و بازو پہ کر کے پیار
اے عکسِ سیدہ میرے بچوں سے ہوشیار

اب ہم ہیں اور خنجرِ قاتل کی دھار ہے
زینبؑ میرے پیام کی تو ذمہ دار ہے

③

تھی اس طرف تو بھائی بہن میں یہ گفتگو
کرتا تھا نعل بندی ادھر لشکرِ عدو
رخصت طلب ادھر تھے شہہ سوختہ گلو
کہتے تھے اے بہن میری بس یہ ہے آرزو

سینے پہ سونے والی نہ روئے ہمارے بعد
پہلو میں اپنی ماں کے وہ سوئے ہمارے بعد

④

اس گفتگو کو بالی سکینہؑ نے جب سنا
اک تیر سا کلیجے کو چھو کر گزر گیا
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولی وہ مہہ لقا
کیا اس خیال سے ہمیں لائے تھے کربلا

ہل جائے گا فلک میں ابھی اتنا روؤں گی
بن آپ کے فقط میں لحد ہی میں سوؤں گی

زخمی ہوئے جو حیدرؑ صفدر نماز میں

①

زخمی ہوئے جو حیدرِؑ صفدر نماز میں
شمشیرِ ظلم چل گئی سَر پر نماز میں
گُلگوں ہوئی جبینِ منور نماز میں
سَر تا قدم لہو سے ہوئے تَر نماز میں

صدمہ ہُوا یہ سُن کے صغیر و کبیر کو
زخمی کیا نماز میں کُل کے امیر کو

②

لو مومنو امامؑ کی رحلت قریب ہے
ہنگامِ حشر وقتِ قیامت قریب ہے
آقا کی ہم غلاموں سے رخصت قریب ہے
باغِ جہاں بعید ہے جنت قریب ہے

صدمے سے جنّ وانس و ملک جان کھوئیں گے
آقا ہمارے مرگئے یہ کہہ کے روئیں گے

زخمی ہوئے جو حیدرؑ صفدر نماز میں

اسیرؔ فیض آبادی

اسیرؔ پیروئ فکرِ مصطفیٰؐ ہے یہی
چراغِ علم جلاتے رہو علیؑ کی طرح

*****

مجلسِ غم میں کھڑی دیکھ رہی ہیں زہراؑ
کون آتا ہے مرے لال کو رونے کے لئے

اُنیسویں (۱۹) سے آپ کا ماتم ہے یا علیؑ

①

اُنیسویں (۱۹) سے آپ کا ماتم ہے یا علیؑ
خوں ہوگئے دِلوں کا یہ عالم ہے یا علیؑ
دفترِ جہاں کا دَرہم و برہم ہے یا علیؑ
ماہِ صِیام ماہِ محرم ہے یا علیؑ

مولاؑ کی نذر کو گہرِ اشک لائے ہیں
یہ روزہ دار آپ کے پُرسے کو آئے ہیں

②

گھر میں خدا کے قتل ہُوا روزہ دار، ہائے
ہے ہے امام ہائے شہِ ذوالفقار، ہائے
اے رازدارِ حق، شہِؑ طاعت گزار، ہائے
مَولَد حرم میں ہے تو نجف میں مزار، ہائے

یہ بندگی نثار جنابِ امیرؑ کے
نکلے تو مَر کے گھر سے خدائے قدیر کے

③

لایا تھا زہر میں جو جفا جُو بجھا کے تیغ
مولاؑ گِرے زمین پہ مسجد میں کھا کے تیغ
غل پڑگیا کہ سَر پہ لگی مرتضیٰؑ کے تیغ
کھائی خدا کے شیر نے گھر میں خدا کے تیغ

گہرا ہے زخم فرقِ امامِؑ حجاز پر
سَر سے ٹپک رہا ہے لہو جا نماز پر

X

④

شیرِ خدا جو ہاتھوں سے تھامے تھے اپنا سَر
خوں دونوں کُہنیوں سے ٹپکتا تھا خاک پَر
بھاگا جو ابنِ مُلجمِ بدخوَ و بد گہر
پکڑا اُسے علیؑ کے محبوں نے دوڑ کر

لائے جو ہاتھ باندھ کے مولاؑ کے سامنے
قاتل پہ مسکرا کے نظر کی امامؑ نے

X

⑤

فرمایا میں نے کونسی کی تھی ترِی خطا
پاداش نیکیوں کی جہاں میں یہی ہے کیا
کیا میں بُرا امام تھا اے بانیٔ جفا
رویا وہ سَر جُھکا کے تو مولاؑ نے یہ کہا

اِس درد میں بھی سب کے مرض کی دَوا ہوں میں
باندھو نہ اِس کے ہاتھ کہ مشکل کشا ہوں میں

⑥

لائے پسر جو گھر میں تو غش تھے امامِ پاک
کرتے تھے آہ آہ با آوازِ درد ناک
چہرہ لہو میں تَر تھا بھنوؤں تک جبینِ پاک
زہراؑ کی بیٹیوں نے اُڑائی سَروں پہ خاک

دیکھا جو سَر کا زخم جگر تھرتھرا گیا
عباسؑ نامدار کی ماں کو غش آ گیا

اُنیسویں (۱۹) سے آپ کا ماتم ہے یا علیؑ

اکیسویں (۲۱) کی رات قیامت کی رات تھی

①

اکیسویں (۲۱) کی رات قیامت کی رات تھی
سادات پر بلا کی مصیبت کی رات تھی
محشر کی صبح تھی کہ شہادت کی رات تھی
بیٹوں سے بوترابؑ کی رخصت کی رات تھی
کہتے تھے دل دو نیم ہے ایسا خطر ہے آج
بے زادِ راہِ خلق سے اپنا سفر ہے آج

②

شبرؑ مرے یتیموں کو شفقت سے پالیو
تم اپنے نانا جان کے گھر کو سنبھالیو
شبیرؑ پر بلا کوئی آئے تو ٹالیو
دیکھو کڑی نگاہ بھی اِس پر نہ ڈالیو
اس کا لحاظ چاہیے تم کو کہ خورد ہے
بیٹا مرا حسینؑ تمہارے سپرد ہے

③

اے میرے جانشیں مرے دلدار الوداع
اے نورِ عینِ احمدِؐ مختار الوداع
سونپی تمہیں رسولؐ کی سرکار الوداع
اے امتِ رسولؐ کے غمخوار الوداع
شبرؑ جو میرے دوست ہیں اُن سب سے ہوشیار
مظلوم کربلا مری زینبؑ سے ہوشیار

④

یہ کہہ کے غم سے حال جو ہونے لگا تغیر
بستر پہ اُٹھ کے بیٹھ گئے شاہِ دستگیر
بولے حسینؑ سے یہ امامِ فلک سَریر
بیٹا بڑا اَلم ہے کہ عباسؑ ہے صغیر
اب آپ کے سپرد مرا لالہ فام ہے
بھائی نہ جانیو یہ تمہارا غلام ہے

⑤

غُل پڑ گیا کہ سیّدِ ابرار مرگئے
لو جانشینِ احمدِؐ مختار مرگئے
دینِ رسولِ پاک کے سَردار مرگئے
ماتم کرو کہ حیدرِؑ کرار مرگئے
روئیں جو بی بیاں تو پسر پیٹنے لگے
عباسؑ ننھے ہاتھوں سے سَر پیٹنے لگے

⑥

کیوں کر بیان کیجئے وہ حشر کا سماں
بیٹے اِدھر تڑپتے تھے اُس سمت بیٹیاں
ہر سو کہیں بکا کہیں شیون کہیں فُغاں
بکھرا کے بال زینبؑ مضطر کا یہ بیاں
بابا اخیر شب میں تہیہ کدھر کیا
ہے ہے مہِ صیام میں عزم سفر کیا

۷

بیٹی کو پھر گلے سے لگا لو تو جائیو
زین العبا کے طوق بڑھا لو تو جائیو
صحت تو ہو چلی ہے نہا لو تو جائیو
بابا نمازِ عید پڑھا لو تو جائیو

کیوں چُپ ہو اے امامِ حجازی جواب دو
دَر پَر پکارتے ہیں نمازی جواب دو

اکیسویں کی رات قیامت کی رات تھی / نسیمؔ امروھویؔ

لاشِ شبیرؑ پہ یہ سوچ رہا ہے اسلام
فائدہ کیا ہوا کافر کو مسلماں کر کے!؟

پروفیسر مرزا محمد اشفاق شوقؔ لکھنوی

سجاد کے جو پاؤں میں ڈالی تھی ظلم نے
میر ی بھی نسل تک وہی زنجیر آئی ہے
(ماخوذ از ہم اُن سے عشق کرتے ہیں/ اسید قمر حیدر قمر، جدہ سعودی عرب)

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ھیں

۱

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سادات پَر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سَرتاجِ اوصیاؑ کی عزا کے یہ روز ہیں
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں

زخمی ہُوا امامؑ تمہارا نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

۲

ماہِ مبارکِ رَمَضاں اور خدا کا گھر
تڑکا وہ نور کا، وہ شبِ قدر کی سَحر
پیشِ خدا وہ سجدے میں شیرِ خدا کا سَر
اور ہائے تیغِ ظلم کی ضربت وہ فرق پَر

فوارے خوں کے زخمِ جبیں سے بہا کیے
سجدے میں آپ ربی الاعلیٰ کہا کیے

۳

مسجد جو پہنچے دوڑ کے حسنینؑ خوش صفات
ڈوبی ہوئی لہو میں مِلی کشتیٔ نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مَل کر کہی یہ بات
ہے ہے اُٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ

رُلوایا نانا جان کو دارُالسلام میں
بِن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صِیام میں

۴

باندھا حسنؑ نے زخمِ سَرِ شاہِ ذُوالجلال
بولے علیؑ کہ اور کسو درد ہے کمال
شبرؑ نے جب کسا تو کیا پھر وہی مقال
پھر چُست باندھ کر یہ پکارا وہ خوش خصال
اب درد کیسا اے اسد ذُوالجلال ہے
ہاتھوں سے سَر پکڑ کے کہا وہ ہی حال ہے

۵

پہنچا جو لاشہ شہِؑ مرداں قریبِ دَر
بے ساختہ نکل پڑی زینبؑ برہنہ سَر
بعد اس کے یونہی آئی تھی اکبرؑ کی لاش پَر
یہ واقعہ تھا باپ کا وہ رحلتِ پسر
رکھ رکھ کے ہاتھ آنکھوں پہ سب خلق ہٹ گئی
پھیلا کے ہاتھ لاش سے زینبؑ لپٹ گئی

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ھیں

✝✝✝✝✝

امام شافعیؒ

علیٌ حُبُّہُ الجُنّۃ قسیمُ النّارِ وَالجَنّۃ
وَصِیُّ المُصطفیٰ حَقّاً امامُ الانسِ والجِنّۃ

حضرتِ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

وصیت کردہ با امت محمدؐ در غدیرِ خُم
علیؑ ابنِ ابی طالبؑ خلافت را سزا باشد

(بشکریہ محقق و دانشور سیّد اشتیاق حسین تقوی)

بحوالہ صحیفۂ معرفت

کیا سبطِ مصطفیؐ کی شہادت کی رات تھی

۱

کیا سبطِ مصطفیؐ کی شہادت کی رات تھی
آفت کی رات تھی وہ مصیبت کی رات تھی
عالَم کے بادشاہ کی رحلت کی رات تھی
زہراؑ و مرتضیٰؑ پہ قیامت کی رات تھی
گزری قلق میں فاطمہؑ کے نورِ عین کو
ہجرِ حسنؑ میں نیند نہ آئی حسینؑ کو

۲

تکیے لگا دیئے تھے حرم نے اِدھر اُدھر
بازو کو کوئی تھامتا تھا اور کوئی سَر
فرمایا طشت لاؤ ہُوا زہر کارگر
رہ رہ کے کاٹتا ہے کوئی تیغ سے جگر
سینے سے منہ میں ٹکڑے کلیجے کے آتے ہیں
نانا بُلا رہے ہیں سو دنیا سے جاتے ہیں

۳

فضہؑ نے جا کے دی شہِؑ ذیجاہ کو خبر
دارِ فنا سے آپکے بھائی کا ہے سفر
دوڑے حسینؑ چاک گریباں، برہنہ سَر
دیکھا تڑپ رہے ہیں شہنشاہِ بحر و بر
گرنے لگے زمیں پہ جگر غم سے پھٹ گیا
پھیلا کے ہاتھ بھائی سے بھائی لپٹ گیا

شربتِ تلخ سے شبرؑ نے وہ کُلفت پائی

①

شربتِ تلخ سے شبرؑ نے وہ کلفت پائی
جیسے دل پر شۂِ مسموم نے برچھی کھائی
خانۂ بنتِ نبیؐ میں یہ قیامت آئی
بھائی کے سامنے دَم توڑ رہا تھا بھائی
روح، زہراؑ کی تڑپتی تھی نبیؐ روتے تھے
عرش ہلتا تھا حسینؑ ابنِ علیؑ روتے تھے

②

رو کے شبیرؑ پکارے مِرے پیارے بھائی
نہ تو نانا ہیں نہ بابا ہیں ہمارے بھائی
اب اگر آپ بھی دنیا سے سدھارے بھائی
پھر جیئے گا یہ حزیں، کس کے سہارے بھائی
دشمنِ جاں ہے جہاں، منہ کو نہ موڑے جاؤ
اِس بُرے وقت میں تنہا تو نہ چھوڑے جاؤ

③

رو کے بولے یہ حسنؑ جانِ پدر میں قرباں
دل تڑپتا ہے کہ تم بیکس و تنہا ہو یہاں
ہے مگر موت سے مجبور جہاں میں انساں
خواب میں آئی تھیں جنت سے ابھی تو امّاں
آؤ بھائی سے ملو زینبؑ مغموم بہن
لو خدا حافظ و ناصر مِری کلثومؑ بہن

④

دِکھلا کے طشت بنتِ علیؑ نے کیا مَقال
قربان جاؤں دیکھو یہ ہے مجتبیٰؑ کا حال
امید اب نہیں کہ بچے فاطمہؑ کا لال
فریاد ہے تباہ ہوئی مصطفیٰؐ کی آلؑ
اک آن درد سے نہیں بھائی سنبھلتے ہیں
رہ رہ کے اب کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہیں

⑤

بھائی کا حال دیکھ کے اُٹھا جگر میں درد
لوٹے زمیں پہ گر کے بھری گیسوؤں میں گَرد
تر تھا بدن پسینے میں اور ہاتھ پاؤں سَرد
اُن کا تو رنگ سبز تھا اور اِن کا رنگ زرد
رعشہ تھا تن میں آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے
جُھک جُھک کے منہ کو بھائی کے قدموں سے ملتے تھے

⑥

ہر دَم لپٹ کے بھائی سے با چشمِ اشکبار
چِلاتے تھے کہ آپکی غربت کے میں نثار
شبرؑ گلے کو چوم کے کہتے تھے بار بار
میں تم پہ صدقے اے مِرے ناناؐ کی یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئیں گے

کیا سبطِ مصطفیٰؐ کی شہادت کی رات تھی/نسیم امروہوی

(بشکریہ سوز خواں وقار حیدر زیدی و امیر ہادی)

④

کہتے کہتے یہ سخن، رُخ پہ جو زردی چھائی
نگہ یاس نے بہنوں پہ قیامت ڈھائی
ہاتھ پھیلا کے بڑھیں کہہ کے جو ہے ہے بھائی
ابھی ملنے بھی نہ پائی تھیں کہ ہچکی آئی

طشت کی سمت جو منہ اُٹھ کے جھکایا افسوس
ٹکڑے ہو ہو کے کلیجہ نکل آیا افسوس

شربتِ تلخ سے شبرؑ نے وہ کُلفت پائی

⑤

لختِ دل منہ سے اُگلنے لگے پیہم جو حسنؑ
پیٹ کر رونے لگی یہ بھی بہن وہ بھی بہن
سَر جھکائے ہوئے روتے تھے شۂ تشنہ دہن
بھر گیا چھوٹے بڑے کتنے ہی ٹکڑوں سے لگن

دلِ صد پاش کے گِنتا کوئی کیونکر ٹکڑے
آئی آواز جگر کے ہیں بہتر (۷۲) ٹکڑے

⑥

گھر سے مسموم کا تابوت جو باہر نکلا
مجمعِ اہلِ تولاّ بھی کُھلے سَر نکلا
رُخ کئے یہ جو سُوئے قبرِ پیمبرؐ نکلا
تاک میں اُن کی وہاں فتنۂ محشر نکلا

مچ گیا شور کہ سوئیں گے نہ سونے دیں گے
قبرِ احمدؐ کے قریں دفن نہ ہونے دیں گے

⑦

لے چلے گھر کو جو واپس وہ جنازہ ناشاد
قبرِ احمدؐ پہ سنی سب نے کسی کی فریاد
یا نبیؐ، امتِ مرحوم کی دیکھو بیداد
کیا مِرا لال حسنؑ تھا، نہ تمہاری اولاد

دل میں زہراؑ کے کئی گھاؤ پڑے ہیں بابا
تیر سب میرے کلیجے میں گڑے ہیں بابا

⑧

لے کے تابوت کو کنبہ جو پلٹ کر آیا
پیٹ کر زینبؑ و کلثومؑ گریں، غش کھایا
کس کو گردوں نے بجز آلؑ یہ دن دکھلایا
عرش تھرانے لگا روحِ امیں چلّایا

آؤ اے اُمتیو، اک غمِ تازہ دیکھو
گھر میں آیا ہے جو واپس وہ جنازہ دیکھو

شربتِ تلخ سے شبرؑ نے وہ کُلفت پائی

جس دم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہُوا

①

جس دَم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہُوا
سیپارہ دل کا آہوں سے زیر و زبر ہُوا
سَم کا جو روحِ پاک پہ ظاہر اثر ہُوا
حال اُس امام پاک کا اک دَم دِگر ہُوا
راحت میں فرق اور شکم میں خلل پڑا
کٹ کر کلیجہ طشت کے اندر نکل پڑا

②

فرماتے تھے حسنؑ کہ بُلاؤ حسینؑ کو
تھا دَم بہ دَم یہ حکم کہ لاؤ حسینؑ کو
بھائی کا حالِ زار سُناؤ حسینؑ کو
ٹکڑے مِرے جگر کے دِکھاؤ حسینؑ کو
کہہ دو کہ جلد آیئے رحلت کا وقت ہے
سُن جایئے کچھ آ کے وصیت کا وقت ہے

③

آئے حسینؑ اتنے میں با چشمِ اشک بار
چِلّاتے تھے کہ آپ کی غربت کے میں نثار
شبرؑ گلے کو چُوم کے کہتے تھے بار بار
میں تم پہ صدقے اے مِرے نانا کی یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئیں گے

④

بھیا تمہاری گود میں نکلے گا میرا دَم
تم دو گے ہم کو غسل و کفن جب مریں گے ہم
ہوگا تمہارے پاس نہ کوئی بجز اَلَم
قاتل سرہانے ہوئے گا یا خنجرِ ستم
شبرؑ تو بعدِ مرگ بھی راحت سے سوئے گا
لاشہ تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئے گا

⑤

بَرپا تھا اہلِ بیتِ پیمبرؐ میں شور و شین
بہنیں پچھاڑیں خاک پہ کھاتی تھیں کرکے بَین
سینے پہ ہاتھ مار کے چِلّاتے تھے حسینؑ
اب اُٹھ گیا زمانے سے ہم بے کسوں کا چَین
بازو ہمارا ٹُوٹ گیا وا مصیبتا
باپ آج ہم سے چُھوٹ گیا وا مصیبتا

(بشکریہ سوز خواں جواد حسین و محمد علی و حیدر علی زیدی)

قیصرؔ بارھویؒ

احساس غم و درد میں ڈھل جاتا ہے
ماضی کا ورق روح کو تڑپاتا ہے
جب کہتا ہے غربت کی کہانی کوئی
مسلمؑ کے یتیموں کا خیال آتا ہے

(بشکریہ سوز خواں مرزا اطہر حسین و سیّد حسن عسکری)

زہرِ دَغا سے غیر جو حالِ حسنؑ ہوا

①

زہرِ دَغا سے غیر جو حالِ حسنؑ ہوا
خنجر جگر پہ زینبؑ مضطر کے چل گیا
کلثومؑ روکے کہنے لگیں وا محمداً
عباسؑ نے بھی چاک گریباں کرلیا

تعبیرِ خواب سوچ کے بے تاب ہوتے ہیں
شبرؑ کا حال دیکھ کے شبیرؑ روتے ہیں

②

دردِ جگر بڑھا تو پکارے شہِؑ زمن
قے ہوگی تم لگن تو اُٹھا لاؤ اے بہن
زینبؑ نے لاکے سامنے جس دَم رکھا لگن
تھامے ہوئے کلیجے کو اُس پر جھکے حسنؑ

کٹ کٹ کے قلبِ سیّدِ والا نکل پڑا
یاقوت بَن کے منہ سے کلیجہ نکل پڑا

③

زینبؑ کے بَین سُن کے مخاطب ہوئے امامؑ
دارِ فنا میں زیست کی مدت ہوئی تمام
جانا ہے مجھ کو نانا کی خدمت میں لا کلام
رونا لکھا ہے تیرے مقدر میں صبح و شام

بی بی نہ رو کہ پھٹتا ہے دِل تیرے بَین سے
تجھ کو ابھی بچھڑنا ہے بھائی حسینؑ سے

④

پیشِ نظر ہے معرکۂ دشتِ کربلا
کام آئیں گے حسینؑ کے جب خویش و اقربا
دیکھے گی تو حسینؑ کا کٹتا ہُوا گلا
خیمے جلیں گے اور چھنے گی تری رِدا

تو سَر برہنہ جائے گی بازارِ شام میں
بُلوائے گا شقی تجھے دربارِ عام میں

زہرِ دَغا سے غیر جو حالِ حسنؑ ہوا

⑤

یہ بات سُن کے رو دیئے مظلومِ کربلا
شبیرؑ کو حسنؑ نے گلے سے لگا لیا
تسکین دے کے پھر یہ پکارے شہِ ہُدا
رو‌ؤ نہ تم کہ ہے یہی معبود کی رِضا

بھائی تمہاری طرح میرا بخت تو نہیں
عاشور سے حسنؑ کا یہ دن سخت تو نہیں

⑥

اک بات تم سے کہتا ہوں اے میرے سوگوار
حسرت یہ ہے کہ نانا کے پہلو میں ہو مزار
لیکن اگر ہو اُمتِ احمدؐ کو ناگوار
تم کو ہے میرے حق کی قسم شاہِؑ نامدار

لڑنا نہ تم کسی سے کہ تصویرِ صبر ہو
منظور ہے کہ پہلوئے مادر میں قبر ہو

⑦

ناگاہ اہلِ بیتؑ میں ماتم بپا ہُوا
زہراؑ کا لال راہیِ ملکِ بقا ہُوا
غُل پڑ گیا حسینؑ ، حسنؑ سے جُدا ہُوا
زینبؑ تڑپ کے کہتی تھیں لوگو یہ کیا ہُوا
میت کے گِرد مضطر و دلگیر روتے تھے
قاسمؑ کو لے کے گود میں شبیرؑ روتے تھے

⑧

جس دَم حسنؑ کو رو چکے ناموسِ مصطفیٰؐ
غسل و کفن سے ہوگئے فارغ شۂِ ہُدا
لے کر جنازہَ خَلَفِ شیرِ کبریا
قبرِ نبیؐ کی سَمت چلے خویش و اقربا
عورت اک آئی لشکرِ آفت نشاں لئے
ہر لشکری تھا ہاتھ میں تیر و کماں لئے

X

⑨

اے مومنو! اثر کو بتاؤ پئے خدا
گھر سے نکل کے کوئی جنازہ بھی ہے پھرا
لیکن حسنؑ کے ساتھ مدینے میں جو ہُوا
راوی نے اِس طرح سے ہے تاریخ میں لکھا
پیوستہ اِس قدر تھے بدن میں حسنؑ کے تیر
بھائی بہن نکال رہے تھے بدن کے تیر

زہرِ دَغا سے غیر جو حالِ حسنؑ ہوا

(بشکریہ سوز خواں مسعود حسین رضوی و جاوید برادران)

کفن پنہا کے جو شبرؑ کو لے چلے شبیرؑ

①

کفن پنہا کے جو شبرؑ کو لے چلے شبیرؑ
رواں تھے ساتھ بَنی ہاشم اور امیر و فقیر
ہر ایک نوحہ کُناں سب کا حالِ دل تغیّر
ہزاروں اہلِ وِلا، نالہ کش، حزیں، دل گیر
سَر اپنا پیٹتا ہر ایک نوحہ گَر ہمراہ
جگر کے ٹکڑے لئے طشت میں پسر ہمراہ

②

ارادہ تھا کہ ہو قبرِ نبیؐ کے پاس مزار
ہزار حیف نہ راضی ہوئے مگر اَشرار
لگائے تیر حسنؑ کے جنازے پَر اک بار
کئی خُدنگ دَر آئے کفن میں آخر کار
بَلا کے دشت میں اک روز آئیں گے ناوک
وہاں حسینؑ کی میّت اُٹھائیں گے ناوک

③

کسی طرح سے نہ باز آئے جب جفا پَرور
کیا بقیع میں مدفون لاشۂ شبرؑ
ہے اب یہ عرض مسلمانوں سے سُنیں یکسر
ہے آرزو کہ شفاعت کریں گے پیغمبرؐ
طرح طرح کا ستم آلؑ پَر کیا تم نے
یہی تھا اجرِ رسالتؐ جو کچھ دیا تم نے

۴

نبیؐ کی بیٹی کو رکھا خفا یہ اجر دیا
علیؑ کو سجدے میں زخمی کیا یہ اجر دیا
حسنؑ کو زہرِ ہلاہل دیا یہ اجر دیا
حسینؑ ذبح ہوئے بے خطا ، یہ اجر دیا
نبیؐ کا حشر کے دن جب کہ سامنا ہوگا
جھکاؤ سر کو گریباں میں دیکھو کیا ہوگا

کفن پنہا کے جو شبرؑ کو لے چلے شبیرؑ / خبیرؔ لکھنویؒ

ھاں دوستو یہ وقت ھے اندوہ و محن کا

۱

ہاں دوستو یہ وقت ہے اندوہ و محن کا
ماتم ہے جگر بندِ شہِ قلعہ شکن کا
زہراؑ نے کیا چاک گریبان، کفن کا
سر کھول دو اب اُٹھتا ہے تابوت، حسنؑ کا
حیدرؑ بھی بکا کرتے ہیں زہراؑ و نبیؐ بھی
عباسؑ بھی روتے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ بھی

۲

ہمشیر نے سر پیٹ کے یہ شور مچایا
میں کیا کروں لوگو مجھے قسمت نے ستایا
بے رحموں نے بھیا کو مرے زہر پلایا
کس طرح بچے گا اسدُ اللہ کا جایا
بس ہوگیا معلوم کہ ساماں ہیں سفر کے
دیکھو تو لگن بھرگیا ٹکڑوں سے جگر کے

۳

شبیرؑ تڑپنے لگے دستار پٹک کر
نزدیک تھا دَمِ تن سے نکل جائے پھڑک کر
بہنیں جو برادر کے لئے روئیں بلک کر
نالے تھے کہ سینوں پہ گری برق کڑک کر
زینبؑ کا یہ نوحہ تھا کہ یہ کیا ہُوا لوگو
ماں جایا مرا بیکس و تنہا ہُوا لوگو

دشمن معاویہ ہُوا شاہ حسنؑ کا جب

①

دشمن معاویہ ہُوا شاہِ حسنؑ کا جب
ساکت وہ چند روز رہا پھر کیا غضب
مَروان تھا مدینے کا حاکم، عدوئے رب
بھجوایا اُس کو زہر، لکھے واقعات سب
تاکید کی کہ بُغض ہے شبرؑ کی ذات سے
کھلوادے زہر، دخترِ اَشعَث کے ہاتھ سے

②

اِس قہر کا وہ زہر تھا، آفت کا تھا اثر
دَم بھر میں ٹکڑے ٹکڑے ہُوا شاہؑ کا جگر
غل پڑ گیا حسنؑ کا زمانے سے ہے سفر
حیدرؑ کا سبز پوش تڑپتا ہے فرش پر
زہراؑ کی بیٹیوں پہ مصیبت پھر آئی ہے
گھر لُٹ رہا ہے عازمِ فردوس بھائی ہے

③

چِلاتے تھے حسینؑ کہ ہے ہے ہُوا یہ کیا
زینبؑ پکارتی تھی ارے کس نے کی دَغا
ناگاہ طشت، سبطِ نبیؐ نے طلب کیا
قے ہوگئی شروع اذیت ہوئی سِوا
افسوس یہ سلوک، شہِ نیک خُو کے ساتھ
گرنے لگے کلیجے کے ٹکڑے لہو کے ساتھ

④

قاسمؑ کا بھی ننھا سا گریبان پھٹا ہے
حیدرؑ کے محبّوں میں بھی اک حشر بپا ہے
دشمن بھی تڑپتے ہیں وہ فریاد و بکا ہے
تابوتِ حسنؑ روضۂ احمدؐ کو چلا ہے
ماتم میں نہیں ہوش بجا اب تو کسی کے
عمامہ نہیں سَر پہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے

⑤

ہمراہ ہیں انصارؓ و مہاجرؓ بھی کھلے سَر
زینبؑ بھی ہیں کلثومؑ بھی اوڑھے ہوئے چادر
ناگاہ پکاری کوئی بی بی یہ تڑپ کر
اے امتیو، رحم کرو میرے پسر پر
میت پہ سُنے ہیں یہ ستم چرخِ کہن کے
اب تیر برستے ہیں جنازے پہ حسنؑ کے

ہاں دوستو یہ وقت ہے اندوہ و محن کا/نسیمؔ امروھوی

✝✝✝✝✝

شاھدؔ جعفر

توّ نفسِ خدا ہے کہ نصیریؔ کا خدا ہے
اِس رمز کو سمجھا نہ کسی نے بھی ابھی تک

✝✝✝✝✝

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

حضرت سیّد مبارک حسین اعلی اللہ مقامہٗ ابنِ سیّد حسینؒ

سوز خواں ابنِ حسن زیدی (نوشه) و میرن صاحب امروھوی

④

غش میں حسنؑ تھے ہوگئے ہُشیار ناگہاں
پھیلائے ہاتھ آنکھوں سے آنسو ہوئے رَواں
شبیرؑ لپٹے سینے سے کرتے ہوئے فغاں
یوں دونوں مل کے روئے کہ محشر ہُوا عیاں
بیتاب سب کے دل ہوئے دردِ جُدائی سے
شبرؑ نے رازِ دل جو کہا چھوٹے بھائی سے

⑤

بعد اُس کے کلمہ پڑھنے لگے شاہِؑ نیک نام
دیکھا رُخِ حسینؑ کو اور ہوگئے تمام
سَر بی بیوں نے کھول دیئے کہہ کے یا امامؑ
میّت کے گِرد، اہلِ حرم کا تھا اِژدہام
یثرب نے خاک اُڑائی کہ بستی اُجڑ گئی
قاسمؑ کے رُخ پہ گَرد ، یتیمی کی پڑ گئی

⑥

سامانِ دفن پانچویں معصومؑ نے کیا
غسل و کفن برادرِ مسموم کو دِیا
کپڑے نئے پہن چکا جب نورِ کبریا
سَر پیٹنے لگے حرم شاہِؑ اوصیاء
غل تھا حسنؑ جماعتِ سادات سے چلے
شبیرؑ گھر سے بھائی کا تابوت لے چلے

⑦

چاہا نبیؐ کے روضے میں ہو مرقدِ حسنؑ
روکا مخالفوں نے ہوئے بڑھ کے طعنہ زن
شبرؑ کا جانشیں جو ہُوا اُن سے ہم سخن
برسائے تیر ظالموں نے اُس پہ دفعتاً
تابوتِ مجتبیٰؑ سے وہ ناوک گزر گئے
غیظ آ گیا حسینؑ کو لیکن ٹھہر گئے

⑧

یاد آگئی وصیتِ مقتولِ بے گناہ
واں سے جنازہ لے کے بقیعہ میں آئے شاہؑ
پڑھ کر نماز رونے لگے فدیۂ الٰہ
کھودی گئی لحد تو کیا سب نے شورِ آہ
پیوست تھے جنازۂ شاہِؑ زمن میں تیر
ہاتھوں پہ لاش اُٹھائی تو نکلے کفن میں تیر

⑨

ڈوبا زمیں میں چاند پیمبرؐ کا ناگہاں
روحِ رسولؐ کرنے لگی نالہ و فغاں
بیٹے پہ صدقے ہونے کو نکلی لحد سے ماں
پہنچے نجف سے حیدرِؑ کرار نوحہ خواں
تربت میں والدین سے عُزلت گزیں مِلا
دلبندِ بوترابؑ کو فرشِ زمیں مِلا

دشمن معاویہ ہُوا شاہِ حسنؑ کا جب

جس دم جنازۂ پسرِ شاہ لافتیٰ

①

جس دم جنازۂ پسرِ شاہِ لافتیٰ
پہنچا قریبِ مرقد پیغمبرؐ خدا
یہ دشمنوں پہ مطلبِ شبرؑ کھل گیا
یعنی قریبِ مرقدِ سلطانِ انبیاؐ
زیبِ کنارِ شاہِ رُسُل کے مزار ہو
منظور ہے یہ حق کو کہ مر کر قرار ہو

②

از بس کہ نسل فاطمہؑ سے تھا انہیں عناد
بس مستعد وہ ہوگئے سب برسرِ فساد
محبوبِ حق کے روضے پہ آئے وہ بد نہاد
بولے کہ پوری ہونے نہ دیویں گے یہ مراد
یہ گھر ہمارے ملک کا ہے اور مال کا
حصہ نہیں ہے اسمیں محمدؐ کی آلؑ کا

③

برہم ہوئے یہ سُن کے امامِ فلک جناب
تھرّایا جسم غیظ سے آنکھیں ہوئیں پُرآب
فرمایا دوگے حشر میں کیا حق کو تم جواب
ہے کچھ بھی پاسِ احمدؐ و زہراؑ و بوترابؑ
اوروں کی قبر، ہائے نبیؐ کے قریب ہو
پہلو رسولؐ کا نہ حسنؑ کو نصیب ہو

④

تابوت پر جو آنے لگے تیر ناگہاں
آمادۂ نبرد ہوئے شاہِ انس و جاں
آئی ندائے غیب کہ اے شاہِ بیکساں
سر پیٹتی ہے فاطمہؑ زہرا بصد فغاں
جنبش میں اس الم سے محمدؐ کی قبر ہے
اے شیرِ حق کے لال یہ ہنگامِ صبر ہے

⑤

زہراؑ کے گھر میں شورِ قیامت بپا ہوا
ڈیوڑھی پر آئی دخترِ حیدرؑ برہنہ پا
بکھرے ہوئے تھے بال گریباں پھٹا ہوا
اک ایک سے یہ کہتی تھی آنسو بہا بہا
غصّہ ہے آج فاطمہؑ کے نورِ عین کو
للہ کوئی جاکے سنبھالے حسینؑ کو

⑥

جاکر کہے یہ کوئی کہ اے شاہِ نامدار
صدقہ نبیؐ کی روح کا کچھو نہ کار زار
بابا کا صبر یاد کرو تم پہ میں نثار
ہے ہے نہ مجتبیٰؑ کا بناؤ وہاں مزار
آرام دو حبیبِ خدا کے حبیب کو
پہلو میں ماں کے دفن کرو اس غریب کو

پڑا ھے غش میں حسینؑ غریب کا جانی

①

پڑا ہے غش میں حسینؑ غریب کا جانی
منارہے ہیں خوشی ظلم و جَور کے بانی
دمِ نماز جو چونکا یہ حیدرِ ثانی
وُضو کے واسطے اُٹھ کر طلب کیا پانی

جو پانی آیا تو منہ آنسوؤں سے دھونے لگے
پھری نگاہوں میں بابا کی پیاس، رونے لگے

②

تڑپ کے دل نے کہا ہائے سیدِ خوشخو
یہی تو ہے نہ مِلا تین دن جو بہرِ وُضو
اِسی کی چاہ میں کوثر کو چل بسے مہرو
اِسی کی واسطے عمو کے کٹ گئے بازو

یہی تو وہ ہے جو بے شِیر نے نہ پایا تھا
اِسی کو مانگ کے گردن پہ تیر کھایا تھا

③

غرض کہ آئے مصلّے پہ اور پڑھی وہ نماز
کہ جس کے بعد تھی حدِ وصالِ ناز و نیاز
ہر ایک ذکر طویل اور ہر اک سجود دراز
پکارتی تھی یہ روحِ حسینؑ سجدہ نواز

مجھے بھی ناز ہے جس پر یہی وہ طاعت ہے
یہ آخری مِرے سجادؑ کی عبادت ہے

پڑا ھے غش میں حسینؑ غریب کا جانی / نسیمؔ امروھویؒ

④

ہوئی تمام جو آخر نمازِ جانِ رسولؐ
دعاء و حمد کے لب چومتا تھا حُسنِ قبول
دیا جو شکر کے سجدے کو حق کی یاد میں طول
تو ایک عصر کا یاد آیا سجدۂ مقبول

اُٹھے جو روتے ہوئے کُوچ کرگئے سجادؑ
کہا حسینؑ حسینؑ اور مرگئے سجادؑ

پڑا ھے غش میں حسینؑ غریب کا جانی

⑤

اُٹھائی دوڑ کے باقرؑ نے لاش رو رو کر
تمام بی بیاں ماتم میں پیٹنے لگیں سَر
محلّۂ بنی ہاشم میں غل مچا گھر گھر
اُٹھا جہاں سے عزادارِ سبطِ پیغمبرؐ

چھُٹا وہ آلؑ سے جو آسرا تھا غربت کا
بجھا چراغ، شہِؑ کربلا کی تربت کا

⑥

نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ کی روح ہے ناشاد
حسینؑ کا ہے یہ نوحہ کہ ہائے اے سجادؑ
بتولؑ کہتی ہیں رو رو کے ، یا خدا فریاد
سہے گی دہر میں کیا کیا ستم مِری اولاد

جفا سے قتل کیا جبر و قہر سے مارا
مِرے مریض کو ظالم نے زہر سے مارا

جب عابدؑ بے کس کو پیامِ اَجل آیا

①

جب عابدؑ بے کس کو پیامِ اَجل آیا
دنیائے دغا باز کی نیت میں بَل آیا
وہ زہر دیا جس سے سکوں میں خلل آیا
مانندِ حسنؑ کٹ کے کلیجہ نکل آیا

ظالم نے مریضِ شہِؑ دلگیر کو مارا
شبرؑ کی طرح دلبرِ شبیرؑ کو مارا

②

اولادِ پیمبرؐ پہ مصیبت کا یہ دن ہے
پیاسے کے عزادار کی رحلت کا یہ دن ہے
مظلوم کے دِلبر کی شہادت کا یہ دن ہے
عاشور کے بعد اور مصیبت کا یہ دن ہے

اِس غم سے جگر چاک ہے زہراؑ و نبیؐ کا
اُٹھتا ہے عزادار حسینؑ ابنِ علیؑ کا

③

وہ زہر سے دَم عابدِؑ بیکس کا اُکھڑنا
سجادِ دل افگار کا باقرؑ سے بچھڑنا
بگڑی ہوئی تقدیر غریبوں کی بگڑنا
اُجڑا ہوا گھر فاطمہؑ زہرا کا اُجڑنا

ویراں ہُوا دربار ولی ابنِ ولی کا
بجھتا ہے چراغ آج حسینؑ ابنِ علیؑ کا

④

القصہ وضو کرکے مصلّے پہ جب آئے
دہشت سے بدن کانپ گیا اشک بہائے
سجادے پہ سجادؑ پسینے میں نہائے
ہِل ہِل گیا گردوں جو لبِ پاک ہلائے

آواز یہ آتی تھی شہِؑ کرب و بلا کی
یہ طاعتِ آخر ہے مِرے زینِ عبا کی

⑤

وہ نصف شب اور راضیِ تقدیر کا سجدہ
نورِ نظرِ کشتۂ شمشیر کا سجدہ
پیغامِ اَجل تھا کہ وہ دلگیر کا سجدہ
جس طرح کہ عاشور کو شبیرؑ کا سجدہ

اُٹھے جو مصلّے سے تو غش کر گئے سجادؑ
ہے ہے مِرے بابا کہا اور مرگئے سجادؑ

جب عابدؑ بے کس کو پیام اَجل آیا / نسیمؔ امروہویؒ

زاہدؔ نقوی

زاہدؔ میں یہاں نادِ علیؑ پڑھتا ہوں دل میں
آواز پہنچ جاتی ہے عباسؑ علیؑ تک

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سیّد حسن اکبر (ایڈووکیٹ) ابنِ سیّد علی وزیر زیدیؒ
سیّدہ تائید فاطمہ بنتِ سیّد علی رہبر مرحوم

بال بِکھرا دیں غلامانِ رسولِؐ دو جہاں

X

①

بال بکھرا دیں غلامانِ رسولِؐ دو جہاں
باقرِؑ علم کی رحلت کا سُناتا ہوں بیاں
تھا جو زید ابنِ حسن مسندِ جَد کا خواہاں
مل گیا جا کے خلیفہ سے شقیٔ دوراں
شام سے خوب یہ سوغات وہ پُر فن لایا
نذر کو زہر بھرے زِین کا توسَن لایا

②

جیسے ہی رخش پہ اُسوار ہوئے شاہِؑ زمن
اثرِ زہر سے مُرجھانے لگا گُل سا بدن
بولی قسمت کہ نواسے کو مِلا اِرثِ حسنؑ
دفعتاً کانپ گیا بنتِ نبیؐ کا مدفن
آئی آواز کہ پھر خستہ جگر کو لُوٹا
چرخ نے پھر مِرے شبیرؑ کے گھر کو لُوٹا

③

زِینِ پُر زہر سے اُترے تو چڑھا تَن پہ وَرم
بولے جعفرؑ سے کہ بچنے کے نہیں ہیں اب ہم
سُن کے یہ گھر میں مچا حشر، ہُوا وہ ماتم
صورتِ زینبؑ و کلثومؑ تڑپتے تھے حرم
شور تھا خلق سے مولائے زمن جاتے ہیں
آج پھر فاطمہؑ کے گھر سے حسنؑ جاتے ہیں

④

تیسرے دن جو کیا زہر نے حد درجہ نڈھال
بولے یہ جعفرِؑ صادق سے کہ اے وارثِ آلؑ
عازمِ خُلد ہے یہ عبدِ خدائے مُتعال
اب مِرا جامۂ احرام نکالو مِرے لال
اِسی چادر کا کفن مجھ کو پنہانا بیٹا
پاس بابا کے مِری قبر بنانا بیٹا

⑤

حشر برپا ہے مدینے میں قیامت ہے قریب
باقرِ علمِ نبیؐ کا دَمِ رحلت ہے قریب
فاطمہؑ پیٹتی ہیں سَر کو وہ آفت ہے قریب
روحِ شبیرؑ تڑپتی ہے شہادت ہے قریب
کنبہ رونے کے لئے آلؑ کے گھر آ پہنچا
اثرِ زہرِ دَغا تا بہ جگر آ پہنچا

⑥

لو یہ کون آئے کہ رویت کو دَم آنکھوں میں رُکا
کس کی تسلیم کو یہ ہاتھ اُٹھا باقرؑ کا
کون یہ بی بی ہیں کرتی ہوئی آئیں جو بکا
گھر میں سب رونے لگے آلؑ میں کہرام مچا
شبرؑ و حیدرؑ و زہراؑ و نبیؐ روتے ہیں
اپنے پوتے کو حسینؑ ابنِ علیؑ روتے ہیں

⑦

غُل مدینے میں ہُوا ہائے سِدھارے باقرؑ
اُٹھ گئے گلشنِ ہستی سے ہمارے باقرؑ
بستۂ طوق و سَلاسِل کے دُلارے باقرؑ
روحِ شبّرؑ کا ہے نوحہ مِرے پیارے باقرؑ
زہر کس چال سے غدار نے بھیجا افسوس
کٹ گیا میری طرح تیرا کلیجہ افسوس

⑧

مادرِ جعفرِؑ صادق تھیں بکھیرے ہوئے بال
بَین کرتے تھے تڑپ کر حرمِ نیک خصال
بی بیاں دیتی تھیں پُرسہ جو بصد رنج و ملال
روتے تھے وہ جنہیں عاشور کا معلوم تھا حال
پُرسہ جو دیتے وہ مقتل میں پڑے سوتے تھے
طفل تک سیلیوں کے ڈر سے نہیں روتے تھے

بال بِکھرا دیں غلامانِ رسولِؐ دو جہاں / شمیمؔ امروھویؒ

حشر برپا ھے مدینے میں قیامت ھے قریب

①

حشر برپا ہے مدینے میں قیامت ہے قریب
باقرؑ علمِ نبیؐ کا دَمِ رحلت ہے قریب
فاطمہؑ پیٹتی ہیں سَر کو وہ آفت ہے قریب
روحِ شبیرؑ تڑپتی ہے شہادت ہے قریب
کنبہ رونے کے لئے آلؑ کے گھر آ پہنچا
اثرِ زہرِ دغا تا بہ جگر آ پہنچا

②

لو یہ کون آئے کہ رَویت کو دَم آنکھوں میں رُکا
کس کی تسلیم کو یہ ہاتھ اُٹھا باقرؑ کا
کون یہ بی بی ہیں کرتی ہوئی آئیں جو بکا
گھر میں سب رونے لگے آلؑ میں کہرام مچا
شبرؑ و حیدرؑ و زہراؑ و نبیؐ روتے ہیں
اپنے پوتے کو حسینؑ ابنِ علیؑ روتے ہیں

③

غُل مدینے میں ہُوا ہائے سدھارے باقرِؑ
اُٹھ گئے گلشنِ ہستی سے ہمارے باقرؑ
بستۂ طوق و سَلاسِل کے دُلارے باقرؑ
روحِ شبّرؑ کا ہے نوحہ مِرے پیارے باقرؑ
زہر کس چال سے غدار نے بھیجا افسوس
کٹ گیا میری طرح تیرا کلیجہ افسوس

X

④

مادرِ جعفرؑ صادق تھیں بکھیرے ہوئے بال
بَین کرتے تھے تڑپ کر حرمِ نیک خصال
بی بیاں دیتی تھیں پُرسہ جو دَمِ رنج و ملال
روتے تھے وہ جنہیں عاشور کا معلوم تھا حال

پُرسہ جو دیتے وہ مقتل میں پڑے سوتے تھے
طفل تک سیلیوں کے ڈر سے نہیں روتے تھے

⑤

دفن کرکے جو بقیعے سے پھرے اہلِ عزا
مرقدِ حضرتِ باقرؑ سے اُٹھا شورِ بکا
روئے یہ کہہ کے گلے مِل کے شہِؑ کرب و بلا
میرے اصغرؑ کے بھتیجے تری گردن کے فدا

اثرِ ظلم گلے سے یہ عیاں ہے اب تک
رَسَنِ ظلم سے چھلنے کا نشاں ہے اب تک

حشر برپا ھے مدینے میں قیامت ھے قریب / نسیمؔ امروھویؒ

✞✞✞✞✞

علمدار حسین اسلمؔ

کون تھا بعدِ شہِؑ دیں جو بجھاتا آ کر
آگ دامانِ سکینہؑ کی بھڑکتی ہی رہی
بوند پانی کو ترستی رہی اولادِ رسولؐ
اور کربل کی زمیں آگ اُگلتی ہی رہی

✞✞✞✞✞

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سیّد احمد علی زیدی ابنِ سیّد محمد نقی زیدی

قولِ صادق ھے سُنیں دل سے غلامانِ حسینؑ

①

قولِ صادق ہے سُنیں دل سے غلامانِ حسینؑ
جو بھی غم میں مِرے دادا کے کرے شیون و شین
یا رُلانے کو پڑھے حالِ امامِ کونین
یا ہو صورت سے یہ اظہار کہ دل ہے بے چین

اجرِ عرفانِ امامت بہ یقیں بخشیں گے
میرے نانؐا اُسے فردوسِ بریں بخشیں گے

②

اِس روایت کا محبّوں میں ہُوا جب چرچا
جا بجا ہونے لگی مجلسِ شبیرؑ بپا
اپنی کفشوں کو جہاں چھوڑتے تھے اہلِ عزا
بیٹھ جاتے تھے وہاں چپکے سے آ کر مولاؑ

بارہا دیکھے گئے بزم میں غم خواروں کی
صاف کرتے ہوئے نعلین، عزاداروں کی

③

اِن مجالس کے جو منصور کو پہنچے اخبار
جذبۂ قتلِ شہِؑ پاک ہُوا پھر بیدار
جلوہ گر آپ تھے اک حجرے میں اور چند انصار
آگ لگوادی وہاں چاروں طرف سے اک بار

پڑ گیا غُل پسرِ صاحبِ معراج جَلا
ہائے گھر فاطمہؑ کا تیسری بار آج جَلا

۴

آگ بجھ جانے کی حاکم نے خبر جبکہ سنی
مشتعل آتشِ بغض اور ہوئی اور ہوئی
شہؑ کو انگورِ سم آلود کی ڈالی بھیجی
چند دانے جو کیے نوش قیامت آئی

خون کے ساتھ رگوں میں صفتِ سیل گیا
کُل بدن میں اثرِ زہرِ دغا پھیل گیا

۵

سب عزیزوں کو کیا بہرِ وصیّت جو طلب
نزع کا وقت تھا منہ دیکھ کے رونے لگے سب
شہؑ نے فرمایا کہ ہم خَلق سے جانے کو ہیں اب
تم کو ملحوظ رہے طاعتِ خالق کا ادب

بس یہی سب کی معاون سَرِ محشر ہوگی
یہ قضا کی تو شفاعت نہ میسر ہوگی

۶

دوسرے یہ کہ رہے یاد مرے جَد کی عزا
غمِ شبیرؑ میں جی کھول کے روتے رہنا
دیکھ کر موسیٰ کاظمؑ کی طرف پھر یہ کہا
اَلفراق اے مرے دِلدار، خدا کو سونپا

لو بتولؑ آئیں رسولؐ الثقلین آ پہنچے
وہ علیؑ آئے وہ شبرؑ وہ حسینؑ آ پہنچے

۷

اَلّسلام اے مرے ناناؐ مرے داداؑ میں فدا
اَلّسلام اے مری دادی جگرِ خیرؐ ورا
اَلّسلام اے ہدفِ غم ، حسنؑ سبز قبا
اَلّسلام اے شہِؑ مظلوم، غریبُ الغربا

کہہ کے یہ اُٹھ گئے دنیا سے ہمارے جعفرؑ
ہائے شبیرؑ کہا اور سدھارے جعفرؑ

۸

فاطمہؑ رو کے پکاریں مرے پیارے بیٹے
بات بھی کرنے نہ پائے کہ سِدھارے بیٹے
تھا مرے لال کا غم، دَم سے تمہارے بیٹے
مجلسیں ہوں گی بپا کس کے سہارے بیٹے

لو غش آتا ہے سنبھالو مجھے سونے والے
الوداع اے مرے مظلوم کے رونے والے

قول صادق هے سُنیں دل سے غلامانِ حسینؑ / شمیمؔ امروهویؔ

قتلِ کاظمؑ کا دیا حکم جو عباسی نے

①

قتلِ کاظمؑ کا دیا حکم جو عباسی نے
سَر کھلے روضۂ اقدس سے پیمبرؐ نکلے
مرتضیٰؑ آئے تڑپ کر نجفِ اشرف سے
بال بکھرائے خلیفہ کے محل میں پہنچے

خواب میں اُس نے شہِؑ عقدہ کشا کو دیکھا
اور روتے ہوئے محبوبِؐ خدا کو دیکھا

②

نیم خوابی میں محمدؐ کی سنی یہ فریاد
کیا یہی میری رسالت کا صلہ ہے جلّاد
ہوچکا ظلم سے اُمت کے مِرا گھر برباد
کب تک آخر یہ ستم جھیلے گی میری اولاد

راحتیں سارے زمانے کی، زمانے کے لئے
رہ گئی آل مِری ٹھوکریں کھانے کے لئے

X

③

ظلم کیا کیا مِری زہراؑ پہ ہُوا، صبر کیا
سَر پہ حیدرؑ کے چلی تیغِ جفا، صبر کیا
میرے شبرؑ کو دیا زہرِ دغا، صبر کیا
میرے شبیرؑ کا سَر کاٹ لیا، صبر کیا

کیا اِسی اَجر کے قابل تھی ہدایت میری
سَرِ بازار پھرائی گئی عترت میری

④

تنگ و تاریک وہ حُجرہ وہ محمدؐ کا قمر
روشنی کا نہ جہاں دَخل، ہَوا کا نہ گزر
کبھی ہوتی تھی نہ شام اور نہ آتی تھی سحر
کُلفتیں شام کے زندانِ جفا سے بڑھ کر

واں ستم چند گرفتاروں پہ بَٹ جاتے تھے
یہاں سب ایک ہی قیدی پہ ستم ڈھاتے تھے

⑤

بے کَسی اُن کی رقم کرتے ہیں یوں ابنِ حجر
زہرِ بیداد سے مارا گیا جانِ شبرؑ
تین دن فرش پہ تڑپا یہ محمدؐ کا جگر
بیڑیاں پہنے ہوئے قید سے نکلا مر کر

کلمہ گو بیٹھے رہے دفن کو حَمال آئے
پُلِ بغداد پہ لاشے کو یوں ہی ڈال آئے

⑥

اور بھی حکمِ ستم گار سے ڈھایا یہ غضب
ایک تختے پہ رکھا لاشۂ سلطانؑ عرب
کھینچتے پھرتے رہے کوچہ بہ کوچہ اُسے جب
فاطمہؑ رو کے پکاریں یہ بصد رنج و تعب

ہائے تاریک ہے اب سارا جہاں نظروں میں
پھر گیا لاشۂ مسلمؑ کا سماں نظروں میں

قتلِ کاظمؑ کا دیا حکم جو عباسی نے ◆◆◆◆◆

⑦

شورِ غُل سُن کے سلیمانؑ محل سے نکلا
حال تب موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا سُنا
اپنے بیٹوں کو ندا دی کہ ارے تکتے ہو کیا
چھین لو لاشۂ مولائےؑ غریبُ الغربا

جان پَر کھیل کے تب اُس کے جگر بندوں نے
لے لیا کاندھوں پہ تابوت کو فرزندوں نے

⑧

شیر جو ٹوٹ پڑے بھاگ گئے دشمنِ رب
کی سلیمانؑ نے مُنادی کہ غُیورانِ عرب
ہائے مارا گیا وہ شاہؑ بصد رنج و تعب
جس کے نانا ہیں نبیؐ موسیٰ کاظمؑ ہے لقب

سُن کے یہ آہوں کے نعرے جگروں سے نکلے
سَر کھلے شہؑ کے عزادار گھروں سے نکلے

⑨

غسلِ میت کو جو تختے پہ اُتارے گئے شاہؑ
زیرِ ملبوس تھی زندان کی سختی ہمراہ
ہائے وہ طوقِ گراں اور وہ زنجیریں آہ
جسمِ مردہ کے یہ زیور ہیں شقاوت کے گواہ

لوگ کہتے تھے مسلماں وہ شقی کیسا ہے
جس نے زنجیروں میں لاشے کو جکڑ رکھا ہے

⑩

لاش، تُربت میں اُتاری تو بصد شیون وشین
کسی بی بی نے کہا ہائے مِرے نورُ العین
اُس کو دیکھا نہ کسی نے بھی سُنے سب نے یہ بَین
اے مِرے کاظمِ مظلوم ، عزادارِ حسینؑ

یاد میں پیاسوں کی منہ اشکوں سے دھونے والے
الوداع اے مِرے شبیرؑ کے رونے والے

قتلِ کاظمؑ کا دیا حکم جو عباسی نے / شمیمؔ امروہوی

وارثِ صابر و شاکر تھے جو راضی بہ رِضا

①

وارثِ صابر و شاکر تھے جو راضی بہ رِضا
موت سے تھے نہ ہراساں نہ غمِ زہرِ جفا
پھر بھی احساس کا غربت کے عجب عالَم تھا
یاد آتا تھا غریبُ الوطنی میں کیا کیا
کبھی شبیرؑ کے روضے پہ نظر جاتی تھی
کان میں ہائے حسینا کی صدا آتی تھی

②

کبھی دادا کے نجف میں تھا کلیجہ پامال
کبھی دادی کے بقیعے کی جُدائی میں نڈھال
کبھی بغداد میں بابا کی لحد پر بے حال
کبھی روضے سے پیمبرؐ کے بچھڑنے کا مَلال
در و دیوارِ مدینہ کبھی یاد آتے ہیں
ہائے نانا کا وطن کہہ کے تڑپ جاتے ہیں

③

شکل دیکھی تھی نہ پردیس میں جس بیٹے کی
اُس کی تصویر بھی رہ رہ کے جگر ملتی تھی
دل میں ارماں تھے نگاہوں میں غمِ مایوسی
موت شہ رگ کے قریب اور بہت دور تقیؑ
یادِ فرزند، دلِ زار کو بَرماتی تھی
جیسے صغراؑ شہِؑ مظلوم کو یاد آتی تھی

④

دھیان آتا تھا کبھی کرب میں اُس خواہر کا
صورتِ زینبؑ کبریٰ تھی جو بھائی پہ فدا
سوچتے تھے کہ وہ ہوتیں تو یہ اُن سے کہتا
ابھی کمسن ہے بھتیجا اِسے تم کو سونپا
سرپرست اِس کی تمہی میری جگہ پَر اب ہو
یہ سمجھنا کہ یہ سجادؑ ہے تم زینبؑ ہو

⑤

اِن خیالاتِ غم انگیز میں پیہم جو گھرے
اشک آنکھوں سے بہے رِیشِ مبارک پہ گرے
کوفہ و شام کے بازار نگاہوں میں پھرے
موت نے تھام لیئے تارِ رگِ جاں کے سِرے
چل بسے گلشنِ ہستی سے ہمارے مولاؑ
شہؑ کو روتے ہوئے دنیا سے سدھارے مولاؑ

⑥

یاں ہُوا فاطمہؑ کا لال عجم میں مسموم
اور وہاں کب سے مدینے میں بہن تھی مغموم
گو عزیزوں میں ہو ظاہر کا تعلق معدوم
دل کو ہوجاتا ہے سب حال کہیں سے معلوم
مضطرب تھی غمِ فرقت کے سفینے میں بہن
طُوس میں بھائی تڑپتا تھا مدینے میں بہن

وارثِ صابر و شاکر تھے جو راضی بہ رِضا/نسیمؔ امروہویؔ

تھا وہی عالَمِ غربت میں رِضاؑ کا عالَم

①

تھا وہی عالَمِ غربت میں رِضاؑ کا عالَم
کربلا میں جو شہِؑ کرب و بَلا کا عالَم
وہی تسلیم وہی صبر و رِضا کا عالَم
وہی تسبیح وہی ذکرِ خدا کا عالَم
نقشِ توحید کو اِس طرح مٹایا جائے
زہر اور ساقیِ کوثر کو پلایا جائے

②

گو بہت دُور وطن سے تھے حسینؑ ابنِ علیؑ
تھا نہ غم خوار بھی اُن کا دَمِ آخر کوئی
رونے والے تو مگر اُن کے تھے موجود کئی
سَر کھلے ہی سہی مقتل میں بہن تھی تو سہی
تھا یقیں غم میں مِرے جان کو کھوئے گی بہن
فاطمہؑ لاش پَر اور ناقے پہ روئے گی بہن

③

کشتۂ زہر زمانے میں حسنؑ بھی تھے مگر
نزع میں زانوئے شبیرؑ پہ تھا اُن کا سَر
بہنیں تسکین کو موجود، تسلّی کو پسر
اپنے سب اہلِ وطن، اپنے عزیز، اپنا گھر
یاں وطن دُور، بہن ہے نہ کوئی بھائی ہے
نزع کا وقت ہے اور عالَمِ تنہائی ہے

④

اُن خیالاتِ غم انگیز میں پیہم جو گھرے
اشک آنکھوں سے بہے ریشِ مبارک پہ گرے
کوفہ و شام کے بازار نگاہوں میں پھرے
موت نے تھام لئے تارِ رگِ جاں کے سِرے
چل بسے گلشنِ ہستی سے ہمارے مولاؑ
شہؑ کو روتے ہوئے دنیا سے سِدھارے مولاؑ

تھا وہی عالَمِ غربت میں رِضاؑ کا عالَم

قید میں مولا تقیؑ شام و سحر روتے تھے

①

قید میں مولا تقیؑ شام و سَحر روتے تھے
روکتے بھی تھے نگہبان مگر روتے تھے
یادِ شبیرؑ میں جب پیٹ کے سَر روتے تھے
در و دیوار کا پھٹتا تھا جگر روتے تھے
مَرتے مَرتے بھی زباں پر شہِؑ صفدر ہی رہے
مدتِ قید میں عابدؑ کے برابر ہی رہے

②

اِن کے رونے سے ہزاروں کا جگر نرم ہُوا
معتصم پہلے ہی جلتا تھا، پَر اب اور جلا
مِل کے دربان سے آخر وہ اُنہیں زہر دیا
جس کے پیتے ہی کلیجے میں گڑا تیرِ قضا
کچھ وصیت کے بھی لکھنے کی نہ مہلت پائی
قید میں وارثِ کاظمؑ نے شہادت پائی

③

کون زندان میں اپنا تھا جو اُن کو روتا
بے کسی لاشۂ مظلوم پہ کرتی تھی بکا
نو بزرگ آپ کے فردوس میں کرتے تھے عزا
ایک بی بی کی یہاں آئی یہ پُر درد صدا
لاش پر رونے کو بیٹا، نہ کوئی بھائی ہے
ہائے بچے تجھے غربت میں اَجل آئی ہے

④

یاں نہ مادر ہے، نہ بی بی ہے، نہ بیٹی، نہ بہن
لاش کو ڈھانکنے والا، نہ کوئی مرد، نہ زن
اب یہ زنداں کے نگہباں کا ہے دل دوز سخن
تھا وہ طفلِ مدنی جس نے دِیا غسل و کفن
سب نے دیکھا کہ وہ یوں پیٹ کے سَر روتا ہے
جس طرح باپ کے ماتم میں پسر روتا ہے

⑤

قبرِ اطہر میں اُتاری گئی جب نعشِ امامؑ
نور سے ہوگئی روشن لحدِ پاک، تمام
پھر کیا رو کے کہیں سے اُسی بی بی نے کلام
رونے والے مِرے شبیرؑ کے تجھ پر ہو سلام
خُلد سے سارے بزرگوں کو یہاں لائی ہے
دفن کرنے تِری میت کو بتولؑ آئی ہے

قید میں مولا تقیؑ شام و سحر روتے تھے /نسیمؔ

(بشکریہ نعت و سلام خواں سیّد ارشاد علی)

برقؔ زیدی

تقسیم کی گئی ہے زکوٰۃ اُسؑ کے نور کی
سیارگانِ چرخ کے بھی خاندان میں

میر رضی میرؔ

اب اِس سے بڑھ کے شرف آدمی کا کیا ہوگا
رُکی ہوئی ہے قیامت "اک آدمیؑ" کے لئے

قید ہو کر جو چلے شہرِ مدینہ سے تقیؑ

①

قید ہو کر جو چلے شہرِ مدینہ سے تقیؑ
ظالموں کو تھا یہ ڈر راہ میں روکے نہ کوئی
لے چلے باندھ کے زنجیروں میں جلدی جلدی
جَد کے روضے پہ یہ کہنے کی بھی فرصت نہ ملی

دشمنِ جاں ہوئی، بے وجہ خدائی نانا
ظلم تو دیکھئے اُمّت کی دُہائی نانا

②

بضعۂ قلبِ پیمبرؐ کی لحد سے گزرے
یاس سے دیکھتے شبرؑ کی لحد سے گزرے
رو دیئے عابدؑ مضطر کی لحد سے گزرے
آہ کی باقرؑ و جعفرؑ کی لحد سے گزرے

آخری بار زیارت کی اجازت نہ ملی
اِن مزاروں سے بھی رخصت کی اجازت نہ ملی

③

تھا وہ ذی الحج کا مہینہ کہ ہُوا جب یہ ستم
غم یہ تھا اب کی محرم میں کہاں ہوں گے ہم
قید میں بزم بپا کر کے منائیں گے جو غم
طوق گردن میں ہے کس طرح کریں گے ماتم

یہ شقی لاکھ ہمیں رونے پہ ایذا دیں گے
اپنے دادی کو تو ہر حال میں پُرسا دیں گے

X

④

راہ میں تھے کہ محرم کا پڑا چاند نظر
دل پہ وہ چوٹ لگی شمر کا جیسے خنجر
آ گیا یاد وہ مظلوم، وہ کنبہ، وہ سفر
دیکھ کر چاند وہ صابر کی دعا رو رو کر

راہ میں اپنی یہ توفیق عطا کر یارب
تجھ پہ قربان ہو پہلے مِرا اکبرؑ یارب

X

⑤

روتے روتے کبھی بندھتی تھی جو اُن کی ہچکی
جاگ اُٹھتے تھے غم انگیز صدا سُن کے شقی
ظلم ڈھاتے تھے کچھ ایسا کہ تڑپتے تھے تقیؑ
تازیانوں سے کبھی اور سِنانوں سے کبھی

صبر سے ظلم یہ سب کشتۂ غم سہتا تھا
آنکھ سے اشک، تو پہلو سے لہو بہتا تھا

⑥

راستے بھر یوں ہی کرتے ہوئے مظلوم کو یاد
تھی محرم کی نویں جبکہ یہ پہنچے بغداد
تنگ زنداں میں ہوئے قید، مثالِ سجادؑ
آئی زہراؑ کی صدا میرے تقیؑ جوادؑ

میں تیرے ساتھ ہوں کل شام کو پھر آؤں گی
کربلا میں کبھی بغداد میں رہ جاؤں گی

⑦

شبِ عاشور تھی وہ فرض تھی شب بیداری
رات بھر اشک رہے دیدۂ تر سے جاری
تھا کبھی پیاسوں کا ماتم کبھی ذکرِ باری
یادِ مظلوم میں وہ رات بسر کی ساری

صبح جب سُوئے فلک آنکھ اُٹھا کے دیکھا
تیس کُشتوں کو مصلّے پہ تڑپتے دیکھا

⑧

اِس قدر روئے کہ اشکوں سے مصلیٰ ہُوا تر
کربلا ہی کے خیال آتے رہے پھر دن بھر
العطش کہتی ہے وہ چار برس کی دُختر
جاں بلب پیاس سے جُھولے میں ہے ننھا سا پسر

یادِ اصغرؑ میں جو کھا کھا کے پچھاڑیں روئے
رو دیئے غیر بھی جب مار کے دھاڑیں روئے

⑨

کون زندان میں اپنا تھا جو اِن کو روتا
بے کسی لاشۂ مظلوم پہ کرتی تھی بکا
آٹھ معصوم تو فردوس میں تھے محوِ عزا
ایک بی بی کی یہاں آتی تھی پُر درد صدا

لاش پَر رونے کو بیٹا نہ کوئی بھائی ہے
ہائے بیچے تجھے غربت میں اَجل آئی ہے

قید ہو کر جو چلے شہرِ مدینہ سے تقیؑ

کون سا ظلم تھا جو مولا نقیؑ نے نہ سہا

①

کون سا ظلم تھا جو مولا نقیؑ نے نہ سہا
بد دعا دِل میں مچلتی رہی ہونٹوں کو سیا
ایک دل سنگ خلیفہ نے مگر قہر کیا
ہائے مظلوم کو پانی نہ دیا، زہر دیا

پاس اُس دَم کوئی ہمدرد نہ شیدائی تھا
کسمپُرسی میں عجب عالَمِ تنہائی تھا

②

عسکریؑ روتے تھے زانو پہ رَکھے باپ کا سَر
بہرِ اِمداد برادر تھا نہ کوئی خواہر
کربلا ایسے میں آجاتی تھی جب پیشِ نظر
دل سے آتی تھی یہ آواز وہ جنگل تھا، یہ گھر

گود میں فرقِ مطہّر ہے یہاں بابا کا
تھا وہاں جلتی ہوئی ریت پہ سَر دادا کا

③

یاں ابھی میں نے پلایا تھا پدر کو پانی
تین دن سے وہاں پیاسا تھا نبیؐ کا جانی
یاں میسر ہے کفن، دَفن میں ہے آسانی
ہائے بے گور و کفن لاش کی واں عریانی

پارۂ دل ہے یہاں اشک بہانے کے لیے
واں تھا بیمار پسر قید میں جانے کے لیے

جب زہر سے شہید ہوئے گیارھویں امامؑ

①

جب زہر سے شہید ہوئے گیارھویں امامؑ
سامرّہ والے خاک اُڑانے لگے تمام
بازار بند کر دیئے چھوڑے سب اپنے کام
ماتم میں عسکریؑ کے ہوئے محو خاص و عام
دروازۂ امامؑ پہ ایسی فُغاں ہوئی
سامرّہ میں قیامتِ صغریٰ عیاں ہوئی

②

جس گھر میں تھی بَنی ہوئی قبرِ علی نقیؑ
اُس میں ہی دفن لاشِ حسن عسکریؑ ہوئی
گھر گھر سے تھی بُلند صدا آہ آہ کی
انتیس سال بھی نہ ہوئی عمرِ عسکریؑ
مدفون خوب عسکریؑ بے وطن ہُوا
پیاسے حسینؑ کو نہ میسر کفن ہُوا

③

اب اِس قلق سے ہوتے ہیں ٹکڑے دل و جگر
ظلم اہلبیتؑ پر کئے اعدا نے اِس قدر
سجادؑ جیسے روئے نہ لاشِ حسینؑ پر
یونہی نہ رویا عسکریؑ کی لاش پر پسر
دُرّے اُٹھائے گِرد وہاں نابکار تھے
آمادہ قتل پر یہاں بدعت شِعار تھے

④

اِن مناظر کے تصور میں یہ تھے محوِ بکا
ناگہاں بولے یہ گھبرا کے ہمارے مولاؑ
بہرِ تعظیم اُٹھاؤ مجھے اے ماہ لقا
خُلد سے لائے ہیں تشریف، رسولِؐ دوسَرا
ساتھ زہراؑ کے شہِؑ بدر و حنین آئے ہیں
میرے لینے کو حسنؑ اور حسینؑ آئے ہیں

⑤

پھر اُٹھا کر سَرِ پُرنُور پکارے یہ امامؑ
میرے نانا مِرے دادا مِری دادی کو سلام
کہہ کے یہ گِر گئے تکیئے پہ جو مولائے انام
عسکریؑ روئے تڑپنے لگیں ارواحِ کرام
پُرسہ دیتا تھا نہ کوئی، نہ گلے ملتا تھا
پنجتنؑ روتے تھے اور عرشِ خدا ہِلتا تھا

⑥

فاطمہؑ کرتی تھیں یہ بَین تڑپ کر ہر بار
میرے شبیرؑ کے پوتے تِری غربت کے نثار
مثلِ شبرؑ کے جو نیلا ہے تنِ زار و نزار
وقتِ رحلت تجھے پانی بھی ملا گُل رُخسار
کب گھرانا کہیں ایسا کوئی مظلوم ہُوا
ساتواں تو مِرا پوتا ہے جو مَسموم ہُوا

کون سا ظلم تھا جو مولا نقیؑ نے نہ سہا

(۴)

مولاؑ امامِ عصر ہوئے آپ تو نہاں
بچتے تو کیسے عابدؑ بیمار و ناتواں
دینا تھا اُن کو صبر و تحمل کا امتحاں
وہ کوفہ و دمشق گئے پہنے بیڑیاں
اسلام کا تھا بار مجاہد کی پشت پر
دُرّے برستے رہتے تھے عابدؑ کی پشت پر

(۵)

مولاؑ بہت بلند ہے حضرتؑ کا مرتبہ
لیکن ہے بے مثال یہ عابدؑ کا حوصلہ
لے کر چلے جو ساتھ اسیروں کا قافلہ
دُشوار سارے مرحلوں سے تھا یہ مرحلہ
دن بن گیا تھا رات نگاہِ امام میں
ماں بہنیں پھپیاں ساتھ تھیں بازارِ شام میں

(۶)

سجادِؑ ناتواں گئے دربارِ عام میں
ایذا رَساں تھے جمع سب اِس اِژدِھام میں
اِس درجہ تابِ ضبط تھی چوتھے امامؑ میں
دفنایا خود سکینہؑ کو زندانِ شام میں
ظلم اِس قدر ہوئے تھے محمدؐ کی آلؑ پر
رویا یزید خود بھی اسیروں کے حال پر

جب زہر سے شہید ہوئے گیارھویں امامؑ / ظہورؔ

جارچوی

معتمد کا تھا زمانہ کہ ہُوا ظلم یہ آہ

(۱)

معتمد کا تھا زمانہ کہ ہُوا ظلم یہ آہ
عسکریؑ زہر سے مارے گئے بے جرم و گناہ
چند لمحے بھی نہ گزرے کہ تڑپنے لگے شاہؑ
آئی زہراؑ کی یہ آواز کہ اِنا لِلّٰہ
جاں بلَب ہے مِرا فرزند دُہائی بابا
مَر کے اب قید سے کیا ہوگی رِہائی بابا

(۲)

کسی پہلو مِرے بچّے کو نہیں ہے آرام
کروٹیں لیتا ہے بستر پہ تڑپ کر گلفام
آکے بالینِ حسنؑ پھر یہ کیا روکے کلام
رونے والے مِرے شبیرؑ کے تجھ پر ہو سلام
نزع کا وقت ہے اور عالمِ تنہائی ہے
سَر تِرا گود میں لینے کو بتولؑ آئی ہے

(۳)

گھر میں اپنے تھے نظر بند جو مولائےؑ انام
دو ہی مونس تھے یہاں ایک کنیز ایک غلام
اک نگاہوں سے نہاں پانچ برس کا گلفام
اُس کو لپٹائے ہوئے سینے سے کہتے تھے امامؑ
تم کو گھر بار تمہیں عُقدہ کُشا کو سونپا
باپ رُخصت ہے مِرے لال خدا کو سونپا

چُھٹ کر پدر سے بے کس و تنہا تھے عسکریؑ

(۱)

چُھٹ کر پدر سے بیکس و تنہا تھے عسکریؑ
پابندِ حکمِ خالقِ یکتا تھے عسکریؑ
حق کے وَلی تھے خَلق کے مولا تھے عسکریؑ
احساں تھا جس کا جوش وہ دریا تھے عسکریؑ

ابرِ کرم تھے بحرِ سخا تھے زمانے میں
ویسے ہی جیسے ہوتے رہے اِس گھرانے میں

(۲)

بے مثل تھے جو عالمِ دِیں حُجّتِ اِلٰہ
کیا قدر جاہلوں میں ہوئی اُس کی آہ آہ
دَم بھر نہ دستِ ظلمِ عدُو سے ملی پناہ
پردیس میں غریبِ مدینہ ہُوا تباہ

صدمے طرح طرح کے رہے ایک جان پر
آیا کسی طرح کا نہ شکوہ زبان پر

(۳)

زندانِ شام سا تو نہیں ہے کوئی مکاں
مخصوص ہے مصیبتِ سجادؑ ناتواں
اِس طرح کی زمیں ہے کہاں زیرِ آسماں
مسکن بَلا کا گھر تھا کہ آفت کا الاماں

پیدا ہوئے تھے عقرب و مار اُس کی خاک سے
پوچھے کوئی یہ رنج و مِحَن آلِ پاک سے

(۴)

آج ہے آٹھویں تاریخ ربیعؑ الاوّل
غرقِ اشکِ غمِ شبیرؑ ہیں آنکھوں کے کنول
میرے مرنے سے پڑے ماتمِ شہؑ میں نہ خلل
ہو جو غیبت بھی تو جاری رہے یہ طرزِ عمل

جانِ زہراؑ کے لئے اشک بہانا بیٹا
ہر جگہ مجلسِ شبیرؑ میں جانا بیٹا

(۵)

ناگہاں پیاس لگی پینے کو پانی مانگا
دوڑ کر آبِ خُنک لائی کنیزِ مولاؑ
جام کو دیکھ کے یاد آگیا جو خشک گلا
ہائے شبیرؑ کہا اور وہیں دَم توڑا

گِر گئے تکیئے پہ تیورا کے بس اک بار، حسنؑ
چل بسے پیاسے ہی، پیاسے کے عزادار، حسنؑ

(۶)

دوستو حسبِ تمنائے امامؑ کونین
مجلسِ غم میں ہیں مہدیؑ بھی ہمارے مابَین
دل سے آتی ہے یہ آواز بہ صد شیون و شین
السلام اے شہِؑ دیں، منتقم خونِ حسینؑ

اشکِ غم نذرِ امامِ دوسَرا کرتے ہیں
تعزیت آپؑ کے باباؑ کی ادا کرتے ہیں

معتمد کا تھا زمانہ کہ ہُوا ظلم یہ آہ

اے صاحبُ الزماںؑ یہ زمانہ الم کا ھے

①

اے صاحبُ الزماںؑ یہ زمانہ اَلم کا ہے
اعدا کو رنج شاہِؑ شہیداں کے غم کا ہے
دشوار ذِکر کشتہ ٔ درد و اَلم کا ہے
ہم کو سہارا آپ ہی کے ایک دَم کا ہے

وردِ زباں دعا ہے ظہورِ امامؑ کی
آئے وہ دن کہ راہ کھلے انتقام کی

②

پہلے بتولؑ آئیں گی محشر میں بے قرار
آہوں سے کانپ اُٹھے گا جبھی عرشِ کردگار
پَر آمدِ حسینؑ ہے تصویرِ انتشار
سب قافلہ بھی ساتھ معِ طفلِ شِیر خوار

وہ ایک تازہ حشر وہ معصوم کا بیاں
عادل کی بارگاہ میں مظلوم کا بیاں

③

نوحہ کریں گے عرصۂ محشر میں خاص و عام
حال اپنا جب کریں گے بیاں شاہِؑ تشنہ کام
اے مومنو یہ غور و تامّل کا ہے مقام
کیا کیا کہیں گے دادرسِ خلق سے امامؑ

کعبہ میں آنا اہلِ حرم کو لئے ہوئے
جانا بلا کے دشت میں بے حج کئے ہوئے

④

تھا کون اِس خرابے میں غم خوارِ اہلبیتؑ
کس گھر میں تھی لٹی ہوئی سرکارِ اہلبیتؑ
دَم توڑتا تھا قافلہ سالارِ اہلبیتؑ
مجبور تھا پڑا ہُوا مختارِ اہلبیتؑ

بستر زمینِ سخت کا، تکیہ تھا خِشت کا
ویرانے میں اسیر تھا مالک، بہشت کا

⑤

موقع ملا تو زہر دیا شہؑ کو بے گناہ
لختِ دلِ رسولؐ کی حالت ہوئی تباہ
بیمار ہو کے اُٹھ نہ سکا حُجّتِ اِلٰہ
مکار معتمد سا نہ ہوگا خدا گواہ

بھیجے طبیب اُس نے دوا کرنے کیلئے
پوشیدہ اپنا حالِ جفا کرنے کیلئے

⑥

شدت وہ تپ کی زہر کا وہ صدمۂ گراں
ایسا تھا ضعف کانپتا تھا جسمِ ناتواں
کمسن ابھی تھے حُجّتِ حق صاحبُ الزّماں
تھا دوسرا برس، کوئی کہتا ہے پانچواں

جانِ نبیؐ نے بارِ امامت اُٹھالیا
اِس کم سنی میں کوہِ مصیبت اُٹھالیا

چُھٹ کر پدر سے بے کس و تنہا تھے عسکریؑ

④

شورش وہ فوجِ شام کی وہ سَر زمیں اداس
شہزادیاں مدینے کی جنگل میں بے حواس
مہمانوں کی وہ دل شکنی وہ ہجومِ یاس
بچّوں کا ساتھ اور کئی دن کی بھوک پیاس
عاشور کو حسینؑ کا دل چاک ہو گیا
لاشوں کا ایک ڈھیر سَرِ خاک ہوگیا

⑤

روئے ہر ایک ناصر و یاور کی لاش پَر
قاسمؑ یتیم حضرتِ شبرؑ کی لاش پَر
لاشوں پہ بھانجوں کے برادر کی لاش پَر
بن بیاہے نوجواں علی اکبرؑ کی لاش پَر
وہ تیرِ ظلم، حرملۂ نابکار کا
حضرتؑ کی گود اور لہو شِیر خوار کا

⑥

اللہ سے کہے گا وہ مظلوم اپنا حال
وہ زخم کھا کے گھوڑے سے گِرنا دَمِ زوال
سینے کا درد، شمر کی سختی، زمین لال
پانی کا سنگ دل سے دَم واپسیں سوال
بے آب تیغ، خشک گلا، وا مصیبتا
وہ بعدِ قتل، رنج و بُکا، وا مصیبتا

لے صاحبُ الزماں یہ زمانہ الم کا ھے / فراست زید

پوری

سجادؑ جب دوبارہ اسیرِ جفا ہوئے

①

سجادؑ جب دوبارہ اسیرِ جفا ہوئے
زنجیر اور طوق میں پھر مبتلا ہوئے
روحِ رسولؐ پاک کو صدمے سِوا ہوئے
درد و الم بتولؑ کو لا انتہا ہوئے
غل تھا کہ پھر مدینے کی بستی اُجڑتی ہے
گردن میں طوق، پاؤں میں زنجیر پڑتی ہے

②

القصہ جس گھڑی کہ نمایاں ہوئی سَحر
لشکر ہُوا یزید کا آمادۂ سفر
اُٹھیں وضو کو خواہرِ سلطانِ بحر و بر
فضہؑ نے جانماز بچھائی بچشمِ تَر
اک دَم مَلول حد سے سِوا ہوتی جاتی تھیں
زینبؑ نماز پڑھتی تھیں اور روتی جاتی تھیں

③

فارغ ہوئیں دعا سے جو زینبؑ بچشمِ تَر
فضہؑ کو تب بُلا کے یہ بولی وہ نوحہ گَر
یاں سے بہت قریب ہے سُنتی ہوں وہ شجر
خولی نے جس درخت میں باندھا تھا شہؑ کا سَر
لے چل وہاں پہ فاطمہؑ زہرا کی جائی کو
رووں گی اُس درخت کے نیچے میں بھائی کو

(۴)

روئیں بیان کرکے جو زینبؑ بحالِ زار
مابینِ دشت، ہائے حسینا کی تھی پکار
اک باغ تھا وہاں کہ ہر اک گُل تھا جس کا خار
تھا مُہتَمِم وہاں کا تمیمِ ستم شِعار
ظلمت عیاں تھی کفر کی اُس بد خصال سے
رکھتا تھا بُغض دل میں محمدؐ کی آلؑ سے

(۵)

پوچھا یہ اُس نے آکے قریبِ سپاہِ شَر
عورت یہ کون سی ہے جو روتی ہے اِس قدر
بولا کوئی شقی کہ تجھے کیا نہیں خبر
زینبؑ یہی ہے عاشقِ سلطانِ بحر و بَر
مدت سے سوگوارِ شہِؑ تشنہ کام ہے
یہ خواہرِ حسین علیہ السلام ہے

(۶)

سننا تھا یہ کہ غیظ میں آیا وہ بد زباں
پہنچا قریبِ دخترِ خاتونِ اِنس و جاں
تھا آہنی جو ہاتھ میں اک بیلچہ گراں
مارا شقی نے فرق پہ زینبؑ کے ناگہاں
غش آ گیا زمین پہ تھرا کے گِر پڑیں
سَر پَر لگی وہ ضرب کہ تیورا کے گِر پڑیں

(۷)

مُہلک مرض میں جب یہ قیامت ہوئی بپا
صدمے سے سَرد ہوگئے زینبؑ کے دست و پا
صحرا میں جِن و انس کے رونے کی تھی صدا
پہنچیں جِناں میں خواہرِ سلطانِ کربلا
آنے لگی بُکا کی صدا آسمان سے
غُل پڑ گیا کہ اُٹھ گئیں زینبؑ جہان سے

(۸)

دوڑی یہ حال دیکھ کے فضہؑ بصد اَلم
دیکھا کہ جسمِ پاک میں باقی نہیں ہے دَم
دوڑی وہاں سے پیٹتی سَر وہ اسیرِ غم
عابدؑ کے پاس آ کے پکاری بچشمِ نم
جنت میں سوگوارِ شہِؑ بحر و بَر گئیں
جلد آیئے کہ زینبؑ دل گیر مَر گئیں

(۹)

اے سَرگروہِ آلِؑ عبا وا مصیبتا
سَر پَر اُڑاؤ خاکِ عزا وا مصیبتا
تازہ ستم یہ اور ہُوا وا مصیبتا
زینبؑ نے کی جہاں سے قضا وا مصیبتا
سامانِ غسلِ زینبؑ دل گیر کیجئے
جلدی پھوپھی کے دفن کی تدبیر کیجئے

سجادؑ جب دوبارہ اسیرِ جفا ہوئے

جب کربلا سے لُٹ کے وطن کو حرم پھرے

①

جب کربلا سے لُٹ کے وطن کو حرم پھرے
گریاں سیاہ پوش بصد رنج و غم پھرے
اک دوسرے سے کہتے ہوئے یہ بہم پھرے
یوں لَوٹ کر نہ آئے کوئی جیسے ہم پھرے

حجروں میں سب تو اشکوں سے دامن بھگوتی ہیں
لیکن ربابؑ صحن ہی میں بیٹھی روتی ہیں

②

جب بیٹھے بیٹھے دھوپ میں عرصہ گزر گیا
حالت خراب ہوگئی چہرے کا رنگ اُڑا
زینبؑ نے اِک دن آکے بڑے درد سے کہا
حجرے میں چلیے بھابی یہ ہے حکم امامؑ کا

سائے میں اب بحال کچھ اوسان کیجئے
یوں دھوپ میں نہ جان کو ہلکان کیجئے

③

جب سب بضد ہوئے تو یہ کہنے لگیں ربابؑ
وعدہ کیا ہے روبروئے ابنِ بوترابؑ
سائے میں اب نہ بیٹھوں گی اے آسماں جناب
کس دل سے لاؤں وعدہ خلافی کی اب میں تاب

کیا یہ سُنوں میں فاطمہؑ کے نورِ عین سے
وعدہ وفا نہ کرسکی بانوؑ حسینؑ سے

④

جب دھوپ سے اُٹھی نہ ربابؑ جگر فگار
سمجھا کے لے چلے اُنھیں سجادؑ نامدار
رُخ کرکے کربلا کی طرف روئیں زار زار
بولیں کہ وعدہ آپ سے تھا ہُوں میں شرمسار

مجبور کردیا مجھے حکم امامؑ نے
رکھ لیجے آبرو مِری اِن سب کے سامنے

⑤

یہ کہتے کہتے ہچکی لگی دَم نکل گیا
سجادؑ بولے اماں نے وعدہ وفا کیا
زینبؑ نے روکے سبطِ پیمبرؐ کو دی صدا
آسان کر دو میری بھی مشکل پئے خدا

میرے بُلانے میں بھی نہ تاخیر اب کرو
اکبرؑ کا واسطہ مجھے جلدی طلب کرو

⑥

زینبؑ کی اِس فغاں پہ قیامت کا تھا سماں
تھیں بی بیاں رُبابؑ کی قسمت پہ نوحہ خواں
اور سَر جُھکائے بیٹھے تھے سجادؑ ناتواں
آئی صدائے سیّدہؑ کانوں میں ناگہاں

مرقد میں اپنی آج یہ سوئے گی چین سے
میں صدقے اِس نے خوب نباہی حسینؑ سے

جب کربلا سے لُٹ کے وطن کو حرم پھرے / امیر چھولسی

(بشکریہ سوز خواں عاشق علی / رہتاس ضلع جہلم)

مختارؑ قیدِ کوفہ سے جب ہو گئے رِہا

①

مختارؑ قیدِ کوفہ سے جب ہو گئے رِہا
اور اختیار تختِ حکومت پہ مِل گیا
مارا اُسے جو قاتلِ آلِ نبیؐ ملا
فی النّار جب کہ ابنِ زیادِ لعیں ہُوا
خوش ہو کے شکر خالقِ کون و مکاں کیا
اک نامہ بَر کو جانبِ یثرب رواں کیا

②

عرضی لکھی یہ عابدؑ عالی مقام کو
مارا ہے قاتلانِ شہؑ تشنہ کام کو
مولا یہ آرزو ہے اِس ادنیٰ غلام کو
حضرت اُتاریں رَختِ عزائے امامؑ کو
سیدانیوں سے کہیے نہ آہ و بکا کریں
کھائیں پئیں غلام کے حق میں دُعا کریں

③

پائی ہے میں نے یہ بھی خبر یا امامِؑ دیں
بیٹھی ہیں صحن خانہ میں بی بی کوئی حزیں
ڈر ہے مجھے ہلاک نہ ہو جائیں وہ کہیں
فی النّار ہو چکا ہے بنِ کاھل لعیں
دل کو سنبھالیں اب علی اصغرؑ کا واسطہ
سایہ میں بیٹھیں، سبطِ پیمبرؐ کا واسطہ

④

نامہ امامِؑ عصر نے مختارؑ کا پڑھا
بیتُ الشرف میں جا کے یہ مخدومہ سے کہا
یہ دُھوپ اور اوس کی تکلیف تا کجا
اماں ہمیں یہ خط میں ہے مختارؑ نے لکھا
ہوگی اُسے خوشی اگر آرام پائیں آپ
میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ سائے میں آئیں آپ

⑤

مخدومہ نے سُنا جو یہ فرمان امام کا
رو کر کہا اُٹھاؤ اگر ہے یہی رِضا
دیکھا اک آہ بھر کے سُوئے دشتِ کربلا
ہاتھوں کو جوڑ کر بصد اندوہ یہ کہا
میں جیتے جی نہ اُٹھتی کبھی اِس مقام سے
مولاؑ چلی ہوں سائے میں حکم امامؑ سے

⑥

یہ کہہ کے اُٹھنا چاہا نہ اُٹھا گیا مگر
سب بی بیاں لپٹ گئیں جلدی سے دوڑ کر
اُٹھی نہ تھیں کہ سُوئے جِناں کر گئیں سفر
رو کر پکارے سیّد سجادؑ نامور
لے کر چلی ہو بی بیو کس خوش سَرِشت کو
اماں روانہ ہوگئیں باغِ بہشت کو

مختارؑ قیدِ کوفہ سے جب ہو گئے رِہا / ظہورؔ جارچوی

اے مومنو پھر آٹھویں شوال آئی ہے

①

اے مومنو پھر آٹھویں شوال آئی ہے
حزن و ملال و یاس کو ہمراہ لائی ہے
از فرش تابہ عرش گھٹا غم کی چھائی ہے
خارِ الم نے دل میں کھٹک یہ لگائی ہے

توڑے مزار دشمنِ ربِّ وَدود نے
روضے گرائے آلؑ کے ابنِ سعود نے

②

قرآن میں جو آیہ مودّت کا آیا ہے
ہے ہے اسی کو دل سے لعیں نے بُھلایا ہے
یعنی مزارِ عابدؑ و باقرؑ گرایا ہے
روضہ حسنؑ کا بنتِ نبیؐ کا مٹایا ہے

بدعت سمجھ کے مصحفِ ناطق کی قبر کو
ناحق ہی ڈھایا جعفرِ صادقؑ کی قبر کو

③

اس پر بھی اس لعیں نے ستم یہ دکھادیا
یعنی مزارِ حضرتِ حمزہؑ گرادیا
مرقد کا آمنہؑ کے نشاں تک مٹا دیا
مولَد جنابِ ختمِ رسلؐ کا بھی ڈھادیا

تربت مِٹا کے بنتِ اسد دل ملول کی
مسجد ملائی خاک کے اندر رسولؐ کی

④

قبریں زبانِ حال سے کہتی ہیں بار بار
توڑے ہیں اہلبیتِ محمدؐ کے سب مزار
ابنِ سعود نے وہ کیا ظلم آشکار
کافر تلک بھی کر نہیں سکتے جو زینہار

قبروں کا آلِ پاک کی نقشہ مٹادیا
ڈھیر اینٹ پتھروں کا لعیں نے لگادیا

اے مومنو پھر آٹھویں شوال آئی ہے

جانِ نبیؐ و خاصۂ داور ہے فاطمہؑ

①

جانِ نبیؐ و خاصۂ داور ہے فاطمہؑ
کچھ شک نہیں شفیعۂ محشر ہے فاطمہؑ
سبطینِ ذی وقار کی مادر ہے فاطمہؑ
افسوس آج بیکس و بے پر ہے فاطمہؑ

جنّت میں چین ہووے گا کیونکر رسولؐ کو
توڑا ہے نجدیوں نے مزارِ بتولؑ کو

②

اے مومنو عجیب ہے زہراؑ کا ماجرا
شوال کی تھی آٹھ جو محشر بپا ہوا
اعدا نے ڈھائی جب لحدِ بنتِ مصطفیٰؐ
حیرت ہے کیوں زمین پہ نہ آسماں گرا

بارِ الٰہ جلد اب ان پر عذاب ہو
بے دین قومِ نجد کا خانہ خراب ہو

③

زندہ رہیں تو باپ کو رونے نہیں دیا
محروم جائدادِ محمدؐ سے کردیا
دروازہ کو گرایا تو محسنؑ نے کی قضا
پہلو شکستہ ہوگیا ظلم ایسا کچھ کیا

راحت نہ دی حیات میں بنتِ رسولؐ کو
مسمار آج کردیا قبرِ بتولؑ کو

④

کیا ظلم کرگئے کہ نہیں جس کی انتہا
قبّوں کو توڑا قبروں کو مسمار کردیا
اللہ اہلبیتؑ سے کیا ان کو بغض تھا
مرنے کے بعد بھی یہ ستم وا مصیبتا

یارب گرا دے نجدیوں پر آسمان کو
دکھلادے قہر اپنا تو اہلِ جہان کو

⑤

زندہ رہیں تو دکھ میں ہمیشہ ہوئی بسر
زہراؑ نے چین پایا نہ دنیا میں اک پہر
بعد رسولؐ کھیل گئیں اپنی جان پر
امّت سے تنگ ہو کے جہاں سے کیا سفر

کی تھی یہ فاطمہؑ نے وصیّت امام سے
دفنائیں شب میں مجھ کو چھپا کر عوام سے

⑥

قبریں بھی تھیں بنائیں علیؑ نے کئی جگہ
تھی اس میں مصلحت بڑی شک کی نہیں ہے جا
بنتِ رسولؐ پاک کو اعدا سے خوف تھا
یعنی نہ کھود ڈالیں لعیں قبرِ سیّدہؑ

افسوس اس کا ہے کہ یہ نجدی نہ مرگئے
اس وقت جو نہ ہوسکا وہ آج کرگئے

(۷)

کس منہ سے یہ کہوں کہ مٹی قبرِ سیدہؑ
توڑا گیا مزارِ حسنؑ وا مصیبتا
زین العبا و باقرؑ و جعفرؑ کی قبر کا
ہے ہے نشان بھی کوئی باقی نہیں رہا
اس ظلم کی نظیر تو اے آسماں نہیں
سادات کے بھی قبروں کا نام و نشاں نہیں

(۸)

مولا ظہور کیجیے ترحم کا ہے مقام
واللہ انتظار تمہارا ہے صبح و شام
افسوس ہے کہ آئیں نہ جانیں ہماری کام
پُرسہ کو یا امامِ زمانؑ آئے ہیں غلام
توہین کی لعینوں نے احمدؐ کی آلؑ کی
ڈھایا لحد کو فاطمہؑ خوش خصال کی

جانِ نبیؐ و خاصہ داور ہے فاطمہؑ

اے سوگوارو آہ و بکا کا مقام ہے

مولانا سید چراغ علی رضوی مرحوم

(۱)

اے سوگوارو آہ و بکا کا مقام ہے
اب رخصتِ حسین علیہ السلام ہے
مہماں تمہارا جاتا ہے جو تشنہ کام ہے
سر پیٹو خاک اڑاؤ کہ ماتم تمام ہے
اب وہ صدائے ہائے حسیناً نہ آئے گی
گھر میں تمہارے فاطمہ زہراؑ نہ آئے گی

(۲)

اے شاہِ کربلا تری خدمت نہ ہوسکی
اے کشتۂ جفا تری خدمت نہ ہوسکی
اے جانِ فاطمہؑ تری خدمت نہ ہوسکی
مہمانِ نینوا تری خدمت نہ ہوسکی
جی بھر کے روسکے نہ یہ گردش نصیب کی
مجلس یہ آخری ہے حسینؑ غریب کی

(۳)

اگلے برس حسینؑ محرم میں آئیں گے
باقی رہی حیات تو یہ غم منائیں گے
اور فاطمہؑ کے لعل پہ آنسو بہائیں گے
گر مرگئے تو قبر میں ہم خاک اڑائیں گے
تیار قافلہ ہے شہِ مشرقین کا
لو کربلا کو جاتا ہے کنبہ حسینؑ کا

④

عباسؑ باوفا، علی اکبرؑ نہ جایئے
جھولے کو خالی چھوڑ کے اصغرؑ نہ جایئے
لے کر برات قاسمؑ بے پر نہ جایئے
ویراں مکان ہوتا ہے سرورؑ نہ جایئے

آئی صدا نہ روؤ عزادار، آئیں گے
پھر اگلے سال اپنے بھرے گھر کو لائیں گے

⑤

بن بیاہے نوجواں علی اکبرؑ بھی آئیں گے
مشک و علم کے ساتھ برادر بھی آئیں گے
بانو کی گود میں علی اصغرؑ بھی آئیں گے
نوشاہ بن کے قاسمؑ بے پر بھی آئیں گے

زینبؑ کا ہاتھ تھامے سکینہؑ بھی آئے گی
اک شب کی بیاہی فاطمہ کبریٰؑ بھی آئے گی

⑥

زینبؑ کے لعل، باندھ کے ہتھیار آئیں گے
صغریٰؑ مریض، عابدؑ بیمار آئیں گے
شبرؑ کے ساتھ حیدرؑ کرار آئیں گے
زہراؑ کو تھامے احمدِ مختارؐ آئیں گے

دل کیوں نہ بے قرار ہو، بنتِ رسولؐ کا
مجروح آج تک بھی ہے، پہلو بتولؑ کا

⑦

لو الوداع ہوتا ہے، رخصت یہ تشنہ کام
تم رو رہے ہو ماہِ محرّم سے صبح و شام
کوثر پہ اپنے ہاتھ سے دونگا میں بھر کے جام
رخصت حسینؑ ہوتا ہے تم پر مرا سلام

دونوں جہاں میں خوش رہو اور شاد تم رہو
اماں دعائیں دیتی ہیں آباد تم رہو

⑧

اے شاہِ کربلائے معلٰی سلام لو
ہم بیکسوں کے والی و مولا سلام لو
آقا سلام لو شہِؑ والا سلام لو
اے فاطمہؑ کے چاند ہمارا سلام لو

رخصت یہ آخری ہے دل افگار آئے ہیں
مولا سلام لو یہ عزادار آئے ہیں

لے سوگوارو آہ و بکا کا مقام ھے

(بشکریہ محترم سجاد رضوی / دکن)

نوحہ جات

لاچار حسینؑ بے یار حسینؑ (متینؔ)

لاچار حسینؑ بے یار حسینا
اے بیکسوں کے قافلہ سالار حسینا
وہ خنجرِ بے پیر کجا ہائے مقدر
اور بوسہ گہِ احمدِؐ مختار حسینا
قربان گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نوکوں سے سنانوں کی ہے افگار حسینا
ماں بیٹھنے دے مکھی نہ جس جسم کے اوپر
اُس جسم پہ یوں تیروں کی بوچھار حسینا
بَل کھائے نہ کیوں دل مِرا جب نوکِ سناں پر
بندھ جائیں ترے گیسوئے خم دار حسینا
دَرّانہ عدو بے ادبانہ ہوئے داخل
گھر فاطمہؑ کا ہوگیا بازار حسینا

ماں بہنوں کے اونٹوں کا بنا کون شتربان
عابدؑ کے سِوا صاحبِ آزار حسینا
سَر ننگے بہن کو تری اعدا نے پھرایا
یوں لوٹی گئی ہے تری سرکار حسینا
بیمار کو زنجیروں میں اعدا نے جکڑ کر
پہنایا ہے اک طوقِ گراں بار حسینا
بچوں کو طمانچے ستم ایجادوں نے مارے
کچھ کہہ نہ سکی زینبؑ ناچار حسینا
آدمؑ صفیُ اللہ سے تا عیسیٰؑ دوراں
ایسی نہ لٹی تھی کوئی سرکار حسینا

(بشکریہ سوز خواں محمد احمد جعفری)

جویائے برادر شیدائے برادر (متینؔ)

جویائے برادر شیدائے برادر
عباسؑ کہاں سے تمہیں لے آئے برادر
لُوٹا گیا شبیرؑ دوہائی ہے خدا کی
اب بندِ کمر ٹوٹ گیا ہائے برادر
اے گود کے پالے یہ تأسف کا محل ہے
میں زندہ ہوں اور برچھیاں تُو کھائے برادر
اب کوئی نہ باقی رہا ایسا کہ پس از مرگ
لاشہ مرا مقتل سے اٹھا لائے برادر
پانی نہ پیا سوچ کے یہ پیاسا ہے بھائی
قربان وفا کی تری ہوجائے برادر

(بشکریہ الحاج فائق حسین رضوی برادران و پسران)

✞✞✞✞✞

سقائے سکینہؑ شیدائے سکینہ (متینؔ)

سقائے سکینہؑ شیدائے سکینہ
عباسؑ چچا صدقہ ہو مرجائے سکینہؑ
کیوں عمو یہی مرضی ہے جو شمر کے ہاتھوں
دن رات پڑی سیلیاں یوں کھائے سکینہؑ

اب کاہے کو یہ ہوگا کہ تم ڈیوڑھی پر آؤ
اور دور سے لینے کے لئے آئے سکینہؑ
گلرنگ ہے کُرتا مرا کانوں کے لہو سے
کس چاہنے والے سے یہ دُھلوائے سکینہؑ
بچہ کوئی بے آبی سے ایسا نہ ہو بیتاب
جس طرح تڑپتی ہے پڑی ہائے سکینہؑ

(بشکریہ سوز خواں حاجی سیّد کفایت حسین مرحوم)

✞✞✞✞✞

پروان چڑھالوں ارمان نکالوں (متینؔ)

پروان چڑھالوں ارمان نکالوں
ٹھہرو علی اکبرؑ تمہیں دولھا تو بنالوں
پھل برچھی کا کھائے ہوئے سوتے ہو زمیں پر
اے لال میں کس طرح کلیجے کو سنبھالوں
شاید یونہی تھم جائے لہو زخمِ جگر کا
اُٹھو علی اکبرؑ میں کلیجے سے لگا لوں
اے لال ترے بیاہ کی زینبؑ کو تھی حسرت
اِن خون بھرے ہاتھوں میں منہدی تو لگالوں

یوں گھر سے مرے لال کو لے جائیں نہ حضرت
سایہ کریں آنچل کا میں بہنوں کو بلا لوں
پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک شہانی
تابوت پہ میں پھولوں کا سہرا تو چڑھالوں
ٹھہراؤ جنازے کو نہ حسرت مجھے رہ جائے
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں

(بشکریہ سوز خواں رضا زیدی /لاہور)

التماسِ فاتحہ برائے سوز خواں داروغہ علی ناصر جعفری

——✝✝✝✝✝——

لاچار کھڑی ھے بے یار کھڑی ھے (متینؔ)

لاچار کھڑی ہے بے یار کھڑی ہے
بھیا تیری بہنا سرِ دربار کھڑی ہے
سَر ننگے مجھے دیکھ کے منہ موڑ لیا کیوں
بھیا یہ بہن طالبِ دیدار کھڑی ہے
مانگا ہے سکینہؑ کو کنیزی میں تمہاری
سہمی ہوئی وہ بھی پسِ دیوار کھڑی ہے
سب کرسیوں پہ بیٹھے ہیں اور پیشِ نظر ہم
رسی میں بندھی عترتِؑ اطہار کھڑی ہے

میں دوڑ کے لے لیتی بلائیں ترے سَر کی
نرغہ کئے سب فوجِ جفا کار کھڑی ہے

(بشکریہ سوز خواں حسن عابد جعفری مرحوم)

——✝✝✝✝✝——

پیاسوں سے زیادہ دور نہ تھا بہتے ہوئے دریا کا پانی
(نثار صاحب)

پیاسوں سے زیادہ دور نہ تھا بہتے ہوئے دریا کا پانی
ناکامیٔ قسمت کیا کہیے پایا نہ مگر قطرہ پانی
عباسؑ کے ہونٹوں کے چھالے کہتے تھے امامِؑ بیکس سے
قبضے میں تھا غازی کے دریا لیکن نہ پیا قطرہ پانی
اصغرؑ نے کہاں مانگا تم سے اے اہلِ ستم ٹھنڈا پانی
بچے کو ذرا سا دے دیتے گھولا ہوا دریا کا پانی
کچھ اس سے زیادہ ہو نہ سکا مجبور تھا دریا کیا کرتا
پانی کیلئے تڑپے اصغرؑ، اصغرؑ کیلئے تڑپا پانی

(بشکریہ سلام و نوحہ خواں ماسٹر غلام عباس)

——✝✝✝✝✝——

ہلتی ہے زمیں روتا ہے فلک اندھیاری چھانے والی ہے

ہلتی ہے زمیں روتا ہے فلک اندھیاری چھانے والی ہے
سب قتل ہوئے اٹھو اکبرؑ ماں قید میں جانے والی ہے
خیمے سے صدا دی بانوؑ نے اصغرؑ کو چھپا لیجے مولا
پانی کے عوض فوجِ اعدا اب تیر چلانے والی ہے
وہ تیرا ہمکنا جھولے میں وہ بال جھڈولے لال ترے
مادر کیلئے ہر بات تری اصغرؑ تڑپانے والی ہے
بچوں کیلئے عباسؑ جری اب پانی لینے آئے ہیں
بیتابی سے مشکیزے میں ہر موج سمانے والی ہے
گھوڑے سے گرے جب شاہِ ہُدا آئی درِ خیمہ سے یہ صدا
گھر لوٹ کے نانا کی امت اب آگ لگانے والی ہے

(بشکریہ شاعر و سوز خواں قائم حسین زیدی موانوی میرٹھی)

—✞✞✞✞✞—

احمد ندیم قاسمی

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو ہے یہ تیرا کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

—✞✞✞✞✞—

بنتِ زہراؑ یہ کہتی تھی رو رو میرے بھائی کا لاشہ بتادو

بنتِ زہراؑ یہ کہتی تھی رو رو میرے بھائی کا لاشہ بتادو
ہم مصیبت زدوں کی دعا لو میرے بھائی کا لاشہ بتادو
باپ ماں مرگئے گھر سے چھوٹی آکے غربت میں آفت یہ ٹوٹی
چُھٹ گئے ہم سے سلطانِ خوش خو میرے بھائی کا لاشہ بتادو
آگ خیموں میں تم نے لگائی میرے ناناؐ کی مسند جلائی
اب زیادہ نہ ہم کو ستاؤ میرے بھائی کا لاشہ بتادو
کیسی آفت میں ہم سب پڑے ہیں کس مصیبت میں چھوٹے بڑے ہیں
میرے ناناؐ کی امت ہو تم تو میرے بھائی کا لاشہ بتادو

(بشکریہ سیّد طفیل عباس رضوی۔ اسٹیل ٹاؤن کراچی)

—✞✞✞✞✞—

زائرؔ حسین زیدی / امریکہ (از مولائے کائنات)

علیؑ جیسا بساطِ دہر پر گوہر نہیں دیکھا
کئی صدیاں ہوئیں پر ایسا قد آور نہیں دیکھا
وہ واحد شخص ہے جس نے کہ اپنی عمر بھر زائرؔ
زمانہ موڑ کر دیکھا، کبھی مڑ کر نہیں دیکھا

(بشکریہ براڈکاسٹر شاعر و نوحہ خواں باقر حسین زیدی رضیؔ)

—✞✞✞✞✞—

روزہ دارو قیامت کے دن ھیں

ابنِ ملجم نے حیدرؑ کو مارا، روزہ دارو قیامت کے دن ہیں
تم سے چھٹتا ہے مولا تمہارا، روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

سُونی قبرِ رسولؐ خدا ہے، گھر میں زہراؑ کے آہ و بکا ہے
خاک اُڑاتا ہے حیدرؑ کا کنبہ، روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

آلِ احمدؐ پر آفت ہے آئی، بے کسوں پر قیامت ہے چھائی
اُٹھ گیا سَر سے حیدرؑ کا سایہ، روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

دِل ہلاتے ہیں زینبؑ کے نالے، خاک اُڑاتے ہیں سب کنبہ والے
گھر میں خالق کے حیدرؑ کو مارا، روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

✞✞✞✞✞

سواری ھے شھیدِ کربلا کی

سواری ہے شہیدِ کربلا کی
اُٹھی ہے لاش دیں کے بادشاہ کی
بڑھے جاؤ ادب اور قاعدے سے
سواری ہے یہ جانِ مصطفیٰؐ کی
کہ جس کی شمر نے گردن جدا کی

علیؑ کے جانشیں فرزندِ زہراؑ کی سواری ہے
حسینؑ بیکس و مظلوم و تنہا کی سواری ہے
تہِ خنجر طلب کرتا رہا جو شمر سے پانی
اُسی پیاسے شہیدِ تیغِ اعدا کی سواری ہے

کلامُ اللّٰہِ ناطق ، ابنِ زہراؑ کی سواری ہے
رسولؐ اللہ کی امت کے شیدا کی سواری ہے
فرشتے ننگے سَر جسکے جلو میں روتے جاتے ہیں
یہ اُس مظلوم شاہِ دین و دنیا کی سواری ہے

علی اصغرؑ کے غم میں رونے والے کی سواری ہے
رسولؐ اللہ کی اُمت کے شیدا کی سواری ہے
رَسَن بستہ دیارِ شام میں جس کے حرم آئے
اُس آوارہ وطن مظلوم آقا کی سواری ہے

بھرے ہوں اشک آنکھوں میں کلیجہ غم سے ٹکڑے ہو
چلو روتے ہوئے مظلوم مولا کی سواری ہے

(بشکریہ مولانا سیّد تقی ھادی و امتیاز رضا زیدی)

آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

رخصت ہے قتیلِ ستم و غم کی سواری
ہے رو بہ سفر صبرِ مجسم کی سواری
اے قوم چلی مصلحِ اعظم کی سواری
جاتی ہے شہنشاہِ دو عالم کی سواری

ھشیار ذرا ولولہؑ دستِ طلب سے
آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

اِس شان کا مرنا کہیں دیکھو گے نہ جینا
ڈوبا ہُوا اک خون کے دریا میں سفینہ
اسلام کا مفہوم ہے اِس گھر کا قرینہ
اِس در پہ مہ و مہر کو آتا ہے پسینہ

ھشیار ذرا ولولہؑ دستِ طلب سے
آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

کچھ دور نہیں جانِ دو عالم ہو جلَو میں
غَیبت کے حجابات کا محرم ہو جلو میں
وارث غمِ سَرور ؑ کا بصد غم ہو جلو میں
خود حجتِ حق صاحبِ ماتم ہو جلو میں

ھشیار ذرا ولولہؑ دستِ طلب سے
آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

ہمراہ ہوں تھامے ہُوئے دل شافعؑ محشر
ہوں خاک بسر، تیغ بکف حیدرِ صفدر
کہتے ہوئے آتے ہوں حسن ؑ ہائے برادر
محمل میں ہوں کھولے ہوئے سَر جانِ پیمبرؐ

ھشیار ذرا ولولہؑ دستِ طلب سے
آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

ملت کا دُلارا ہے سواری ہے یہ جس کی
اسلام کا پیارا ہے سواری ہے یہ جس کی
مطلوب ہمارا ہے سواری ہے یہ جس کی
پیاسا اُسے مارا ہے سواری ہے یہ جس کی

ھشیار ذرا ولولہؑ دستِ طلب سے
آقا کی سواری ھے قرینے سے ادب سے

✞✞✞✞✞

بَین / قطعات (سبط جعفر)

صُبّت عَلیّ مَصَائِبُ لَو انّھا صُبّت عَلَی الاَیّامِ صِرنَ لَیَالِیَا

آپؐ کے بعد ہی باباؐ میرے اتنے مصائب مجھ پہ پڑے
پڑتے اگر روزِ روشن پر ہوتے شبِ تیرہ کی طرح سے
کم تو نہیں تھی آپؐ کی فرقت در پئے ایذا آپؐ کی امت
اُمّ ابیھا آپؐ کی بضعت پہلو شکستہ درد کی شِدّت
باباؐ ہمارا باغ بھی چھینا مجھ کو سَرِ دربار بلایا
حسنینؑ و حیدرؑ کو بلاکر اُن کی گواہی کو جھٹلایا
پسلیاں توڑیں باباؐ میری رسّی گلوئے علیؑ میں باندھی
ہوگئے دشمن اُن میں سے اکثر کل تک جو تھے آپؐ کے ساتھی

---*****---

عزاداروں سے خطاب

رکھنا ہے ہمیں کام فقط شہؑ کی عزا سے
شکوہ ہے عبث اب تو جفا کار و جفا سے
افسوس کہ "اِس دور کے مومن" کی ہے کوشش
مجلس کا تعلق نہ رہے "آلِؑ عبا" سے

(سیّد اعتزاز حسین زیدی شہزادؔ سہارنپوری)

---*****---

زینبؑ نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر، اب آئے ہو بابا

حضرتِ شاہدؔ نقوی

وہ کربلا وہ شامِ غریباں وہ تیرگی ، وہ زینبؑ حزیں وہ حفاظت خیام کی
آیا وہ اک سوار قریبِ خیامِ شاہؑ ، بیٹی علیؑ کی غیظ میں سوئے فرس بڑھی
اُلٹی نقاب چہرے سے اپنے سوار نے ، پیشِ نگاہِ زینبؑ مظلوم تھے علیؑ
ہر چند صابرہ تھیں بہت بنتِ فاطمہؑ ، بے ساختہ زبان پہ فریاد آگئی

زینبؑ نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر، اب آئے ہو بابا
جب لُٹ گیا پردیس میں امّاں کا بھرا گھر، اب آئے ہو بابا
بابا اگر آنا ہی تھا خالق کی رِضا سے ، اُس وقت نہ آئے
جب خاک پہ دَم توڑ رہا تھا مرا اکبرؑ ، اب آئے ہو بابا
کٹ کٹ کے گرے نہر پہ جب بازوئے عباسؑ اور کوئی نہ تھا پاس
اُس وقت صدا آپ کو دیتا تھا دِلاور ، اَب آئے ہو بابا
جب فرشِ زمیں بامِ فلک لرزہ بجاں تھے، اُس وقت کہاں تھے
جب باپ کے چلو میں تھا خونِ علی اصغرؑ، اب آئے ہو بابا
جب بھائی کا سر کٹتا تھا میں دیکھ رہی تھی حضرتؑ کو صدا دی
سر کھولے ہوئے روتی تھی میں خیمے کے در پر، اب آئے ہو بابا

جب لوگ بچالے گئے لاشے شہدا کے، حق اَپنا جتا کے
بس اک تنِ شبیرؑ تھا پامالی کی زَد پر، اَب آئے ہو بابا
جب بالی سکینہؑ کے گہر چھینے گئے تھے، لگتے تھے طمانچے
حسرت سے مجھے دیکھتی تھیں بانوئے مُضطرؑ، اب آئے ہو بابا
کیا آپ نے فردوس سے یہ دیکھا نہ ہوگا، کیا حشر بپا تھا
جب پُشت سے بیمار کی کھینچا گیا بستر، اب آئے ہو بابا
جب شام کے قزاق ہمیں لُوٹ رہے تھے، خیموں کو جَلا کے
آپؑ آگئے ہوتے تو نہ چھنتی مِری چادر، اب آئے ہو بابا
اِک رات کے مہمان ہیں پھر قید سلاسل، اب آنے سے حاصل!
بازار میں ہم صبح کو جائیں گے کُھلے سر، اب آئے ہو بابا
شاہد رُخِ حیدرؑ پہ بکھر جاتے تھے آنسو، جب کھول کے گیسو
چلاتی تھیں زینبؑ مِرے بابا مِری چادر، اَب آئے ہو بابا
(بشکریہ نوحہ خواں اسد آغا و مولانا نسیم آغا)

—✣✣✣✣✣—

انیسؔ پھرسری مرحوم

بات آئے گی پردے کی تو یاد آئے گی زینبؑ
تاریخِ غم و درد کو دُہرائے گی زینبؑ

—✣✣✣✣✣—

اے اھلِ ماتم اھلِ غم، اونچا رھے اپنا علم

علی محمد رضوی (سچے بھائی)

اے اہلِ ماتم اہلِ غم، اونچا رہے اپنا علم
جب تک ہے دورِ آسماں، سُن لے یہ ہر پیر و جواں
آواز پر شبیرؑ کی، بڑھتا رہے یہ کارواں
رُکنے نہ پائیں یہ قدم، اونچا رہے اپنا علم
ہر قلب پر چھاتے چلو، دُنیا کو بتلاتے چلو
اک اک محاذِ ظلم کی تصویر دِکھلاتے چلو
ہر دل میں بھردو شہؑ کا غم، اونچا رہے اپنا علم
کب تک نہ مانے گا کوئی، وہ وقت آئے گا کبھی
ہر قلب پر چھا جائے گا، اَپنا حسین ابنِ علیؑ
اِس دَر پَر ہر سَر ہوگا خم، اونچا رہے اپنا علم
جب بھی کوئی مشکل پڑی، دنیا اِسی دَر پَر جھکی
سینوں سے بَل کھا کر اِدھر، اُٹھی صَدائے یاعلیؑ
نکلا اُدھر باطل کا دَم، اونچا رہے اپنا علم
یہ پَرچمِ عباسؑ ہے، ٹوٹے دلوں کی آس ہے
اَب تک اِسی پرچم تلے، زندہ کسی کی پیاس ہے

جس نے سہے لاکھوں ستم ، اونچا رہے اپنا علم
وہ تیرِ بانیِ جفا ، معصوم کا ننھا گلا
اِسلام زندہ کر گئی ، اصغرؑ کے مَرنے کی ادا
ہنس کر سہا تیرِ ستم ، اونچا رہے اپنا علم
زندہ ہے ھَل مِن کی صدا ، مِٹتا نہیں خوں کا لکھا
شبیرؑ کا حق کی قسم ، اک معجزہ ہے کربلا
یہ سلسلہ ہوگا نہ کم ، اونچا رہے اپنا علم
جب کربلا یاد آئے گی ، انسانیت شرمائے گی
مظلوم کی آواز ہے ، دل میں اُترتی جائے گی
پلٹیں گے پھر بہکے قدم ، اونچا رہے اپنا علم
زندہ یہ بیداری رہے ، یہ سلسلہ جاری رہے
ہم ہوں نہ ہوں اِس بزم میں قائم عزاداری رہے
نکلے اِسی چوکھٹ پہ دَم ، اونچا رہے اپنا علم
اے نوجوانانِ عزا ، تم ہو کسی دل کی دُعا
تاحشر اُٹھتی ہی رہے ، سینوں سے ماتم کی صدا
قائم رہے اکبرؑ کا غم ، اونچا رہے اپنا علم

(بشکریہ سیّد آلِ حیدر / صادق عباس و ریاض مرزا)

——✝✝✝✝✝——

کربلا کی فضاؤں میں اب تک ایک دکھیاری ماں کی صدا ہے

(حُسین بھائی نظر)

کربلا کی فضاؤں میں اب تک ایک دکھیاری ماں کی صدا ہے
کربلا تیرے اِس ہُو کے بن میں لال میرا کہیں کھو گیا ہے
کس کو میں لال کہہ کر بُلاؤں کس کو سینہ سے اپنے لگاؤں
لوریاں دے کے کس کو سُلاؤں ہائے اصغر مِرا کھوگیا ہے
تو اگر روٹھ جائے گا جانی ، ہوگی کیسے بسر زندگانی
پاس کوئی نہیں ہے نشانی تیرا جھولا بھی اَب جل چکا ہے
ایسے دل ہونہ ٹکڑے کسی کا ، یوں نصیبہ نہ بگڑے کسی کا
اس طرح گھر نہ اُجڑے کسی کا جیسے تاراج یہ گھر ہوا ہے
ہیں نہ قاسمؑ نہ عباسؑ و اکبرؑ ، لوٹ کر تو بھی آیا نہ اصغرؑ
ہوچکے حق پہ قربان سرورؑ ہائے جینے کا اب کیا مزا ہے
بیڑیاں پہنے عابدؑ کھڑے ہیں ، سب رَسَن بستہ چھوٹے بڑے ہیں
یوں شہیدوں کے لاشے پڑے ہیں جیسے قرآن بکھرا پڑا ہے
مجھ سے جس دم یہ پوچھے گی صغراؑ ، کیوں دِکھائی نہیں دیتا بھیاّ
کہہ سکوں گی میں کس طرح بیٹا ، تو بھی حق پر فدا ہوچکا ہے
دل نشیں ہے مدینہ کی عظمت ، ہے نگاہوں میں کعبہ کی حرمت
ہے عیاں عرشِ اعلےٰ کی رفعت کربلا پھر نظرؔ کربلا ہے

دَم بدم اُن کا دَم بھرے جاؤ
ساحر فیض آبادی

دَم بدم اُن کا دَم بھرے جاؤ
یا علیؑ یا علیؑ کہے جاؤ
حُسنِ کعبہ جو دیکھنا چاہو
حاجیو کربلا چلے جاؤ
جلنے والو علیؑ سے جلتے رہو
اپنا انجام دیکھتے جاؤ
تم کو جینا ہے جب اُنہی کیلئے
جب تلک وہ کہیں جئے جاؤ
زندگی کا بھرم ہے ذکرِ حسینؑ
زیست کا حق ادا کئے جاؤ
قبر کی روشنی ہیں اشکِ عزا
اِن چراغوں کو بھی لئے جاؤ
فتح، مظلومیت کی ہوتی ہے
ہر جفا ہر ستم سہے جاؤ
رونے والو حسینؑ کے غم میں
فاطمہؑ کی دعا لئے جاؤ

غمِ حسینؑ منانا بہت ضروری ہے / عروجؔ بجنوری

رہِ نجات میں خورشیدِ زندگی کے لئے
بقا کے واسطے، خالق کی بندگی کے لئے
جہالتوں کے اندھیروں میں روشنی کے لئے
حسینی شمع جلانا بہت ضروری ہے
وہ جس میں اصغرؑ معصوم کا تبسم ہے
وہ جس میں اشکوں کا سیلاب ہے تلاطم ہے
وہ جس میں آخری شبیرؑ کی صدا گم ہے
وہ داستان سنانا بہت ضرودی ہے
یہ وہ حسینؑ ہے جو فخرِ ابنِ آدم ہے
کہ جس کے زیرِ قدم رفعتِ دُو عالم ہے
اُسی حسینؑ کے غم میں یہ شورِ ماتم ہے
یہ بات سب کو بتانا بہت ضروری ہے
وہ جس نے دِین بچایا ہے کربلا آ کر
وہ جس نے آخری سجدہ کیا تہہِ خنجر
وہ جس کے در پہ فرشتے جھکا رہے ہیں سر
سر اُس کے دَر پہ جُھکانا بہت ضروری ہے

وہ بھوک پیاس وہ برچھی ، وہ سینۂ اکبرؑ
وہ مشک اور وہ بازو کٹے جو دریا پر
وہ شہؑ کا آخری سجدہ ، وہ شمر کا خنجر
ہر اک کو یاد دِلانا بہت ضروری ہے

خموش آلِ محمدؐ کا آج ڈیرا ہے
بلا کا شامِ غریباں میں گھپ اندھیرا ہے
رسولؐ زادیاں اور خاک پر بسیرا ہے
عزا کا فرش بچھانا ضروری ہے

وہ چھ مہینے کے اصغرؑ جنھیں نہ پانی ملا
وہ نوجواں علیؑ اکبرؑ جنھیں نہ پانی ملا
وہ کربلا کے بہتّر جنھیں نہ پانی ملا
سبیل اُن کی لگانا بہت ضروری ہے

حسینؑ ہی تو سہارا ہے آدمی کے لئے
حسینؑ ہی کی ضرورت ہے زندگی کے لئے
عروجِ عزمِ حسینیؑ کو برتری کے لئے
نشانِ راہ بنانا بہت ضروری ہے

(بشکریہ ناظم حسین / لئیق حیدر / رئیس حیدر)

✞✞✞✞✞

شہید کربلا بابا، غریب و بے وطن بابا

شہید کربلا بابا، غریب و بے وطن بابا
ہزار افسوس تم مارے گئے تشنہ دہن بابا

اگر ہمراہ، میں ہوتی ، تمہاری لاش پر روتی
گدائی کرکے پہناتی تمہیں دو گز کفن بابا

حسنؑ کو زہر دِلوایا ، تمہیں تیروں سے چھدوایا
مٹایا رفتہ رفتہ یوں نشانِ پنجتنؑ ، بابا

مدینہ آپؑ سے چھوٹا، ہے کعبہ چھوٹا ، گھر چھوٹا
بنایا کربلا میں آپؑ نے اپنا وطن بابا

علی اکبرؑ کو رووٗں میں ، علی اصغرؑ کو رووٗں میں
ملایا خاک میں تقدیر نے سارا چمن بابا

مریضِ بے پدر مشکل کشا کا جو کہ پوتا تھا
اسی کے ہاتھوں میں باندھی لعینوں نے رسن بابا

(بشکریہ محمد حسین مرچنٹ و جعفر علی سوزؔ مرچنٹ)

✞✞✞✞✞

میرے غریب اَلوِداع، میرے شہید اَلوِداع
(صہبا لکھنوی)

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

جل چکا جنگل میں گھر لُٹ چکا سب مال وزر
شہروں میں ہم دربدر پھر چکے اَب ننگے سر

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

بازوؤں کی اَب رَسن ، کھل چکی شاہؑ زمن
سہہ چکی رنج و محن ، کھا چکی دُرّے بہن

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

سب سے جُدا ہوچکی ، آپؑ کو بھی کھو چکی
رونا تھا اَور روچکی ، اشکوں سے منُھ دھو چکی

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

شاہؑ غریبُ الدیار ، آپ پہ زینبؑ نثار
چھٹتا ہے مجھ سے مزار ، کیا کروں مَیں سوگوار

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

روؤں گی میں صبح و شام ، آپ کا لے لے کے نام
یا شہِؑ عالی مقام ، لیجئے میرا سلام

میرے غریب الوداع ، میرے شہید الوداع

دشتِ پُر ہول میں جلتے ہوئے خیموں کے قریب
مشتاق حسن شبرؔ (نقوی الہ آبادی)

دشتِ پُر ہول میں جلتے ہوئے خیموں کے قریب
تھرتھراتے ہوئے سہمے ہوئے بچوں کے قریب

دیکھ کر شب ہے لٹیرے ہیں یہ تنہائی ہے
سَر پہ اک اور مصیبت لئے رات آئی ہے

کوئی وارث نہ تھا دل تھام کے اُٹھی زینبؑ
کرکے دم نادِ علیؑ دشت میں نکلی زینبؑ

ناگہاں دیکھا وہ منظر کہ ہُوا دل بے تاب
ایک سوار آیا اُدھر ڈال کے چہرے پہ نقاب

بڑھ کہ زینبؑ نے بصد جاہ و حشم ٹوک دیا
باگ پہ ڈال کے ہاتھ اُس کو وہیں روک دیا

بولی اب لُوٹنے والے ، یہاں کیا پائیں گے
دیکھ یہ بچے بِرے ، خوف سے مر جائیں گے

یک بہ یک نور کے ہالے میں جو چہرہ دیکھا
غم و اندوہ بڑھا ضبط کا یارا نہ رہا

چیخ ایک مار کے وہ باپ کے قدموں پہ گری
ہوش جب آیا تو رو رو کے بیاں کرنے لگی

میرے بابا......میرے بابا......

بھائی جب مارا گیا آپ کہاں تھے بابا — تیر اصغرؑ کے لگا آپ کہاں تھے بابا
قتلِ عباسؑ ہُوا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
سب یہ کہتے ہیں کہ ہے نعمتِ داور پانی — بند کرتا ہے کہاں کون کسی پر پانی
یہ ستم ہم پہ ہُوا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
پیاسے بچوں کیلئے جنگ جو عباسؑ نے کی — ایسی یلغار ہوئی مشکِ سکینہؑ نہ بچی
ایک اِک بازو کٹا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
آیا اصغرؑ سرِ میداں تو ہوا اور ستم — سُوکھے ہونٹوں پہ زباں اپنے پھرائی جسدم
تیر جب اُس کے لگا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
میرا دلبندِ حسنؑ جب نہیں ہارا بابا — سرِ قتل کے بھوں نے اُسے مارا بابا
لاشہ پامال کیا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
بعدِ شبیرؑ ہمارا کوئی وارث نہ رہا — اشقیاء آگئے خیموں میں ہُوا حشر بپا
جب چھنی میری رِدا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
سُن کے فرمایا علیؑ نے میری بیٹی مت رو — آزمائش یہ ہے ہم سب کی ابھی صبر کرو
دل مگر کہتا رہا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**
میں تو ہر گام پہ تھا ساتھ تمہارے بیٹی — چپ تھا بس مرضیٔ معبود کے مارے بیٹی
تم نے یہ کیسے کہا آپ کہاں تھے بابا — **میرے بابا میرے بابا**

(بشکریہ نوحہ خواں سیّد ناصر حسین زیدی / تنظیم الحسینیؑ)

کن تمنائوں کا تھا ابنِ حسنؑ کا سھرا

مولانا راھیؔ جھانگیر آبادیؒ

کن تمناؤں کا تھا ابنِ حسنؑ کا سہرا
ہائے افسوس مگر راس نہ آیا سہرا
خلد کے پھولوں سے حوروں نے جسے گوندھا تھا
حیف صدحیف خزاں نے وہی تاکا سہرا
در پہ خیمے کے دُلہن ڈھانپ کے منہ روتی تھی
جب چلا رَن کو یہ باندھے ہوئے دولہا سہرا
رُخ پہ تھا جو بُری نظروں سے بچانے کے لئے
دشمنوں کی نگہِ بد میں وہ آیا سہرا
جس میں ارمان تھے بہنوں کے تو حسرت ماں کی
تیغ و شمشیرِ ستم نے وہی کاٹا سہرا
مانگ یاں خیمے میں اک شب کی دُلہن کی اُجڑی
جب اُدھر دشت میں نوشاہ کا اُجڑا سہرا
کٹ گئی ساتھ ہر اک رگ کے لڑی پھولوں کی
لاش پامال ہوئی خاک پہ بکھرا سہرا
وائے حسرت کہ لُٹا فاطمہ کبریٰؑ کا سہاگ
آکے قزاقِ اجل نے جو یہ لُوٹا سہرا

عباسؑ کہاں ہو

مارے گئے سرورؑ کے مددگار تھے جو جو، عباسؑ کہاں ہو
اب رن میں طلب کرتے ہیں اعداشہِؑ دیں کو، عباسؑ کہاں ہو
مظلوم کو غربت میں گئے چھوڑ کے کس پر، اے ثانیِ جعفرؑ
عاشق تو وہی ہے جو نہ آفت میں جُدا ہو، عباسؑ کہاں ہو
شبیرؑ سے لپٹی ہوئی روتی ہے سکینہؑ شق ہوتا ہے سینہ
تم اِس کو یتیمی کی مصیبت سے بچا لو، عباسؑ کہاں ہو
سَر کھولے ہوئے بانوؑ چلی آتی ہے باہر، اے ثانیِ حیدرؑ
شبیرؑ چلے آلِ پیمبرؐ کو سنبھالو، عباسؑ کہاں ہو
لڑتے ہوئے، گھوڑے سے گرے سجدے میں شبیرؑ، ہیں بیکس و دلگیر
لِلّٰہ رکابِ شہِؑ دیں دوڑ کے تھامو، عباسؑ کہاں ہو
ہیں زندۂ جاوید شہیدانِ محبت، پھر کیوں ہے یہ غفلت
حضرت کے قدم تھامو کٹے ہاتھوں کو جوڑو، عباسؑ کہاں ہو

—*****—

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سید ارشاد علی کاظمی و کنیزِ سیدہ، سید حسین احمد ابنِ مجتبیٰ حسین
عزیز النساء بنتِ ناظم حسین، کلب حسین ابنِ سید حسین احمد۔

رو رو کے پوچھتی ہیں بانوؑ شہِؑ زمن سے

رو رو کے پوچھتی ہیں بانوؑ شہِؑ زمن سے
کڑیل جواں کی میت کس طرح لائے رن سے
مہماں بُلا کے پیاسہ، سبطِ نبیؐ کو مارا
ایسا سلوک کوئی کرتا ہے بے وطن سے
جھولا جو دیکھا خالی، روکر سکینہؑ بولی
اماں ہمارے اصغرؑ اب تک نہ آئے رن سے
بے چین ہیں سکینہؑ اور سانس رک رہی ہے
ننھا گلا شقی نے باندھا ہے یوں رسن سے
صغراؑ نے خط میں لکھا، ہمشکلِ مصطفیٰؐ کو
کیا یوں بھی روٹھتے ہیں بھائی کہیں بہن سے
افسوس شہؑ کی میت عریاں پڑی ہے رن میں
دونوں جہاں کا مالک محروم ہے کفن سے

—*****—

قمرؔ زیدی

اُس کو شبیرؑ ہونا پڑتا ہے
جس کو ہمشیر دے خدا، زینبؑ

—*****—

روایتِ شامِ غریباں / شفق اکبر آبادیؒ

کون آلِ پیمبرؐ کا اب پوچھنے والا ہے
خیموں کو شہِؑ دیں کے اعدا نے جلایا ہے
جب جلتا ہے اک خیمہ تو بی بیاں گھبرا کر
اُس خیمے میں جاتی ہیں نزدیک جو خیمہ ہے
اک بار لعینوں نے سب خیمے جلا ڈالے
مجبور ہیں اب زینبؑ کچھ بس نہیں چلتا ہے
بیمار بھتیجے کے پاس آکے یہ فرمایا
ہشیار ہو اے بیٹا گھر آگ سے جلتا ہے
مرجائیں یہیں جل کر یا خیموں سے اب نکلیں
ہادی ہو زمانے کے ، کیا حکم خدا کا ہے
ہشیار ہوئے عابدؑ ، کی عرض پھوپھی اماں
خیموں سے نکل جائیں ، سب کو یہی زیبا ہے
اے مومنو ، سَر پیٹو اندھیر ہوا کیسا
کنبہ شہِؑ بے کس کا ، سَر ننگے نکلتا ہے
اک خیمے میں جانا گہہ ، گھبرا کے پلٹ آنا
یہ حال ہے زینبؑ کا دل قابو سے جاتا ہے

پوچھا جو کسی نے یہ ، کیوں اتنی ہے بے تابی
بتلاؤ تو خیمے میں کیا مال تمہارا ہے
فرمایا یہ زینبؑ نے افسوس کہوں کیا میں
اِس خیمے میں میرا اک بیمار بھتیجا ہے
القصہ گئے اعدا جب لُوٹ کے رانڈوں کو
اک خیمے میں سب کنبہ شبیرؑ کا بیٹھا ہے
زینبؑ نے گنے بچے ، پایا نہ سکینہؑ کو
یہ اور قیامت کا اک واقعہ گزرا ہے
کلثومؑ سے فرمایا، بھائی کی وصیت تھی
زینبؑ کی حفاظت میں ہر اک مرا بچہ ہے
لیکن جو گزرتی ہے دل پر وہ کہوں کیوں کر
غم سے ہے کلیجہ خوں ، غائب جو سکینہؑ ہے
لو بہنیں چلیں دونوں اب ڈھونڈھنے بچی کو
دل پر بھی نہیں قابو ، یہ واقعہ ایسا ہے
جس سَمت کو جاتی تھیں یہ ڈھونڈھنے بچی کو
دیکھا اُسی جانب سے اُسوار اک آتا ہے
زینبؑ نے کہا اُس سے اے شیخ بتا دے یہ
تو نے کسی بچے کو اس دشت میں دیکھا ہے

وہ بولا نہیں دیکھا میں نے کسی بچے کو
البتہ نیا اِس دَم اک واقعہ گزرا ہے

گھوڑا تھا مِرا پیاسا ، میں لے گیا دریا پر
واں جاکے سُنا کوئی اِس درد سے روتا ہے

گو پیاسا تھا یہ گھوڑا لیکن نہ پیا پانی
میں خود متفکر ہوں ، یہ ماجرا کیسا ہے

آواز وہ کس کی تھی اب تک نہ میں یہ سمجھا
گھوڑے کا بھی دل جس نے اِس طرح ہلایا ہے

یہ سُن کے چلیں دونوں دریا کی طرف فوراً
مل جائے کہیں بچی دل کی یہ تمنا ہے

القصّہ یہ دونوں جب واں پہونچیں تو کیا دیکھا
اک لاشہ بے سَر ہے اور بالی سکینہؑ ہے

فرمایا یہ زینبؑ نے بتلاؤ تو اے بیٹی
کس طرح سے پہچانیں سرور کا یہ لاشہ ہے

کی عرض سکینہؑ نے رو رو کے پھوپی اماں
ہاں سنئے یہاں آکر جو واقعہ گزرا ہے

دوبار پکاری میں اے بابا مِرے بابا
جب دیکھا جواب اِس کا کوئی نہیں ملتا ہے

بے تابی بڑھی میری گھبرا کے میں چِلّائی
اے چاہنے والے اب ، روتی یہ سکینہؑ ہے

پھر روکے سکینہؑ یہ بولیں کہ پھوپھی اماں
میں کیا کہوں بعد اِس کے جو واقعہ گزرا ہے

اِس حلقِ بُریدہ سے آواز یہ آئی پھر
تو ڈھونڈھتی ہے جس کو اِس سَمت وہ لیٹا ہے

آواز یہ سنتے ہی میں آگئی لاشے پر
اور حالِ دلِ زخمی رو رو کے سنایا ہے

ہیں آپ یہاں لیٹے آرام سے اے بابا
کچھ اِس کی خبر بھی ہے کیا حال ہمارا ہے

بعد آپ کے اعدا نے ڈھائے ہیں ستم کیسے
خیمے بھی جَلائے ہیں اَسباب بھی لُوٹا ہے

بُندے جو پنہائے تھے بابا مجھے شفقت سے
وہ لے لئے ظالم نے ، جن کا مجھے صدمہ ہے

خوں دیکھئے کانوں سے اب تک ہے مِرے جاری
ظالم کی تعدّی سے رخسار بھی نیلا ہے

بھائی کی علالت پر آیا نہ ترس اُن کو
بیمار کو لوہے کا اک طوق پنہایا ہے

اے بابا پھوپھی اماں خیمے سے یوں نکلی ہیں
چادر ہے نہ مقنع ہے برقعہ ہے نہ پردہ ہے
ہاں اے شفقِ غمگیں بس روک قلم اپنا
مجلس میں ہر اک جانب اک حشر سا برپا ہے

شہؑ نے درِ خیمہ سے زینبؑ کو پکارا ھے

روایتی نوحہ/صباؔ لکھنوی

شہؑ نے درِ خیمہ سے زینبؑ کو پکارا ہے
اَب رُخصتِ آخر کو بھائی ترا آیا ہے
ہم جاتے ہیں مرنے کو ہشیار بہن گھر سے
اب تم ہو اسیری ہے اور ساتھ میں کنبہ ہے
چُھوٹے نہ کہیں دامن اب صبر کا ہاتھوں سے
جو تم کو سنبھالے تھا، وہ مرنے کو جاتا ہے
بازاروں میں کوچوں میں سَر ننگے پھرو گی تم
اور یونہی رَسن بستہ دَربار میں جانا ہے
اعدا تمہیں پہنچائیں، دُرّوں سے اذیّت گر
تم اُف نہ بہن کرنا یہ میری تمنا ہے
عباسؑ نہ اکبرؑ ہیں، قاسمؑ نہ محمدؑ ہیں
اِس دشتِ مصیبت میں تُو بے کس و تنہا ہے
اب دَردِ یتیمی ہے اور لاڈلے بچے ہیں
بے موت مجھے خواہر اِس رنج نے مارا ہے
تم میرے یتیموں سے ہشیار بہن رہنا
کون ان کا زمانے میں اب پوچھنے والا ہے
تھی رات کو سونے کی عادت اِسے سینے پَر
اب خاک کا بستر ہے اور بالی سکینہؑ ہے
فرمایا سکینہؑ کو پھر پاس بُلا کر یہ
کیوں جان تُو کھوتی ہے، بابا ابھی زندہ ہے
اب بعد مِرے جتنا جی چاہے گا رو لینا
ماتم کا مِرے کس کو حق تجھ سے زیادہ ہے
بیٹی نے کہا بابا، مرنے کو نہ تم جاؤ
فرمایا مشیّت میں کیا دَخل کسی کا ہے
بولی یہ سکینہؑ پھر پہونچا دو مدینے میں
فرمایا یہ سَروَرؑ نے، کیا زور ہمارا ہے
مسدود ہیں سب راہیں، لے جاؤں تمہیں کیوں کر
مجبور ہوں، بے کس ہوں، کچھ بس نہیں اپنا ہے

سمجھا چکے جب حضرتؑ اُس نازوں کی پالی کو
سجادؑ کے پاس آئے دیکھا کہ غش آیا ہے

ہشیار کیا شہؑ نے اور رو کے یہ فرمایا
اے لال اُٹھو ، بابا اب مرنے کو جاتا ہے

ہوش آیا جو عابدؑ کو ، کی عرض یہ بابا سے
آپ آئے اکیلے کیوں ؟ دل میرا دھڑکتا ہے

ہمراہ نہ قاسمؑ ہیں ، عباسؑ نہ اکبرؑ ہیں
مجھ سے بھی تو کچھ کہیے ، کیا واقعہ گزرا ہے

شبیرؑ نے فرمایا ، سب قتل ہوئے رَن میں
اب میرے سِوا بیٹا کوئی نہیں زندہ ہے

تعلیم کئے شہؑ نے اَسرارِ امامت پھر
فرمایا کہ اب تم ہو اور قید کی ایذا ہے

سَر ننگے رَسن بستہ ہمراہ حرم ہوں گے
بازاروں میں کوچوں میں یوں ہی تمہیں پھرنا ہے

بے کار نہ ہوجائے محنت مِری ، اے بیٹا
اُمت کی شفاعت کا تم سے ہی سہارا ہے

اک اور وصیت ہے اِس بے کس و مضطر کی
پورا اسے کر دینا ، یہ دل کی تمنا ہے

جب چُھوٹ کے زنداں سے تم جانا مدینہ کو
کہنا مِرے شیعوں سے ، پیغام یہ بھیجا ہے

جب پانی پئیں ٹھنڈا تو یاد اُسے کرلیں
پیاسا جسے تڑپا کر بے دِینوں نے مارا ہے

اکبرؑ کی جُدائی کا ہے داغ کلیجے پَر
بے شیرؑ کو بھی تم پَر شبیرؑ نے وارا ہے

عباسؑ سے بھائی کے شانے کٹے دریا پَر
پامال ہُوا رَن میں قاسمؑ سا بھتیجا ہے

مہمان بُلا کر دی ذِلّت مجھے اے شیعو
ظالم نہ ذرا سمجھے ، احمدؐ کا نواسا ہے

تم میری صفِ ماتم اے دوستو بچھوانا
کوئی مِرے لاشے پَر رونے نہیں پایا ہے

سجادؑ سے پھر بولے ، جاتے ہیں خدا حافظ
موقوف قیامت پَر دِیدار ہمارا ہے

خیمے سے صبا سرورؑ جاتے ہیں سُوئے میداں
بیوؤں پہ سحابِ غم پَردیس میں چھایا ہے

گھبرائے گی زینبؑ مرجائے گی زینبؑ

(متینؔ / طیبؔ)

گھبرائے گی زینبؑ مرجائے گی زینبؑ
بھیا کو مدینے میں کہاں پائیگی زینبؑ

بھیا یہ بہن قید سے آئی تو ہے چھُٹ کر، آزاد ہے خواہر
پَر تیری لحد سے نہ کہیں جائے گی زینبؑ

پھٹ جائیگا بس دیکھتے ہی گھر کو کلیجہ، یاد آؤ گے بھیا!
دل ڈھونڈے گا تم کو تو کہاں پائے گی زینبؑ

گھر جاکے کسے دیکھے گی، قاسمؑ ہے نہ عباسؑ، اصغرؑ سے بھی ہے یاس
اپنے علی اصغرؑ کو کہاں پائے گی زینبؑ

بے پردہ ہوئی قید بھی خواہر نے اٹھائی اور موت نہ آئی
کیا جانئے کیا کیا ابھی دُکھ پائیگی زینبؑ

کیسا یہ بھرا گھر ہُوا برباد الٰہی، کیا آئی تباہی!
اب اِس کو نہ آباد کبھی پائیگی زینبؑ

پوچھیں گے جو سب لوگ کہ بازو پہ ہوا کیا یہ نیل ہے کیسا
کس کس کو نشاں رسّی کے دِکھلائے گی زینبؑ

(بشکریہ سوز و نوحہ خواں محترمہ کوکب رضوی و پروفیسر شیریں رضوی)

———✣✣✣✣✣———

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا

سلام آخر / (سید آلِ رضاؔ)

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا
غریب دیتے ہیں پُرسہ تمہارے پیاروں کا

سلام اُن پہ جنہیں شرم کھائے جاتی ہے
کھُلے سروں پہ اسیری کی خاک آتی ہے

سلام اُن پہ جو زحمت کشِ سلاسل ہے
مصیبتوں میں امامت کی پہلی منزل ہے

سلام بھیجتے ہیں، اپنی شاہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے مرتے وقت گھر سرورؑ

اسیر ہو کے جسے شامیوں کے نرغے میں
حسینیتؑ ہے سکھانا علیؑ کے لہجے میں

مسافرت نے جسے بے بسی یہ دِکھلائی
نثار کردیئے بچے نہ بچ سکا بھائی

سکینہؑ بی بی تمہارے غلام حاضر ہیں
بجھے جو پیاس تو اشکوں کے جام حاضر ہیں

یہ سِن، یہ حشر، یہ صدمے نئے نئے بی بی!
کہاں پہ بیٹھی ہو خیمے تو جل گئے بی بی

پہاڑ رات بڑی دیر ہے سویرے میں
کہاں ہو شامِ غریباں کے گھپ اندھیرے میں
زمینِ گرم ، یتیمی کی سختیاں بی بی!
وہ سینہ جس پہ کہ سوتی تھیں اب کہاں بی بی!
جنابِ مادرِ بے شیر کو بھی سب کا سلام
عجیب وقت ہے کیا دیں تسلیوں کا پیام
ابھی کلیجے میں اک آگ سی لگی ہو گی
ابھی تو گود کی گرمی نہ کم ہوئی ہوگی!
نہیں اندھیرے میں کچھ سُوجھتا کہاں ڈھونڈیں؟
تمہارا چاند کہاں چھپ گیا کہاں ڈھونڈیں؟
نہیں لعینوں میں انساں کوئی خدا حافظ
درندے اور یہ بے وارثی خدا حافظ!
شریکِ حق درود و سلامِ پیغمبرؐ
سلام سّیدِ لولاکؐ کے بھرے گھر پر
سلام محسنِ اسلام خستہ تن لاشو!
سلام تم پہ شہیدوں کے بے کفن لاشو!
بچے تو اگلے برس ہم ہیں اور یہ غم پھر ہے
جو چل بسے تو یہ اپنا سلامِ آخر ہے

بے پردہ حرم هیں ساتھ ترے پردیسی دیس پرایا هے

اخترؔ

بے پردہ حرم ہیں ساتھ ترے پردیسی دیس پرایا ہے
سجادؑ خُدا معلوم تجھے اسلام کہاں لے آیا ہے
ہونٹوں پہ پھرا کر خشک زباں بچے نے سوالِ آب کیا
اصغرؑ کے گلے پر ظالم نے اِس جُرم میں تیر چلایا ہے
اب کون سہارا دے بڑھ کر عباسِؑ دلاور بھی تو نہیں
زہراؑ کا پسر تنہا رَن سے اکبرؑ کو اُٹھا کر لایا ہے
کس واسطے شاہؑ کو قتل کیا کیوں آلِ محمدؐ کو لُوٹا
بے پردہ کیا کیوں زینبؑ کو کیوں قید میں عابدؑ آیا ہے
شبیرؑ چلے ہیں میداں کو لپٹی ہے سکینہؑ دامن سے
احساسِ یتیمی نے شاید معصوم کا دل تڑپایا ہے
ہے خوف رِدا کے چھننے کا ، پردے کا محافظ کوئی نہیں
غربت میں علیؑ کی بیٹی پر یہ کیسا زمانہ آیا ہے
سجادؑ کو سَب غم بھول گئے دربار میں جانا یاد رہا
آنکھوں میں ہمیشہ شام رہی تا عمر یہ سوگ منایا ہے
اخترؔ یہ تری آواز نہیں فریاد ہے دُکھیا زینبؑ کی
یٰسین کے آنسو بہتے ہیں قرآن کا دِل بھر آیا ہے

پردیسی کنبے والوں کی یاد جو تیر چبھوتی ہے

سلمان رضوی (اسلام آباد)

پردیسی کنبے والوں کی یاد جو تیر چبھوتی ہے
نانا کے روضے پر صغریٰ چپکے چپکے روتی ہے
آنے والے بھائی کا رستہ، تکتی ہے بیمار بہن
بھائی کی مجبور جوانی برچھی کھائے سوتی ہے
اکبرؑ کی شادی کی تمنا ہائے مقدر صغریٰؑ کا
سہرے کی لڑیاں تو نہیں اشکوں کا ہار پروتی ہے
کس کا رونا کیسے آنسو، عشرے کے دن، عصر کے بعد
صغریٰؑ اپنے رخساروں سے گردِ یتیمی دھوتی ہے
جس نے اُمّت کی راہوں میں فرش بچھایا پھولوں کا
امّت اُس کے بیماروں کی راہ میں کانٹے بوتی ہے
باپ کے سینے پر سوتی تھی، وہ بھی ایک زمانہ تھا
ایک زمانہ یہ ہے سکینہؑ، خاک کے اوپر سوتی ہے
اپنے خالی دامن کو، سلمان کبھی خالی نہ کہو
یادِ شہیدِ کرب و بلا میں، ہر آنسو اک موتی ہے

(بشکریہ سوز و سلام و نوحہ خواں محمد رضا زیدی)

———✞✞✞✞✞———

نشانِ فوجِ پیمبرؐ سجایا جاتا ہے

نشانِ فوجِ پیمبرؐ سجایا جاتا ہے
شبابِ شیرِ خدا یاد آیا جاتا ہے
علیؑ کا لال علَم لے چکا برادر سے
سکینہؑ بی بی کا سقّہ بنایا جاتا ہے
علَم میں مشک بندھی سب کی بندھ گئی امید
کہ اب پیاسوں کو پانی پلایا جاتا ہے
خدا کرے کہ یہ خیمے میں کامیاب آئے
بڑی امید سے پردہ اٹھایا جاتا ہے
امید قطع ہوئی اب سنبھل نہیں سکتے
نشانِ فوجِ خدا تھرتھرایا جاتا ہے
کٹا کے ہاتھ ترائی میں سوگئے عباسؑ
علَم حسینؑ کے خیمے میں لایا جاتا ہے
کچھ ایسی شان سے اکبرؑ اٹھا کے لائے ہیں
کہ جس طرح سے جنازہ اٹھایا جاتا ہے

(بشکریہ سوز خواں سیّد نہال حسین زیدی)

———✞✞✞✞✞———

هنسلیوں والے مرے!

حضرتِ سوختہؔ لکھنویؒ

لاش پہ بے شیر کی ماں کرتی تھی رو کر یہ بیاں
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
آرزو دل ہی میں رہی دودھ بڑھائی کی تری
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
ماں کو نہ تڑپاؤ تم اب گود میں آجاؤ تم اب
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
سونا ہے سارا بن کا بن تم ہو اکیلے گل بدن
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
ہائے یہ کیا ستم کیا ساتھ مجھے نہ لے لیا
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
ہونا تو تھا جو کچھ ہو چکا مجھ سے نہ بگڑو مہ لقا
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
دل پھٹا جاتا ہے مرا گود میں آؤ مہ لقا
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
رحم کرو اے مری جاں ورنہ یہ مر جائے گی ماں
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
اچھا مری تھی گر خطا پاگئی اُس کی میں سزا
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
جھولا تمہیں جھلاؤں گی لوریاں دے سلاؤں گی
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
اب نہ رلاؤں گی کبھی پانی منگا دوں گی ابھی
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا
کرتی ہوں ہر رات بسر لال مرے میں جاگ کر
ہنسلیوں والے مرے ہوچکے بس اب خفا

(بشکریہ استاد صادق حسین چھجنؒ / انجمنِ عابدیہ کاظمیہ)

آغا سروشؔ (حیدر آباد / دکن)

زہراؑ نے مجھے مجلسِ سرورؑ میں دعا دی
جا موت نہ آئے تجھے دیدارِ علیؑ تک
بے نور نگاہوں کو دِکھائی نہیں دیتے
پرچم کو ہیں تھامے ہوئے دو ہاتھ ابھی تک

(بشکریہ سوز خواں سجاد باقری و علی رضا باقری)

ہائے اکبرؑ جواں، ہائے اکبرؑ جواں

لاشِ فرزند پَر روکے کہتی تھی ماں
ہائے اکبرؑ جواں ، ہائے اکبرؑ جواں
اے مِرے لاڈلے تم کو ڈھونڈوں کہاں

دل میں حسرت تھی دولھا تجھے میں بناؤں
چاند سی میں دلہن گھر میں بیاہ کرکے لاؤں
تیرے مرنے سے دل کی لٹی بستیاں

ساتھ شہؑ کے گیا ہے مِرا نونہال
بدلے پانی کے ایذا نہ دیں بد خصال
لو خبر جلد رن میں وہ کڑکی کماں

کوئی حسرت نکلنے نہ پائی مِری
سُوئے جنت سواری تمہاری چلی
روکو تابوت ، سہرا تو باندھ لے ماں

رن میں اصغرؑ اکیلا ہے اے میرے لال
بن میں ڈر کے نہ روئے یہ رکھنا خیال
میں چلی قید کی سہنے اب سختیاں

(بشکریہ ھادی و شاھد برادران / عابدیہ کاظمیہ)

گھر چلو شام ھوتی ھے اصغرؑ

قبرِ اصغرؑ پہ کہتی تھی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
ماں تجھے لینے آئی ہے دلبر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

کیوں خفا ماں سے تم ہو دل آرا بستر خاک کیوں تم کو بھایا
آؤ گودی میں میری ٹھُمک کر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

کس کو دکھلاؤں میں حالِ مضطر، ہوگیا میرا خالی بھرا گھر
اب نہ اکبرؑ نہ سبطِ پیمبرؐ گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

خوف کی جا ہے ہُو کا یہ بن ہے، یاں مسافر کو رنج و محن ہے
ڈر نہ جانا کہیں میرے دلبر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

گود میں میری بے شیر آجا، چاند سی صورت اپنی دکھا جا
دیکھ تیری سکینہؑ ہے مضطر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

ہائے کپڑے بھی تیرے پھٹے ہیں، خاک میں بال تیرے اٹے ہیں
سُن لے سُن لے یہ فریادِ مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

نکلا پڑتا ہے منہ سے کلیجہ، تیرا جھولا ہے خیمہ میں سُونا
خاک پر نیند آئے گی کیوں کر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

دشت کی کیوں زمیں تم کو بھائی، گود کیوں تم نے میری اجاڑی
اٹھو اب خواب سے جانِ مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

اب کس کا انتظار ہے اُٹھو سکینہؑ گھر چلو

(ڈاکٹر پروفیسر ہلال نقوی)

اب کس کا انتظار ہے اُٹھو سکینہؑ گھر چلو
تم پر پھوپھی نثار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو
اُٹھو سکینہؑ گھر چلو

شامِ غریباں آگئی غم کی سیاہی چھا گئی
بجتے ہیں باجے فوج میں ختم لڑائی ہوگئی
لُٹنے کا انتظار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

بیٹھی ہو بی بی خاک پر اٹھو اے میری نیم جاں
عمو تمہارے خلد سے لینے نہ آئیں گے یہاں
کیسا یہ حالِ زار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

عمو تمہارے نہر پر شانے کٹا کے سو گئے
بابا کو ڈھونڈتی ہو کیا بابا بھی رن کے ہو گئے
اک حشر آشکار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

لیتی ہو کیوں یہ سسکیاں رکھنا ہے حوصلہ تمہیں
اصغرؑ کے ساتھ کھیلنا آتا ہے یاد کیا تمہیں
اب وہ تہہِ مزار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

ننھی سی جاں پہ اس قدر شمرِ لعیں کی سختیاں
سوجے ہوئے ہیں ہونٹ بھی ابھری ہوئی ہیں انگلیاں
دامن بھی تارتار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

سر پر ہے شب کی تیرگی کب تک یہاں پہ روؤ گی
بابا کا تن کچل گیا سینے پہ کس کے سوؤ گی
زخمی وہ جسمِ زار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

خاک اور خوں کے درمیاں لاشے ہیں سب اٹے ہوئے
پہچانو گی کسے یہاں سَر ہیں سبھی کٹے ہوئے
روٹھی ہوئی بہار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

سر پر علم یہ کس کے ہے صورت مِرے جری سی ہے
پیاری مِری نہ رو، نہ رو، لاشے میں تھرتھری سی ہے
مقتل بھی سوگوار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

سکتہ سا تم کو ہوگیا پامال ہوگیا سکوں
گوہر تمہارے چھن گئے دیکھو ٹپک رہا ہے خوں
رخ پر لہو کی دھار ہے اٹھو سکینہؑ گھر چلو

(بشکریہ نوحہ خواں جعفر کاظمی صاحب)

———

اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے

(مولانا توقیر زیدی)

شاہزادی شاہزادی صبر کر ، صبر کر معصوم بی بی صبر کر
تو جو روئے گی حرم گھبرائینگے اے سکینہؑ اب نہ بابا آئینگے
ساعتِ شامِ غریباں ہے قریب ، اک قیامت خیز عنواں ہے قریب
دشت میں تنہا حرم رہ جائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ بابا آئینگے
صبر بن کر کربلا کی گود میں ، سوگئے اصغرؑ قضا کی گود میں
کیا خبر تھی یہ بھی مارے جائیں گے اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے
اب پھوپھی زینبؑ سنبھالیں گی تمہیں ، گود میں اپنی سلائیں گی تمہیں
سّیدِ سجادؑ دل بہلائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے
بی بیاں فریاد کرتی جائینگی ، چادریں اُنکی بھی چھینی جائیں گی
اِس قدر یہ ظلم اعداَ ڈھائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ باباآئیں گے
اک قیامت اور ڈھائیں گےلعیں ، آگ خیموں میں لگائیں گےلعیں
جس کے شعلے آسماں تک جائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ بابا آئینگے
دشمنانِ دیں نحیف و زار کو ، غمزدہ کو عابدِؑ بیمار کو
پا پیادہ شام تک لیجائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے
شاہِؑ دیں کی یاد ہوتی جائیگی ، کربلا آباد ہوتی جائیگی
رونے والے اس قدر ہوجائیں گے ، اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے

مارا گیا حسینؑ جو مہمانِ کربلا/روایتی نوحہ

مارا گیا حسینؑ جو مہمانِ کربلا — رنگیں لہو سے ہوگیا دامانِ کربلا
لاشوں سے تھا بھرا ہوا میدانِ کربلا — جب رات آئی بعدِ شہیدانِ کربلا
کرتا تھا سائیں سائیں بیابانِ کربلا

مہمان مومنوں کا رہا آج تک حسینؑ — ہوتا ہے الوداع پیمبرؐ کا نورِ عین
آرام ہے علیؑ کو نہ زہراؑ کے دل کو چین — کہتی ہے روحِ فاطمہؑ تم سے بہ شور وشین
اک رات کا حسینؑ ہے مہمانِ کربلا

در آیا خیمہ گاہ میں جب لشکرِ عمر — زینبؑ نے وا حسینؑ کہا سر کو پیٹ کر
دوڑی بہ سوئے عابدؑ مضطر وہ نوحہ گر — دُرّہ لگایا ایک ستمگر نے پشت پر
حیراں کھڑے تھے ہائے یتیمانِ کربلا

چھینی کسی نے زینبؑ وکلثومؑ کی ردا — مطلق نہ زور خواہرِ ناشاد کا چلا
فضہ نے منہ نجف کیطرف کرکے یوں کہا — پہنچو مدد کے واسطے یا شیر کبریا
لوٹا گیا حسینؑ بہ میدانِ کربلا

قاسمؑ کا لاشہ گھوڑوں سے پامال ہوگیا — اکبرؑ نے کھائی سینے پہ برچھی ستم ہوا
اصغرؑ کی پیاس، بجھ گئی چھیدا گیا گلا — پانی نظر کے سامنے تھا اور نہ مل سکا
سوکھا ہے دو پہر میں گلستانِ کربلا

محشر لکھنوی مرحوم (جدید بیاض / امامیہ کتب خانہ لاہور)

معصومہؑ کو تربت میں بھی ظالم نے ستایا ، فریاد خدایا

جنت البقیع / سیّد رضا صاحب لئیقؔ

معصومہؑ کو تربت میں بھی ظالم نے ستایا ، فریاد خدایا
بے دین نے تربت پہ عمارت کو گرایا ، فریاد خدایا
سونے نہ دیا قبر میں بھی ہائے جفا کی ، لعنت ہے خدا کی
بیٹی پہ محمدؐ کی ستم کیسا یہ ڈھایا ، فریاد خدایا
پھر ٹکڑے ہوا دل حسنؑ سبز قبا کا ، اور خون اُبل آیا
مادر کی لحد کو جو ستمگر نے مٹایا ، فریاد خدایا
زندہ رہیں جب تک نہ کبھی چین سے سوئیں ، بس باپ کو روئیں
جب سہہ نہ سکیں ظلم تو تربت کو بسایا ، فریاد خدایا
سَر پیٹو محبو ، یہ قیامت کی گھڑی ہے ، اِس روز لعیں نے
قبہ کو گرا ، عرشِ الٰہی کو ہلایا ، فریاد خدایا
روضہ جو کُھدا عرش سے آواز یہ آئی ، خالق کی دہائی
مظلومہ نے مرقد میں بھی آرام نہ پایا ، فریاد خدایا
شہزادیٔ کونینِ لئیقؔ جگر افکار ، اس غم سے ہے مضطر
اب تک نہ اُسے روضہ پہ نور دکھایا ، فریاد خدایا

(بشکریہ قاری و ذاکرِ حدیثِ کساء سوز خوان رضامولائی)

——✞✞✞✞✞——

ہائے ظالم نے کیا ظلم ڈھایا ، اہلبیتؑ نبیؐ کو ستایا

نوحۂ انہدامِ جنت البقیع / بشیرؔ

ہائے ظالم نے کیا ظلم ڈھایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
قبر میں بے کسوں کو رُلایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
پاکے شیطان کی ورثہ داری ، ہائے بدبخت جلاد ناری
کچھ نہ خوفِ خدا دل میں لایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
آمنہؑ ، فاطمہؑ اور حسنؑ کا ، عابدؑ و باقرؑ پُر محن کا!
ہائے صادقؑ کا روضہ گرایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
رنج دنیا کے لاکھوں ہی سہہ کر ، جو کہ سوتے تھے قبروں کے اندر
اُن کو ظالم نے ناحق جگایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
حکم طائف میں دے کر لعیں نے ، نجدیوں سے جہنم مکیں نے
قتل شیعوں کو ناحق کرایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
بے گناہوں پہ وہ ظلم توڑے ، مارے نامِ محمدؐ پہ کوڑے
قید میں عالموں کو پھنسایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
ہائے دکھلا کے اپنی شرارت ، کرلیا دین ظالم نے غارت
خبط کچھ ایسا دل میں سمایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا
اے بشیرؔ اب بصد آہ و زاری کر دعا یہ بدرگاہِ باری
کردے ظالم کا جگ سے صفایا ، اہلبیتِؑ نبیؐ کو ستایا

اے کربلا بتا، علی اصغرؑ کہاں گیا

(سبطِ حیدر زیدی)

اے کربلا بتا، علی اصغرؑ کہاں گیا
تیرِ ستم وہ حلق پہ کھا کر کہاں گیا

کہتی تھیں امِ فروہؑ کہ اے کربلا بتا
نوشاہ بن کے قاسمِؑ شبرؑ کہاں گیا

جس کے جگر سے کھینچی تھی برچھی حسینؑ نے
وہ نوجواں شبیہِ پیمبرؐ کہاں گیا

حیدرؑ کی یادگار و علمدارِ فوجِ شاہؑ
وہ کربلا کا ضیغم و صفدر کہاں گیا

اے وقتِ عصر یاد ہو تجھ کو تو یہ بتا
گھوڑے سے گر کے سبطِ پیمبر کہاں گیا

موجِ فرات سر کو پٹک کر یہ کہتی ہے
اے کربلا وہ پیاسوں کا لشکر کہاں گیا

اے کربلا کی شامِ غریباں ذرا بتا
جلتا ہوا مریض کا بستر کہاں گیا

باندھا تھا جس کو ظلم کی زنجیر و طوق میں
اے کربلا وہ عابدِؑ مضطر کہاں گیا

جن کے سروں سے چھین کے چادر کیا اسیر
بیبوں کا قافلہ وہ کھلے سر کہاں گیا

—✞✞✞✞✞—

ساحر لکھنوی

نہ کیوں ہر سنگ دل اشکِ غمِ شبیرؑ سے لرزے
یہ وہ پانی ہے جو سوراخ کردیتا ہے پتھر میں
انہی اشکوں کی قیمت پر بکیں گے قصر جنت کے
یہی سکہ چلے گا ہر طرف بازارِ محشر میں

—✞✞✞✞✞—

سید سبطِ حسن انجمؔ

آج بھی دہر میں بطرزِ جدید
حق و باطل کی جنگ جاری ہے
آخری وارثِ دارِ تیغِ علیؑ
اب ضرورت فقط تمہاری ہے

بشکریہ سوزخواں سید ریاض حیدر زیدی (لاہور)

—✞✞✞✞✞—

بعدِ حسینؑ کس نے کہا میں یتیم ہوں (سُرورؔ)

بعدِ حسینؑ کس نے کہا میں یتیم ہوں
مقتل سے آرہی ہے صدا میں یتیم ہوں

بولیں سکینہؑ شمر سے کانوں پہ رکھ کے ہاتھ
گوہر نہ چھین بہرِ خدا میں یتیم ہوں

جو ہے وہ ظلم کرتا ہے مجبور جان کر
شاید یہی ہے میری خطا میں یتیم ہوں

میں اپنے آنسوؤں سے بجھالوں گی اپنی پیاس
دریا سے لَوٹ آؤ چچا میں یتیم ہوں

سَر رکھ دیا سکینہؑ نے زینبؑ کی گود میں
رکھنا پھوپھی خیال مرا میں یتیم ہوں

دامن پھٹا ہُوا ہے گریبان چاک ہے
دیکھ اے زمینِ کرب و بلا میں یتیم ہوں

مقتل سے سُوئے شام یہ کہتی ہوئی چلی
بابا مرا شہید ہوا میں یتیم ہوں

ذکرِ سکینہؑ آتے ہی دل کانپ اٹھا سُرور
جیسے کسی نے مجھ سے کہا میں یتیم ہوں

(بشکریہ نوحہ خواں مجتبیٰ نقوی ارشدؔ)

سُر کیڈارو کا منظوم اردو ترجمہ

جہاں میں تین طبقے شبرؑ و شبیرؑ پر روئے
گھروں میں آدمی دشت و جبل میں جانور روئے

فرشتے تھے فلک پر ماتمِ شاہِ شہیداںؑ میں
گئے شہزادگانِ خُلد جنت کے گلستاں میں

تہی ہیں جنکے سینے آپؑ کے دردِ شہادت سے
شفاعت کی نہ رکھیں وہ کوئی اُمّید رحمت سے

اِدھر سیدانیاں بچوں کو اِذنِ جنگ دیتی تھیں
کہ دیکھو موت کے میدانِ خونی میں نہ گھبرانا

اُدھر دشمن کی مستورات خود دشمن سے کہتی تھیں
کہ تم رَن کے بھگوڑے ہو تمہیں لازم تھا مرجانا

فریاد یہ ہر سُو تھی کہ اے وائے مدینہ
اِس شہر سے رخصت ہوئے مولائے مدینہ

افسوس یہ بستی ہوئی سادات سے خالی
کس واسطے ویراں نہ ہو دنیائے مدینہ

شبیرؑ ہوئے گامزنِ راہِ شہادت
تکبیر بہ لب دل میں تمنائے مدینہ

مُحرم آگیا اُمت کے شہزادے نہیں آئے!

چلے شعبان میں مقتل کی جانب کربلا والے
مسلح تھے نرالی شان سے صبر و رِضا والے
اُنہیں خود ناز تھا اپنی شرافت پر شجاعت پر
یہی تھے مصطفیٰ والے یہی تھے مرتضیٰ والے
محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

یہی تقدیرِ یزداں تھی یہی سر مشیّت تھا
مدینے اور مکے میں بپا شورِ قیامت تھا
یہی فدیہ برائے بخششِ افرادِ ملت تھا
شہادت کربلا والوں کی کیا تھی رمزِ قدرت تھا
محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

مدینے سے گئے وہ کربلا کی قتل گاہوں میں
وہ خونی قتل گاہیں آج تک فریاد کرتی ہیں
حسینی قافلہ صحرا کی جن راہوں سے گزرا تھا
وہ خونیں قتل گاہیں آج تک فریاد کرتی ہیں
محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

وہ منظر پھر کہاں اہلِ مدینہ کو نظر آیا
مدینے کا مسافر کب مدینے لوٹ کر آیا
محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

✞✞✞✞✞

حضرت شاہ عبد الطیف بھٹائیؒ کے سُرکیڈارو کا اقتباس

اردو ترجمہ: شیخ ایازؒ، منظوم: رئیس امروہویؒ

(بشکریہ ڈاکٹر پروفیسر مولانا حسن رضوی/ پروفیسر کنہیالال ناگپال)

✞✞✞✞✞

دسویں کو جو سڑک کنارے مائیں بہنیں روتی ہیں
اُن کے وارث بھی ہوتے ہیں اُن کا گھر بھی ہوتا ہے

(عابد رضا شکیبؔ)

✞✞✞✞✞

التماس سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب جملہ سوز خوانان خصوصاً

سید مظاہر علی کاظمی، سید صابر حسین زیدی، میر مہدی زیدی (جمعہ)

اور

سیدہ انیس فاطمہ زیدی (کلو باجی)

✞✞✞✞✞

جب کبھی غیرت انساں کا سوال آتا ھے

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے
بنتِ زہراؑ ترے پردے کا خیال آتا ہے
اے خلافت ہمیں حق چھننے کا افسوس نہیں
پَر گواہوں کی صداقت کا خیال آتا ہے
اِس طرح تنہا کھڑے تھے شہِؑ بیکس رن میں
جس طرح چاند کو تاروں میں زوال آتا ہے
موت کس سوچ میں ہے لاشۂ اکبرؑ پہ کھڑی
کیا پیمبرؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے
مُٹھیاں بھینچ کے پھیری ہے زباں ہونٹوں پر
آج ششماہے کو حیدرؑ کا جلال آتا ہے
کون قیدی ہے کسے لائے ہیں کوفہ والے
کچھ محمدؐ کی نواسی کا خیال آتا ہے

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

اثرؔ جلیلی، نیرؔ مدنی، عزمؔ جونپوری، زیباؔ ردولوی، محمد علی،
کاظم حسین زیدی، سیّد وزیر حسن ابنِ مہدی حسن جارچوی

بانوؑ کا یہ ارماں تھا آباد مکاں ہو گا

بانوؑ کا یہ ارماں تھا آباد مکاں ہوگا
اک روز وہ ہوگا جب اصغرؑ بھی جواں ہوگا
لاش آئی جو اصغرؑ کی ماں رو کے یہ کہتی تھی
بیٹا تجھے موت آئی اب کون جواں ہوگا
لوگو مرے بچے کو مقتل سے اُٹھا لاؤ
واں خاک کا بستر ہے آرام کہاں ہوگا
آغوش میں رہتے تھے کیوں گور پسند آئی
واں خاک کا بستر ہے آرام کہاں ہوگا
آگاہ نہیں تھی میں تقدیر کے لکھے سے
طفلی میں مرا بچہ آنکھوں سے نہاں ہوگا
خود آن کے بچے کو دو گھونٹ پلا جاؤ
میں مانگتا ہوں پانی یہ تم کو گماں ہوگا
بے شیر کی تربت پر یہ بین تھے مادر کے
صغراؑ جو تمہیں پوچھے کیا میرا بیاں ہو گا

(بشکریہ سلام و نوحہ خواں سیّد اقبال حسین بالی)

کربلا سے جو کبھی ھو کے ھَوا آتی ھے

کربلا سے جو کبھی ہو کے ہَوا آتی ہے
کسی معصوم کی ہچکی کی صدا آتی ہے

ہاں دھڑ کتا نہ ہو مرقد میں کہیں قلبِ ربابؑ
علی اصغرؑ، علی اصغرؑ کی صدا آتی ہے

ماں سمجھتی تھی، دلہن لاؤنگی آیا ہے شباب
شہؑ سمجھتے ہیں کہ اکبرؑ کی قضا آتی ہے

منھ پھرا لیتے ہیں عباسؑ ٹپک پڑتے ہیں اشک
نہر کی سمت سے ٹھنڈی جو ہوا آتی ہے

کون سوتا ہے کنارے ترے اے نہر فرات
تیری مٹی سے ابھی بوئے وفا آتی ہے

(بشکریہ سلام خوان انیس حیدر نقوی)

✞✞✞✞✞

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

اِرم لکھنوی، حشم لکھنوی، منظر اعظمی، صدف جلالوی، رضا حسین خان ایڈووکیٹ، سید حسن امام رضوی ایڈووکیٹ، وقار محسن، ڈاکٹر حیدر شہید (کشمیری)، مولانا محمد علی درّانی، مظہر عباس زیدی، نواب افتخار حسین خاں، شائق اکبرآبادی

✞✞✞✞✞

کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گزر گئے

کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گزر گئے
اکبرؑ گزر گئے، علی اصغرؑ گزر گئے

مشکل تھی راہِ حق میں ہر اک منزلِ وفا
لے کر علیؑ کا نام بہتّر گزر گئے

فوجوں کو چیرتے ہوئے عباسِؑ نامدار
مقتل سے مثلِ حیدرِؑ صفدر گزر گئے

ارمان لاکھوں دل میں تھی مادر لئے ہوئے
دن بیاہ کے جب آئے تو اکبرؑ گزر گئے

جب یاد آگئی کبھی زینبؑ کو کربلا
کیا کیا نظر کے سامنے منظر گزر گئے

صدمے جو عمر بھر میں کوئی سہ نہ پائے گا
اک دوپہر میں شاہؑ کے دل پر گزر گئے

(بشکریہ سوز خواں حیدر جونپوری و زمان عباس عقیل رضوی)

✞✞✞✞✞

التماسِ سورۃ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سوز خواں کجن صاحب (لکھنوی) الحاج اعجاز امام رضوی و مجتبیٰ رضوی

✞✞✞✞✞

یاد آئی نہ تمھیں فاطمہ صغراؑ بابا

یاد آئی نہ تمھیں فاطمہ صغراؑ ، باباؑ
کربلا جا کے ہمیں بھول نہ جانا ، باباؑ
ہائے کس کس کا گلہ کس کی شکایت لکھوں
ایک نامہ تو کسی نے بھی نہ لکھا ، باباؑ
کہہ گئے تھے مرے بھائی تمھیں لے جاؤ نگا
کیا ہُوا آئے نہ لینے مرے بھیّا ، باباؑ
میں سمجھتی ہوں کہ بھائی نے رچالی شادی
اس لئے آئے نہ لینے مرے بھیّا ، باباؑ
اب تو اصغرؑ بھی مرا گھٹنیوں چلتا ہوگا
میرے بھائی کو مرا نام بتانا ، باباؑ
نام سُن کر مرا ہمکے تو تمھیں میری قسم
میری جانب سے کلیجہ سے لگانا ، باباؑ
سورہے ہوں علی اصغرؑ جو اگر جھولے میں
ہے یہ حسرت مری جھولے کو جھلانا ، باباؑ

(بشکریہ سوز خواں پروفیسر عزیز زیدی و ابنِ حسن کربلائی)

———✞✞✞✞✞———

التماسِ فاتحہ برائے شاعر و سوز خواں اثر دھولپوری

لُوٹا گیا ہے سبطِ پیمبرؐ ، وطن سے دور

ساحرؔ فیض آبادی

لُوٹا گیا ہے سبطِ پیمبرؐ ، وطن سے دور
اُجڑا ہے فاطمہؑ کا بھرا گھر ، وطن سے دور
گزری ہے یوں حسینؑ پہ عاشورِ کربلا
جیسے بپا ہو عرصۂ محشر ، وطن سے دور
سب کچھ نثار کر کے محمدؐ کے دِین پر
بستی نئی بسا گئے سرورؑ ، وطن سے دور
اے موت اک بہن سے نہ چھین، اُس کے بھائی کو
صغراؑ وطن میں ہے علی اکبرؑ ، وطن سے دور
مرنے چلے حسینؑ تو زینبؑ نے یہ کہا
چھوڑا ہے کس پہ لا کے برادر ، وطن سے دور
پیاسا شہید ہو گیا زہراؑ کا نورِ عین
پھیرا گلے پہ شمر نے خنجر ، وطن سے دور
جلتی ہوئی زمیں پہ ہے بے گورو بے کفن
جانِ رسولؐ فدیۂ داور ، وطن سے دور
اے دشتِ کربلا اِنہیں مہماں بنا کے رکھ
سوئے ہیں سَر کٹا کے بہتّر ، وطن سے دور

صغرا ؑ یہ دل میں کہتی تھی اللہ کیا کروں؟
ہے مجھ سے روٹھ کر مرا اصغر ؑ ، وطن سے دور
مجھ کو یہ کیا خبر تھی کہ روتی رہوں گی میں
بابا نہ آئیں گے مرے جاکر ، وطن سے دور
دن بیاہ کے جب آئے تو اکبر ؑ نہیں رہے
مارا گیا شبیہِ پیمبر ؐ ، وطن سے دور
ہے ہے نبیؐ کی آل ؑ غریبُ الوطن ہوئی
سیدانیاں پھری ہیں کھلے سَر، وطن سے دور
ساحؔر اب اس وطن کی حفاظت کرے خدا
ہم نے وطن بنایا جو آ کر وطن سے دور

(بشکریہ محترم آفاقؔ حسین رضوی / علمدارؔ رضوی و تاج اکبر)

سیّد غلام سیّدین رضوی تاباںؔ جارچویؒ

مرا خیال ہے جب بھی کوئی دعا مانگو
فقط غلامیِ اولادِ فاطمہ ؑ مانگو

میرے بچے کی آتی ہے منہدی

بشکریہ محترمہ صابرہ کاظمی

بیوہ شبّرؑ کی رو کر پکاری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
لوگ کرتے ہیں کیوں آہ وزاری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
کوئی دولہا کی پھپیوں کو لاؤ انکی چھوٹی چچی کو بُلاؤ
دیر ہوتی ہے جلد آؤ واری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
میری بالی سکینہؑ کہاں ہو کیوں نگاہوں سے اب تک نہاں ہو
نیگ لے جاؤ بانوؑ کی پیاری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
جا کے کہہ دو یہ شاہِؑ زمن سے کوئی صغراؑ کو لائے وطن سے
جائیں اکبرؑ منگائیں سواری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
سنتی ہو فاطمہؑ کی خوزادی گھر میں دو بھائیوں کی ہے شادی
آج جاگی ہے قسمت تمہاری میرے بچے کی آتی ہے منہدی
جا کے شیرِ خدا کے نواسے کہہ دے دولہا کے چھوٹے چچا سے
گھر میں شادی کی رسمیں ہیں جاری میرے بچے کی آتی ہے منہدی

سیّد علی انصرؔ رضوی

اگر "مَن کنتُ مولا" کا بیاں اغیار کرتے ہیں
کبھی اقرار کرتے ہیں کبھی انکار کرتے ہیں

روانگی از مدینہ / سیدِ ابرارؑ نے ترک وطن کردیا

آج مدینے میں ہیں غم کی فراوانیاں — آج مدینے میں ہیں درد کی جولانیاں
آج مدینے میں ہیں اشکوں کی ارزانیاں — آج مدینے میں ہیں زلزلہ سامانیاں
سیدِ ابرارؑ نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

دیس سے پردیس میں ظلم اُٹھانے چلے — دین کی بگڑی ہوئی بات بنانے چلے
قوتِ اسلام کی شان بڑھانے چلے — خون سے بے شیر کے رنگ جمانے چلے
سیدِ ابرارؑ نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

خَلق کے غمخوار سے شہر چُھٹا گھر چُھٹا — سرورؐ کونین کا روضۂ انور چُھٹا
قبر برادر چھٹی مسکنِ مادر چُھٹا — ہائے وہ بیمارِ غم جس سے کہ گھر بھر چُھٹا
سیدِ ابرار نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

آج مدینہ ترے آئینہ پیکر گئے — زینتِ مسجد گئے رونقِ منبر گئے
صاحبِ مسند گئے وارثِ حیدرؑ گئے — جانے دیا تو نے کیوں ہائے وہ کیونکر گئے
سیدِ ابرار نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

اہلِ مدینہ سے کہہ منہ سے تو کچھ بولئے — کیسے یہ غفلت ہوئی دیدۂ دل کھولئے
نالے کئے آہ کی اشکوں سے منہ دھولئے — جانِ پیمبر گیا، ساتھ نہ سب ہولئے
سیدِ ابرار نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

تجھ کو خبر بھی ہے کچھ اب نہ اِدھر آئینگے — تیرے مسافر کبھی پھر کے نہ گھر آئینگے
عابدؑ مضطر فقط لے کے خبر آئیں گے — داغ بہ دل آئیں گے، خاک بسر آئینگے
سیدِ ابرار نے ترک وطن کردیا — قوم کے سردار نے ترک وطن کردیا

مختصر زیارات

اَلسَّلَامُ عَلَيكَ يَا اَبَا عَبدِاللّٰه ، اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَابنَ رَسُولِ اللّٰه ، اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَابنَ اَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ وَابنَ سَيِّدِالوَصِيِّينَ اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَابنَ فَاطِمَةِ الزَّهراءِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ العٰلَمِينَ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

✞✞✞✞✞

اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَا غَرِيبَ الغُرَبَا ، اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا مُعِينَ الضُّعَفَاءِ وَالفُقَرَاءِ ، اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَا شَمسَ الشُّمُوس اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا اَنِيسَ النُّفُوسِ اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا مَدفُونُ بِاَرضِ طُوس ، رَاضِى بِالقَدَرِ وَالقَضَاءِ عَلِي بن مُوسَىٰ الرِّضَا وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

✞✞✞✞✞

اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَا صَاحِبَ العَصرِ وَالزَّمَانِ ، اَلاَمَان اَلاَمَان اَلاَمَان مِن فِتَنِ الزَّمَان ، اَلسَّلاَمُ عَلَيكَ يَا شَرِيكَ القُرآنِ ، اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا خَلِيفَةَ الرَّحمٰن ، اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا اِمَامَ الاِنسِ وَالجَآنِّ عَجَّلَ اللّٰهُ تَعالىٰ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ اللّٰهُ مَخرَجَكَ وَ ظُهُورَكَ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

✞✞✞✞✞

اَلسَّلاَمُ عَلَيكُم يَا سَائِرَ شُهَدَاءِ كَربَلا ، وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

✞✞✞✞✞

حمد، نعت و مناقب

سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تو ہے

حمد / احمد نویدؔ

سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تو ہے
جو درد کی شدت سے بکھرتا ہے وہ میں ہوں
جو باغ کو شبنم سے بھگوتا ہے وہ تو ہے
جو گل کی طرح ڈھل کے نکھرتا ہے وہ میں ہوں
مٹی میں جو دریا کو ڈبوتا ہے وہ تو ہے
مٹی سے جو قطرہ سا نتھرتا ہے وہ میں ہوں
داغوں کو مرے دل سے جو دھوتا ہے وہ تو ہے
داغوں کی تمنا میں جو مرتا ہے وہ میں ہوں
مجھ خاک میں اک تخم جو بوتا ہے وہ تو ہے
سایہ سا سرِ دہر جو کرتا ہے وہ میں ہوں
ہر شے میں جو آئینہ پروتا ہے وہ تو ہے
جو آئینہ خانوں میں سنورتا ہے وہ میں ہوں
جو تھا وہ جو ہونا ہے جو ہوتا ہے وہ تو ہے
ہونے کے دُکھوں سے جو گزرتا ہے وہ میں ہوں

✞✞✞✞✞

حکیم الامّت حضرتِ علامہ اقبالؒ

تو غنی از ہر دوعالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
تو می بینی گر حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیؐ پنہاں بگیر

(بشکریہ حافظ قاری عبد المنان / اقرأ دائرۃ القرآن)

✞✞✞✞✞

سیّد ہاشم رضا ہاشم

اُس کی توصیف اگر ہو تو بیاں ہو کیسے
عمر بھر جس کو محمدؐ نے کئے ہوں سجدے

(بشکریہ سوز خواں سیّد خلیل احمد)

✞✞✞✞✞

کون کہتا ہے مجھے شانِ سکندر دے دے

دعائیہ نعت/ سیّد سبطِ جعفر

کون کہتا ہے مجھے شانِ سکندر دے دے
میرے معبود! مجھے فقرِ ابوذرؓ دے دے

مالکِ لوح و قلم بہرِ جہادِ قلمی
مجھ کو الفاظ و مفاہیم کا لشکر دے دے

عشق جو تو نے اویسِؓ قرنی کو بخشا
ہو جو ممکن تو مجھے اُس سے فزوں تر دے دے

تاجور بھی میرے قدموں میں سعادت ڈھونڈیں
زینتِ سَر کو جو نعلینِ پیمبرؐ دے دے

جن کو سَرکارؐ نے بخشا شرفِ گویائی
لعل و یاقوت نہ دے مجھ کو وہ کنکر دے دے

تیرے محبوبؐ نے جو پیٹ پہ باندھا اکثر
وسعتِ رزق نہ دے مجھ کو وہ پتھر دے دے

ظاہری تن کے لئے اور نہ کفن کو کپڑا
جو مِرے عیب چھپالے وہی چادر دے دے

وقت کے مرحب و عنتر سے نمٹنے کے لئے
پھر کوئی فاتحِ خیبر سا غضنفر دے دے

سبطِ جعفر کی تو بخشش کو یہی کافی ہے
کہ غلامیِ درِ آلِ پیمبرؐ دے دے

———

عزت ابو طالبؑ سے شہرت ابو طالبؑ سے

سبطِ جعفر

عزت ابو طالبؑ سے شہرت ابو طالبؑ سے
ہم لائے ہیں لکھوا کر قسمت ابو طالبؑ سے

وہ جس لیئے کرتے ہیں نفرت ابو طالبؑ سے
ہم کو ہے اُسی باعث اُلفت ابو طالبؑ سے

جاں اپنی چلی جائے بچ جائے محمدؐ کی
آئی ہے یہ حیدرؑ میں عادت ابو طالبؑ سے

سَروَرؐ کے محافظ تھے اور والد حیدرؑ کے
رکھتی ہے عداوت یوں اُمّت ابو طالبؑ سے

گلیوں سے محبت ہے کملی سے عقیدت ہے
پَر خاش ہے لوگوں کو حضرت ابو طالبؑ سے

جو عقد خدیجہؑ اور سَروَرؐ کا پڑھایا تھا
خطبہ کی ہوئی جاری سنّت ابو طالبؑ سے

کیا شعبِ ابوطالبؑ نصرت میں پیمبرؐ کی
کیا کچھ نہ ہُوا پوچھو یہ مت ابو طالبؑ سے

لیتا رہا وہ بدلہ اولادِ پیمبر سے
ہوتی رہی جس جس کو خِفت ابو طالبؑ سے

نقصان جو اعدا نے حیدرؑ سے اُٹھایا تھا
کرتے ہیں وصول اُس کی قیمت ابوطالبؑ سے

از قولِ نبیؐ کُلِ ایماں کے بھی ہیں بابا
حاصل کرو ایماں کی دولت ابوطالبؑ سے

سرکارؐ نے فرمایا اُس سال کو عامُ الحزن
جس سال ہُوئی اُنؑ کی فرقت ابوطالبؑ سے

رہ پائے نہ مکہ میں اک سال بھی آنحضرتؐ
سَرکارؐ کی ہجرت ہے رُخصتِ ابوطالبؑ سے

ہر ایک حوالہ ہے مضبوط مگر سبطِ
جعفر کی سعادت ہے نسبت ابوطالبؑ سے

✠✠✠✠✠

شاعر و مصور و خطاط ید اللہ حیدرؔ

کیوں زمیں پر ڈھونڈتا ہے اُسؑ کا سایہ اے فلک
اُسؑ کا سایہ تو غلامانِ علیؑ کے سَر پہ ہے

اے خدیجہؑ ہو گئی توقیر ساری آپ کی

حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ/شاداںؔ دہلوی

اے خدیجہؑ ہوگئی توقیر ساری آپ کی
آئی جب گھر میں محمدؐ کے سواری آپ کی

زیرِ بار اسلام ہے، زربار ہے دینِ رسولؐ
خرچ اِس پر ہوگئی دولت جو ساری آپ کی

کردیا دینِ خدا پر آپ نے سب کچھ نثار
زینتِ اسلام ہے یہ جاں نثاری آپ کی

پہلی صف میں آپ نے کی ہے ادا پہلی نماز
اوّلیت کی سند طاعت گزاری آپ کی

سلسبیل و کوثر و تسنیم کی مالک ہیں آپ
سود مند اتنی ہوئی سرمایہ کاری آپ کی

آپ نے دی ہے نبیؐ کو نسلِ ساداتِ کرام
سورۂ کوثر کا مرکز ہے دُلاری آپ کی

چار دن میں آپ کی رحلت، ابوطالبؑ کی موت
ہائے شفقت اُن کی اور خدمت گزاری آپ کی

یہ جو عامُ الحزن ٹھہرا آپ کی رحلت کا سال
یوں نبیؐ کے کام آئی غمگساری آپ کی

مرے خیال کو نسبت ہوئی مدینے سے

نعت

مرے خیال کو نسبت ہوئی مدینے سے
مہک گلاب کی آنے لگی پسینے سے
فرازِ عرش پہ لوح و قلم ہیں نور فشاں
لکھی ہے نعتِ نبیؐ میں نے اِس قرینے سے
نبیؐ کی آلؑ سے الفت نہیں تو مرجاؤ
تمہارا مرنا ہی بہتر ہے ایسے جینے سے
کُھلے ہیں فیض و عطا کے تمام دروازے
بس ایک ساغرِ حبِ نبیؐ کے پینے سے
اِسی مہینے میں آئے ہیں رحمتِ عالم
سو رحمتوں کا سفر ہے اِسی مہینے سے
سنا ہے آتشِ دوزخ میں ڈوب جاتا ہے
اُتار دے جسے آلِؑ نبیؐ سفینے سے
وہ نور جس کی نہیں تاب طورِ سینا کو
وہ نور ہم نے لگایا ہے اپنے سینے سے

——✞✞✞✞ ✞——

آیا ماہ ولادت نبیؐ کا لہلہانے لگی ڈالی ڈالی

نعت / سیّد محمد رضی جعفری

"آیا ماہِ ولادت نبیؐ کا لہلہانے لگی ڈالی ڈالی
سج گیا مومنوں کے دلوں میں شاہِؐ یثرب کا دربارِ عالی
مرتبہ نعت خوانی کا پوچھو طائرِ سدرۃُ المنتہٰی سے
لحنِ داودؑ قربان جس پر اور تصدق اذانِ بلالیؓ
جی رہا ہوں اُمیدِ کرم پر بالمشافہہ کسی دن یقیناً
نعت مجھ کو بُلا کر سنیں گے دیکھ لینا مدینہ کے والیؐ
محفلِ نعت و میلاد و سیرت کم نَسَب کے مقدر میں کب ہے
اِس میں آتے ہیں جنّ و ملائک اور انسان ہوں جو حلالی
تیری بندہ نوازی کے صدقے بن گیا تیری چوکھٹ پہ آ کر
کوئی سلمانؓ تو کوئی ابوذرؓ اِک نگاہِ کرم جس پہ ڈالی
کاسہ لیسی کرے کیوں کسی کی، در بدر کیوں پھرے مارا مارا
بن گیا ہو جو رشکِ سکندر، کوچۂ مصطفیٰؐ کا سوالی
میں سیہ رُو، سیاہ کار آخر، منہ چھپاتا کہاں روزِ محشر
آ گئی کام محشر میں میرے، میرے سرکارؐ کی کملی کالی"

(بحوالہ سہ ماہی "سفینہ" ناروے)

——✞✞✞✞ ✞——

ہُوا یا نہ ہُوا؟!

گو کہ رَب کوئی بھی اللہ کا جیسا نہ ہُوا
ابو طالبؑ سا کوئی پالنے والا نہ ہُوا
جس کی آغوش میں پلتے ہوں نبیؐ اور امامؑ
پالنے والا کوئی دوسرا ایسا نہ ہُوا
بات پَردے کی ہے اللہ و نبیؐ ہی جانیں
جانے کیا کیا ہُوا معراج میں اور کیا نہ ہُوا
اُسؐ کو اپنا سا بشر کہتے ہیں خاکی بندے
جس کا سایہ بھی مشیّت کو گوارا نہ ہُوا
دَر سے یاسینؐ کے دَربان اُٹھا دیتے مجھے
شکر ہے آپؐ کا بیمار جو اچھا نہ ہُوا
میرے اعمال تو لے جاتے مجھے دوزخ میں
ہاں مگر آپؐ کی رحمت کو گوارا نہ ہُوا
ہے اگر بندہ خدا کا تو علیؑ کا ہو جا
جو علیؑ کا نہ ہُوا بندہ خدا کا نہ ہُوا
ساتھ جبریلؑ و خدا کے مِرا نام آنے لگا
حق ادا مدحتِ سَروَرؐ کا ہُوا یا نہ ہُوا

جیسا جلسہ ہُوا میدانِ غدیرِ خُم میں
ایسا جلسہ کبھی دنیا میں دوبارہ نہ ہُوا
جب کبھی دینِ محمدؐ پہ بُرا وقت پڑا
آلِ احمدؐ کے سِوا ٹالنے والا نہ ہُوا
سورۂ ''حمد'' میں اَنعَمتَ عَلَیھِم کیا ہے؟
کیا ہے گر آلِ محمدؐ کا قصیدہ نہ ہُوا
داہنے ہاتھ میں تھی میرے مناقب کی بیاض
شاعرِ آلِ عبا حشر میں رُسوا نہ ہُوا
قبر میں آکے نکیرین سلامی دیں گے
سبطِ جعفر نہ مجھے کہنا جو ایسا نہ ہُوا

—*****—

شاعر و سوز خواں سبطِ جعفر ہوں میں، میرے ممدوحؑ مداح ہیں ہر جگہ
حشر میں دیکھ کر میری آؤ بھگت، سب کو حیرت تھی یہ آدمی کون ہے؟!

—*****—

صرف طاہر ہی نہیں ہے ان کے غم میں نوحہ خواں
کردیئے پیدا غمِ شہہؑ نے سخنور سیکڑوں

(سید طاہر ناصر علی، لاہور)

—*****—

لا فتیٰ علیؑ/پیرِ طریقت حضرت بیدمؔ شاہ وارثیؒ

مقصودِ ھَل اَتیٰ ہیں شہِؐ لافتیٰ علیؑ
دستِ اللہ کیوں نہ ہو شیرِ خدا علیؑ
بَندوں کو اُن کے فکر و مصائب کا خوف کیا
حَلّالِ مشکلات ہیں مشکل کشا علیؑ
بندہ ہوں میں اُنہی کا انہی کا غلام ہوں
مولا مِرے امام مِرے پیشوا علیؑ
جس طرح ایک ذاتِ محمدؐ ہے بے مثال
پیدا ہُوا نہ ہوگا کوئی دوسرا علیؑ
بیدمؔ یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیرُ النسأؑ، حسینؑ و حسنؑ، مصطفیٰؐ، علیؑ

✞✞✞✞ ✞

رُباعی/پیرِ طریقت حضرت عنبرؔ شاہ وارثیؒ

"الحمد" کہ من بندۂ حیدرؑ ہستم
در میکدۂ عشق سِکندر ہستم
مخمور شُد از بادۂ عرفاں عنبرؔ
در دیرِ خرابات قلندر ہستم

✞✞✞✞ ✞

دَم ہَمہ دَم علیؑ علیؑ/مولانا کوثرؔ نیازیؒ

عجز ہے میری برتری، فخر مِرا تونگری
فقر مِری قلندری، سَر پہ ہے دستِ حیدریؑ
پیر میرا علیؑ ولی، دَم ہمہ دَم علیؑ علیؑ
اللہ و مصطفیٰؐ ترے، دونوں جہاں گدا ترے
کون و مکاں سدا ترے، قلب و جگر فدا ترے
باغِ جناں تری گلی، دَم ہمہ دَم علیؑ علیؑ
عظمتِ حسنِ کبریا، اُلفتِ دینِ مصطفیٰؐ
دعوتِ فکرِ انبیاءؑ، بیعتِ دستِ اولیاؒ
تیری ہی ذات سے چلی، دَم ہمہ دَم علیؑ علیؑ
قوتِ بازوئے نبیؐ، عظمتِ نوعِ آدمی
سطوتِ علمِ عالمی، حشمتِ حلمِ ہاشمی
آپ کا وصف یا علیؑ، دَم ہمہ دَم علیؑ علیؑ
کوثرؔ خستہ گام کا، آپ کے اِس غلام کا
دل جو ہُوا ہے غم زدہ، آپ کو یاد کرلیا
سَر سے ہر اک بَلا ٹلی، دَم ہمہ دَم علیؑ علیؑ

✞✞✞✞ ✞

علیؑ آگئے / سیّد سبطِ جعفر

جب خدا کو پکارا علیؑ آگئے، جب علیؑ آگئے زندگی آگئی
زندگی بندگی روشنی آگئی، روشنی آگئی، آگہی آگئی

موت اِنکے محبوں کو آتی نہیں، آ بھی جائے تو پھر بچ کے جاتی نہیں
موت کا کیا خطر، موت سے کیا حذر، اِس سے بچنا بھی کیا! آگئی، آگئی

غسلِ میّت نہ کہنا مِرے غسل کو، اُجلے ملبوس کو مت کفن نام دو
میں چلا ہوں علیؑ سے ملاقات کو، جس کی تھی آرزو وہ گھڑی آگئی

جبرئیلؑ اور قنبرؓ پہ کیا منحصر، دَر ترا چھوڑ کر کوئی جاتا نہیں
جو غُلامی کا تیری مزہ پاگیا، راس جس کو تری نوکری آگئی

"جس کا مولا تھا میںؑ اُس کا مولا علیؑ" جب نبیؐ نے کہا دین کامل ہُوا
مرحبا مصطفیٰؐ رب بھی راضی ہُوا، وہ جو آنا تھی آیت وہی آگئی

تیری مسند پہ غیروں کو بٹھلا دِیا، نائبِ مصطفیٰؐ مظہرِ کبریا
تو وصی و ولی و علیؑ ہی رہا، منزلت میں تری کیا کمی آگئی

مسلکِ عشق میں مانگنا عیب ہے، میں بھی خاموش ہوں وہ بھی خاموش ہیں
اُن کو سب ہے خبر اسلئے چپ ہوں میں، کیا ہُوا آنکھ میں گرمی آگئی

خمس دینا مودّت کی ایک شرط ہے اور نہ دینا بھی مثلِ فدک ہے گناہ
حقِ سادات و زہراؑ کے مقروض سے، جب تبرا سُنا تو ہنسی آگئی

آگ لے کر کوئی تیرے در پر گیا ریسماں لے کے کوئی ترے گھر گیا
میرے مولاؑ ترے کربِ تنہائی کا جب خیال آگیا جھرجھری آگئی

عشق جب تک نہ ہو شعر ہوتا نہیں مجھ میں کب اہلیت تھی تری مدح کی
میرے مولا میں قرباں ترے عشق کے سبطِ جعفر کو بھی شاعری آگئی

صبحِ عاشور اکبرؑ سے شہؑ نے کہا اے شبیہِ نبیؐ میرے نورِ نظر
جو بسر ہوگئی آخری رات تھی اب اذاں دو سحر آخری آگئی

اپنے ہونٹوں پہ سوکھی زباں پھیر کر میری جاں تم بھی اتمامِ حجت کرو
کہہ رہے تھے جب اصغرؑ سے یہ شاہِ دیںؑ اک تلاطم میں فوجِ شقی آگئی

پیاس سے میں تو مرجاتا کچھ دیر میں حرملا تونے ناحق یہ بیداد کی
حرملا کی حماقت پہ یہ سوچ کر ننھے اصغر کو رن میں ہنسی آگئی

مرد کوئی نہ باقی بچا عصر تک صرف سجادؑ تھے وہ بھی بے ہوش تھے
اور تھا کون نصرت کو شبیرؑ کی بے کسی آگئی بے بسی آگئی

کربلا اور کوفے کی بھی زحمتیں کم نہ تھیں یوں تو اہلِ حرم کے لئے
اشک روکے رُکے پھر نہ سجادؑ کے یاد جب بھی کبھی شام کی آگئی

کربلا اور کوفے تو ہو آئے تھے لوگ دشمن ہیں کیوں اجنبی شہر کے
کھائے پتھر تو زینبؑ لگیں پوچھنے اماں فضہؓ جگہ کون سی آگئی

——✞✞✞✞ ✞——

اژدر کا کلّہ چیرا تو حیدرؑ بنا دیا

سیّدہ انوار آمنہ انورؔ

اژدر کا کلّہ چیرا تو حیدرؑ بنا دیا
بستر پہ سوئے نفسِ پیمبرؐ بنا دیا
فرزند ایسے بخشے ہیں ذی جاہ و ذی حشم
شبیرؑ کوئی اور کوئی شبرؑ بنا دیا
عابدؑ کو اُس نے تاجِ عبادت عطا کیا
باقرؑ بنا دیا کوئی جعفرؑ بنا دیا
آلِ نبیؐ کو بخش دیے جملہ اختیار
موسیٰؑ کو تو نے حاجتوں کا دَر بنادیا
ضامن بنایا کوئی محبوں کا حشر تک
جو اِن کے در پہ پہنچا تونگر بنا دیا
تقویٰ تقیؑ کو، زہد نقیؑ کو عطا کیا
اور عسکریؑ کو صاحبِ لشکر بنادیا
کس کس نے ایسے پائے ہیں فرزند ذی حیات
تا حشر جن کو ہادی و رہبر بنا دیا
مولاؑ یہ تیری مدح سرائی کا ہے شرف
اِک ذرّۂ حقیر کو انورؔ بنا دیا

گر علیؑ نہیں آتے، زندگی نہیں آتی

سیّد سبطِ جعفر

گر علیؑ نہیں آتے، زندگی نہیں آتی
زندگی نہیں آتی، روشنی نہیں آتی
روشنی نہیں آتی، بندگی نہیں آتی
بندگی نہیں آتی، آگہی نہیں آتی
روح کے گلستاں میں تازگی نہیں آتی
نفس بیچ کر اپنا کس سکون سے سویا
اُس کا ایک شب سونا کائنات نے دیکھا
جب تلک نہ ہو تکیہ مرضیٔ الٰہی کا
اور نہ گر میسر ہو بسترِ رسولؐ خدا
مرتضیٰؑ کو بستر پر نیند ہی نہیں آتی
وہ رسولؐ کا بستر گر نہ تو بُھلا دیتا
فتحِ خندق و خیبر گر نہ تُو بُھلا دیتا
قتلِ مرحب و عنتر گر نہ تو بُھلا دیتا
وہ غدیر کا منبر گر نہ تو بُھلا دیتا
شیخ تیرے حصے میں تیرگی نہیں آتی

کلمہ جس کا پڑھتے ہو بُغض اُن سے رکھتے ہو!
بھیک کے بھی طالب ہو دَم بھی اُن کا بھرتے ہو!
اُن کے دشمنوں سے تم راہ و رسم رکھتے ہو!
دعویٰ محبت ہے دُشمنی بھی کرتے ہو!
کیسے اُمتی ہو تم شرم بھی نہیں آتی!

گو سکون ملتا ہے اللہ ہُو کے نعروں میں
گرمیوں کے روزوں میں بے رِیا نمازوں میں
سوزِ عشق ملتا ہے ماتمی جوانوں میں
بیٹھتا نہیں جب تک آدمی ملنگوں میں
دِل لگی تو آتی ہے عاشقی نہیں آتی

جو بھی وردِ نادِ علیؑ صبح و شام کرتا ہے
جو درودِ آلِ نبیؐ صبح و شام پڑھتا ہے
غم حسینؑ کا رکھ کر، دَم علیؑ کا بھرتا ہے
اُن کے دشمنوں پَر جو بے شمار کرتا ہے
پاس ایسے بندے کے بے کلی نہیں آتی

کچھ نہیں رکھا واللہ فلسفہ کی بحثوں میں
معرفت نہیں ملتی مکتبی کتابوں میں
کچھ اثر نہیں باقی، واعظوں کی ڈانٹوں میں
اب کوئی نہیں آتا مولوی کی باتوں میں
بے وِلائے آلِ نبیؐ آگہی نہیں آتی

عشق جس سے کرتے ہیں اُس کی بات بھی مانیں
اُسوۂ نبیؐ و علیؑ ہر قدم پہ اپنائیں
جتنے کام اچھے ہیں اُن کو کل پہ مت ٹالیں
تنگ دست مومن کی دستگیری فرمائیں
آج سے عمل کیجیے کل کبھی نہیں آتی

بھیک بھی نہیں ملتی پیٹ بھی نہیں بھرتا
عِلم بھی نہیں ملتا اِن کے دَر پہ آئے بِنا
تجربہ ہے یہ میرا یعنی سبطِ جعفر کا
دل پہ چوٹ کھائے بِنا اُن سے لو لگائے بِنا
لاکھ مصرعے کہہ لیجے شاعری نہیں آتی

——✣✣✣✣ ✣——

تقسیم کی گئی ہے زکوٰۃ اسؑ کے نور کی
سیارگانِ چرخ کے بھی خاندان میں
(انجینئر سید اخلاق حسین برق زیدی مرحوم)

——✣✣✣✣ ✣——

مدحِ حیدرؑ نہ کروں مجھ کو حذر کس کا ہے

مدحِ معصومینؑ (از اوّل تا آخرؑ)

مدحِ حیدرؑ نہ کروں مجھ کو حذر کس کا ہے
کیوں نہ حق بات کروں مجھ کو خطر کس کا ہے
راہ میں آلِ محمدؐ کے نہ کام آئے تو پھر
میرے کاندھوں پہ یہ رکھا ہُوا سَر کس کا ہے
جس پہ رِضوانِ جناں آیا ہو درزی بن کر
ایسا زہراؑ کے سِوا دوسرا دَر کس کا ہے
دَم نکلتا ہو جہاں موت کا بھی آتے ہوئے
پنجتنؑ ہی کا تو ہے اور وہ گھر کس کا ہے
طائرِ سِدرہ بتائے گا محمدؐ کے سِوا
قابَ قوسین تلک اور گزر کس کا ہے
فتح، خیبر کو کیا قوتِ ربانی سے
قوتِ رب پہ تصرف یہ مگر کس کا ہے
داستان اِنؑ کی شجاعت کی رقم ہے جس پَر
گر نہیں شہپرِ جبریلؑ تو پَر کس کا ہے
گر نہیں ہے بِرے مولاؑ تری خوش دامنؑ کا
دینِ اسلام کی بنیاد میں زر کس کا ہے
حق سے مطلق نہ ہٹی، کفر پہ بھی چلتی رہی
ذوالفقار ایسا چلن اور ہنر کس کا ہے

—✢✢✢✢ ✢—

قائمؑ آلِ محمدؐ کا سپاہی بن کر

(اضافہ بمناسبتِ نیمۂ شعباں)

قائمؑ آلِ محمدؐ کا سپاہی بن کر
سَر بکف ہو جا تجھے خوف و خطر کس کا ہے
ہوں شیاطینِ زماں یا کہ سپاہِ اَشرار
آپؑ جب سَر پہ سلامت ہیں تو ڈر کس کا ہے
اب تو اپنے بھی ہوئے فتنہ گری پَر مائل
تم کو معلوم ہے اندیشۂ شر کس کا ہے
وہ جو دشمن ہیں تمہارےؑ، ہیں وہی اپنے بھی
کیا کہیں تمؑ سے ہمیں خوفِ ضرر کس کا ہے
رہ کے پردے میں بھی وہ ہم پہ نظر رکھتے ہیں
ورنہ ہم آپ پہ فیضانِ نظر کس کا ہے

اِس قیامت میں نہ آؤ گے تو کب آؤ گے
وجہِ تاخیر ہے کیا تم کو حذر کس کا ہے
آپؐ پردہ جو ہٹا لیں تو قیامت ہوجائے
تابِ دیدار کسے، اتنا جگر کس کا ہے
آبِ زم زم سے بھی خوشتر ہے مرا اشکِ عزا
جس کا کوثر ہو بدل ایسا گہر کس کا ہے
راہیؔ صاحب کے سِوا آپ پہ سبطِ جعفر
گر فرزدقؔ کا نہیں ہے تو اثر کس کا ہے

✣✣✣✣ ✣

سیّد ہاشم رضا ہاشم

مدحتِ محبوبِ حق آساں نہیں
لائقِ تحسیں طریقہ چاہئے
نعت کی تو بات ہی کچھ اور ہے
نام لینے کو سلیقہ چاہئے

(بشکریہ محترم ریاض الدین و نواب ارشاد علی خاں)

✣✣✣✣ ✣

در صورتِ پیوند جہاں بود علیؑ بود

حضرت شمس تبریزؒ

در صورتِ پیوند جہاں بود علیؑ بود
تا نقشِ زمیں بود زماں بود علیؑ بود
ہم اوّل و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علیؑ بود
ہم آدمؑ و ہم شیثؑ و ہم ادریسؑ و ہم ایوبؑ
ہم یونسؑ و ہم یوسفؑ و ہم ہودؑ علیؑ بود
ہارونؑ ولایت کہ پس از موسیٰ عمرانؑ
واللہ علیؑ بود علیؑ بود علیؑ بود
آں شاہ سر افراز کہ اندر شبِ معراج
با احمدؐ مختار یکے بود علیؑ بود

✣✣✣✣ ✣

بستہ / حضرت شاداںؔ دہلوی

جہاں کہیں نگہِ فن شناس ملتی ہے
وہاں پہ دادِ ہنر بے قیاس ملتی ہے
جو سوز خواں کا ہو ذکرِ حسینؑ پر تکیہ
بیاض و بستہ و بازو کی آس ملتی ہے

مقام پیشِ خدا معتبر بتولؑ کا ہے

سیّد سبطِ جعفر زیدی

مقام پیشِ خدا معتبر بتولؑ کا ہے
جو کائنات میں ہے خشک و تر بتولؑ کا ہے

خدا کے دین کا چرچا جو ہے زمانے میں
نہیں یہ اور کسی کا ثمر بتولؑ کا ہے

خدیجہؑ اور محمدؐ کی ہیں یہی وارث
ہے جتنا دین میں شامل وہ زر بتولؑ کا ہے

ہے دخل یوں تو مشیّت میں پنجتنؑ کو مگر
کسی کا اتنا نہیں جس قدر بتولؑ کا ہے

تمام خَلق جسے جبرئیلؑ کہتی ہے
خدا کا عبد ہے بندہ مگر بتولؑ کا ہے

یہاں سَلام کو خیرُ الانامؐ آتے ہیں
اَدب سے آؤ یہاں پَر یہ دَر بتولؑ کا ہے

بڑھا دے فرشِ عزا، سوز و نوحہ و ماتم
خدا کا شکر کہ مُلّا کو ڈر بتولؑ کا ہے

نماز و روزہ بھی واجب ہیں خمس و ماتم بھی
ذرا نہ کیجیو غفلت اگر بتولؑ کا ہے

جُھکانا چاہا تھا شیخین نے سَرِ دربار
مگر یہ بھول گئے تھے یہ سَر بتولؑ کا ہے

مہک رہا ہے جو گلشن میں یہ گُلِ عباسؑ
یہ باغِ مرتضویؑ میں شجر بتولؑ کا ہے

حسینؑ اور حسنؑ دونوں ہیں نبیؐ کے پسر
علیؑ کا لاڈلا غازیؑ پسر بتولؑ کا ہے

وہ شام و کوفہ میں خطباتِ زینبؑ و سجادؑ
علیؑ کی شان کا مظہر، اثر بتولؑ کا ہے

خدا کا خاص کرم ہے جو سبطِ جعفر پَر
عطا حسینؑ کی، فیضِ نظر بتولؑ کا ہے

✞✞✞✞ ✞

حکیم عارف اکبر آبادیؒ (حنفی)

عجیب لوگ ہیں یہ دشمنانِ آلِ نبیؐ
اِنہی سے بھیک بھی مانگیں اِنہی پہ وار کریں؟!

✞✞✞✞ ✞

شاعری بھی مری اُنؑ سے منسوب ہے

سیّد سبطِ جعفر زیدی

سوز خوانی تو خدمت ہی زہراؑ کی ہے، شاعری بھی مری اُنؑ سے منسوب ہے
خدمتِ خَلق، تحریر و تقریر ہو، جو بھی ہے وہ سبھی اُنؑ سے منسوب ہے

ہے غلامیِ آلِ نبیؐ کا ثمر، مجھ کو اُستاد کہتے ہیں اہلِ نظر
اِس میں حیرت ہی کیا سب کو معلوم ہے، ہر بڑا آدمی اُنؑ سے منسوب ہے

آسیا سائی، ترسیلِ پیغامِ حق، گاہ گہوارہ جنبانی حسنینؑ کی
پنجتنؑ کا جو خادم ہے روح الامینؑ، اُسؑ کی ہر نوکری اُن سے منسوب ہے

تین شعبان ہو یا ہو تیرہ رجب، یا وہ ذی الحج کی اٹھارہ چوبیس ہو
یا اِسی طرح کی کوئی تاریخ ہو، اپنی ہر اک خوشی اُنؑ سے منسوب ہے

ہیں جو داؤدؑ حمّادِ ربِّ علیٰ، میرا اُن سے تقابل نہیں ہے بجا
جو ہیں ممدوح و محبوبِ ربِّ عُلیٰ، میری خوش نغمگی اُنؑ سے منسوب ہے

ہوں وہ اثنا عشرؑ، مصطفیٰؐ، سیّدہؑ، سب کے سب ہی محمدؐ ہیں مشکل کشا
جو بھی چاہو کسی دَر سے بھی مانگ لو، ساری بارہ دری اُنؑ سے منسوب ہے

اُنؑ کے مستوں ملنگوں کی دیوانگی، غیرتِ آگہی، رشکِ فرزانگی
واعظو ناصحو اُن کو طعنے نہ دو جن کی دیوانگی اُنؑ سے منسوب ہے

اُنکے دشمن کے دشمن سے ہے دوستی اُنؑ کا جو دوست ہے وہؑ ہے آقا مِرا
اپنی کیا دوستی، اپنی کیا دشمنی، دوستی دشمنی اُنؑ سے منسوب ہے

ہے حدیثِ کساءؑ، نعرۂ حیدریؑ، کیسا علامہ مولانا اور مولوی؟!
جو کسائی، غدیری و مولائی ہے، بس وہی مولوی اُنؑ سے منسوب ہے

صبح سے شام تک مجلسیں محفلیں شرق سے غرب تک کو بہ کو چار سو
میری مصروفیت میری مشغولیت میری آوارگی اُنؑ سے منسوب ہے

کون کہتا ہے سایہ نہ حضرتؐ کا تھا بَن کے سایہ نبیؐ کا رہے مرتضیٰؑ
مکتبِ حق میں شاید اِسی واسطے، ہر حدیثِ نبیؐ اُنؑ سے منسوب ہے

فتحِ مکہ کے بھی بعد مسلم ہوئے جھوٹی سچی حدیثیں جو گھڑتے رہے
وہ جو سرکارؐ سے ہر طرح دُور تھے، ہر کہی اَن کہی اُن سے منسوب ہے

کاظمین و نجف، کربلا، سامرہ، شام و قُم، مشہد و مکہ، طیبہ، جہاں
یہ شعائر خدا اور محمدؐ کے ہیں اِن میں ہر ایک ہی اُن سے منسوب ہے

مذہب جعفری یعنی دینِ نبیؐ، ہے تو خاتمؐ سے قائمؑ تلک ایک ہی
پَر یہ اعزاز معصومِؑ ہشتم کا ہے، سارا دینِ نبیؐ اُنؑ سے منسوب ہے

قبرِ اُنؑ سے ملاقات کی ہے جگہ میں یہی سوچ کر قبر تک آ گیا
زندگی بھی عطا میرے مولاؑ کی تھی، نعمتِ موت بھی اُنؑ سے منسوب ہے

پنجتنؑ سے محبت بزرگوں کو تھی ! آپ کا دعویٰ ہم مان بھی لیں اگر
بندہ پرور! مگر اِس کا کیا ہے سبب؟ اب بھی ہر خارجی اُن سے منسوب ہے

دیکھ تاریخِ خیبر بھی تو واعظا تہمتِ شرک و بدعت نہ ہم پَر لگا
جنؑ کا ہر نطق ہے تابعِ وحیِ رب، نعرۂ حیدریؑ اُنؑ سے منسوب ہے

وہ جو ثانی و استادِ ابلیس تھے جن کی شہرت ہے غیظ و غضب اور ضرر
اک بیچاری پولیس ہی پہ کیا منحصر، ہر برائی بڑی اُن سے منسوب ہے

وہ جو عباسؑ ہیں غازیؑ صف شکن اُنؑ کے مداح اللہ اور پنجتنؑ
خدمتِ شاہؑ دیں میں جو حاضر رہے، آج تک حاضری اُنؑ سے منسوب ہے

تیرے ممدوح ہیں مالکِ دو جہاں سبطِ جعفر وہ ہیں جب ترے قدرداں
کیوں تجھے فکر ہے داد و بیداد کی جب تری شاعری اُنؑ سے منسوب ہے

نمازِ عشق پڑھتا ہوں خدا سے بات کرتا ہوں

سبطِ جعفر

عدوئے آلِ مُدّثّرؐ سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں
نمازِ عشق پڑھتا ہوں خدا سے بات کرتا ہوں
تو پیشِ سامعینِ محترم سوغات کرتا ہوں

نہ اِس کو شاعری کہیے نہ لفاظی و صنّاعی
فقط نذرِ عقیدت ہے نہ فنکاری نہ پُر کاری
بشکلِ شاعری جنت میں تعمیرات کرتا ہوں

(بمناسبتِ ولادتِ امامِ حسنؑ)

اگرچہ تھے شبیہِ مصطفیٰؐ شبیرؑ و اکبرؑ بھی
مگر جب کوئی پوچھے ہو بہو تصویرِ سرورؐ کی
حسنؑ کا تذکرہ حق الیقیں کے ساتھ کرتا ہوں

سوالِ جانشینیٔ پیمبرؐ اور حیدرؑ پَر
فرزدقؓ کی طرح سود و زیاں سے بالاتر ہو کر
حسنؑ کا نام لیتا ہوں حسنؑ کی بات کرتا ہوں

حسنؑ کی کثرتِ ازواج کا جو اتنا چرچا ہے
مؤرّخ جھوٹ لکھتا ہے منافق کفر بکتا ہے
میں اِن کو مسترد تاحدِ امکانات کرتا ہوں

عِنانِ اقتدار آجائے جب بو جہل ہاتھوں میں
قلم کو دیکھتا ہوں جب کبھی نا اہل ہاتھوں میں
تو میں فکرِ دفاعِ عزتِ سادات کرتا ہوں

مورّخ مولوی مفتی محدث مفسد و شرّی
بزعمِ خود ہی کہلانے لگیں جب مصلح و ھادی
پئے ردِ بلا میں صدقہ و خیرات کرتا ہوں

زمانے کی منافق ناموافق تلخ باتوں سے
میں جب پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں تلخ یادوں سے
حسنؑ کی مدح سے تسکینِ احساسات کرتا ہوں

نگاہیں پھیرنا آلِ نبیؐ سے یاد آتا ہے
رویّہ کوفیوں کا خون کے آنسو رُلاتا ہے
برأت کا وظیفہ ہے جو میں دن رات کرتا ہوں

نہ چھوٹا ہاتھ سے میرے کبھی پھر صبر کا دامن
ہے جب سے سامنے میرے حسنؑ کا اُسوۂ اَحسن
عجب مافوقِ فطرت، خارقِ العادات کرتا ہوں

محبانِ حسنؑ سے معصیت پیچھا چھڑاتی ہے
محبت، معرفت کیساتھ جوں جوں بڑھتی جاتی ہے
سَرِ تسلیم خم، تعمیلِ احکامات کرتا ہوں

سوالی بن کے آتے ہیں جہاں جبریلؑ و رضوانؑ بھی
اِسی در کا بھکاری ہوں یہی ہے رازِ خوش حالی
دَرِ زہراؑ کے ٹکڑوں پَر گزر اوقات کرتا ہوں

بچا کر طمعِ دنیا سے بچایا فکرِ محشر سے
ہمیشہ رکھیو وابستہ دَرِ آلِ پیمبرؐ سے
یہی اک التجا اے قاضئ الحاجات کرتا ہوں

جِناں کے خوشنواؤں عرش کے رنگیں بیانوں میں
ہے جن کی دھوم جنت میں تو شہرہ آسمانوں میں
یہاں بھی پیش خدمت میں وہی نغمات کرتا ہوں

وَمَاتَ الشَّافِعِیُّ و لَیسَ یَدرِی والی حالت ہے
عَلِیٌّ رَبُّہُ اَم رَبُّہُ اللّٰہُ کی صورت ہے
بچھے دل سے مگر تردیدِ الزامات کرتا ہوں

عَلِیٌّ حُبُّہُ الجُنّہ قسیمُ النّارِ وَالجَنّہ
وَصیُّ المُصطفیٰ حَقّا امامُ الانسِ والجِنّہ
غُلو کا ذکر کیا جب نقل، فرمودات کرتا ہوں

نصیری نے کیا دیدار رب کا اپنی آنکھوں سے
جلا اور موت پائی اسنے اپنے رب کے ہاتھوں سے
کبھی میں رشک کرتا ہوں کبھی ہیہات کرتا ہوں

نجف اور کاظمین و کربلا مشہد کی جنت میں
گیا تھا سامرہ، شام اور قُم مولاؑ کی خدمت میں
میں تنہائی میں اکثر یاد وہ لمحات کرتا ہوں
ہے دور اندیشی و مجبوری یہ مجھ سبطِ جعفر کی
جہادِ سیف کا نعم البدل ہے شاعری میری
قلم سے کام لیتا ہوں رقم حالات کرتا ہوں

زیست جس کی باندی ھے وہ حسینؑ میرا ھے

سبطِ جعفر

زیست جس کی باندی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
موت جس پہ مرتی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
جس کی سب خُدائی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

کبریا بھی اُس کا ہے انبیاؑ بھی اُس کے ہیں
اوصیاءؑ بھی اُس کے ہیں اولیاؑ بھی اُس کے ہیں
خَلق ساری جس کی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

ایسی نانی کس کی ہے ایسا کس کا نانا ہے
اک کا صدقہ کون و مکاں اک عرب کی ملکہ ہے
جو وقارِ ہستی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

دادی جس کی بنتِ اسدؑ اور جد ابوطالبؑ
ماں ہے فاطمہؑ زہرا باپ کا لقب غالب
جو عروجِ نسلی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

جس کے دَر پہ آئیں ملک اپنی جھولیاں پھیلائے
جسکے دَر سے فطرسؑ بھی آ کے بال و پَر لے جائے
رضواں جس کا درزی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

جس کے دستِ قدرت میں باگ ہے نُبوت کی
دین کا تو کہنا کیا جبکہ خود مشیّت بھی
کلمہ جس کا پڑھتی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

وارثِ شہِؑ مرداں عزم و حوصلہ کی حد
سیّدِ شبابِ جِناں، جس نے مِنّیت کی سند
مصطفیٰؐ سے پائی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

جس کے واسطے ناقہ بَن گئے ہوں خود سَرورؐ
طول دے دیں سجدے کو حکمِ رب سے پیغمبرؐ
جو خدا کی مرضی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

سات بیٹے راہب کو بخشے اپنی طفلی میں
اک حبیبؑ ہی کو کیا دین کو ضعیفی میں
جس نے زندگی دی ہے وہ حسینؑ میرا ہے

دی اماں سَرِ مقتل جس نے دشمنِ جاں کو
سَر بُلند جس نے کیا سَر کٹا کے یزداں کو
جس کی کجکلا ہی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
فکر اُمّتِ جد کی جس کو تھی تہہِ خنجر
کی تلاوتِ قرآں جس نے نوکِ نیزہ پَر
دین جس سے باقی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
ہاتھ کٹ گئے پھر بھی بحر و بَر پہ قبضہ ہے
قبضہ کرکے دریا پَر آج بھی جو پیاسا ہے
جس کا ایسا بھائی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
کفر اوڑھ کر آیا جب ملوکیت کی نقاب
جس نے اپنے خطبوں سے اُس کو کردیا بے آب
جس کی خواہر ایسی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
رنگ ونسل و مذہب کا فرق یاں نہیں کوئی
ایک سب کا مسلک ہے ایک قومیت سب کی
بزم یہ حسینی ہے وہ حسینؑ میرا ہے
سبطِ جعفر اک شاعر سوز خوانِ آلِ نبیؐ
اُس کو عزت و شہرت پنجتنؑ کے دَر سے ملی
جس کا فیض جاری ہے وہ حسینؑ میرا ہے

شفا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کرینگے

سبطِ جعفر

جِلا تجھے اور کون دے گا ؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے
جزا تجھے اور کون دے گا ؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے
صلہ تجھے اور کون دے گا ؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے
شِفا شَفاعت کرم سخاوت ہیں سب اِنہی کے تو استعارے
لپٹ جا قدموں سے بڑھ کے فطرس نہ کر خطاؤں کا خوف پیارے
شِفا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے
حبیبؓ ابنِ مظاہرؒ اِن کی جو خاکِ پا سَر پہ رکھ رہا ہے
جو شوقِ دیدار میں تو اپنے مکان کی چھت سے گر گیا ہے
جِلا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے
خدا نے بھی اپنے دیں کی خاطر حسینؑ سے لے رکھے ہیں بیٹے
سمجھ لے اچھی طرح سے راہب تجھے اگر چاہیے ہیں بیٹے
تو آ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

بنو اُمیہ کے خوف سے کیوں اِدھر اُدھر پھر رہا ہے مارا
سُن اے محمدؐ کے دین حُرؑ کی طرح اگر چاہیے سہارا
بَھلا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

جِناں کے مالک ہی جانتے ہیں جِناں کے پیچیدہ راستوں کو
تو وہبؑ کلبی کی طرح آ جا تجھے جو حق کی تلاش ہے تو
پتہ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

بنایا رِضواںؔ کو تُو نے درزی برائے تصدیقِ قولِ زہراؑ
پڑی جو ملبوس کی ضرورت کبھی ترے دِین کو خدایا
قَبا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

حسینؑ کے بابا مرتضیٰؑ نے خرید لی مرضیٔ الٰہی
وراثتاً بھی اَصالتاً بھی ہے ملکیت، آلِ مرتضیٰؑ کی
رضا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

ابھی سے بخشش کی بات کرلے یہی تو سردار ہیں جِناں کے
غلام زادہ بنا کے تجھ کو سند غلامی کی گر نہ دیں گے
بَتا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

ہے دینِ اسلام کیوں پریشاں بقا کی ہے فکر تجھ کو کیسی
پکارتا کیوں نہیں اُسی کو جو تیرا ہے کمسنی کا ساتھی
بقاٗ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

مثالِ حُرؑ اِن کے دَر پہ آ جا ترے ہر اک غم کا ہے مُداوا
اے زندہ درگور دینِ احمدؐ بس اب نہ تاخیر کر خدارا
دوا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

نہ موت کے ذائقے سے گھبرا سپاہ میں شاہِ دیں کی آ جا
حیات میں ساتھ شہد جیسا تو موت کا شہد سے زیادہ
مزہ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

حسینؑ کو خاک مَت سمجھیو نہ اپنا جیسا بشر ہی کہیو
اگر یہ خود نور ہی نہیں ہیں تو اپنے بارے میں فکر کیجو
ضیاٗ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

قبولیت کی جو ہو ضمانت جو کام بگڑے بنا دے تیرے
ہو اسمِ اعظم بھی جسمیں شامل جو کام دونوں جہاں میں آئے
دُعا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

ادا کیا تو نے حقِ نصرت اگرچہ تو جنگ کر نہ پایا
اے زعفرِ جن جو کام تیرے سپرد تھا تو نے کر دِکھایا
جزا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

عزائے شبیرؑ کے مخالف تجھے یہ ''اعزاز'' تو ملے گا
کسی بھی عنواں کسی بھی صورت حسینؑ کا سامنا کرے گا
سزا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو ''عطا'' کرینگے

اگرچہ ذمہ ہے مصطفیٰؐ کا علیؑ و حسنینؑ و فاطمہؑ کا
خدا بھی اجر اس کا دے گا پھر بھی ثنائے عباسؑ باوفا کا
صلہ تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

جنابِ زینبؑ کے سَر کی چادر حسینؑ کا پیرہن ملے گا
تو اپنی بے پردگی سے دینِ محمدؐ مصطفیٰ نہ گھبرا
عبا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

جو کہہ رہا ہے تو سبطِ جعفر نئے نئے نغمۂ مودّت
پئے سماعت جو آ کے بیٹھے ہیں اہلِ محفل تو بہرِ مدحت
گلا تجھے اور کون دے گا؟! حسینؑ ہی تو عطا کریں گے

آلِ نبیؐ کے نوحِ ثانی / سیّد سبطِ جعفر

جسے نسبت نہیں آلِ نبیؐ سے
اُسے کیا کام علم و آگہی سے
خدا دشمن کو بھی محفوظ رکھے
وبال و ذلتِ بغضِ علیؑ سے
ابوسفیان کے گھر میں اندھیرا
ابو طالبؑ کے گھر کی روشنی سے
ملے گی صحت و حُریتِ فکر
علیؑ ابنِ حسینؑ ابنِ علیؑ سے
یہ ہیں آلِ نبیؐ کے نوحؑ ثانی
چلی نسلِ پیمبرؐ پھر اِنہی سے
بظاہر لاغر و بیمار قیدی
حقیقت میں قوی تر خُسروی سے
جُھکائے گا اُنہیں کیا طوقِ خاراں
بلندی جُھک کے ملتی ہے علیؑ سے
ہیں طینت میں درندوں سے بھی بدتر
بظاہر ہیں یزیدی آدمی سے

امامِ ہر دوسَرا تھے محمد باقرؑ

سبطِ جعفر

امامِ ہر دوسَرا تھے محمدِ باقرؑ
خدا کی خاص عطا تھے محمدِ باقرؑ
تھے شکل و صورت و سیرت میں عکسِ پیغمبرؐ
جبھی تو اُن کی جگہ تھے محمدِ باقرؑ
جنابِ سیدِ سجادؑ کو تھا ناز اِن پَر
کہ پنجتنؑ کی دُعا تھے محمدِ باقرؑ
سَلام حضرتِ جابرؓ سے کہلوائیں رسولؐ
شرف یہ جن کو مِلا، تھے محمدِ باقرؑ
شریک، محضر و میثاق میں تھے ''روزِ الَست''
گواہِ ''قالوابلیٰ'' تھے محمدِ باقرؑ
اسیر و غازیٔ کرب و بلا و کوفہ و شام
''شہید'' کرب و بلا تھے محمدِ باقرؑ
کیا شِگافتہ مخفی عُلومِ فقہ کو
فروغِ دینِ خدا تھے محمدِ باقرؑ
وہ جن کی شان میں آیا '' وَمَا تَشَاءُ وںَ ''
وہ اعتبارِ '' یَشَا '' تھے محمدِ باقرؑ
کیا قیام تو وہؑ کوہِ استقامت تھے
چلے تو بادِ صبا تھے محمدِ باقرؑ
امامِ اعظم و مالک تھے خوشہ چینوں میں
بڑے بڑوں سے سِوا تھے محمدِ باقرؑ
وہ جن کو علم میں خالق نے راسخون کیا
وہی بتائیں گے کیا تھے محمدِ باقرؑ
پڑا جو وقت کوئی سخت سبطِ جعفر پَر
شفاعت اور شفا تھے محمدِ باقرؑ

—✞✞✞✞ ✞—

سرفراز ابدؔ

کچھ نہیں منصب و مرتبہ چاہیۓ
میرے مولاؑ ترا آسرا چاہیۓ
دے کے تختِ حکومت یہ بولے حسنؑ
اے بھکاری تجھے اور کیا چاہیۓ؟!

(بشکریہ کمسن مدح خواں احتشام شہنشاہ)

—✞✞✞✞ ✞—

زمانے میں جو چرچا فقہ و دینِ مصطفیؐ کا ہے

امامِ جعفرِ صادقؑ/سبطِ جعفر

زمانے میں جو چرچا فقہ و دینِ مصطفیؐ کا ہے
جو سچ پوچھو امامِ جعفرِ صادقؑ کا تحفہ ہے
خدا و مصطفیؐ، مولا علیؑ کے نام کا کلمہ
حقیقت میں امامِ جعفرِ صادقؑ کا کلمہ ہے
تھی اولادِ امیہ اور بنو عباس رَسّہ کش
یہ مہلت کا امامِ جعفرِ صادقؑ کا عرصہ ہے
اِسی عرصہ میں حضرتؑ نے مرتب فِقہ فرمائی
شریعت یوں امامِ جعفرِ صادقؑ کا عطیہ ہے
ہے مِلّت، جعفریہ در حقیقت ''ملّتِ بیضا''
غلط ہے یہ امامِ جعفرِ صادقؑ کا فرقہ ہے
کیا وہ کام جو سرکارِ ختمی مرتبت کا تھا
جبھی ہر سُو امامِ جعفرِ صادقؑ کا شہرہ ہے
جو ہے آدمؑ تا قائمؑ سیّدِ لولاکؐ کا شجرہ
وہی شجرہ امامِ جعفرِ صادقؑ کا شجرہ ہے
چلن جو انبیاءؑ و مرسلینؑ و اولیاءؒ کا ہے
زمانے نے امامِ جعفرِ صادقؑ سے سیکھا ہے
جو پہنے پھر رہے ہیں خواجہؒ و غوثؒ و قطبؒ داتاؒ
یہ اُترن بھی امامِ جعفرِ صادقؑ کا خرقہ ہے
امامِ اعظم و مالک جو ہیں اپنوں میں قد آور
یہ شہرت بھی امامِ جعفرِ صادقؑ کا صدقہ ہے
بھلا کیا سبطِ جعفر اور کیا یہ شاعری اُس کی
یہ خدمت میں امامِ جعفرِ صادقؑ کی ہدیہ ہے
صلہ میں بیتِ مدحت کے ملے گا بیت، جنت میں
یہ شاعر سے امامِ جعفرِ صادقؑ کا وعدہ ہے

صفدر حسین ڈوگر (مدیر القائم)

اِس واسطے سُکھ چین سے سوتے ہیں مسافر
مشہد میں مِرا مولا رِضاؑ جاگ رہا ہے

ریحانؔ اعظمی

ریحانؔ کی مرقد میں چلے آیئے مولاؑ
وہ کب سے لئے خاکِ شفا جاگ رہا ہے

(بشکریہ شاعرِ اہلبیتؑ تہذیب زیدی و کیپٹن وقار زیدی /Y.H.O.C)

سَحابِ فصل و رحمت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ

سبطِ جعفر

سَحابِ فصل و رحمت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
خدا کی خاص آیت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
امیں و کاظم و نفسِ ذکیہ، طاہر و صابر
نشانِ علم و حکمت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
یہ بد خواہوں پہ بھی اپنے، ہمیشہ رحم کرتے تھے
مروّت ہی مروّت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
جو اِن پَر ظلم کرتا تھا، دُعا اُس کو بھی دیتے تھے
سَراپا عفو و رحمت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
جہاں سے جب ہوئے رُخصت امامِ جعفرِؑ صادق
پئے رُشد و ہدایت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
سَروں پَر تھا مسلط گو بنو عباس کا حاکم
مگر سردارِ اُمت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
اذّیت دینے والوں سے بھی تھا شفقت کا بَرتاؤ
مجسم خُلق و شفقت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
فنا فی اللہ ایسے تھے کہ دل کہتا ہے کہہ بھی دے
بجائے خود مشیت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
انہی جیسوں کی بابت ''کاظمین الغیظ'' ہے آیا
وقارِ آدمیت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
تھے جب آزاد ناطق تھے، ہوئے جب داخلِ زنداں
تو پھر قرآنِ صامت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
اگرچہ آزما دیکھا ہر اک حربہ، خلیفہ نے
پہ کوہِ استقامت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
شہید اِن کو کرایا حاکمِ جابر نے زنداں میں
کہ جب زیرِ حراست تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
عطا حق نے کیا ''خیرِ کثیر'' اور عہدِ طولانی
گو معتوبِ حکومت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ
ہر اک اہلِ نظر مانے نہ مانے جانتا تو ہے
کہ حق دارِ قیادت تھے امامِ موسیٰ کاظمؑ
جہاں بھی سبطِ جعفر پَر کوئی نازک مقام آیا
وہاں بہرِ حمایت تھے، امامِ موسیٰ کاظمؑ

✣✣✣✣ ✣

وقارؔ انبالوی

اسلام کے دامن میں اور اِس کے سِوا کیا ہے؟!
اک ضربِ یدُ اللّٰہی اک سجدۂ شبیریؑ

مرجع ہے خلائق کا روضہ مرے مولاؑ کا

سبطِ جعفر

مرجع ہے خلائق کا روضہ مِرے مولاؑ کا
یوں ہی تو نہیں جگ میں چرچا مِرے مولاؑ کا
وہ شاہِ عرب بھی ہیں اور ماہِ عجم بھی ہیں
ہر خشک و ترِ عالم کس کا؟ مِرے مولاؑ کا
ہے آج بھی قدموں میں شاہی بھی خلیفہ بھی
شاہوں سے تو افضل ہے بندہ مِرے مولاؑ کا
کونین کی دولت جب ملتی ہے اِسی در پَر
کیوں جائے کسی دَر پَر منگتا مِرے مولاؑ کا
مَر کھپ گئی شہزادی اور لَد گئی شاہی بھی
چلتا ہے مگر اب تک سکہ مِرے مولاؑ کا
ہر امرِ الٰہی اور تقدیر پہ شاکر تھے
تھا جبکہ مشیّت پَر قبضہ مِرے مولاؑ کا
مالک ترے پلے میں کچھ بھی نہ بچے شاید
بیباق اگر کردے قرضہ مِرے مولاؑ کا
موسیٰ کا عصا کمتر قالین کے شیروں سے
موسیٰ سے بھی کچھ بالا قد تھا مِرے مولاؑ کا
جس طرح فرزدق تھا سجادؑ کا شیدائی
مداح تھا دعبلؒ بھی سچا مِرے مولاؑ کا
ہرگز نہیں بَن سکتا مامون ولی اِنؑ کا
تدفین کو آئے گا بیٹاؑ مِرے مولاؑ کا
جِنات بھی انساں بھی حتیٰ کہ ملائک بھی
لے جاتے ہیں مشہد سے صدقہ مِرے مولاؑ کا
بالخیر حوادث ہی پہنچاتے ہیں منزل تک
بندھوالے جو بازو پَر سکہ مِرے مولاؑ کا
خوش فہمی میں مَت رہیو دیکھ اپنے بزرگوں کو
بچنا ہے ہلاکت سے ہوجا مِرے مولاؑ کا
جب بھی کوئی مشکل ہو اپنا ہو پَرایا ہو
ہر ایک لگاتا ہے نعرہ مِرے مولاؑ کا
اِتراتے ہو تم جس پَر اُس تختِ حکومت پَر
پیشاب نہیں کرتا کتا مِرے مولاؑ کا
ابلیس و اُمیّہ اور عباس کی نسلوں سے
اللہ کو لینا ہے بدلہ مِرے مولاؑ کا

بشر ہو کر بھی تم شر سے جُدا ہو

امام تقیؑ جوّاد / سیّد سبطِ جعفر

بشر ہوکر بھی تم شَر سے جُدا ہو
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کہ کیا ہو
تقیؑ جواد قانع اور ہادی
ابو جعفر محمد مرتضیٰ ہو
تمہی ہو فخرِ آدمؑ شانِ خاتمؐ
وقارِ نسلِ حضرت ماریہؑ ہو
امامت کمسنی میں حق سے پائی
ہر اک سے اِس فضیلت میں سِوا ہو
بھلا پھر موت کیا مارے گی اُس کو
تمہارے نام پَر جو مر مِٹا ہو
چلو خدمت میں اُنؑ کی، غم کے مارو
علاجِ گردشِ دوراں جو چاہو
نہ اِن کو آزما اے ابنِ اکثم
اگر تھوڑی سی بھی تجھ میں حیا ہو
نجف مشہد مدینہ کربلا بھی
چلیں گے کاظمین و سامرہ، ہو

زمانہ لائے تو آقا علی نقیؑ جیسا

سبطِ جعفر

زمانہ لائے تو آقا علی نقیؑ جیسا
کہاں ہے دوسرا ایسا علیؑ نقی جیسا
شریکِ حال محبّوں کے تھے امام سبھی
کوئی شریک نہیں تھا علیؑ نقی جیسا
تھی مومنین کی خاطر گوارا ذِلّت بھی
امام کوئی نہ دیکھا علیؑ نقی جیسا
ادائے قرض ہو یا اور کوئی مجبوری
ہے کون پوچھنے والا علیؑ نقی جیسا
پدر ہیں جس کے تقیؑ اور عسکریؑ بیٹا
شرف ہے کب یہ کسی کا علیؑ نقی جیسا
ملا امام حسنؑ عسکری کو یہ اعزاز
پسر ہے مہدیؑ تو بابا علیؑ نقی جیسا
امامت ان کے پسر کے پسر کی ہے قائم
کہاں ہے دوسرا دادا علیؑ نقی جیسا
شرف ملا ہے زیارت کا سبطِ جعفر کو
نہیں ہے دوسرا قُبہ علیؑ نقی جیسا

نائبِ خیرُ الوریٰ قرآن گویا عسکریؑ

سبطِ جعفر

نائبِ خیرُ الوریٰ قرآن گویا عسکریؑ
تیرھواں ہیں مصحفِ ناطق کا سورہ عسکریؑ
جس کے پیچھے انبیاءؑ بھی آئیں گے پڑھنے نماز
اے خوشا فرزند ہے وہ آپؑ ہی کا عسکریؑ
تا ابد ہے اِن کے بیٹے کی امامت دہر میں
قائمِ آلِ محمدؐ کے ہیں بابا عسکریؑ
خالق و مخلوق سب کے کام آتا ہے مُدام
دو جہاں میں آپؑ ہی کا خانوادہ عسکریؑ
انبیاءؑ و مرسلینؑ اور دس اماموںؑ کے امین
نور و عصمت اور ہدایت کا اعادہ عسکریؑ
خادمِ خَلاقِ عالَم اور مخدومِ جہاں
باپؑ داداؑ کی طرح ہیں شاہِؑ والا عسکریؑ
بانیانِ جشن اور ''زوّار صاحب'' شکریہ
بہرِ مدحت سبطِ جعفر کو بُلایا ''عسکریؑ''

(سیّد زوّار عباس صاحب منتظمِ جشنِ ولادت
بمقامِ مسجدِعسکریؑ)

حالِ غم سُنائیں گے جب امامؑ آئیں گے

سبطِ جعفر

حالِ غم سُنائیں گے جب امامؑ آئیں گے
زخمِ دِل دِکھائیں گے جب امامؑ آئیں گے
محفلیں جمائیں گے جب امامؑ آئیں گے
بام و دَر سجائیں گے جب امامؑ آئیں گے
جشن ہم منائیں گے جب امامؑ آئیں گے

زخم ہیں ابھی تازہ مکہ اور مدینہ کے
شام و کوفہ کرب و بلا ہم بُھلا نہیں سکتے
از سقیفہ تا ایں دَم غیر سے نہیں پہنچے
جتنے دُکھ اُٹھائے ہیں ہم نے کلمہ گویوں سے
ایک اک چکائیں گے جب امامؑ آئیں گے

مرحلہ قیامت کا ہے ظہور پر موقوف
انسدادِ جَور و جفا ہے ظہور پَر موقوف
انتقامِ کرب و بلا ہے ظہور پَر موقوف
اہتمامِ روزِ جزا ہے ظہور پَر موقوف
ہم سکون پائیں گے جب امامؑ آئیں گے

شک ہے جن کو اللہ کے عدل اور عدالت پَر
منصبِ نُبوت پَر، سیّدہؑ کی عِصمت پَر
مرتضیٰ کی احمدؐ سے متصل نیابت پَر
جن کو شک ہے بارہ پَر، بارھویں کی غَیبت پَر
سب ہی مارے جائیں گے جب امامؑ آئیں گے
نام پَر صحابہؓ کے کام فاسقوں جیسے!
نام پَر صحابہؓ کے کام کافروں جیسے!
نام پَر صحابہؓ کے کام مشرکوں جیسے!
نام پَر صحابہؓ کے کام منکروں جیسے!
سب نظر چرائیں گے جب امامؑ آئیں گے
یہ ہمارے مکر و رِیا شاطرانہ عیّاری!
کیا ہمارے صوم و صلوٰۃ اور یہ عزاداری!
کتنا ہے خلوص اِن میں کس قدر رِیا کاری!
کیا امامؑ کی خاطر ہم نے کی ہے تیاری؟!
کیسے منہ دِکھائیں گے جب امامؑ آئیں گے
دعویٔ محبت جو صبح و شام کرتے ہیں!
اُنؑ کے دشمنوں سے بھی راہ و رسم رکھتے ہیں!
خمس بھی نہیں دیتے غیبتیں بھی کرتے ہیں!
مومنوں سے بھی دل میں بُغض و کینہ رکھتے ہیں!
کس طرح نبھائیں گے جب امامؑ آئیں گے
جھوٹ بولنے کو ہم مشغلہ سمجھتے ہیں!
بات بات پَر بیجا مصلحت برتتے ہیں!
اور منافقت کو بھی مصلحت ہی کہتے ہیں!
لہو و لعب کا ساماں ہم گھروں میں رکھتے ہیں!
کس طرح چُھپائیں گے جب امامؑ آئیں گے
نعمتِ شریعت کو بوجھ ہی سمجھتے ہیں!
لہو و لعب ہی کو ہم زندگی سمجھتے ہیں!
صاحبانِ زر کو ''بڑا آدمی'' سمجھتے ہیں!
تنگ دست مومن کو بس ''یونہی'' سمجھتے ہیں!
کیا مقام پائیں گے جب امامؑ آئیں گے
اپنے ذاتی دشمن کو دوزخی سمجھتے ہیں!
اپنے آپ کو لیکن جنّتی سمجھتے ہیں!
امر اور نہی کو بس واجبی سمجھتے ہیں!
دل فریب باتوں کو شاعری سمجھتے ہیں!
بات کیا بنائیں گے جب امامؑ آئیں گے
''العجل'' جو کہتے ہیں آگئے تو کیا ہوگا؟

کیا ہے اپنی تیاری پیش ہم کریں گے کیا؟
سبطِ جعفر اپنا تو کُل یہی ہے سَرمایہ
حمد و نعت و سوز و سلام اور منقبت نوحہ
ہم یہی سُنائیں گے جب امامؑ آئیں گے

زہر نو اماموںؑ کو اشقیا نے دِلوایا
اور گرایا دروازہ سیّدہؑ پہ جَلتا ہُوا
مرتضیٰؑ سے مولاؑ کو بھی شہید کروایا
آلِ مصطفیٰؐ کو کیا مبتلائے کرب و بَلا
کیا سزا نہ پائیں گے جب امامؑ آئیں گے

ساری زندگی روئے خون عابدؑ مضطر
شام اور کوفہ میں بے کجاوہ اونٹوں پر
شاہ زادیوں کو شقی لیکئے برہنہ سر
وہ جو اکسٹھ ہجری سے چپ ہیں ان مظالم پر
منہ کہاں چھپائیں گے جب امام آئیں گے

زاہدؔ فتح پوری

قتل ہونا بھی لکھا تھا تو علیؑ کے ہاتھوں!
کیسے قسمت کے دَھنی مرحب و عنتر ہوں گے!

ظھور کا وقت آگیا ھے امامؑ سے لَو لگائے رکھنا

سبطِ جعفر

ظہور کا وقت آ گیا ہے امامؑ سے لَو لگائے رکھنا
ظہور کا وقت آ گیا ہے حرم پہ نظریں جمائے رکھنا
ظہور کا وقت آ گیا ہے چراغِ اُلفت جَلائے رکھنا

نہ نیند آئے نہ اونگھ آئے رکھو ہر اک پَر نظر جمائے
دل ونظر سے کہ سامرہ سے، نہ جانے کس راستہ سے آئے
ظہور کا وقت آ گیا ہے ہر ایک رستہ سجائے رکھنا

نہ حبِ دُنیا سے کچھ علاقہ نہ غیر سے راہ و رسم رکھنا
تمہاری دولت ہے علم وتقویٰ، کریگا دَجّال اس پہ حملہ
ظہور کا وقت آ گیا ہے تم اپنی پونجی بچائے رکھنا

یہیں کہیں آس پاس ہوگا وہ آنے والا تھا آچکا ہے
حواری عیسیٰؑ کیساتھ ہوں گے، موالی مولاؑ کیساتھ ہونگے
ظہور کا وقت آ گیا ہے مَوالیوں سے بَنائے رکھنا

ہے انتقامِ حسینؑ باقی، وہ آنے والا حساب لے گا
عقیدہ اپنا درست رکھنا جو اُن کی نصرت کی ہے تمنا
ظہور کا وقت آ گیا ہے عمل کو بھی آزمائے رکھنا

سِوائے چند اک ظہور کی سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں
بصیرت و معرفت تمہاری، عدوئے حق کو کھٹک رہی ہیں
ظہور کا وقت آ گیا ہے دل و نظر کو بچائے رکھنا

نئے نئے نغمہ ہائے الفت جو روز کہہ کہہ کے لا رہے ہو
پئے زیارت جو سبطِ جعفر امامؑ کے دَر پہ آ پڑے ہو
ظہور کا وقت آ گیا ہے تم اپنا بستر لگائے رکھنا

خمینیؒ "اُسوہ حسینیؑ جذبہ ہمیشہ اپنی نظر میں رکھنا
ہے معجزہ انقلابِ ایراں خُمینیت اور حُسینیت کا
ظہور کا وقت آ گیا ہے یہ بات دل میں بٹھائے رکھنا

جنھوں نے غازیؑ کے بازو کاٹے وہ جس نے اکبرؑ کے نیزہ ملا
وہ جس نے اصغرؑ کے تیر مارا جنھوں نے زہراؑ کا دِل دُکھایا
ظہور کا وقت آ گیا ہے حساب سب کا لگائے رکھنا

حرم کو دَر دَر پھرانے والے نہ بچنے پائیں نہ چھپنے پائیں
حرم کے دُرّے لگانے والے نہ چھپنے پائیں نہ بچنے پائیں
ظہور کا وقت آ گیا ہے ہر اک پہ نظریں جمائے رکھنا

—*****—

ہر شاخِ عقیدت کو ثمر دیتے ہیں عباسؑ

سرفراز ابدؔ

ہر شاخِ عقیدت کو ثمر دیتے ہیں عباسؑ
نظارہ بہ توفیقِ نظر دیتے ہیں عباسؑ

مِٹ سکتے نہیں حرف وہ قرآنِ وفا کے
تحریر سرِ آب جو کر دیتے ہیں عباسؑ

آنکھیں غمِ شبیرؑ میں نم ہونے سے پہلے
"اشکوں کے عوض لعل و گہر دیتے ہیں عباسؑ"

شبیرؑ کے قدموں میں بدل جاتی ہے تقدیر
حُرؑ کو شبِ عاشور خبر دیتے ہیں عباسؑ

مجھ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی
ہر چیز مہیا یہیں کر دیتے ہیں عباسؑ

غازیؑ سے نہ دریافت کرو وسعتِ دریا
دریا کو تو مشکیزہ میں بھر دیتے ہیں عباسؑ

لو دیکھے کہا دستِ بریدہ نے سرِ شام
تابندگیِ نورِ سحر دیتے ہیں عباسؑ

آجائے اَبدؔ موت درِ آلِ نبیؐ پر
کہتے ہیں یہاں عمرِ خضرؑ دیتے ہیں عباسؑ

انتظار اس کا سَرِ عرشِ علیٰ ہوتا ہے

ذکرِ شہنشاہؑ وفا/سبطِ جعفر

انتظار اِس کا سَرِ عرشِ علیٰ ہوتا ہے
جشنِ عباسؑ جو ہر سال بپا ہوتا ہے
کیا کہیں مجلس و میلاد سے کیا ہوتا ہے
یوں بھی کچھ اجر رسالت کا ادا ہوتا ہے
جب کہیں ذکرِ شہنشاہِ وفا ہوتا ہے
فرش سے عرش تلک صلِ علیٰ ہوتا ہے
ماسوا خیرِ عمل اور بھلا کیا ہوگا
جس جگہ ''حیّ علیٰ حیّ علیٰ'' ہوتا ہے
مجھ کو دے دیتا ہے توفیقِ ثنائے عباسؑ
مہرباں جب بھی کبھی مجھ پہ خدا ہوتا ہے
آکے لے جاتے ہیں جبریلؑ تلاوت کے لئے
مدحِ عباسؑ میں جو شعر کہا ہوتا ہے
بیٹھ جاتے ہیں فرشتے بھی وہاں دَم لینے
جب کہیں پرچمِ عباسؑ کھلا ہوتا ہے
بے وفائی کا گزر اور نہ خزاں کا کچھ کام
جس چمن میں گُلِ عباسؑ کِھلا ہوتا ہے
گو تولا ہی سے فرصت نہیں ملتی ہم کو
پَر تبرے کا کچھ اپنا ہی مزہ ہوتا ہے
اُس کی امداد کو عباسؑ پہنچ جاتے ہیں
جس کا کوئی بھی نہ ہو اُس کا خدا ہوتا ہے
اُس جگہ گردشِ ایام ٹھہرتی ہی نہیں
جس جگہ پرچمِ عباسؑ لگا ہوتا ہے
منعقد ہوتا ہے ہر سال جو یہ ''جشنِ وفا''
سال بھر کے لئے یہ ردِ بَلا ہوتا ہے
تیر معصوم کے لگ کر بھی خطا کہلایا
پَر تبسم کا کہیں تیر خطا ہوتا ہے
شکر کر فاطمۂ صغریٰ کہ وطن میں ہے تُو
کیا خبر تجھ کو کہ پردیس میں کیا ہوتا ہے
عرش والے بھی چلے آتے ہیں سننے کے لئے
سبطِ جعفر ترے اشعار میں کیا ہوتا ہے

(بمناسبت ''جشنِ وفا'' سپاہ عباسؑ / خیرپور میرس)

بتعمیلِ حکم سیّد انوار علی جعفری و رضی زیدی

جو زیرِ کساء پروان چڑھے زینبؑ ایسی ھستی ھے

سیّد سبطِ جعفر

جو زیرِ کساء پروان چڑھے زینبؑ ایسی ہستی ہے
جو زینِ اب وجد بَن کے رہے زینبؑ ایسی ہستی ہے
وہ جس نے بنائی اپنی جگہ اربابِ کساءٗ معصوموں میں
خود فاطمہؑ جس پَر ناز کرے زینبؑ ایسی ہستی ہے
شبیرؑ سے باقی دینِ خدا، شبیرؑ سے باقی پیغمبرؐ
شبیرؑ رہے زندہ جس سے زینبؑ ایسی ہستی ہے
ڈھارس ہے امامِ دوراں کو زینبؑ سا نگہباں ساتھ میں ہے
عباسؑ کبھی شبیرؑ بنے زینبؑ ایسی ہستی ہے
کنبے کی حفاظت بھی کرنا، بازار میں خطبے بھی دینا
اِس وصف میں ہے ماں سے آگے زینبؑ ایسی ہستی ہے
بے پَردہ جسے اُمّت نے کیا، اور اپنے تئیں رُسوا بھی کیا
جو اُمتیوں کا پَردہ رکھے زینبؑ ایسی ہستی ہے
سَروَرؔ کے لئے دیں کی خاطر، جو وار دیئے اُن بیٹوں کا
غم بھی نہ کرے پُرسہ بھی نہ لے زینبؑ ایسی ہستی ہے
مختار ہے وہ سبطِ جعفر چاہے تو بدل دے پل بھر میں
حالات جو ساری ملت کے زینبؑ ایسی ہستی ہے

لاریب سعادت ھے خدمت علی اکبرؑ کی

شاداںؔ دھلوی

لاریب سعادت ہے خدمت علی اکبرؑ کی
ہم سب کی عبادت ہے مدحت علی اکبرؑ کی
قرآں تو نہ لاتے تھے جبریلِؑ امیں لیکن
وہ دیکھنے آتے تھے صورت علی اکبرؑ کی
اللہ کے بعد اُن کا تکبیر میں نام آیا
تا حشر اذاں میں ہے شرکت علی اکبرؑ کی
تعظیم سے اک بوسہ پیشانی پہ دیتے تھے
جب دیکھتے تھے سَروَرؑ صورت علی اکبرؑ کی
اسلام کا بچپن تھا اور اُن کی جوانی تھی
ہے دیں کے تحفظ میں محنت علی اکبرؑ کی
لاریب علی اکبرؑ شبیرؑ کی دولت ہیں
اور دینِ پیمبرؐ ہے دولت علی اکبرؑ کی
بھرپور جوانی میں قائم جو رہے حق پَر
اللہ نے دیکھی ہے قدرت علی اکبرؑ کی
جز کارِ نبوت کے ملتی ہے پیمبرؐ سے
صورت علی اکبرؑ کی سیرت علی اکبرؑ کی

حسینیت کی بقأ تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

سیّد سبطِ جعفر زیدی

حسینیت کی بقاَ تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ
یزیدیت کی فنا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

قدم قدم پہ جو سجادؑ نے کئے سجدے
اُنہی کی ایک جزا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

امامِ جعفرؑ صادق کے آپؑ تھے ممدوح
نہ صرف یہ کہ چچا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

اگرچہ آپ نہیں تھے مقامِ عصمت پر
مگر بعیدِ خطا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

ہے نسلِ سیّدِ سجادؑ اِن سے بھی منسوب
شرف یہ جس کو ملا، تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

امامِ جعفرؑ صادق سے جا کے پوچھو تو
وہی بتائیں گے کیا تھے؟ جنابِ زیدِ شہیدؑ

شہادت آپؑ نے پائی اگرچہ بعدِ حسینؑ
شہیدِ کرب و بلا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

خراجِ خونِ شہیدانؑ کربلا کا علَم
بلند جس نے کیا، تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

اِس انتقام پہ دنیا کو کیوں شکایت ہے
کہ وارثِ شہدأؑ تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

جس انقلاب کے ہیں میرِ کارواں قائمؑ
اُسی کی بانگِ درا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

بنو اُمیہ لرزتے تھے نام سے اِن کے
غضب کے مردِ خدا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

وہ جس مقام پہ اُڑتے ہوں ہوش موسیٰؑ کے
وہاں بھی جلوہ نما تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

اک ایسا وقت بھی زیدؑ شہید پر آیا
میانِ ارض و سماَ تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

جَلا کے راکھ بنایا، پہ روشنی نہ گئی
چراغِ حق کی ضیاَ تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

شہید ہوتے رہے یوں تو اِس گھرانے میں
لقب یہ جنکا ہُوا، تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

ہے سارے زیدیوں کو سبطِ جعفر اِس پر ناز
وقارِ آلِ عبا تھے جنابِ زیدِ شہیدؑ

زیدؑ شہید / حکیم سیّد محمد کاظم زیدی

زیدؑ شہید قدرتِ داور کا شاہکار
زیدؑ شہید دینِ پیمبرؐ کا شاہکار
زیدؑ شہید ہمتِ حیدرؑ کا شاہکار
زیدؑ شہید جذبۂ شبرؑ کا شاہکار
زیدؑ شہید قلبِ شہِؑ مشرقین ہے
زیدؑ شہید نورِ نگاہِ حسینؑ ہے

زیدؑ شہید سیّدِ سجادؑ کا پسر
زیدؑ شہید باقرِؑ ذی جاہ کی سپر
زیدؑ شہید صورتِ عباسؑ، شیرِ نر
زیدؑ شہید فدیۂ ایماں بہ کر و فر
زیدؑ شہید عزم و عمل میں بھی طاق ہے
زیدؑ شہید قاتلِ بغض و نفاق ہے

زیدؑ شہید جعفرِ طیارؑ کا جمال
زیدؑ شہید حمزۂؑ ذی جاہ کا کمال
زیدؑ شہید ہمتِ بے خوف کی مثال
زیدؑ شہید حضرتِ عباسؑ کا جلال
زیدؑ شہید تیغِ ید اللہ کی دھار ہے
زیدؑ شہید قلبِ منافق پہ بار ہے

زیدؑ شہید شیرِ دیارِ غضنفری
زیدؑ شہید علم و عمل میں ولی، جری
زیدؑ شہید، سایۂ اجلالِ حیدری
زیدؑ شہید، عکسِ جمالِ پیمبریؐ
زیدؑ شہید سَیلِ جفا سے رُکا نہیں
زیدؑ شہید جہل کے آگے جھکا نہیں

(بشکریہ علامہ حیدر عباس زیدی الواسطی)

منقبت (سید سبطِ جعفر)

انسان کہاں وہ لوگ ہمیں شیطان دکھائی دیتے ہیں
جو آلِؑ نبیؐ کی عظمت سے انجان دکھائی دیتے ہیں

میدانِ مباہلہ ہو یا کساءٗ خلوت ہو یا جلوت پانچوں تن
ہوں جمع جہاں ہر صورت میں قرآن دکھائی دیتے ہیں

تکمیلِ رسالت ہوتی ہے ترویجِ ولایت ہوتی ہے
جو آج غدیرِ خُم میں ہمیں پالان دکھائی دیتے ہیں

کچھ لوگ رسولِ اکرمؐ کا جبریلؑ کو کہتے ہیں استاد
حالانکہ ہمیں وہ اس گھر کے دربان دکھائی دیتے ہیں
جنت کو جو دوڑے جاتے ہیں بے اذن و جوازِ ولائے علیؑ
ہوتے ہوئے پُل پر اُن سبکے چالان دکھائی دیتے ہیں
حسنینؑ کے در کو چھوڑنا کیا، جنت کیلئے مرنا کیسا
جب اس در پر درزی کی طرح رضوان دکھائی دیتے ہیں
کرتا ہوں غلامی کا دعویٰ پر شرم سے گڑ گڑ جاتا ہوں
جب بوذرؓ و قنبرؓ و مقدادؓ و سلمانؓ دکھائی دیتے ہیں
قربان ہے ہوش و خرد اس پر دانائی و حکمت رشک کرے
جس ہوش و خرد پر بہلولؒ نادان دکھائی دیتے ہیں
کہتے ہیں یہ ہندو دیکھتے ہیں کردار جو قنبرؓ و فضہؓ کا
دیوی دیوتا اوتار گُرو بھگوان دکھائی دیتے ہیں
نصرت کی تمنا میں مخلص، تعجیل کی دعوت میں سچے
دوچار ہی ایسے متوالے انسان دکھائی دیتے ہیں
شلواریں ہیں اونچی ٹخنوں سے موٹی گردن لمبی داڑھی

کچھ ان میں ابوسفیان تو کچھ مروان دکھائی دیتے ہیں
گو نذر و نیاز کے پیشِ نظر، آنے تو لگے ہیں محفل میں
بخشش کے اب انکی تھوڑے بہت امکان دکھائی دیتے ہیں
وہ حال کیا ہے پیشہ وروں اور اُنکے پتھاریداروں نے
اب بانیٔ محفل مغوی پئے تاوان دکھائی دیتے ہیں
جب آگئے تربت میں مولاؑ جو چاہے نکیرین اب پوچھیں
سارے ہی سوالات اب مجھکو آسان دکھائی دیتے ہیں
جب مدح کی محفل سجتی ہے تب میر حسنؔ، سبط جعفرؔ
جبریلؑ فرزدقؒ دعبلؒ اور حسانؓ دکھائی دیتے ہیں
میلاد و مجالس میں رونق، آباد ہیں اپنے عزاخانے
دربار بھی جبکہ غیروں کے سنسان دکھائی دیتے ہیں
بہتے ہیں جو سرورؑ کے غم میں رہتے ہی نہیں آنسو، آنسو
رومال میں زہراؑ کی لُو لُو مرجان دکھائی دیتے ہیں

کوئی جانے بھلا کیا مَقدِرت معصومۂ قم کی

سبطِ جعفر

کوئی جانے بھلا کیا مَقدِرت معصومۂ قم کی
خدا ہی جانتا ہے منزلت معصومۂ قم کی

زیارت کے لئے وہ بالیقیں ایران آئے گا
لکھے گا جو کوئی بھی منقبت معصومۂ قم کی

ہیں یہ بھی فاطمہؑ ان کا لقب معصومۂ قم ہے
مقدس کس قدر ہے شخصیت معصومۂ قم کی

نہیں معصوم، پر محفوظ تھیں ہر اِک بُرائی سے
کوئی کیا کر سکے گا منقصت معصومۂ قم کی

انہیں معصومؑ ائمہ بھی کہا کرتے تھے معصومہ
یہ عظمت دیکھئے زینبؑ صفت معصومۂ قم کی

وہ ہوں مولا رضاؑ یا اِنکے والد موسیٰ کاظمؑ
کیا کرتے تھے سب عزت بہت معصومۂ قم کی

زیارت اور سلامی کو امامؑ عصر آتے ہیں
کوئی دیکھے علوئے مرتبت معصومۂ قم کی

جو زائر طوس آئے گا میسر لازماً ہوگی
شفاعت اُسکو یومِ آخرت معصومۂ قم کی

مدد کرتے نہ میری گر امامِ موسیٰ کاظمؑ
کہاں تھی میرے بس میں منقبت معصومۂ قم کی

یہاں سے بھی نہ مِل پایا اگر بخشش کا پروانہ
خدا کی معذرت ہے معذرت معصومۂ قم کی

زہے قسمت تمھاری آئے ہو پھر سبطِ جعفر تم
زیارت کو عظیم المرتبت معصومۂ قم کی

———

خدا، مصطفیٰؐ، مرتضیٰؑ میرے مولا

(سید سبطِ جعفر)

خدا، مصطفیٰؐ، مرتضیٰؑ میرے مولا
ہیں حسنینؑ اور فاطمہ میرے مولا

"ولا تقنطوا" پر ہے ایمان میرا
نہ مجھکو مزید آزما میرے مولا

میں تیرا سوالی ہوں تیرا بھکاری
نہ محتاج کر غیر کا میرے مولا

نہیں چاہئے مجھکو دنیا کی دولت
ہے کافی تمہاری رضا میرے مولا
نہ میں تجھکو بھولوں نہ تو مجھکو بھولے
یہی تجھ سے ہے التجا میرے مولا
جنہیں سب سمجھتے ہیں شاہ و تونگر
ہیں سب تیرے در کے گدا میرے مولا
نہ حاجت روائی اگر آپ نے کی
ہے کون اپنا حاجت روا میرے مولا
کہیں لوگ اسکو خدا وہ نہ مانے
کوئی ایسا بندہ دکھا میرے مولا
"لک الحمد" تونے رہِ حق دکھائی
سدا راہِ حق پر چلا میرے مولا
جو آمین کہتے ہیں "الحمد" سنکر
اُنہیں سیدھا رستہ دکھا میرے مولا
یہ مانا کہ غفار و ستار ہے تو

گناہوں سے پھر بھی بچا میرے مولا
جو اولادِ زہراؑ پہ روتے ہیں انکو
نہ دنیا کے غم میں رُلا میرے مولا
منافق نہ فاسق نہ مشرک نہ کافر
بناکر حسینی اُٹھا میرے مولا
بچا ہم کو دنیا کے رنج و بلا سے
بحقِ شہِؑ کربلا میرے مولا
جو اشرار ہیں انکو برباد کردے
بس اب ہوچکی انتہا میرے مولا
تجھے واسطہ تیری رحمانیت کا
ہمارے ہوں قرضے ادا میرے مولا
جہاں میں جو فتنے بپا کر رہے ہیں
نہ دے انکو مہلت ذرا میرے مولا
پئے سید الساجدینؑ اور صغریٰؑ
دے بیماریوں سے شفا میرے مولا

شبیہِ نبیؐ نوجواں کے تصدّق
جوانوں کو دے حوصلہ میرے مولا
بحق ردائے بتولؑ اور زینبؑ
بچا بی بیوں کی ردا میرے مولا
رہائی دلا بہرِ سجادؑ و کاظمؑ
مقیّد ہیں جو بے خطا میرے مولا
تجھے واسطہ اصغرؑ بے زباں کا
نہ رد کیجو کوئی دعا میرے مولا
ہمیں باغِ جنت سے پہلے دکھا دے
مدینہ نجف کربلا، میرے مولا
جو اہلِ عزا کو ستاتے ہیں انکو
ملے کچھ یہاں بھی سزا میرے مولا
ترا سبط جعفر ہے منسوب تجھ سے
ہے بندہ بُرا یا بھلا میرے مولا

✞✞✞✞ ✞

آئیے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں

سبط جعفر

آیئے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں آج موقع بھی ہے اور فرصت بھی ہے
میں مخاطب جو ہوں وہ بھی موجود ہیں خود کلامی نہیں ہے ساعت بھی ہے

میرا ایمان ہے میرا اعلان ہے آپ غائب نہیں بلکہ موجود ہیں
آپ واقف بھی ہیں اور قادر بھی ہیں یہ بڑا وقت ہے میری نصرت کریں

مجھ سے باتیں کریں مجھکو شاباش دیں میری خدمات کی میرے کردار کی
داد دیجے مجھے میری سچائی کی میرے افکار کی میرے اشعار کی

گر گنہ گار ہوں اور خطاکار ہوں تو بھی کیا ہے بشر ہوں پیمبر نہیں
میں نہ معصوم و مرسل وصی و ولی میں فرشتہ نہیں کوئی رہبر نہیں

ایک شاعر ہوں حق کا پرستار ہوں اور اسی واسطے برسرِ دار ہوں
نام پر جو ترے ہم سے دھوکہ کریں واسطے انکے شمشیر و تلوار ہوں

میری ہستی ہی کیا میری طاقت بھی کیا آپکا ساتھ ہے تب ہوں ثابت قدم
میں جو مدّ ِ مقابل ہوں اشرار کے شاملِ حال ہے آپؑ ہی کا کرم

میری روداد کو میری فریاد کو کوئی سنتا نہیں کسکو آوازدوں
جو بھی ہوتا رہے ہونے دوں چپ رہوں آپؑ فرمایئے آقا، میں کیا کروں

آئیے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں

المدد المدد الاماں الاماں العجل العجل یا امامؑ زماں
ٹوٹ پڑنے کو ہیں ہم پر اب بجلیاں اے امامِ زمانؑ الاماں الاماں

ہم نے مانا کہ ہم سب گنہ گار ہیں آپکے نام لیوا ہیں خبدار ہیں
انکے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں ہمیں دشمنِ دین و ملت جو اشرار ہیں

اٹھ رہے ہیں جو فتنے ہمارے خلاف انکے مدمقابل اعانت کریں
مرجعیت، عزاداری نعمات ہیں آپ ہی مولاؑ انکی حفاظت کریں

جنکو پاسِ شریعت نہیں ہے ذرا انکا کیا تذکرہ انکا شکوہ بھی کیا
ظاہراً مولاؑ جو لوگ دیندار ہیں آپؑ پر ہے عیاں انکا سب ماجرا

منگنی منہدی شادی ولیمہ حضورؑ اپنی خوشیوں میں شامل ہے فسق وفجور
حد یہ ہے موت اورغم کے موقعوں پہ بھی دن بہ دن ہورہے ہیں شریعت سے دور

محکماتِ شریعت ہیں تنقید کی زد میں مولاؑ مدد آپؑ فرمایئے
اب نہیں کوئی امید اصلاح کی ذوالفقارِ علیؑ لیکے آجایئے

آئیے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں

اوڑھ کر شیر کی کھال دنبے ہرن بھیڑیے، بھیڑ بھی شیرِ نر ہوگئے
مولوی مفتی غازی نمازی مجا ہد قلمکار بھی پیشہ ور ہوگئے

فرق مظلوم و ظالم میں باقی نہیں علم پر جہل غلبے کی کوشش میں ہے
ربِ کعبہ تجھے تیرا ہی واسطہ ابرہہ پھر سے حملے کی کوشش میں ہے

طمع کی دیمک اس قوم کو کھا گئی بات منبر سے محراب تک آگئی
تکتے تکتے تری راہ اے منتظرؑ سبطِ جعفر کی بھی آنکھ پتھرا گئی

آئیے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں

اے امامِ زمانؑ شاہِ ہردوجہاں کیوں میں دب کر رہوں آپ آجائیں تو
ہیں جو دشمن زمیں آسماں بھی مرے پھر بھی تن کر چلوں آپؑ آجائیں تو

طعنہ زن ہیں جو مجھ پر یہ اہلِ جہاں سب کو سمجھاؤں میں، میرے بس میں کہاں
آپکے سامنے انکی اوقات کیا میں انہیں دیکھ لوں آپؑ آجائیں تو

مسجدیں سج رہیں ہیں یہاں ہر قدم دل جو گھر ہیں خدا کے وہ ویران ہیں
دل میں تیرہ شبی، پھیکی پھیکی ہنسی میں چراغاں کروں آپؑ آجائیں تو

اے شہِ بحروبر اے شہِ منتظر میرے حالات کی آپؑ کو ہے خبر
ہے نکیروں کی پرسش تو برحق مگر کیوں حساب انکو دوں آپؑ آجائیں تو

انتقام شہیدانؑ کرب و بلا دیکھنا ہے مجھے شاہؑ ہر دوسرا
موت اس شرط پر مجھکو منظور ہے پھر سے میں جی اٹھوں آپؑ آجائیں تو

نغمہ ہائے مودۃ سناتا ہوں میں آپکے عاشقوں کو لبھاتا ہوں میں
آپکی راہ میں مولاؑ سجدے کروں اور قصیدے پڑھوں آپؑ آجائیں تو

شاعر و سوزخواں سبطِ جعفؔر ہوں میں سبکو معلوم ہے کسکا نوکر ہوں میں
میں مصیبت میں ہوں آپؑ غیبت میں ہیں کیوں مصائب سہوں آپؑ آجائیں تو

شام و کوفہ کے دربار و بازار میں یہ سکینہؑ کی عمو سے فریاد تھی
خولی و شمر کی سختیاں کیوں سہوں کیوں میں پیاسی رہوں آپؑ آجائیں تو

آئیے اپنے مولاؑ سے باتیں کریں

حضرتِ شاداںؔ دہلوی

نافذ کرو آئینِ خدا بسم اللہ
مذہب کو تماشہ نہ بناؤ لِلّٰہ
کیا چیز ہے اسلام بغیرِ شبیرؑ ؟
لاحَولَ وَلا قُوَّۃَ اِلا بِاللّٰہ

باغِ ہاشمؑ کی کلی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد

باغِ ہاشمؑ کی کلی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
قوتِ قلبِ نبیؐ ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
مثلِ عمرانؑ آلِ ابراہیمؑ میں شامل ہیں یہ
یعنی نسلِ ہاشمی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
پرورشِ بانیِ دیں کی سائے میں ان کے ہوئی
محسنہ اسلام کی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
اک امام اور اک نبیؐ ہیں آپکی آغوش میں
دین کی تابندگی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
گیارہ معصوموں کی دادی کلِ ایماں کی ہیں ماں
رجس سے گویا بَری ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
اُسکی ماں ہیں جس کی قائمؑ ہے امامت حشر تک
اک حیاتِ دائمی ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
خود بھی بیٹی ہیں اسد کی اور بیٹا بھی اسد
مرکزِ نسلِ جری ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد
کیوں نہ اے زائرؔ ثنائے مادرِ حیدرؑ کریں
روحِ فکرِ شاعری ہیں فاطمہؑ بنتِ اسد

نامِ نامی فاطمہؑ اور فاطمہؑ کی جانشیں / ام البنینؑ

نامِ نامی فاطمہؑ اور فاطمہؑ کی جانشیں
شیر دل، عالی ہمم بیٹوں کی ماں ام البنینؑ

زوجۂ شیرِ خدا عباسؑ سے غازی کی ماں
جو دعا کی تھی علیؑ نے اسکے مقصد کی امیں

زینبؑ و کلثومؑ و شبیرؑ و حسنؑ کی سرپرست
ذمہ دارِ کارِ سردارِ نساء العالمیں

ان کے حسنِ تربیت کا جاوِدانی شاہکار
باوفا عباسؑ سا خدمت گزارِ شاہِ دیں

سَوت کی اولاد پر کردے جو بیٹوں کو نثار
اک بجز ام البنینؑ دنیا میں ماں ایسی نہیں

واقعاتِ کربلا سنتی رہیں تفصیل سے
کیا کلیجہ تھا کہ حال عباسؑ کا پوچھا نہیں

ہاں مگر نامِ حسینؑ آیا تو یہ رو کر کہا
کیا مرا عباسؑ اُس دم کربلا میں تھا نہیں

جب کبھی لکھتا ہوں زائر مدح میں عباسؑ کی
یاد آتی ہیں مجھے بیساختہ ام البنینؑ

اللہ اللہ یہ اعزاز یہ "رُتبہ" فضّہؑ

اللہ اللہ یہ اعزاز یہ "رُتبہ" فضّہؑ
حق نے بخشی ہے تجھے قربتِ "قربیٰ" فضّہؑ

تو نہیں آیۂ تطہیر میں شامل لیکن
تجھ پہ ہے مالکِ تطہیر کا سایہ فضّہؑ

زینبؑ و شبرؑ و شبیرؑ کو پالا تو نے
تیری آغوش ہے معصوموں کا جھولا فضّہؑ

تجھ کو ماں کہتی تھی اولادِ بتولِ عذرا
تیری معراج ہے یہ منصبِ اعلیٰ فضّہؑ

حیدرؑ و فاطمہؑ و شبرؑ و شبیرؑ کے ساتھ
ھل اتیٰ تیری بھی توصیف میں آیا فضّہؑ

گفتگو کرتی تھی قرآں کے حوالے دیکر
ایسی اک طالبۂ مکتبِ زہراؑ فضّہؑ

ہر جگہ مثلِ سپر تُو رہی زینبؑ کے لیے
دُرّے کھانا بھی کیا تُو نے گوارا فضّہؑ

مدحِ فضّہؑ بھی ہے زہراؑ کی خوشی اے زائرؔ
دل یہ کہتا ہے لکھوں تیرا قصیدہ فضّہؑ

متفرقات و قومیات

یا کاشفِ اسرار مدد کیجئے میری

قرآن / حضرت رفیق رضوی

یا کاشفِ اسرار مدد کیجئے میری
یا سید و سالارؑ مدد کیجئے میری
یا کُل کے مددگار مدد کیجئے میری
یا حیدرِ کرار مدد کیجئے میری
مدت سے مجھے چشمِ توجہ کی طلب ہے
میں بندۂ ناچیز سلیقہ نہ ادب ہے

احسان ذرا عرش نشیں، فرش نشیں پر
اک خاص توجہ ہو مرے قلبِ حزیں پر
کرنا ہے مجھے گفتگو قرآنِ مبیں پر
ڈرتا ہوں کہ گمراہ نہ ہوجاؤں کہیں پر
پھولوں کی مہک دے نہ ستاروں کی ضیا دے
اس ذہنِ حق آگاہ کی توفیق بڑھادے

ہارونؑ کا قصّہ نہ سلیمانؑ کی باتیں
کرنی ہیں مجھے احمدؐ ذیشان کی باتیں
قرآن کی اور صاحبِ قرآن کی باتیں
مقصود سرِ بزم ہیں ایمان کی باتیں
قرآن کا کوئی متبادل نہ بدل ہے
قرآن ہر اک عقدۂ دشوار کا حل ہے

قرآن رسالت کا محافظ بھی خبر بھی
قرآن بصیرت بھی بصارت بھی بصر بھی
قرآن نظائر بھی، نظارت بھی، نظر بھی
قرآن تاثر بھی، موثر بھی ، اثر بھی
قرآن خود احکام بھی، حاکم بھی حکم بھی
قرآن محمدؐ کی صداقت کا بھرم بھی

قرآن میں صحرا بھی سمندر بھی حجر بھی
جنت کے نظارے بھی ہیں کوثر کی خبر بھی
محشر کی مثالیں بھی ہیں، سدرہ کے ثمر بھی
قرآن کے دامن میں ہر اک خشک بھی تر بھی

قرآن مصدق بھی، مظاہر بھی مبیں بھی
قرآن کے حفاظ میں جبریلِ امیں بھی

قرآن منور بھی، مصبر بھی صدا بھی
قرآن معظم بھی ، مکرم بھی ضیا بھی
قرآن معلن بھی، موذن بھی ، ندا بھی
قرآن نوازش بھی، عنایت بھی، عطا بھی

قرآن کے اسرار خفی بھی ہیں جلی بھی
قرآن کے ہمراز محمدؐ بھی، علیؑ بھی

قرآن عجوبہ بھی، عجائب بھی ، عجب بھی
قرآن قرینہ بھی، سلیقہ بھی، ادب بھی
قرآن تحیر بھی، تفکر بھی، غضب بھی
قرآن مسائل بھی، مسبب بھی، سبب بھی

کونین کا مقصد بھی ہے کونین کی حد بھی
قرآن کی آنکھوں میں ازل بھی ہے ابد بھی

قرآن مقنن بھی ، قوانین خدا بھی
قرآن تبحر بھی، تذکر بھی، صلہ بھی
قرآن معلم بھی، مدرس بھی، جزا بھی
قرآن مفکر بھی، ہدایت بھی، ہدیٰ بھی

قرآن مداوا بھی، معاون بھی، مدد بھی
مسند بھی محمدؐ کا، محمدؐ کی سند بھی

قرآن میں دہشت بھی، نصیحت بھی، دعا بھی
قرآن میں اذکار بھی، جرأت بھی، دغا بھی
قرآن میں افکار بھی ، آدابِ وفا بھی
قرآن میں انعام بھی، رحمت بھی، سزا بھی

واللہ کہ یہ قولِ خدائے ازلی ہے
قرآن میں ہر جنس خفی اور جلی ہے

اللہ کی مرضی بھی پیمبرؐ کی رضا بھی
عیسیٰؑ کا نفس حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی

داوٗدؑ کی لے یوسفِ کنعاں کی قبا بھی
بیتابی یعقوبؑ بھی آدمؑ کی دعا بھی
قدسی بھی ، شیاطین بھی، انسان بھی، جن بھی
قرآن کی آیات میں راتیں بھی ہیں دن بھی
زہراؑ کا کہیں ذکر ، کہیں ذکر علیؑ کا
ہجرت کا کہیں اور کہیں معراج کا قصہ
ناچیز تو ہے آیۂ میثاق سے سمجھا
قرآن سراسر ہے محمدؐ کا قصیدہ
قرآن حدیقہ ہے رسولِؐ عربی کا
قرآن صحیفہ ہے خدائے ازلی کا
یہ قول پیمبرؐ کا زمانے میں ہے مشہور
جو آلؑ سے ہے دور وہ قرآن سے ہے دور
قرآن کو کونین میں کرتا ہے جو رنجور
شاید کہ ہے پروردۂ دست شب دیجور
کونین سے کہتی ہے یہ قرآن کی شاہی
کافی ہے مجھے آلِ پیمبرؐ کی گواہی

حقیقت دوستی نہج البلاغہ

سید سبطِ جعفر زیدی

حقیقت دوستی نہج البلاغہ — جہالت دشمنی نہج البلاغہ
زمیں سے آسماں کو جانے والی — ہے وحی آدمی نہج البلاغہ
عطا کرتی ہے اپنے قاریوں کو — شعورِ بندگی نہج البلاغہ
ہو کیونکر دعویٰ قرآن فہمی — نہیں سمجھا ابھی نہج البلاغہ
علیؑ نائب ہیں جیسے مصطفیٰؐ کے — ہوئی قرآن کی نہج البلاغہ
خموشی میں علیؑ کی ہمنوائی — فقط کرتی رہی نہج البلاغہ
رہی جو مونس و محرم علیؑ کی — وہ تھی بس ایک ہی نہج البلاغہ
شمار اس کا ہے اولادِ علیؑ میں — ہے دختر معنوی نہج البلاغہ
صحائف انبیاءؑ کے پڑھ لئے تو — بہت اچھی لگی نہج البلاغہ
بڑھے گی جس قدر قرآن فہمی — سمجھ میں آئے گی نہج البلاغہ
صحائف سارے گلہائے سماوی — گلوں کی تازگی نہج البلاغہ
وصی مصطفیٰؐ مولا علیؑ ہیں — ہے اب بھی مدعی نہج البلاغہ
سلونی کی صدائیں دے رہی ہے — مسلسل آج بھی نہج البلاغہ
علیؑ کا ظلم کے مدِ مقابل — ہے عزم آہنی نہج البلاغہ
اذیت گاہِ جہل و گمرہی میں — ہے کرب آگہی نہج البلاغہ

زمانے بھر کے دیوانوں پہ غالب ہے نثری شاعری نہج البلاغہ
علیؑ کی گفتگو قرآن گویا علیؑ کی خامشی نہج البلاغہ
نبوت ،منصبِ تعلیم و حکمت نیابت علم کی نہج البلاغہ
علیؑ بعدِ نبیؐ ہیں سب سے برتر ثبوتِ برتری نہج البلاغہ
عصائے موسوی نہج البلاغہ شکوہِ حیدریؑ نہج البلاغہ

———✞✞✞✞✞———

ذاکرین سے خطاب / حکیم کاظم زیدی

یہ مانا رفعتِ منبر تجھے نصیب ہوئی
ترے نصیب میں باغِ جناں کے پھول بھی ہیں
مگر بلند نہیں سامعین سے ذاکر
کہ سامعین میں زہراؑ بھی ہیں رسولؐ بھی ہیں

———✞✞✞✞✞———

زائر امروھوی

ذاکرِ شبیرؑ یعنی قدر دانِ اہلبیتؑ
سوز خوانِ آلؑ ، وقفِ آستانِ اہلبیتؑ
سوز میں بھرتا ہے زیر و بم سے یہ تاثیرِ غم
کیفِ غم سے آشنا ہے سوز خوانِ اہلبیتؑ

اے ربِّ جہاں پنجتنِؑ پاک کا صدقہ

دُعا / محسن نقوی (شہید)

اے ربِّ جہاں پنجتنِؑ پاک کا صدقہ
اِس قوم کا دامن غمِ شبیرؑ سے بھردے
بچوں کو عطا کر علیؑ اصغر کا تبسم
بوڑھوں کو حبیبؑ ابنِ مظاہر کی نظر دے
کم سِن کو ملے ولولۂ عونؑ و محمدؑ
ہر ایک جواں کو علیؑ اکبر کا جگر دے
ماؤں کو سکھا ثانیِ زہراؑ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے
مولاؑ تجھے زینبؑ کی اسیری کی قسم ہے
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے
جو چادرِ زینبؑ کی عزادار ہیں مولاؑ
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے
جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو مجلسِ شبیرؑ کی خاطر ہو وہ گھر دے

مفلس پہ زر و مال و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کردے
غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیرؑ
شبیرؑ کا غم بانٹ رہا ہے تو اِدھر دے

(بشکریہ نوحہ خواں سیّد ساجد حسین جعفری)

——✞✞✞✞✞——

بی بانوؑ کربل کے بَن میں کوکت جوں بنجاری رے
کون مُہورت تھی جو ہم سے دیس مدینہ چھوٹو رے
آ اترے کربل کے بَن میں گھیر لیو دُرجن نے ہائے
سیّاں ہمارو وہ بنجارہ بھرا پُرا بیوپاری رے
مر گیو سیس کٹا کر اپنو میں رہ گئی دکھیاری رے
بی بانوؑ کربل کے بَن میں کوکت جوں بنجاری رے

(بشکریہ سوز خواں سیّد موسی رضا و ماسٹر محمود علی کاظمی)

——✞✞✞✞✞——

نویدِ بعثتِ خیرؐ الورا ہے ذوالعشیرہ میں

شادانؔ دہلوی

نویدِ بعثتِ خیرؐ الورا ہے ذوالعشیرہ میں
کہ اعلانِ رسالت ہورہا ہے ذوالعشیرہ میں
امین و صادق و عادل جو کہتے تھے محمدؐ کو
اب اُن کی آزمائش برملا ہے ذوالعشیرہ میں
سبھی تھے معترف ویسے تو اخلاقِ محمدؐ کے
عمل کی راہ میں کیا ہوگیا ہے ذوالعشیرہ میں
اُڑائی تین دن دعوت مگر منہ سے نہ کچھ بولے
کہ جیسے چُپ کا روزہ رکھ لیا ہے ذوالعشیرہ میں
محبت ہے نبیؐ سے جن کو وہ اسلام لے آئیں
کہ تصدیقِ نبیؐ کا مرحلہ ہے ذوالعشیرہ میں
"جو میرا ساتھ دے گا، جانشیں ہوگا وہی میرا"
یہی ارشادِ ختمؐ الانبیاء ہے ذوالعشیرہ میں
بہت تشویش تھی سب کو نبیؐ کی جانشینی پَر
مگر یہ فیصلہ تو ہوچکا ہے ذوالعشیرہ میں
پیمبرؐ جو خبر دیں گے غدیرِ خم کے منبر سے
اُسی کی آج گویا ابتدا ہے ذوالعشیرہ میں

نور ہے جلوہ نما شعبِ ابوطالبؑ میں

شاداںؔ دھلوی

نور ہے جلوہ نما شعبِ ابوطالبؑ میں
دین محفوظ ہُوا شعبِ ابوطالبؑ میں

ساری دنیا ہے مخالف تو کوئی خوف نہیں
ہے نگہبان خدا شعبِ ابوطالبؑ میں

اہلِ مکہ نے جو دی ترکِ مراسم کی سزا
آ گئے اہلِ وفا شعبِ ابوطالبؑ میں

حلقۂ عافیت و حفظ خدا میں آئے
چند خاصانِ خدا شعبِ ابوطالبؑ میں

اہلِ ایمان رہے تین برس تک محصور
اور ہر ظلم سہا شعبِ ابوطالبؑ میں

آلِ ہاشم نے سہے تین برس تک پیہم
ستم و جور و جفا شعبِ ابوطالبؑ میں

آخرش پھاڑ دیا ابنِ عدی نے میثاق
سب نے یہ راز سُنا شعبِ ابوطالبؑ میں

خود ہی صیادوں نے اِس قید کو توڑا آخر
یہ ہُوا لطفِ خدا شعبِ ابوطالبؑ میں

سَروَرِؐ کونین یوں آئے شبِ معراج میں

شاداںؔ دھلوی

سَروَرِؐ کونین یوں آئے شبِ معراج میں
کھل گئے رحمت کے دروازے شبِ معراج میں

طے کیا یوں نور کے پیکر نے نورانی سفر
وقت ٹھہرا فاصلے سمٹے شبِ معراج میں

جنبشِ زنجیرِ دَر سے گرمیٔ بستر سے پوچھ
کتنی مدت کے تھے کچھ لمحے شبِ معراج میں

سدرہ و قوسین و عرش و کرسی و لوح و قلم
کس قدر نزدیک سے گزرے شبِ معراج میں

انبیاءؑ سارے صف اندر صف قطار اندر قطار
سب زیارت کے لئے آئے شبِ معراج میں

کُل فرشتے حاملانِ عرش و حورانِ بہشت
سب ہی مشتاقِ زیارت تھے شبِ معراج میں

سب یہ کہتے ہیں کہ اس میں بھی علیؑ کا ہاتھ ہے
تھے پیمبرؐ مطمئن جس سے شبِ معراج میں

بخششِ اُمت ، شفاعت ، مغفرت ، روزے نماز
مسئلے حل ہوگئے کتنے شبِ معراج میں

متحد ہوگئے کفار شبِ ہجرت میں

شاداںؔ دھلوی

متحد ہوگئے کفار شبِ ہجرت میں
حق کے تھے در پئے آزار شبِ ہجرت میں
ایک لشکر دیا ترتیب کہ جس میں شامل
ہر قبیلے کا تھا سَردار شبِ ہجرت میں
گھیر کر چاروں طرف سے وہ پیمبرؐ کا مکاں
قتلِ حضرتؐ پہ تھے تیار شبِ ہجرت میں
عازمِ ترکِ وطن ہوگیا خالق کا رسولؐ
ہوئے حالات جو دُشوار شبِ ہجرت میں
پاس جس جس کی امانت تھی علیؑ کو سونپی
ہوگئے آپ سبکبار شبِ ہجرت میں
چَین کی نیند علیؑ سوتے رہے بستر پر
دُشمنوں نے کیا بیدار شبِ ہجرت میں
سامنے سارے فرشتوں کے اس ایثار پہ فخر
کرتا تھا ایزدِ غفار شبِ ہجرت میں
بِک گیا نفسِ علیؑ مرضئ داور کے عوض
دیکھئے گرمئ بازار شبِ ہجرت میں

عَلم لے کر بہت جاتے رہے اغیار خیبر میں

شاداںؔ دھلوی

عَلم لے کر بہت جاتے رہے اغیار خیبر میں
مگر اُن سے نہ سلجھا عقدۂ دُشوار خیبر میں
مسلسل تین دن جاری رہا یہ سلسلہ لیکن
نہ کام آیا کوئی حربہ کوئی ہتھیار خیبر میں
بنا رکھا تھا دیوانہ جنہیں مالِ غنیمت نے
وہ دیوانے نظر آنے لگے ہشیار خیبر میں
تمسخر جب اُڑایا بھاگنے والوں کا مرحب نے
جو بزدل تھے وہ شرمندہ ہوئے ہر بار خیبر میں
ہُوئی جب اِن کی پسپائی سے اُن کی ہمت افزائی
عدو سمجھے، نہیں اب کوئی بھی جرار خیبر میں
بالآخر سَرورِ کونینؐ نے اُٹھ کر یہ فرمایا
بہت نزدیک ہے لوگو کشودِ کار خیبر میں
میں کل جس کو عَلم دوں گا وہ میرا جانشیں ہوگا
رجل ہوگا، جری ہوگا وہی جرار خیبر میں

نویدِ جانشینی ، مژدۂ فتح و ظفر سُن کر
نظر آنے لگے سب جنگ کو تیار خیبر میں
جو حرصِ جانشینی میں بڑھا شوقِ علمداری
تو سب آئے قریب احمدؐ مختار خیبر میں
نبیؐ سے تھے بہت نزدیک لیکن سوچتے یہ تھے
نہ جانے کل مقدر کس کا ہو بیدار خیبر میں
''رجل'' کہہ کر تعارف ، غائبانہ ہے بھلا کس کا
خدا جانے ہیں کس کے منتظر سرکارؐ خیبر میں
شجاعت میں نہ اُترا کوئی معیارِ پیمبرؐ پر
کوئی غازی سِوائے حیدرِؑ کرار خیبر میں
پیمبرؐ نے پڑھی نادِعلیؑ اور آگئے حیدرؑ
اُنہیں ہونا تھا ثابت غازی و جرار خیبر میں
کیے مرحب کے دو ٹکڑے اکھاڑا بابِ خیبر کو
چلی بالکل نرالی شان سے تلوار خیبر میں
اُلٹ پھینکا فقط دو اُنگلیوں سے بابِ خیبر کو
کیا آسان تھا جو مرحلہ دُشوار خیبر میں
علیؑ نے سب کے دامن بھر دیئے سونے کے ٹکڑوں سے
غنی اُن کو بنا ڈالا جو تھے نادار خیبر میں

خبر ہے سارے زمانے کو ابتدائے غدیر

شاداںؔ دہلوی

خبر ہے سارے زمانے کو ابتدائے غدیر
کہ ذوالعشیرہ میں رکھی گئی بِنائے غدیر
ہیں وہی اوّل و وہی آخر کے مصداق
نبیؐ برائے حرا اور علیؑ برائے غدیر
ہماری عمرِ دو روزہ میں ایک عید کا دن
مسرتوں کا سمندر ہے بَر بنائے غدیر
بقدرِ ظرفِ سماعت بقدرِ ظرفِ شعور
عوام سُن کے سمجھتے رہے صدائے غدیر
وہ پُل صراط سے ثابت قدم نہ گزریں گے
عبور کر نہیں سکتے جو تنگنائے غدیر
وہی رہے گا قیامت کی دھوپ سے محفوظ
نصیب ہوگا جسے سایۂ رِدائے غدیر
کفیل حبِ علیؑ کا جو ہو نہیں سکتا
وہ دل ہے تنگ بہت اُس میں کیا سمائے غدیر
کمیلؓ و بوذرؓ و سلمانؓ و میثمؓ و مقدادؓ
تمام عمر ملی ہے اِنہیں سزائے غدیر

عکس یقینِ آلِؑ عبا ہے مباہلہ

شاداںؔ دہلوی

عکس یقینِ آلِؑ عبا ہے مباہلہ
شک اور گماں کے دُکھ کی دوا ہے مباہلہ

واقف وہی ہیں منزلتِ اہلِ بیتؑ سے
جو جانتے ہیں حکمِ خدا ہے مباہلہ

نجرانیوں کو ناز جو روحانیت پہ تھا
جب تو بجائے جنگ ہُوا ہے مباہلہ

رشتوں کی ہورہی ہے وضاحت عمل کے ساتھ
اس واسطے نبیؐ نے کیا ہے مباہلہ

یکتا ہر ایک غزوہ و جنگ و جہاد ہے
لیکن مباہلہ بخدا ہے مباہلہ

پُر نور صورتوں کی کرامت کو دیکھ کر
نجرانیوں نے ٹال دیا ہے مباہلہ

ہٹ کر تباہ کاریٔ جنگ و جدال سے
منشورِ امن و صلح و بقاء ہے مباہلہ

اس فتح کو بھی فتحِ مبیں جانتے ہیں لوگ
اک جنگ بر محاذِ دُعا ہے مباہلہ

لاحق جو ہُوا حرص کو آزار فدک کا

شاداںؔ دہلوی

لاحق جو ہُوا حرص کو آزار فدک کا
اک دشمنِ دیں بن گیا حق دار فدک کا

تحویل میں زہراؑ کی رہا چار برس تک
سن سات سے تا گیارہ سَروکار فدک کا

سن گیارہ میں دنیا سے سدھارے جو پیمبرؐ
کرنے لگے لالچ سبھی اشرار فدک کا

قربیٰ کا جو حق بیٹی کو بخشا تھا نبیؐ نے
اُس باغ کے درپے ہُوا غدار فدک کا

کی اُس نے گواہوں کی طلب بنتِ نبیؐ سے
دعویٰ جو ہُوا برسرِ دربار فدک کا

جھٹلایا گیا صحتِ ارشادِ نبیؐ کو
ہر اہلِ حکومت ہُوا بیمار فدک کا

قرآن کو کافی جو سمجھتے تھے وہ عیار
کرتے ہی رہے آل سے انکار فدک کا

قرآن کسی کو کبھی کافی نہیں ہوتا
بتلا گیا قصہ سرِ دربار فدک کا

لینا ہی پڑا جھوٹی حدیثوں کا سہارا
زہراؑ سے جو لینا ہُوا دُشوار فدک کا
قربیٰ کو پیمبرؐ کے وہ کرتے نہیں تسلیم
غیروں کو بتاتے ہیں جو حق دار فدک کا
شاید انہیں یہ راز بھی معلوم نہیں ہے
قرآن کی توہین ہے انکار فدک کا
ان ظالموں کے نامۂ اعمال میں شامل
ناراضیٔ زہراؑ بھی ہے اور بار فدک کا
جو لکھ کے پیمبرؐ نے دیا ایک وثیقہ
ٹھہرا دیا زہراؑ کو جو حق دار فدک کا
ظالم نے وہ تحریرِ نبیؐ پھاڑ کے پھینکی
اور فاطمہؑ سے کردیا انکار فدک کا
حق دار کو کرتا ہے وراثت سے جو محروم
تا حشر رہے گا وہ گنہگار فدک کا
ہے خفگیٔ زہراؑ کی سزا جن کو بھی معلوم
وہ ذکر بھی کرتے نہیں سرکار فدک کا

✦✦✦✦✦

ہر قدم تھا وردِ زباں دَم ہمہ دَم ، دَم مولاؑ

سبطِ جعفر

کب تھی راہ میں تیری فکرِ بیش و کم مولاؑ
ہر قدم تھا وردِ زباں دَم ہمہ دَم ، دَم مولاؑ
کب ہمارے بس میں تھی باریابی اِس دَر کی
آپؑ نے بُلایا تو آگئے ہیں ہم مولاؑ
جیتے جی نہ بھولے گا ہم کو تیرا دسترخوان
نعمتیں دو عالم کی تھیں جہاں بہم مولاؑ
تیرے میہماں بن کر چوم کر ترا سنگِ در
ہوگئے ہیں دنیا میں ہم بھی محترم مولاؑ
آپؑ جس سے راضی ہوں وہ خوشی عطا کیجئے
اور بجز غمِ سَرورؑ ہو نہ کوئی غم مولاؑ
اب کوئی نہیں جچتا شہریار و تخت و تاج
جب سے ہے نگاہوں میں آپؑ کا حشم مولاؑ
ہر قدم تری جانب قُربۃً اِلی اللہ ہے
بچھ رہے ہیں راہوں میں کوثر و ارم مولاؑ
لگ رہا ہے یوں مجھ کو جیسے مل گئی معراج
جب سے چوم آیا ہوں آپ کے قدم مولاؑ

راہ گرچہ مشکل بھی اور سفر مسلسل تھا
آ کے تیرے در پہ ہوئے پھر سے تازہ دَم مولاؑ
آپ کے سِوا آقاؑ کون اُس کو سمجھے گا
حال جو سُنا آئی میری چشمِ نم مولاؑ
جانتا ہے خوب اِس کو سبطِ جعفرِ خوش گو
ہے یہ شعر گوئی بھی آپ کا کرم مولاؑ

(در آستانۂ امام رضاؑ، مشہدِ مقدس)

✞✞✞✞✞

شہید ہو گئے کچھ اور تیرے لال حسینؑ

سبطِ جعفر

شہید ہو گئے کچھ اور تیرے لال حسینؑ
جو رہ گئے ہیں اُنہیں اب تو ہی سنبھال حسینؑ
ہیں پھر سے گھیرے ہوئے ہم کو شامی و کوفی
دے عزم حضرتِ مسلمؑ سا بے مثال حسینؑ
کچھ اور بی بیاں بازار میں ہیں ننگے سَر
ردائیں خیر کی اِن کے سَروں پہ ڈال ، حسینؑ
ہو فکر و جذبۂ زیدِؑ شہید پھر بیدار
عطا ہو حضرتِ مختارؑ کا جلال ، حسینؑ
ہیں تیرے دوست کے دوست اور غیر کے دشمن
گناہ گار سمجھ کر نہ ہم کو ٹال ، حسینؑ
ہماری بے عملی نے کیا ہمیں رُسوا
بچھڑ کے تجھ سے ہوئی زندگی وبال ، حسینؑ
خطائیں فطرتِ بے پَر کی بخشنے والے
مثالِ حرؑ ہمیں گرداب سے نکال ، حسینؑ
گناہ و ترکِ عمل اور عذاب کے آگے
ہیں تیری مجلس و ماتم ہماری ڈھال ، حسینؑ
عجب نہیں کہ ہوں ممنون تیرے قاتل کے
بنا رہے ہیں تیرے ذکر سے جو مال ، حسینؑ
تھا یوں تو تیرا بھی وارث مگر اسیر و علیل
نہ ہوتی ورنہ تری لاش پائمال ، حسینؑ
اجازت اُس کو دِلا دے ظہور کی رب سے
وہ منتقم جو ہے پردے میں تیرا لالؑ ، حسینؑ
لقب ہے تیرا ، مِرا نام سبطِ جعفر ہے
تو رکھیو دونوں جہاں میں مرا خیال ، حسینؑ

(بمناسبتِ شہادتِ مومنین)

میں نہیں مانتا / گوہر جارچوی

چند سِکّوں میں جو شہؑ کا غم بیچ دے اُس عزادار کو میں نہیں مانتا
دیں کا دنیا کے بدلے جو سودا کرے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

کعبۂ غم سے جو اپنا رخ پھیر لے اہلِ دولت کے در پر جو سجدے کرے
مال و زر کو جو اپنا خدا مان لے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

گھر غریبوں کے مجلس میں جائے نہیں ذکرِ مولاؑ وہاں پر سُنائے نہیں
جو چُرا کر نظر سو بہانے کرے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

اک غریب الوطن سے ملیگا بھی کیا اہلِ دولت کو خوش کر کے لوں فائدہ
جو بُلاوے لے مجلس کے یہ سوچ کے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

جسکی خوشیوں کا موسم ہے ماہِ عزا ہنستے ہونٹوں سے کرتا ہے آہ و بکا
اہلِ گریہ سے جو رِقّتیں چھین لے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

چشمِ غم کو دِکھائے جو نازو ادا جیب بھر کر کہے ہائے کرب و بلا
جو دِکھاوے کے آنسو بہاتا رہے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

نوحہ خوانی کو جو گیت کا رنگ دے ذکرِ مولاؑ کی قیمت جو طے کر کے لے
جو مصائب پڑھے مسکراتے ہوئے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

دوستی میں ہو جسکی شعارِ عدو بیچتا ہے غمِ شہؑ کو جو کو بہ کو
جسکی روزی چلاتے ہوں یہ راستے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

کربلا کے شہیدوں کا پی کر لہو کالے رخ کو سمجھتا ہے تو سرخ رو
خود غمِ کربلا جس سے کہنے لگے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

کچھ سمجھے نہیں دونگا اس قوم کو دونوں ہاتھوں سے لوٹونگا اس قوم کو
جو کہ یہ سوچ کر سینہ کوبی کرے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

ایسے تاجر ہیں گر اُن کو موقع ملے بیچ دیں یہ تو مشک و علم تعزیے
ایسے سوداگروں سے جو سودے کرے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

ہوش کر ہوش کر پاسدارِ عزا اس سے پہلے کہ دے شہؑ کا غم یہ صدا
جو یہ سارے ستم دیکھ کر چپ رہے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

تھی عزاداری کیا اور کیا ہوگئی شہؑ کی مجلس بھی اک مشغلہ ہوگئی
اس تباہی کا صدمہ نہیں ہے جسے اس عزادار کو میں نہیں مانتا

عنصرِ خُلق و مروّت سے ہے خلقت ماں کی

پیامؔ اعظمی

عنصرِ خُلق و مروّت سے ہے خِلقت ماں کی
ہے محبت جو کوئی شے تو محبت ماں کی
زندگی دیتی ہے انسان کو شفقت ماں کی
باپ سے بڑھ کے ہے دنیا کو ضرورت ماں کی
زیست عیسیٰؑ کو ملی باپ کے احساں کے بغیر
دہر میں کوئی بھی پیدا نہ ہُوا ماں کے بغیر

روشنی دیتا ہے جو خود بھی ضیاء مانگتا ہے
ہر بشر قیمت و اکرام و عطا مانگتا ہے
اپنے موقع پہ ہر اک اجرِ وفا مانگتا ہے
جو بھی ہے اپنی محبت کا صلہ مانگتا ہے
پیار سب کرتے ہیں دنیا میں تجارت کے لئے
صرف اک ماں کی محبت ہے محبت کے لئے

مشکلیں سہہ کے ہمیں درسِ وفا دیتی ہے
شب کے سناٹے میں اُٹھ اُٹھ کے دُعا دیتی ہے
خونِ دل اپنا یہ ہنس ہنس کے پلا دیتی ہے
گوشت کے ٹکڑوں کو انسان بنا دیتی ہے
مامتا راہِ محبت سے کھسکتی ہی نہیں
باپ تھک جاتا ہے ماں پیار سے تھکتی ہی نہیں

ماں کی آغوش ہے وہ مدرسۂ فکر و نظر
پیار کے ہاتھ جہاں کرتے ہیں تعمیرِ بشر
ظلمتیں آ کے جہاں بنتی ہیں انوارِ سحر
مثلِ اسماء یہ بنادیتی ہے ذرّوں کو گُہر
اپنی اولاد کی تقدیر بدل دیتی ہے
باپ کے خون کی تاثیر بدل دیتی ہے

فکر حالات و غمِ صبح و مسا کچھ بھی نہیں
ماں کی گودی میں مسرت کے سِوا کچھ بھی نہیں
زندگی بیٹوں کو دی اور لیا کچھ بھی نہیں
ماں کی الفت سے بڑی شئے بخدا کچھ بھی نہیں
پاسِ ممتا کا خود اللہ بھی فرماتا ہے
وعدہ ماں کرتی ہے جنت سے لباس آتا ہے

یاد ہے آج بھی اک ماں کی محبت کا سماں
جس گھڑی دہر سے رُخصت ہوئیں خاتونِؑ جناں
صحن میں رکھا تھا تابوت ، علیؑ تھے گریاں
رو کے شبیرؑ صدا دیتے تھے بولو ، اماں
مامتا تڑپی تو دستورِ کہن ٹوٹ گئے
سُن کے بیٹے کی صدا بندِ کفن ٹوٹ گئے

(بشکریہ سیّد محمد علی جعفری و سیّد ابنِ حیدر)

بمناسبت عیدِ زہراؑ (شجاع)/سبطِ جعفر

جو خار گُل کے یمین و یسار رہتا ہے
قریب کتنا ہی رہتا ہو خار رہتا ہے
جو تپ کے آئے غدیر اور جنگِ خیبر سے
اُنہی کو بُغضِ علیؑ کا بخار رہتا ہے
علیؑ کا چاہنے والا کسی بھی عہد میں ہو
جہاں بھی رہتا ہے مردانہ وار رہتا ہے
نجف میں خلد میں کعبہ میں قلبِ مومن میں
کہاں کہاں مرا پَروردگار رہتا ہے
نہ حادثاتِ زمانہ، نہ فکرِ برزخ و حشر
کہ گِرد نادِ علیؑ کا حصار رہتا ہے
دل و دماغ و نسب میں نہ ہو خرابی اگر
نبیؐ و آلِ محمدؐ سے پیار رہتا ہے
اگرچہ حج بھی کرے اور نماز و روزہ بھی
عدوئے آلِ نبیؐ "بے شمار" رہتا ہے
کرے ظہور سے پہلے ادا وہ اجر اُن کا
اگر نبیؐ کا کسی پَر اُدھار رہتا ہے

غیروں کی محبت میں مرو کس نے کہا ہے

غیروں کی محبت میں مرو کس نے کہا ہے
اپنوں کی عداوت میں جیو کس نے کہا ہے

کفار کا جب خوف ہے اور مار کا بھی ڈر
ہمراہ پیمبرؐ کے رہو کس نے کہا ہے

جب بھاگنا ہی ٹھہرا ہر اک جنگ سے تم کو
ہتھیار بھی ہمراہ رکھو کس نے کہا ہے

مرجاتا میں یعنی کہ فلاں "لَولا علی"
"
لِلّٰہ کبھی غور کرو کس نے کہا ہے

سَرکارؐ نے چھوڑی ہیں گراں قدر جو چیزیں
اُن دونوں سے تم بچ کے چلو کس نے کہا ہے

قربٰی کی مودّت ہی تو ہے اجرِ رسالت
اُجرت نہ دو اور کلمہ پڑھو کس نے کہا ہے

فرمائیں نبیؐ جس کے لئے "لحمک لحمی"
اُس شخص پہ تم وار کرو کس نے کہا ہے

پڑھتے رہو قرآن بھی اور نعتِ نبیؐ بھی
اور آلؑ کا تم نام نہ لو کس نے کہا ہے

جس بی بی کو فرمائیں نبیؐ "بضعۃ منی"
اُس بی بی کی تکذیب کرو کس نے کہا ہے

جو بعدِ نبیؐ آپ ہو قرآنِ مجسم
اُس شخص سے قرآن نہ لو کس نے کہا ہے

جس شخص کو اُٹھوادیں نبیؐ بزم سے اپنی
پہلو میں اُسے دفن کرو کس نے کہا ہے

جس دَر کی گدائی پہ کریں فخر ملائک
بے حُرمتی اُس دَر کی کرو کس نے کہا ہے

کہلاتے ہوئے کاتبِ وحی اور صحابی
تم نفسِ پیمبرؐ سے لڑو کس نے کہا ہے

سَردار ہوں جو لوگ جوانانِ جناں کے
اُن دونوں سے تم بغض رکھو کس نے کہا ہے

محشر میں رکھو اُن سے شفاعت کی امیدیں
پَر اُن کی اطاعت نہ کرو کس نے کہا ہے

جن لوگوں کی خود اپنی شفاعت بھی ہو مشکل
ایسوں کی محبت میں مرو کس نے کہا ہے

زہراؑ کا جو حق کھائیں کرو اُن پہ تبرا
خودخمس کی اک پائی نہ دو کس نے کہا ہے

جس بحر میں آتا ہی نہ ہو نام و تخلص
اُس بحر میں تم شعر کہو کس نے کہا ہے

ـــــ✞✞✞✞✞ـــــ

سوز خوانی / (سردار حسین زیدی/ رضا کارانِ حسینؑ)

سوز خوانی قرار دیتی ہے — جذبۂ غم اُبھار دیتی ہے
رونے والے سکون پاتے ہیں — زندگی کو سنوار دیتی ہے
سوز خوانی غموں کی آہوں کے — نقش دل میں اُتار دیتی ہے
سوز کی مختصر یہ ہے تعریف — مجلسِ غم نکھار دیتی ہے
سوز ہے چاشنی بھی لذت بھی — کیسی کیسی بہار دیتی ہے
سوز ضامن ہے قلبِ مومن کا — دل کو وہ اختیار دیتی ہے
فائدہ یہ ہے پڑھنے والے کو — کہ گلے کو نکھار دیتی ہے
میں بھی نوحوں میں سوز پڑھتا ہوں — مجھ کو سردار پیار دیتی ہے

ـــــ✞✞✞✞✞ـــــ

ڈاکٹر پروفیسر ہلال نقوی

اسلام کا پیغام نہیں آسکتا
قرآن بھی کچھ کام نہیں آسکتا
جس ملک میں ہوں بغضِ علیؑ پر جلسے
اُس ملک میں اسلام نہیں آسکتا

کوئی ایسا بھی ہوتا ہے / راہیؔ جہانگیر آبادیؔ

چُنا کرتا ہے کوئی گل تو کوئی خار بوتا ہے
کوئی تدبیر پَر خوش ہے کوئی قسمت کو روتا ہے
کوئی کھوکر بھی پاتا ہے کوئی پاکر بھی کھوتا ہے
کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے

عَلَم پتھر پہ کوئی گاڑتا ہے جنگ میں اَڑ کے
کوئی میداں میں جھنڈے گاڑتا ہے اپنی بھاگڑ کے
بچاتا ہے کوئی عزت کوئی لٹیا ڈبوتا ہے
کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے

علیؑ والوں کو نشہ حشر میں ہوگا مئے خم کا
سہارا غیر کوئی ڈھونڈتا ہوگا کسی دُم کا
کوئی پہنچائے جنت اور کوئی دوزخ میں ڈھوتا ہے
کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے

رہِ حق پاکے کتنے مطمئن ہو آج تم راہی
چلا جو راہ پَر غیروں کی اُس نے پائی گمراہی
وسیلہ راہ پاتا ہے وسیلہ راہ کھوتا ہے
کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے

چھوڑ دے /سبطِ جعفر

ہے نبیؐ سے محبت کا دعویٰ جسے اُن کی اولاد سے دشمنی چھوڑ دے
گر شفاعت پیمبرؐ سے درکار ہے اُن کے اغیار سے دوستی چھوڑ دے
دینِ حق کو ضرورت جو سچوں کی تھی سَر سے باندھے کفن آ گئے پنجتنؑ
ایسے سچوں کی تکذیب کرتا ہو جو چاہیے اُس کو دینِ نبیؐ چھوڑ دے
تو نے بخ کہا مرحبا مرحبا کہہ دیا تھا تو پھر اس سے پھر کیوں گیا
جو کہا کر اُسے پھر نباہا بھی کر، گر منافق نہیں دو رُخی چھوڑ دے
ہے جو تجھ پَر گراں نامِ مشکل کشاؑ تو جو منکر حدیثِ کساؑ کا ہوا
یوں تو دینِ محمدؐ سے باہر ہے تو، کم سے کم نسبتِ جعفری چھوڑ دے
دوستدارِ نبیؐ و علیؑ ہے وہی اپنے کردار سے بھی جو ثابت کرے
کیوں وہ کہتا ہے جو خود بھی کرتا نہیں لیڈری چھوڑ یا رہزنی چھوڑ دے
تیرے نزدیک کردار کچھ بھی نہیں تو فقط مردِ گفتار ہے واعظا
خود عمل کر کے اوروں کو تلقین کر ورنہ لفاظی و ذاکری چھوڑ دے
حمد و نعت و ثنا مرثیے کے سِوا شاعری کچھ نہیں جی کا جنجال ہے
ہے یہ تیرے لئے بھی مضرت رَساں، اب مری مان لے شاعری چھوڑ دے
آپ اپنے گریباں میں بھی جھانک لے اپنی اصلاح کر سب سدھر جائینگے
صرف باتیں نہ کر سبطِ جعفر نہ بن بد زبانی سے بچ بدظنی چھوڑ دے

شرعاً حرام / دلاور فگار

("صوتی علوم وفنونِ اسلامی" پر دلاور فگار صاحب کا منظوم تبصرہ)

سبطِ جعفر محترم ہیں جنکی یہ تصنیف ہے اس میں جو مضمون ہے وہ قابلِ تعریف ہے
فنِ قرأت اور غنا بھی اسکے موضوعات ہیں جتنے مضموں ہیں وہ سارے وجہِ معلومات ہیں
تبصرہ علمی مسائل پر مرا منصب نہیں کچھ نہ لکھوں میں مگر یہ بھی مرا مطلب نہیں
سوز خوانی اور موسیقی میں ہے کیا رابطہ یہ سوال ان سے کریں عالم ہیں جو باضابطہ
میری اپنی رائے یہ ہے سوز خوانی ہے ثواب کیونکہ گانے اور بجانے سے ہے اسمیں اجتناب
سوز خوانی در حقیقت نوحۂ پُر درد ہے یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے غم میں آہِ سرد ہے
سوز خوانی کو غنا کہنا سراسر جھوٹ ہے اور غنا کو ناروا کہنا مکرر جھوٹ ہے
میں کوئی عالم نہیں اور ہے نہ یہ میرا مقام میں سمجھتا ہوں کہ موسیقی نہیں شرعاً حرام
قول یہ مقبول احمد صابری کا ہے بجا سطوتِ مولا علیؑ گانا ہے فنِ قوال کا
سوز خواں کے نوحہ کا موضوع ہے یادِ حسینؑ سوز خوانی دھیمے لہجے میں شہادت کا ہے بین
عالمانِ دیں جو قوالی کو بدعت کہتے ہیں ان کے ارشادات کو ہم بے حقیقت کہتے ہیں
کاش ایسے عالموں سے صرف یہ پوچھے کوئی دین کو یہ اولیاؒ پھیلاتے ہیں یا مولوی!
حمد و نعت و سوز خوانی خدمتِ اسلام ہے اس میں وہ میوزک نہیں جو ہالی وڈ میں عام ہے
اس مقولہ سے پڑی ہے اک نئے شر کی بنا جو غنا کو بھی بنا دیتا ہے بد تر از زنا!
کون کہتا ہے کہ گانا مشرکوں کا کام ہے یوں تو جو قوال ہے وہ خارج از اسلام ہے
راز یہ بھی نکتہ ہائے عِلم پرور سے کھلا ساز وہ جائز ہے شرعاً جو ہو اندر سے کھلا
کوئی صاحب میری اس آواز کو کہہ لیں جنوں میں کھلا باجا ہوں اچھا ہے کہ میں کھل کر بجوں

سوز خواں کا ساز دل ہے اس لئے اس کو سلام کون کہتا ہے کہ اسکی سوز خوانی ہے حرام
سوز خواں کے ساز کا پردہ جو ہے ذکرِ حسینؑ بات یہ پردہ میں کیوں رہتی کہ جائز ہے یہ ہَین

——✤✤✤✤✤——

شہیدوں اور شہیدوں کے وارثوں کو سلام

سبطِ جعفر

نبیؐ و آل ؑ نبیؐ کے مجاہدوں کو سلام
شہیدوں اور شہیدوں کے وارثوں کو سلام

ہے عید اصل میں اپنے محاسبہ کا دن
جو ایسا کرتے ہیں ان سارے مومنوں کو سلام

بقیع ہو یا عزاخانہ یا دلِ مومن
جناب فاطمہؑ زہرا کے سب گھروں کو سلام

شہید زندہ ہیں اور حق سے رزق پاتے ہیں
خدا کے خاص محبوں، فدائیوں کو سلام

جو ملک و قوم کے اور محسنوں کے خادم ہیں
بصد خلوص وفادار خادموں کو سلام

جو دن گناہوں سے ہو پاک اصل میں ہے وہ عید
گنہ سے پاک دنوں اور ان شبوں کو سلام

ہیں کاروانِ شہادت میں ہم سبھی شامل
امامِؑ وقت کے سارے سپاہیوں کو سلام

مسافرانِ شہادت، حیات ہوں یا شہید
جوکام آئیں رہِ حق میں ان سبھوں کو سلام

خدا کے بندوں کے اپنے حقوق ہوں جنہیں یاد
ہماری سمت سے ان سارے ساتھیوں کو سلام

رکھیں جو یاد شہیدوں کے اہلِ خانہ کو
لواحقین کے ان سارے دوستوں کو سلام

ہے سبطِ جعفرِ زیدی دعاؤں کا محتاج
دعا جو کرتے ہیں ان سارے محسنوں کو سلام

——✤✤✤✤✤——

التماسِ فاتحہ برائے سوز خواں مسیّب علی زیدی / قصرِ مسیّب
التماسِ دعائے صحت برائے شاعرِ اہلبیتؑ نیساںؔ اکبر آبادی

اے میری بہن بے پردہ نہ پھر ---سبطِ جعفر

اے مری بہن بے پردہ نہ پھر میں شرم سے گڑ گڑ جاتا ہوں
تو وارثِ چادرِ زینبؑ ہے میں تجھ کو یاد دلاتا ہوں

بے پردہ ہوئے جب اہلِ حرم منہ اپنا چھپایا بالوں سے
جب راہ میں پایا محبؑ اپنا تب ہوئے سوالی چادر کے
تو اس کی محبؑ ہے جس کے لئے تعظیم کو اٹھتے تھے سرورؑ
مت بھول مری خواہر تو بھی زہراؑ کی دعاؤں کا ہے ثمر

ہے دنیا و دینداری تجھ سے مانا ہے عزاداری تجھ سے
چل اسوۂ زہراؑ پر تا کہ اللہ بھی ہو راضی تجھ سے
کرنا ہے تجھے دیں کی خاطر پھر عونؑ و محمدؑ کو تیار
گروقت پڑا زینبؑ کی طرح کرنا ہے تجھی کو بیڑا پار

مت بھولیو زینبؑ خستہ جگر تو اپنی نمازِ شب میں مجھے
سرورؑ نے وصیت جو کی تھی پیغام ہے اس میں تیرے لئے
ہے علم و عمل تیری دولت اور شرم و حیا تیرا زیور
نگراں ہیں امامِ زماںؑ تجھ پر مت بھول مری پیاری خواہر

اے میری بہن مت بھول اس کو تو فرد نہیں اک کنبہ ہے
تجھ پر ہے بڑی ذمہ داری نسلوں کی حفاظت کرنا ہے

ماں بیٹیوں اور بہنوں سے یہی درخواست ہے سبطِ جعفر کی
قرآن و نبیؐ اور آلِ نبیؐ ہوں پیشِ نظر ہر ایک گھڑی
صفدر ہوں شجاع و محمد ہوں اصغر ہوں یا ہاشم نوحہ خواں
دیتا ہے تجھے پیغام یہی ہر عالم و ذاکر و مرثیہ خواں

—✣✣✣✣✣—

اے میرے برادرِ ایمانی

مت غیر سے اپنی یاری رکھ اے میرے برادرِ ایمانی
مت مومن سے ناراضی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی

جو آلِ نبیؐ کا دشمن ہے وہ غیر ہے تیرا دشمن ہے
مت غیر سے اپنی یاری رکھ اے میرے برادر ایمانی

زہراؑ کو امامِ زمانہ کو ممکن ہے کہ اس سے صدمہ ہو
مت مومن سے ناراضی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی

جب بات کرے نامحرم سے یا سامنے آجائے تیرے
تو اپنی نگاہیں نیچی رکھ اے میرے برادر ایمانی

بہکا نہ سکے شیطانِ لعیں رکھ یاد اصول و فروعِ دیں
پابندیٔ امر و نواہی رکھ اے میرے برادر ایمانی

تو کس کا محبّ اور ماتمی ہے اور کس کا موالی واتی ہے
کچھ پاسِ نبیؐ و علیؑ بھی رکھ اے میرے برادر ایمانی

اعمال و عقائد اپنی جگہ حلیہ بھی تو ہو مومن جیسا
مونچھیں کر کم اور داڑھی رکھ اے میرے برادر ایمانی

نگراں ہیں امامِ زماں تجھ پر تقلید بھی کر ماتم بھی کر
دشمن پہ نگاہیں گہری رکھ اے میرے برادر ایمانی

بن سکتا نہیں قنبرؒ، فضہؒ، پر سوچ تو' ہے شیعہ کسکا
کچھ لاج ، علیؑ و بتولؑ کی رکھ اے میرے برادر ایمانی

"اُف" تک کی اجازت تجھکو نہیں ماں باپ سے جب تو بات کرے
آواز بھی اپنی دھیمی رکھ اے میرے برادر ایمانی

سرورؑ کی یہ تجھ سے وصیت ہے جب پانی پیئے تو نگاہوں میں
شبیرؑ کی تشنہ دہانی رکھ اے میرے برادر ایمانی

مت ردِ عمل کی پروا کر اے شاعرِ حق سبطِ جعفر
تو کوششیں اپنی جاری رکھ اے میرے برادر ایمانی

——✣✣✣✣✣——

یہ زندگی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

سبطِ جعفر

یہ زندگی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ
غم اور خوشی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ
ڈھارس بڑی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

ہم تیری حسبِ منشأ تعمیر کر نہ پائے
تو' منہدم ہوئی جب ہم تب بھی بے خبر تھے
شرمندگی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

ہے وجہ خلقِ عالم مدفون اِس زمیں پر
معصومؑ پانچ ہیں اور بنتِ اسد یہیں پر
یہ زندگی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

ہے آلؑ کا خزینہ اصحابؓ کا دفینہ
ازواجؓ کا بھی مدفن انصارؓ کا مدینہ
یہ روشنی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

جو اُمتی ہیں انکے قُبّے بنے ہوئے ہیں
پیروں کے آستانے کتبے سجے ہوئے ہیں
پر دشمنی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

دل کی مرادیں اب بھی پاتے ہیں ہم یہیں سے
ملتا ہے جو یہاں سے ملتا نہیں کہیں سے
ڈھارس بڑی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

تجھ پر جو حاکموں نے پہرے بٹھادیئے ہیں
اپنے تئیں وہ تیری عظمت گھٹا رہے ہیں
خائف شہی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

کعبے سے جو عداوت اصحابِ فیل کو تھی
اولادِ ابرہہ اور آلِ سعود کو بھی
نفرت وہی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

آلِ سعود ہوں یا ہوں خارجی و نجدی
ڈھایا جنہوں نے تجھکو دونوں جہاں میں اُنکی
ذلّت ہوئی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

ماہِ عزا ہے ہمکو شوال کا مہینہ
تعمیر جب تو ہوگی وہ دن خوشی کا ہوگا
غم اور خوشی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

جاتے ہیں جیسے مشہد ہم کربلا بھی جائیں
مکہ مدینہ اقصیٰ آزاد ہم کرائیں
مانگا یہی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

اجداد کا وطن اور مدفن ہے سبطِ جعفرؔ
تجھ پر ہو یوں بھی رحمت اے سر زمین سرورؑ
یہ دین بھی ہے تجھ سے اے جنت البقیعہ

قطعہ/سیّد مہدی ظہیر ضوؔ کلیمی

ہو ذکرِ شہؑ تو فضا دردناک کر پہلے
نوائے غم کے گریباں کو چاک کر پہلے
رہے ذرا بھی نہ آلائشِ طرَب باقی
سُروں کو سوز کے دریا میں پاک کر پہلے

(بشکریہ سوز خواں پروفیسر سہیل جعفری و ایوب حسین بلگرامی)

سہرا

(شاداںؔ دہلوی)

بتقریب شادی خانہ آبادی

شاہِ مرداں امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ

ہمراہ سیدۃ نساء العلمین حضرت فاطمہ زہراؑ

لکھا ہے میں نے شاداںؔ دلبرِ عمران کا سہرا
نئے انداز کا سہرا، نئے عنوان کا سہرا
نرالی وضع کے غنچے نرالے رنگ کی کلیاں
نرالی شان کا دولہا نرالی شان کا سہرا
نہیں زوجہ کسی شوہر کی معصومہ زمانے میں
کسی نے بھی نہیں باندھا ہے اس عنوان کا سہرا
ابوطالبؑ کا بیٹا ہے تو بیٹی ہے خدیجہؑ کی
ہیں دونوں محسنِ اسلام، ہے احسان کا سہرا
خود اس کو باغِ جنت سے بنا کر لائی ہیں حوریں
فرشتوں نے نہ دیکھا تھا کبھی اس شان کا سہرا

ہر اِک غنچے پہ حوروں نے پڑھی نادِ علیؑ پہلے
پرویا صورتِ تسبیح پھر ایمان کا سہرا
ابوطالبؑ کی محنت کا ثمر بخشا ہے خالق نے
بڑی منّت کا سہرا ہے بڑے ارمان کا سہرا
ہے خوش بنتِ اسدؑ کی روح فردوسِ معلّیٰ میں
بہو ہم نام آئی باندھ کر ایمان کا سہرا
اگر معصوم ہے دولہا تو دلہن بھی ہے معصومہ
نہ دیکھے گی کبھی چشمِ فلک اس شان کا سہرا
جھکیں سجدے میں لڑیاں دیکھ کر دولہا کے چہرے کو
فرشتے دیکھ لیں خود آکے اک انسان کا سہرا
جہاں علم و شجاعت ایک پیکر میں سما جائیں
اسی کو زیب دیتا ہے فقط میزان کا سہرا
سرِآیات پر خود جس نے دستارِ عمل باندھی
اسی کے سر پہ باندھا حق نے اس اعلان کا سہرا

لواء الحمد کے سائے میں ہیں دولہا دلہن دونوں
خدا رکھے سلامت وارثِ قرآن کا سہرا
پڑھا ہے عقد خود اللہ نے عرشِ معلّیٰ پر
کہ سر پر کلِّ ایماں کے ہے یہ ایمان کا سہرا
نبی سارے صف اندر صف، قطار اندر قطار آئے
مبارکباد دینے دیکھ کر میزان کا سہرا
جو دیکھیں انبیاءؑ اوصاف اپنے ایک چہرے میں
وہ چہرہ جس پہ جلوہ گر ہے ہر عنوان کا سہرا
عبادت ہے زیارت اس لئے دولہا کے چہرے کی
ہے اس پر معرفت کا نور اور عرفان کا سہرا
محمدؐ مصطفیٰ کو دو مبارکباد اے شاداںؔ
کہ سر پر ان کی دختر کے ہے ایسی شان کا سہرا

✞✞✞✞✞

خالقِ باری کے سَر ساری خلقتِ خَلقت کا سہرا

سبطِ جعفر زیدی

خالقِ باری کے سَر ساری خِلقتِ خَلقت کا سہرا
پیارے محمدؐ کے ماتھے پر ختمِ نبوت کا سہرا
مولا علیؑ کے سر ہے امامت اور ولایت کا سہرا
بی بی خدیجہؑ کے سر پر ایثار اور خدمت کا سہرا
اور ابو طالبؑ کے سر پر حق کی حمایت کا سہرا
فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کے سر پر الفت و شفقت کا سہرا
فاطمہؑ زہرا کے سر پر ہے عصمت و عفت کا سہر
مولا حسنؑ کے سر پہ تواضع اور مروت کا سہرا
اور حسینؑ کے سر پہ سیادت اور شہادت کا سہرا
عابدؑ مضطر کے سر پر ہے صبر و عبادت کا سہرا
مولا باقرؑ کے سر پر ہے علم کی وسعت کا سہرا
جعفرِؑ صادق کے سر پر ہے حق و صداقت کا سہرا
موسیٰء کاظمؑ کے سر پر ہے ضبط و ہدایت کا سہرا
شاہِ خراساں کے سر پر ہے دین و حکومت کا سہرا
مولا تقیؑ کے سر پر تقویٰ اور سخاوت کا سہرا

ہے جو نقیؑ کے سر پر نقاوت اور شرافت کا سہرا
عسکریؑ کے سر پر ہے خدا کی فوج اور طاقت کا سہرا
قائمِ آلِ محمدؐ کے سر حجت و غیبت کا سہرا
عباسؑ و زینبؑ کے سر پر عزم و اطاعت کا سہرا
اکبرؑ و قاسمؑ کے سر پر ہے حق کی نصرت کا سہرا
ننھے علی اصغرؑ کے سر ہے شہؑ کی حفاظت کا سہرا
راہیؔ اور انوارؔ کے سر پر لطف و عنایت کا سہرا
محسنؔ اور تابندہ کے سر میل محبت کا سہرا
سبطِ جعفرؔ کے سر پر ہے آلؑ کی مدحت کا سہرا

ڈاکٹر سید یاورؔ عباسؔ

گیا ہوں مکہ، گیا مدینہ، جہاں بھی دیکھا ہے تو ہی تو ہے
کرم ذرا سا کچھ اور یارب! کہ کربلا کی بھی آرزو ہے
اگر جو ہم کربلا میں ہوتے نہ جانے بکتے کہ ساتھ دیتے؟
کسی سے کچھ کہہ نہیں رہے ہیں بس آج اپنے سے دو بدو ہے

(بشکریہ سوز خواں مجاهد زیدی و علی مهدی)

رخصتی

(شاداںؔ دہلوی)

سیدۃ نساءُ العٰلمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا

خوشی کی بات ہے شادی یہ ہنگام مسرت ہے
مگر پھر بھی عجب حالت نبیؐ کے دل کی حالت ہے
وہی بیٹی کہ جس کو باپ نے پالا ہے ماں بن کر
اسی بیٹی کی پیغمبرؐ کے گھر سے آج رخصت ہے
تبسم بھی ہے لب پر آنکھ میں آنسو بھی ہیں ان کے
جدائی کا الم ہے اور شادی کی مسرت ہے
وہ جس کو بضعت منّی کہا کرتے ہیں پیغمبرؐ
اسی لختِ جگر کی آج انکے گھر سے رخصت ہے
بسایا فاطمہؑ زہرا کا گھر خلاقِ عالم نے
خوشی ہے حسبِ فطرت اور غم حسبِ ضرورت ہے
ملا ہے فاطمہؑ کو حیدرؑ کرار سا شوہر
علیؑ پر خالقِ کون و مکاں کی خاص رحمت ہے

کنیزِ خاص ہیں زہراؑ خداوندِ دوعالم کی
انھی کے پاس ہے جو سارے عالم کی فضیلت ہے
علیؑ کو مل گیا ہے ہمسفر راہِ عبادت میں
شریکِ زندگی کے ساتھ ہی لطفِ عبادت ہے
علیؑ ہی صرف کفوِ سیّدہ ہیں سارے عالم میں
بہت ہی قیمتی ہے جو پیمبرؐ کی نصیحت ہے
کبھی شوہر کی خدمت میں کمی آنے نہیں دینا
اسی خدمت میں راحت ہے اسی خدمت میں عظمت ہے
شرافت ہے حیا ہے شرم ہے غیرت ہے عفّت ہے
یہی عورت کے زیور ہیں یہی عورت کی عزّت ہے
اسی زیور پہ قائم ہیں وفاداری کی بنیادیں
اسی زیور سے گھر عورت کا رشکِ قصرِ جنّت ہے
میسّر ہو اسے دولت اگر صبر و قناعت کی
تو یہ دولت سدا اس کے لئے پیغامِ راحت ہے

شکایت کا کبھی موقع نہ دینا اپنے شوہر کو
کہ شوہر کی اطاعت میں سدا عورت کی عزّت ہے
مری بیٹی مری اس تربیت کی آبرو رکھنا
جہاں تم جارہی ہو وہ مکاں بھی رشکِ جنّت ہے
پیمبرؐ نے یہ کہہ کر ہاتھ رکھا سر پہ زہراؑ کے
کہا اے لختِ دل اس گھر سے تیری آج رخصت ہے
علیؑ کو دو مبارکباد اس رخصت پہ اے شاداں
کہ زہراؑ ان کے گھر میں آئی ہیں گھر رشکِ جنّت ہے

—✞✞✞✞✞—

حکیم عارفؔ اکبر آبادیؒ

لب ہوں "بُکا" کے لئے دل ہو کدورت کے لئے
موت ہے یہ تو ضمیرِ آدمیت کے لئے
کر کے توہینِ عزاداریٔ شاہِؑ کربلا
کیوں ہمیں مجبور کرتے ہو بغاوت کے لئے

(بشکریہ سوز خواں ڈاکٹر ابرار زیدی)

—✞✞✞✞✞—

منظوم ترجمہ دعائے فرج

(امام زمانہؑ) الٰہی عظم البلا (شاداںؔ دہلوی)

یا الٰہی بڑھ گئی میری مصیبت بے شمار
ہیں عظیم اتنی بلائیں مجھ پہ اے پروردگار

بات جو پوشیدہ تھی وہ بات آخر کھل گئی
فاش پردہ ہوگیا اے واقف سرِّ خفی

ناامیدی کا ہے غلبہ اور ٹوٹی ہے امید
مجھ پہ ہو یورش بلاؤں کی نہیں کوئی بعید

ہائے ہائے یہ زمیں بھی تنگ مجھ پر ہوگئی
میرے مالک آسماں نے بھی رکاوٹ ڈال دی

کرنیوالا ہے مدد تو ہی مرے پروردگار
صرف تجھ سے ہی شکایت کررہا ہوں باربار

جو یقیں رکھتا نہیں تجھ پر وہ نادانی میں ہے
تو سہارا صرف تنگی اور آسانی میں ہے

ہے محمدؐ اور ان کی آلؑ پر دارومدار
ان پہ ہو ہر دم نزولِ رحمتِ پروردگار

صاحبان امر ہیں یہ لوگ اتنا عرض ہے
اور ان سب کی اطاعت ہم سبھی پر فرض ہے

ہم کو ان کے مرتبے کی معرفت بخشی گئی
ان کے صدقے میں عطا کردے ہمیں آسودگی

جلد تر، نزدیک تر، یعنی جھپکتے ہی پلک
یا پھر اس سے بھی ذرا جلدی ہو اک لمحے تلک

سرپرستی کیجئے میری، محمدؐ یا علیؑ
یا علیؑ و یا محمدؐ آپ ہیں میرے ولی

آپ ہی دونوں ہیں کافی سرپرستی کو مری
یا علیؑ و یا محمدؐ یا محمدؐ یا علیؑ

آپ ہیں میرے ممدِ، میری مدد فرمایئے
آپ ہی دونوں فقط میری مدد کو آیئے

میرے آقا! میرے مولا، صاحبِؑ عصر و زماں!
آپ سے فریاد کرتا ہے یہ عبدِ ناتواں

آیئے فریاد کو فریاد کو فریاد کو
آیئے امداد کو مولا مری امداد کو

بس اسی لمحے، اسی ساعت ، اسی دم ہو اثر
میرے مولا جلد تر، ہاں جلد تر، ہاں جلد تر

رحم کرنے والا ہے تو سب سے بڑھ کر اے خدا
واسطہ تجھ کو محمدؐ اور ان کی آلؑ کا
ہو قبول اب تو یہ شاداںؔ دہلوی کی التجا
یعنی تعجیلِ ظہور مہدیِ دیں کی دُعا

+++++

شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر

علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

شان اِسلاف کی دنیا کو دکھادو اٹھ کر
نار نمرود کو گلزار بنادو اٹھ کر
تفرقہ اپنے اداروں کا مٹا دو اٹھ کر
قوم کی ناؤ بھنور میں ہے بچادو اٹھ کر
یا علیؑ کہہ کے چلو دھار پہ تلواروں کی
شان دکھلا دو زمانے کو علمداروں کی

مرمٹو خاک بنو خاک سے اکسیر بنو
کشتۂ تیغ بنو کشتۂ شمشیر بنو
حرؑ کی تقلید کرو پیروِ شبیرؑ بنو
جو مٹانے سے ابھرتی ہے وہ تصویر بنو
موت کی گود میں مظلوم کا جینا دیکھو
تیغ کی دھار پہ چلتا ہے سفینہ دیکھو

آب شمشیر سے پیاس اپنی بجھانا سیکھو
صبر کا حکم ہے پھل تیغ کا کھانا سیکھو
اپنے ہی خون میں خود آپ نہانا سیکھو
قوم مردہ ہے تو مردے کا جلانا سیکھو
ولولہ لے کے اٹھو اٹھتی جوانی کی طرح
خون رگ رگ سے ٹپکنے لگے پانی کی طرح

جس جگہ ناؤ ٹھہر جائے وہیں ساحل ہو
پاؤں رک جائے جہاں چل کے وہیں منزل ہو

سر کٹانے سے جو آسان ہو وہ مشکل ہو
داغ جس دل پہ بہتر ہوں وہ کامل دل ہو
جب تو محسنؔ کہیں دنیا میں ٹھکانا ہوگا
ورنہ پھر اشک ندامت ہی بہانا ہوگا

عقل و شعور هیں رب کی نعمت، حقِ نعمت ادا کرو

حقِ مودۃ ادا کرو / سبطِ جعفر

عقل و شعور ہیں رب کی نعمت، حقِ نعمت ادا کرو
حق کا ہے انعام ذہانت، حقِ ذہانت ادا کرو
دین و شریعت بھی ہیں رحمت، حقِ رحمت ادا کرو
کرنا ہے گر مدحتِ حیدرؑ بہرِ ثنائے نفسِ پیمبرؐ
قلم کے بدلے سبطِ جعفر، حاضر ہے جبریلؑ کا شہ پر
قرآن و سنت کو پڑھ کر حقِ مدحت ادا کرو
فتح نہ ہو پایا جو خیبر، یثرب سے حیدرؑ کو بلا کر
بولے علی سے یہ پیغمبرؐ تم بھی تو ہو محبوبِ داور
مردِ غضنفر حیدرؑ صفدر، حقِ محبت ادا کرو
تھا یہ رسولؐ کو حکمِ داور خمِ غدیر میں سب کو بلا کر
حیدرؑ کو ہاتھوں پہ اٹھا کر من کنت مولاہ سنا کر
اپنے وصی کو مولا بنا کر حقِ رسالت ادا کرو
مولا کی الفت کے سبب سے ہوتی ہے اولاد حلالی
مولا سے الفت ہے تمہاری والدہ کی عفت کی گواہی
مومنو خدمت کرکے ماں کی حقِ امانت ادا کرو
کرتے رہو مولا کے ملنگو پیرویِ سلمانؓ و ابوذرؓ
تمہاری بخشش کے ضامن ہیں علیؑ ولی مولائے قنبرؓ
چاہتے ہو گر جامِ کوثر حقِ ولایت ادا کرو
شعبِ ابی طالبؑ میں کہاں تھے عشقِ نبیؐ کے دعویدارو
جان بچا کر بھاگنے والو نبیؐ کو تنہا تو مت چھوڑو
کہاں ہو پیغمبرؐ کے یارو حقِ رفاقت ادا کرو
بھاگنے والوں کی اولادو چاہے جتنی سیاہ بناؤ
کوئی ٹکا ہے کب میداں میں جتنا چڑھاؤ جتنا بڑھاؤ
مرد بنو میدان میں آؤ حقِ شجاعت ادا کرو

بعدِ نبیؐ چوبیس برس بھی چل نہ سکا جب نظمِ حکومت
شوریٰ سقیفہ سے اکتا کر آئی علیؑ کے در پہ حکومت
نبیؐ کے وارثِ تاج و حکومت ،حقِ نیابت ادا کرو

دیندار و حساس خطیبو ،خوب ہنساؤ خوب رلاؤ
خندق اور خیبر بھی سناؤ فقہ و شریعت بھی بتلاؤ
دین اور دنیا دونوں نبھاؤ حقِ خطابت ادا کرو

واعظو شاعرو اور ادیبو! ظلم کے آگے سر نہ جھکاؤ
جو حق ہے بس وہی کہو تم قلم کی حرمت کو مت بیچو
اپنے فریضے کو پہچانو ،حقِ صداقت ادا کرو

صوم و صلوٰۃ کی پابندی بھی کرتے رہو مجلس بھی کرو
خمس و جہاد اور حج و زکوٰۃ کا،خلقِ خدا کا دھیان رکھو
ماتمی غیرت دار جوانو ، حقِ اطاعت ادا کرو

واسطہ تم کو اہلِ حرم کا ، بے پردہ باہر نہ نکلو
پردے سے عزت ہے تمہاری اس عزت کا دھیان رکھو
قوم کی ماؤ بیٹیو بہنو ! حقِ حمیّت ادا کرو

گرچہ تبرا بھی ہے عبادت ، رسمِ براءت ناکافی ہے
ہے تو محبت عین سعادت ، رسمی محبت ناکافی ہے
رسمی مودت ناکافی ہے حقِ مودت ادا کرو

قائدِ ملت جعفریہ ہو ، سوچو تم نائب کس کے ہو
دہلوی صاحبؒ، مفتی جعفرؒ اور حسینیؒ جیسے بنو
وقتِ قیام ہے باہر نکلو حقِ قیادت ادا کرو

کل یوم عاشورا اور کل ارض کرب و بلا ہے
گونج رہی آفاق میں ہر سو،آج تلک ھل من کی صدا
لیتنی کہنے والے جیالو ، حقِ نصرت ادا کرو

کس کو پتھر مار رہے ہو شام اور کوفہ کے بد بختو
شفیعِ محشر اہلِ حرم ہیں چادریں جن کی چھین رہے ہو
نبیؐ کا کلمہ پڑھنے والو اجرِ نبوت ادا کرو

اور تمہیں آتا ہی کیا ہے سقیفہ والوں کی اولادو
علیؑ بتولؑ اور آلِ نبیؐ کو جتنا ستا سکتے ہو ستا لو
ہندہ ابو سفیان کے چیلو اُنہی کی سنت ادا کرو

منتظرینِ امامِ زمانہؑ اپنی صفوں کو سیدھا رکھو
وقتِ ظہورِ امامِ زماںؑ ہے شوق سے تم العجل پکارو
دعویٰ نصرت کرنے والو حقِ غیبت ادا کرو

سوئے قبرستان چلے ہیں دفن کی خاطر مجھ کو لے کے
پہلے نہ آجائیں وہ فرشتے پرسش جو کرتے ہیں سب سے
آکر قبر میں مولا میرے حقِ شفاعت ادا کرو

سید سبطِ جعفر زیدی تم بھی فقط باتیں نہ بناؤ
دعویٰ الفت رکھتے ہو تو جو کہتے ہو کر کے دکھاؤ
اسوۂ اہل البیتؑ اپناؤ حقِ نصیحت ادا کرو

حضرت معجزؔ جونپوریؒ

کون ہے اسلام کا دشمن یہ کھلتا ہی نہ تھا
کربلا جب سامنے آئی تو پہچانے گئے
بچپنے ہی سے رہا معجزؔ یہ اپنا مشغلہ
اس عزا خانے سے نکلے اُس عزا خانے گئے

ایک خالق ایک قرآں ایک امت اک رسولؐ

درسِ اتحاد / علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

ایک خالق ایک قرآں ایک امت اک رسولؐ
ایک گلشن ایک مالی ایک ڈالی ایک پھول
ہم نے مانا ہیں یہ دو ٹکڑے شکستہ جام کے
شیعہ، سنی پھر بھی دونوں ہاتھ ہیں اسلام کے

راستے دو ہیں مگر دونوں کا رہبر ایک ہے
لب ہیں دو، ساغر ہیں دو، ساقیٔ کوثر ایک ہے
چھوڑ دو جنگ و جدل کی راہ اب بھی چھوڑ دو
بال شیشے میں جو پڑ جائے تو مل کر جوڑ دو

تم کو کہتا ہے جہاں سرمایہ دار زندگی
باعثِ علم و عمل صد افتخار زندگی
زندگی مل کر گزارو چین سے آرام سے
بدنما دھبہ مٹادو دامنِ اسلام سے

پھنس گئی کشتی تلاطم میں کنارا چاہیے
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا چاہیے

گر یہی عالم رہا تو زندگی دشوار ہے
یا علیؑ کہہ کر لگا دو ہاتھ بیڑا پار ہے
روز و شب غفلت میں گر یوں ہی گزارے جاؤ گے
یاد رکھو ایک دن چن چن کے مارے جاؤ گے
ٹھوکریں کھاتے پھرو گے دیکھنا ہر گام پر
بھیک بھی مانگے نہ پاؤ گے خدا کے نام پر
سر پہ سورج آگیا محسنؔ بس اب ہشیار ہو
تابہ کے خوابِ گراں! بیدار ہو بیدار ہو

✣✣✣✣✣

نوجوانوں سے خطاب

حضرت علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

پیامِ سحر بن کے آنا ہے تم کو
چراغِ جہالت بجھانا ہے تم کو
جو موجِ حوادث سے ٹکرا رہی ہے
وہ کشتی کنارے لگانا ہے تم کو
یہ غنچے ہیں نا آشنائے تبسم
اُصولِ تبسم سکھانا ہے تم کو
زمینِ وطن کے ضیا بار ذرّو
ابھی عرش پر جگمگانا ہے تم کو
کیا ہم نے آباد جس سر زمیں کو
اسے رشکِ جنّت بنانا ہے تم کو
جو جاگے تھے اور جاگ کر سوگئے ہیں
اُنھیں رفتہ رفتہ جگانا ہے تم کو
جو ناواقفِ رازِ ہستی ہیں محسنؔ
اُنہیں رازِ ہستی بتانا ہے تم کو

✣✣✣✣✣

اے حسینؑ ابنِ علیؑ کے ماننے والو اُٹھو

حضرت علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

اے حسینؑ ابنِ علیؑ کے ماننے والو اُٹھو
صفحۂ تاریخِ ماضی چھاننے والو اُٹھو
سرگزشتِ کربلا کے جاننے والو اُٹھو
پرچمِ شبیرؑ کے پہچاننے والو اُٹھو
آجکل کچھ کشمکش اس طرح آب وگِل میں ہے
قوم کا کیا تذکرہ انسانیت مشکل میں ہے

تم اگر چاہو تو دنیا ہو ابھی زیر و زبر
تم اگر چاہو تو پانی ہوں پہاڑوں کے جگر
ماننے والے ہو کس کے یہ تو ہے تم کو خبر
اپنا پرچم بڑھ کے لہرا دو فلک کے دوش پر
ناخدا بن جاؤ کشتی ڈال دو منجدھار میں
دشت کو گلشن بنا دو گُل کھلا دو خار میں

ہاں یہ سچ ہے وقت کے سانچے میں ڈھل سکتے ہو تم
قوم کی بگڑی ہوئی قسمت بدل سکتے ہو تم
وقتِ مشکل یاعلیؑ کہہ کر سنبھل سکتے ہو تم
راستہ کیا تیغ کی دھاروں پہ چل سکتے ہو تم
تابہ کے ساکت رہوگے کچھ تو دو آخر جواب
قوم کے روشن ستارو کب بنوگے آفتاب

ہوچکے ہیں مضمحل اعضاء دوا درکار ہے
وقت کہتا ہے کہ مخلص رہنما درکار ہے
ناؤ ہے طوفاں کی زد پر ناخدا درکار ہے
عزم و استقلال ِ شاہِ کربلاؑ درکار ہے
جرأت عباسؑ ، اکبرؑ کی جوانی چاہیے
نفس کی جس سے طہارت ہو وہ پانی چاہیے

ہفتۂ تعلیم مل جل کر منانا چاہیے
قوم کے اجزاء کو اک مرکز پہ لانا چاہیے
عزمِ شبیریؑ زمانے کو دکھانا چاہیے
اہلِ زر کو زر بکف میداں میں آنا چاہیے
دیکھتے کیا ہو تجوری کے دہانے کھول دو
صنعت و حرفت کے ہر سو کارخانے کھول دو

عزم کا دریا بہے دریا میں طغیانی نہ ہو
موج اُٹھے لیکن مزاجِ موج طوفانی نہ ہو
وہ سنیں حالِ پریشاں اور پریشانی نہ ہو
قصہ غم رہ نہ جائے باتِ طولانی نہ ہو
وقت ہے محسنؔ ابھی درسِ عمل دیتے ہو
صاحبانِ ذوق سے دادِ سخن لیتے ہو

سلامت رہو غازیو تم جہاں میں

حضرت علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

جہانِ فراست کے تم حکمراں ہو
ریاضِ صداقت کے تم باغباں ہو
زمینِ شجاعت کے تم آسماں ہو
مآلِ دعائے دلِ ناتواں ہو
سلامت رہو غازیو تم جہاں میں

بقائے نظامِ اخوت ہے تم سے
زمانے میں زندہ شرافت ہے تم سے
بزرگانِ رفتہ کی عظمت ہے تم سے
گلستانِ فطرت کے تم پاسباں ہو
سلامت رہو غازیو تم جہاں میں

تمہیں سے ہے یہ عظمت جاودانی
تمہیں ہو چراغِ رہِ زندگانی
یہ جہدِ مسلسل یہ عزمِ جوانی
فتوحات شاہد ہیں تم کامراں ہو
سلامت رہے غازیو تم جہاں میں

ذوالجناح / علامہ محسن اعظم گڑھی مرحوم

تو حیواں ہے مگر بے رحم انسانوں سے بہتر ہے
ترا نقشِ قدم رنگیں گلستانوں سے بہتر ہے
تو وہ مرکب ہے جس سے آدمی طرز وفا سیکھے
ترا ذکر وفا باطل کے انسانوں سے بہتر ہے
پڑھیں نانا کا کلمہ اور نواسے پر ستم ڈھائیں
تو حیواں ہے مگر ان مرتبہ دانوں سے بہتر ہے
زمانے کی نگاہوں میں تو اک ادنیٰ سا مرکب ہے
مگر ناعاقبت اندیش فرزانوں سے بہتر ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ کی بزم کا ہر ایک پروانہ
چراغ محفل باطل کے پروانوں سے بہتر ہے
خوشا قسمت رہا مظلوم کے قدموں سے وابستہ
یہ تیری زندگی خونخوار انسانوں سے بہتر ہے
یزیدِ روسیہ سے مرکب شبیرؑ کا کہنا
مری تشنہ لبی ان تیرے پیمانوں سے بہتر ہے
مرے ارماں کا حاصل راہِ حق پر گامزن ہونا
مرا یہ ایک ارماں کتنے ارمانوں سے بہتر ہے

جہاں سے ظلم و استبداد کا فرمان جاری ہو
زمینِ گرم محسن ایسے ایوانوں سے بہتر ہے

——✞✞✞✞✞——

اے خمینیؒ زندہ باد

راہی جہانگیر آبادی

مرحبا چہ کار کردی اے خمینیؒ زندہ باد
قوم را بیدار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

تیشۂ ایماں گرفتی و بنامِ کبریا
از صنم بیکار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

دستِ حق بر پشتِ تو بودا ے حقیق حق پرست
باطلاں راخوار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

قلعۂ نخوت کہ مستحکم زصد ہا سال بود
تو ہمیں مسمار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

عمر شاہنشاہ در عیش و تکبر می گذشت
زندگی دشوار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

بودہ ای در عالم غربت مگر از بادشاہ
قوم را بیزار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

ان ملک کز تختِ خودی دادحکم قتلِ عام
بہر اُن تو دار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

جنتِ خودآں کہ شدادِ زماں تعمیر کرد
آفریں تو نار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

آتشِ نمرودِ دوراں بود ہر جا شعلہ بار
تو مگر گلزار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

قوت و زورِ شہنشاہی بغیرِ اسلحہ
تو ہمی بیکار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

صاحبِ علم و عمل اے صاحبِ کردار و عزم
نیست بدکردار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

من ترا خواہم بینم کامراں باطول عمر
ہم چنیں تو کار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

نائب مہدیؑ دوراں قائد و ہادیٔ دیں
راہِ حق ہموار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

تہنیت گر ان قبول افتدز ہے عزو شرف
مرحبا چہ کار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

راہی غافل کہ محوِ خواب بود اے راہبر
تو مگر بیدار کردی اے خمینیؒ زندہ باد

(راہی صاحب نے یہ کلام خمینیؒ صاحب کو بالمشافہہ پیش کیا)

—✞✞✞✞✞—

اے پاک وطن پائندہ باد)

(مولانا سید احمد میاں زیدی راہی جہانگیر آبادی)

لطف و کرمِ ربِ اکبر اے پاک وطن پائندہ باد
اللہ کی قدرت کے مظہر اے پاک وطن پائندہ باد

کیونکر نہ کہوں میں خوش ہوکر اے پاک وطن پائندہ باد
تو کتنی دعاؤں کا ہے اثر اے پاک وطن پائندہ باد

ایثار و شہادت کے حاصل توحید و نبوت کے حامل
اے قوت دین پیغمبر اے پاک وطن پائندہ باد

اے پاک زمین اے پاکستان اے باغ تمنائے ایماں
کاشانۂ دیں ایمان کے گھر اے پاک وطن پائندہ باد

اے شاعرِ مشرق کے مسکن اے قائد اعظمؒ کے گلشن
کس کس کی تو محنت کا ہے ثمر اے پاک وطن پائندہ باد

غنچہ جو ترے حق کا چٹکا باطل کی نگاہوں میں کھٹکا
لیکن ہے کرم حق کا تجھ پر اے پاک وطن پائندہ باد

اللہ رکھے مامون تجھے لاکھوں نے دیا ہے خون تجھے
ان کشتوں کا تو ہے جو ہر اے پاک وطن پائندہ باد

اے راہی دعا اللہ سے کر، دے قائد اعظمؒ سا رہبر
اس سے بھی کہوں میں پھر بہتر اے پاک وطن پائندہ باد

—✞✞✞✞✞—

ماں / شاعر اہلبیتؑ سید صفدر علی الترمذی (U.A.E.)

جب خدا سے کوئی التجا کیجئے اپنی ماؤں کے حق میں دعا کیجئے
فرض ہے ان کی خدمت کیا کیجئے اس میں ہرگز نہ کوئی خطا کیجئے
کیونکہ احسان ماں نے کیے اس قدر حق ادا کر نہیں سکتے ہم عمر بھر
دودھ میں اپنے حب علیؑ گھول کر یہ پلاتی رہی ہم کو شام وسحر
اس نے اللہ کہنا سکھایا ہمیں اور محمدؐ ہیں کیا یہ بتایا ہمیں
یاعلیؑ کہہ کے اس نے اٹھایا ہمیں گود میں لے کے قرآں سنایا ہمیں

پھر بتایا کہ کیا ہیں حسینؑ و حسنؑ بیٹے بنتِ نبیؐ کے ہیں یہ گلبدن
جن کے دم سے ہیں قائم زمین و زمن وہ یہی پنجتن ہیں یہی پنجتن
نام بارہ اماموں کے بتلا دیئے چودہ معصوم بھی ہم کو سمجھا دیئے
قلب ان کی محبت سے گرما دیئے راستے خلد جانے کے دکھلا دیئے
پانچ بتلائے پھر دین کے قاعدے ایسی توحید جو عدل سے کام لے
بعد ختمِ نبوت امامت ملے وہ امامت جو تا بہ قیامت چلے
پنجگانہ نمازوں کا تحفہ دیا فجر اور ظہر اور عصر، مغرب، عشاء
ہر جمعرات کو پھر حدیثِ کساءؑ پڑھ کے سر پر ہمارے اسے دم کیا
لیکے مجلس میں ہمراہ جاتی رہی خود بھی روئی ہمیں بھی رلاتی رہی
لوری نوحے کی شب میں سناتی رہی ماتم شاہ کرنا سکھاتی رہی
مجلسوں کے تبرک کی خوراک دی اور علم کے پھریرے کی پوشاک دی
قوت فیصلہ فہم و ادراک دی نوکری بردرِ شاہِؐ لولاک دی
اس نے نادِعلیؑ بھی سکھائی ہمیں راہ علم و یقیں کی دکھائی ہمیں
اس نے دی ہر قدم رہنمائی ہمیں اپنے پاؤں میں جنت دکھائی ہمیں
دین کو اس نے ہم پر عیاں کر دیا پال کر پھر ہمیں نوجواں کر دیا
مقصدِ زندگانی بیاں کر دیا یا علیؑ کہنا وردِ زباں کر دیا
فرض ہے یہ ہمارا بھی اے دوستو حقِ اولاد کچھ تو ادا ہم سے ہو
ہو سکے جو بھی ماؤں کی خدمت کرو انکی خاطر جیو ان کی خاطر مرو

جن کی زندہ ہیں مائیں سلامت رہیں وہ سلامت رہیں تا قیامت رہیں
تا ابد بن کے وہ ایک راحت رہیں آؤ جی بھر کے ماؤں کی خدمت کریں
مر گئیں جن کی مائیں ذرا وہ سنیں جو ہوں ان کی نمازیں قضا سب پڑھیں
انکے جتنے بھی روزے قضا ہوں رکھیں دیں زکوٰۃ انکے بدلے ادا حج کریں
آؤ سب مل کے اب ہم یہ مانگیں دعا بخش دے ماؤں کو تو ہماری خدا
قبر میں ان کی ٹھنڈی ہوائیں چلا اور فرشتوں کی پرسش سے ان کو بچا
بخش دے ان کو تجھ کو نبیؐ کی قسم تجھ کو تیرے ولی کی علیؑ کی قسم
تجھ کو شبیرؑ کی تشنگی کی قسم تجھ کو زینبؑ کی بے چادری کی قسم
تجھ کو کانوں سے بہتے لہو کی قسم تجھ کو چھ ماہ کے جنگجو کی قسم
تجھ کو بنتِ نبیؐ کی بہو کی قسم زیرِ خنجر پیاسے گلو کی قسم
تجھ کو عباسؑ کے بازوؤں کی قسم نوکِ نیزہ پہ سارے سروں کی قسم
تجھ کو عونؑ و محمدؑ گلوں کی قسم تجھ کو کربل کے سارے حروں کی قسم
تجھ کو بیمار کرب و بلا کی قسم تجھ کو صغریٰؑ کی آہ و بکا کی قسم
ام لیلیٰؑ کے اس مصطفیٰؑ کی قسم تجھ کو بنتِ نبیؐ فاطمہؑ کی قسم
تجھ کو بارہؑ کی اور پنجتنؑ کی قسم کچلا گھوڑوں نے جو اس بدن کی قسم
تجھ کو کبریٰؑ کی، ابنِ حسنؑ کی قسم یعنی کربل کے دولہا دلہن کی قسم
تجھ کو ہاتھوں میں باندھی رسن کی قسم ایک بھائی کی بیکس بہن کی قسم
تجھ کو محرومِ غسل و کفن کی قسم ایک تشنہ دہن بے وطن کی قسم

تجھ کو مسلمؑ کے دو یوسفوںؑ کی قسم ان کے رونے کی اور سسکیوں کی قسم
ان کے آنسوؤں کی گیسوؤں کی قسم ان یتیموں کے نیلے رخوں کی قسم
سرخرو ان کو محشر میں کر دیجیو قربِ خیر النساءؑ ان کو گھر دیجیو
ان کے دامن کو خوشیوں سے بھر دیجیو باغ جنت میں اُڑنے کو پر دیجیو
اے مرے کبریا اے مرے کبریا بخش صفدر کے ماں باپ کی ہر خطا
بخش دے ان کو جو کر گئے ہیں قضاء تجھ کو خود تیری ہی ذات کا واسطہ

اصحابؓ تھے کیا بوذرؓ و سلمانؓ وغیرہ

سید سبط جعفر زیدی

اصحابؓ تھے کیا بوذرؓ و سلمانؓ وغیرہ
جو بن گئے اسلام کی پہچان وغیرہ
اللہ نہ کرے کوئی ہو اس طرح مسلماں
تھے جیسے مسلماں ابوسفیان وغیرہ
اعلان انوکھا ہے تو منبر بھی ہو ویسا
منگوائے گئے اس لئے پالان وغیرہ
بخٍ کہا مولا کہا لولا کہا پھر بھی
ہیں منحرف و منکر و انجان وغیرہ

حیدرؑ سے مدد مانگتے ہیں دعویٰ تھا جن کا
ہم غیر کا لیتے نہیں احسان وغیرہ
جھٹلاتے ہیں جو فاطمہؑ حسنینؑ و علیؑ کو
تھے اُن سے تو بہتر بنو نجران وغیرہ
شعبِ ابوطالبؑ میں خدا جانے کہاں تھے
بوبکرؓ و عمرؓ حضرتِ عثمانؓ وغیرہ
جس راہ پہ موجود ہوں پہلے سے وہ حضرت
ہٹ جاتے تھے اُس راہ سے شیطان وغیرہ
سوم نے چڑھایا جنہیں پروان وغیرہ
مروا گئے اُن کو وہی مروان وغیرہ
مولاؑ کی زیارت کے مراکز ہیں یقینی
مومن کے لئے تربت و میزان وغیرہ
جو چاہے سزا دیجیو اے منکرِ حیدرؑ
پُل پر نہ اگر ہو ترا چالان وغیرہ
اصحاب کی آپس میں محبت کے ہیں شاہد
صفین و جمل، بیعت رضوان وغیرہ

ہیں آلِ محمدؐ کے ثنا خوانوں میں شامل
سب جن و ملک قدسی و غلمان وغیرہ
اللہ ہو جبریلؑ ہو راہی ہوں کہ سبطِ
جعفر ہوں فرزدق ہوں کہ حسانؓ وغیرہ

حاجیو مبارک ہو / سید سبطِ جعفر زیدی

حاجیو مبارک ہو تم خدا کے گھر آئے
کی زیارتِ کعبہ اور حاجی کہلائے
جنت البقیعہ میں منہدم جو قبریں ہیں
اُن سے فیض پاتے ہیں دو جہاں کے ٹھکرائے
روضۂ رسولؐ خدا رشکِ جنت الفردوس
کاش ہر مسلماں کو حق تعالیٰ دکھلائے
کیا کروں گا اشکوں کا بانٹ دوں گا اپنوں میں
یہ جو شعر کہہ کہہ کر گھر جناں میں بنوائے
جیتے جی اسے جنت مل گئی ہے دنیا میں
جس کو کعبہ و طیبہ کملی والا بلوائے
مکہ اور مدینہ کے بعد شام اور ایران
پھر عراق بھی تم کو کردگار لیجائے

راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے / سبطِ جعفر

کتنے سنہرے دن دن تھے جب مکہ ہم گئے تھے
کتنے سہانے دن تھے جب ہم گئے مدینے
پھر ہم عراق و شام اور ایران بھی گئے تھے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے
کتنا کرم تھا مجھ پر اللہ و مصطفیٰؐ کا
جب حمد و نعت و مدحت اشکوں سے کر رہا تھا
سردارِ انبیاءؐ کی جب جالیوں کو چوما
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے
جب سامنے تھا کعبہ یعنی ہمارا قبلہ
جب سامنے تھا روضہ سردارِ انبیاءؐ کا
آثارِ پنجتنؑ تھے اور جنت البقیعہ
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے
ایران و شام ہو کر ہم کربلا میں پہنچے
پھر کاظمین ہو کر ہم سامرہ میں پہنچے
شہرِ نجف دیارِ شیرِ خدا میں پہنچے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

پہنچیں نجف مدائن کب تھے نصیب ایسے
اللہ کا کرم تھا جو ہم عراق پہنچے
بکھرے ہوئے تھے ہر سو مولاؑ کے میرے جلوے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

پُر نور کتنے چہرے آلِ حکیم کے تھے
فیاض و سیستانی کے دھیمے دھیمے لہجے
اور وہ بشیر نجفی کے زور دار خطبے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

نبیوںؑ کی ، کی زیارت کوفہ بھی دیکھ آئے
ولیوں کی ، کی زیارت حِلّہ بھی دیکھ آئے
کی شام کی زیارت سہلہ بھی دیکھ آئے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

رَقّہ حَلَب بھی چھوڑا تم سے بھی لوٹ آئے
تہران و نیشا پور اور مشہد میں بھی نہ ٹھہرے
کیا کیا حَسین منظر آنکھوں میں ہیں سمائے
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

آؤ اے سبطِ جعفر یادوں کو تازہ کرلیں
محفوظ انکو کرلیں آؤ اعادہ کرلیں
ہم بھولنے نہ پائیں یہ یادیں اور باتیں
راتیں تھیں کیا سہانی کتنے تھے دن سنہرے

✞✞✞✞✞

دعا / انجینئر ساجد رضا حیدری

یا الٰہی ! تری عنایت سے — بند ٹوٹے ہیں رنج و آفت کے
اے کہ وہ جس کا التفات و کرم — کرتا ہے ساری مشکلات کو کم
سب کا آقا تو ہی الٰہی ہے — تونے سب کی فراخی چاہی ہے
ہر پریشانی و مصیبت سے — تو بچاتا ہے اپنی قدرت سے
تو نے یارب بنادیئے اسباب — بند تھے باب وا کیے ارباب
تونے اللہ اپنی ندرت سے — کیا نافذ قضا کو قدرت سے
تیری مرضی پہ چل رہا ہے جہاں — تیری رحمت میں پل رہا ہے جہاں
جو بھی شے ہے تری مشیت سے — اپنی جا پر ہے تیری قدرت سے
دور فرمائیں آفتیں تو نے — سہل فرمائیں مشکلیں تو نے
تو ہے لائق تجھے پکارا جائے — مشکلیں دور کرنے تو آجائے
رنج و کلفت میں ہر مصیبت میں — تو ہے جائے پناہ آفت میں
تو نہ ٹالے تو ٹل نہیں سکتی! — کوئی تدبیر چل نہیں سکتی
کس کو منزل ملی ہے تیرے بغیر — اور نہ مشکل ٹلی ہے تیرے بغیر
مبتلائے بلا ہوں اے مالک — سختیوں میں گھرا ہوں اے مالک

مرحلہ ایسا آگیا ہے بڑا میری طاقت سے جو ہوا ہے بڑا
تونے ڈالا ہے اس مصیبت کو! تونے وارد کیا ہے آفت کو
اقتدارِ عظیم سے یارب! اختیارِ کریم سے یارب!
جس پہ مالک تو ڈال دے آفت کوئی کس طرح ٹال دے آفت
متوجہ ہوا جو تیری طرف پھیر سکتا ہے کون اپنی طرف
بند در تو کرے تو کھولے کون گر تو کھولے تو بند کردے کون
گر تو دشوار کر دے اے مالک کون ہموار کر دے اے مالک
پھیر لے مجھ سے گر نظر یارب کیسے ہو زندگی بسر یارب
بھیج دے رحمتیں محمدؐ پر برکتیں ان کی آلِ امجد پر
مجھ پہ نظرِ کرم تو فرمادے دور رنج و الم تو فرما دے
رحمتیں مجھ پہ تیری نازل ہوں میری سب حاجتیں بھی حاصل ہوں
رحمتوں کی نظر تو فرمادے دور خوف و خطر تو فرمادے
کر دے ہر رنج و غم کو دور رحیم رحم کر تو ہی ہے غفور و رحیم
دے الٰہی اماں مصیبت سے رکھ نہ تو دور اپنی طاعت سے
سلسلہ ذکر کا نہ توڑوں میں تیری رسّی کبھی نہ چھوڑوں میں
مستحبات میں نہ غفلت ہو ہوں ادا مجھ سے تیری رحمت ہو
رنج زیادہ ہیں میرے طاقت سے دل ہے مغموم درد و آفت سے
تو ہی قادر ہے رحم والا تو رنج و غم سے بچانے والا تو
کر عطا اے قدیر! قدرت سے بھلی تقدیر اپنی رحمت سے

میرے مالک !/ سید سبطِ جعفر زیدی

(خانۂ کعبہ کے سامنے کہے گئے اشعار)

مجھ کو آتے نہیں آدابِ تشکر بخدا
میرے مالک تو بتا شکر کروں کیسے ادا؟
تیرے الطاف کی مالک نہ کوئی حد نہ شمار
ربُّ العزت تو بنادے مجھے راضی برضا
میں تو اسکا بھی نہ تھا اہل کہ جو تونے دیا
پھر بھی مالک جو تجھے کرنا ہے وہ کردے عطا
تونے پیدا کیا انسان پھر ایمان دیا
دیکے ایقان ہمیں صاحب عرفان کیا
رہنمائی کیلیے ہادیِ کامل بھیجا
صرف قرآں ہی نہیں صاحب قرآں بھی دیا
ہم کو توحید و رسالت کا پڑھایا کلمہ
اپنے گھر خانۂ کعبہ کو بنایا قبلہ

پیشوائی کیلئے ہم کو وہ رہبر بخشے
جن کا ثانی نہ جہاں میں کوئی ہوگا نہ ہوا
ہم کو سادات بنا کر دیا اچھا ماحول
اچھے ماں باپ دیئے اچھے اعزّہ رفقا
قبر کے ہم کو سوالات و جوابات بتائے
ہم کو دکھلادیا فردوس کا سیدھا رستہ
طلب علم کی توفیق دی اور رزقِ حلال
اور مخلوق سے ملنے کا سلیقہ بخشا
کون شیطان ہے کن لوگوں سے بچنا ہے ہمیں
یہ بھی بتلایا تو کن باتوں سے ہوتا ہے خفا
ہو جو ناراض تو پھر کیسے منائیں تجھ کو
تادمِ مرگ رکھا توبہ کا دروازہ کھلا
سبطِ جعفر پہ اضافی یہ کرم تونے کیا
شکرِ نعمت کا شعور اور دی توفیقِ ثنا
نصرتِ حضرتِ حجّت کی سعادت ہو عطا
سبطِ جعفر کی ہے بس آخری تجھ سے یہ دعا

بمناسبتِ ولادتِ جنابِ سکینہؑ / سبطِ جعفر

شہِ دیں کی دختر، جنابِ سکینہؑ ہیں محبوبِ داور، جنابِ سکینہؑ
تمہارے ہیں اجداد فخرِ دو عالم علیؑ و پیمبرؐ، جنابِ سکینہؑ
ہیں دادی تمہاری دو عالم کی ملکہ تو دادا ہیں حیدرؑ، جنابِ سکینہؑ
عجم کی ہے شہزادی، اولادِ عادل تمہاری ہی مادر، جنابِ سکینہؑ
ہے دنیا کا کمسن مجاہد سپاہی تمہارا ہی اصغرؑ، جنابِ سکینہؑ
ولادت کی خوشیاں منا تو رہے ہیں مگر دل ہے مضطر، جنابِ سکینہؑ
لبوں پر تبسم تو آنکھوں میں آنسو عجب ہے یہ منظر، جنابِ سکینہؑ
جہاد آپ کا شام تک شاہزادی ہے خیبر سے بڑھ کر، جنابِ سکینہؑ
ہیں آویزاں، گوشِ حقیقت میں اب تک تمہارے ہی گوہر، جنابِ سکینہؑ
تمہارے گھرانے کا ممنونِ احساں ہے دینِ پیمبرؐ، جنابِ سکینہؑ
یہ دین اور امت ہی کیا جب کہ ممنوں ہے خود ربِّ اکبر، جنابِ سکینہؑ
وہ رویا تو ہوگا لکھا جس نے ہوگا تمہارا مقدر، جنابِ سکینہؑ
مری آقا زادی، امامِ زمانہ بھی روتے ہیں تم پر، جنابِ سکینہؑ
دو عالم میں سایہ فگن میرے سر پر مری بندہ پرور، جنابِ سکینہؑ
تمہاری عنایت پڑھا میں نے نوحہ تمہاری لحد پر، جنابِ سکینہؑ
مجھے بھول مت جانا وقتِ شفاعت میں ہوں سبطِ جعفر، جنابِ سکینہؑ

شاعری / مولانا راہی

یہ مفت میں شہرت کی ہوا کیسی چلی ہے
کچھ ہو کہ نہ ہو ہم نے مگر شاعری کی ہے
شاعر ہیں مگر شاعری کے علم سے آزاد
کہتے ہیں کسے وصل تو کیا چیز روی ہے
کیا وزن کسی لفظ کا ہے اور محل کیا
کس جا وتدی ہے کوئی کس جا سببی ہے
جب قافیہ پیمائی میں آئے تو نہ دیکھا
ایطائے جلی ہے کہ یہ ایطائے خفی ہے
کیا حسن ہے الفاظ کی ترتیب میں کیا عیب
ترکیب اضافی ہے یہاں یا صفتی ہے
کچھ فکر ضروری ہے نہ کچھ علم ضروری
کچھ بھی نہ سہی مفت میں شہرت تو ہوئی ہے
کچھ اہل کلام ایسے بھی آئے ہیں نظر میں
خود بھی نہ سمجھ پائیں کہ کیا بات کہی ہے
مصرعہ کو ترنم سے کہ انگشت سے ناپو
اوزان میں شعروں کے جو کوئی غلطی ہے

چوپایہ ہوا بزم میں اک پائے کا شاعر
بے چارے کی وہ بزم ہی اب چارہ گری ہے
موجود ردیف اس میں ہو اور قافیہ غائب
وہ نظم بھی محفل میں کبھی ہم نے سنی ہے
غیروں کی سناتے ہیں غزل اپنی بتا کر
اس پر یہ ڈھٹائی کہ ابھی تازہ کہی ہے
ظاہر یہ ہوا ہے کبھی انداز ادا سے
چوری کی ہے یا لکھ کے کسی اور نے دی ہے
جو بزم ادب ایسے ہی افراد کی ہوگی
اس بزم میں جانا بھی مرا بے ادبی ہے
ہاں مدحت معصوم میں باجذبہ تشویق
لکھ کر کوئی دے دے تو پڑھے بات بھلی ہے
کہلاتے ہیں جو اہل ادب ان کی بھی سنئے
ناحق جو کہی بات وہی بات بنی ہے
الفاظ ہوں بے نظم تو کہلاتی ہے وہ نظم
دنیا کے ادیبوں نے بھی کیا خوب گھڑی ہے

ہو غیر شعوری تو اسے کہتے ہیں سب شعر
جو ناسخنی ہے وہی حسن سخنی ہے

توجیہہ غلط ہو تو وہ تعلیل کا ہے حسن
ممکن جو نہ تھی شعر میں ممکن وہ ہوئی ہے

کیا اور کہوں بزم یہ جس طرح پہ ہے آج
اس طرح کے مصرعہ میں بھی کچھ بات یہی ہے

تصویر کو دیکھا نہ رسولؐ عربی کو
کچھ بھی ہو اسی طرح پہ کہنا جو ملی ہے

دیکھا ہو نہ دیکھا ہو مگر بزم میں کہہ دو
واللہ یہ تصویر رسولؐ عربی ہے

پہنچا تھا یہاں تک تو کہا دل نے کہ راہی
اس راہ پہ آجا جو تری راہ رہی ہے

سلام / محترم ضیغم زیدی

کیوں خلش اہلِ جہاں کو ہے اگر شرطِ ولا میری عبادات میں ہے
اسمِ شبیرؑ تو وہ حرفِ دعا ہے، جو انا جیل میں تورات میں ہے

ہم نے دیکھا ہے بدلتے ہوئے قسمت کو بیک جنبشِ ابروئے حسینؑ
ہائے کیا کیفیتِ جذب وکشش ہے کہ جو اس چشمِ کرامات میں ہے

سارے خاصانِ خدا اپنی جبینوں پہ رقم کرتے ہیں اس خاک کا نام
خون پیشانیٔ سبطِ شہِ لولاک کا جس خاک کے ذرات میں ہے

ثانیٔ حیدرؑ کرار کی پیکار نے تاریخ کا رخ موڑ دیا
گردشِ دہر ذرا ٹھہر حسینؑ ابنِ علی فخرو مباہات میں ہے

دیکھ لے ناوکِ سہ شعبہ تہہ و بالا نہ ہوجائیں کہیں ارض و سما
ایک ماں جھولے کو سینے سے لگائے ہوئے گم اپنے خیالات میں ہے

شہؑ نے یہ قاصدِ صغریٰؑ سے کہا دیجیو جاکر مری بیٹی کو پیام
تیرا بابا ہدفِ جوروجفا، قتل گہہ گردشِ حالات میں ہے

وسیلۂ حیات (ماں، باپ)

محترم سید نوشہ رضاؔ، رضا سرسوی صاحب مدظلہ

موت کی آغوش میں جب تھک کے سوجاتی ہے ماں
تب کہیں جاکر رضاؔ تھوڑا سکوں پاتی ہے ماں

فکر میں بچوں کی کچھ اس طرح گھل جاتی ہے ماں
نوجواں ہوتے ہوئے بوڑھی نظر آتی ہے ماں

اوڑھتی ہے حسرتوں کا خود تو بوسیدہ کفن
چاہتوں کا پیرہن بچے کو پہناتی ہے ماں

ایک اک حسرت کو اپنے عزم و استقلال سے
آنسوؤں سے غسل دے کر خود ہی دفناتی ہے ماں

بھوکا رہنے ہی نہیں دیتی یتیموں کو کبھی
جانے کس کس سے، کہاں سے، مانگ کر لاتی ہے ماں

روح کے رشتوں کی یہ گہرائیاں تو دیکھئے
چوٹ لگتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں

جب کھلونے کو مچلتا ہے کوئی غربت کا پھول
آنسوؤں کے ساز پر بچے کو بہلاتی ہے ماں

مفلسی بچے کی ضد پر جب اٹھالیتی ہے ہاتھ
جیسے ہو مجرم کوئی اس طرح شرماتی ہے ماں

کب ضرورت ہو مری، بچے کو، اتنا سوچ کر
جاگتی رہتی ہیں آنکھیں اور سوجاتی ہے ماں

پہلے بچوں کو کھلاتی ہے سکون و چین سے
بعد میں جو کچھ بچا وہ شوق سے کھاتی ہے ماں

مانگتی ہی کچھ نہیں اپنے لئے اللہ سے
اپنے بچوں کے لئے دامن کو پھیلاتی ہے ماں

دے کے اک بیمار بچے کو دعائیں اور دوا
پائنتی ہی رکھ کے سر قدموں پہ سوجاتی ہے ماں

جانے کتنی برف سی راتوں میں ایسا بھی ہوا
بچہ تو چھاتی پہ ہے گیلے میں سوجاتی ہے ماں

جانے انجانے میں ہوجائے جو بچے سے قصور
ایک انجانی سزا کے ڈر سے تھراتی ہے ماں

ایک اک حملے سے بچے کو بچانے کے لئے
ڈھال بنتی ہے کبھی تلوار بن جاتی ہے ماں

سامنے بچوں کے خوش رہتی ہے ہر اک حال میں
رات کو چھپ چھپ کے لیکن اشک برساتی ہے ماں

چاہے ہم خوشیوں میں ماں کو بھول جائیں دوستو!
جب مصیبت سر پہ آتی ہے تو یاد آتی ہے ماں
باتیں کرتی ہے جو بچہ کو لٹا کر گود میں
پھول سے جھڑتے ہیں منہ سے ایسے تتلاتی ہے ماں
اپنا دکھ اولاد کو ظاہر کبھی کرتی نہیں
دیکھ کر خاموش بچے کو تڑپ جاتی ہے ماں
عمر بھر روتے ہیں وہ ،ماں کی زیارت کے لئے
جن کے آتے ہی جہاں سے خود چلی جاتی ہے ماں
بعدِ غربت زندگی میں عیش و عشرت جب ملے
بس خدا ہی جانتا ہے کتنا یاد آتی ہے ماں
کر ہی دیتا ہے بڑھاپا گھر کے کونے میں اسیر
قیدِ تنہائی کی اک تصویر بن جاتی ہے ماں
جب سنائی دیتا ہے اونچا، نظر آتا ہے کم
مسکراتی ہے کبھی خاموش رہ جاتی ہے ماں
کھاکے ٹھوکر جب کبھی آغوش کا پالا گرا
یا علیؑ مولا مدد کہتی ہوئی آتی ہے ماں
جانے کیسا ربط ہے ماں اور علیؑ کے درمیاں
''یاعلیؑ!'' بچہ پکارے، اور آجاتی ہے ماں

پیدا ہوتے ہی ترس جائیں جو ماں کے پیار کو
دیکھ کر اوروں کی مائیں، ان کو یاد آتی ہے ماں
زندگی میں قدر جو ماں باپ کی کرتے نہیں
عمر بھر ایسے خطاکاروں کو تڑپاتی ہے ماں
ماں کے مرتے ہی جو ابا دوسری شادی کریں
ظلم پر سوتیلی ماں کے روز یاد آتی ہے ماں
کرکے شادی دوسری ہوجائے جو شوہر الگ
خوں کی اک اک بوند بچوں کو پلا جاتی ہے ماں
بھوک سے مجبور ہوکر میہماں کے سامنے
مانگتے ہیں بچے جب روٹی تو شرماتی ہے ماں
اپنے آنچل سے گلابی آنسوؤں کو پونچھ کر
دیر تک غربت پہ اپنی اشک برساتی ہے ماں
سب کو دیتی ہے سکوں اور خود غموں کی دھوپ میں
رفتہ رفتہ برف کی صورت پگھل جاتی ہے ماں
بچہ آیا کو دیا ، اور خود کلب کو چل پڑیں
ہوگیا بچہ جب آوارہ تو پچھتاتی ہے ماں
نوکروں کی گودیوں میں پرورش جن کی ہوئی
ایسے بچوں کی محبت کو ترس جاتی ہے ماں

جو زباں پر بھی نہ آئے دل میں گھٹ کر رہ گئے
ایسے کچھ ارمان اپنے ساتھ لے جاتی ہے ماں
جس کو پڑھنے کے لئے بچوں کو فرصت ہی نہیں
ایک دن وہ اجنبی تاریخ بن جاتی ہے ماں
ایسا بھی ہوتا ہے، بچہ بوجھ لگتا ہے اسے
جب نئی تہذیب کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے ماں
''دور ہو! جاکر کہیں مرا!'' کہہ تو دیتی ہے مگر
شام کے ہوتے ہی دروازے پہ آجاتی ہے ماں
سر جھکائے غم زدہ بچہ ادھر آیا نظر
دوڑ کر بچے کو گھر میں خود بلالاتی ہے ماں
ہر طرف خطرہ ہی خطرہ ہو تو اپنے لعل کو
رکھ کے اک صندوق میں دریا کو دے آتی ہے ماں
باپ اور بچوں میں ہو جاتا ہے جب بھی اختلاف
کس طرف جائے عجب الجھن میں پڑ جاتی ہے ماں
گھر کے آنگن میں جو ہو جاتی ہیں دیواریں کھڑی
کتنے ہی حصوں میں صد افسوس بٹ جاتی ہے ماں
در نیا دیوار میں بنتا ہے استقبال کو
خانۂ کعبہ کے جب نزدیک آجاتی ہے ماں

چھین لے شوہر جو بچے ، دے کے بیوی کو طلاق
ہاتھ خالی، گود خالی ہائے رہ جاتی ہے ماں
جن کو پالا تھا پرائے گھر پکا کر روٹیاں
اف انہیں بچوں پہ اک دن بوجھ بن جاتی ہے ماں
دشتِ غربت میں تیمّم کرکے جلتی ریت پر
زندگی کی لاش کو زخموں سے کفناتی ہے ماں
عمر بھر رکھے رہی سر پر ضرورت کا پہاڑ
تھک گئیں سانسیں تو اب آرام فرماتی ہے ماں
جن کو فرصت ہی نہیں، ان کی خوشی کے واسطے
زندگی میں جانے کتنی بار مرجاتی ہے ماں
ڈگریاں دلوائیں جن کو ، اپنے ارماں بیچ کر
اب انہیں کی بیویوں کی جھڑکیاں کھاتی ہے ماں
حالِ دل جاکر سنا دیتا ہے معصومہ کو وہ
جب کسی بچہ کو اپنی قم میں یاد آتی ہے ماں
جب لپٹ کر روضہ کی جالی سے روتا ہے کوئی
ایسا لگتا ہے کہ جیسے سر کو سہلاتی ہے ماں
بھوک جب بچوں کی آنکھوں سے اڑا دیتی ہے نیند
رات بھر قصے کہانی کہہ کے بہلاتی ہے ماں

سب کی نظریں جیب پر ہیں، اک نظر ہے پیٹ پر
دیکھ کر چہرے کو حالِ دل سمجھ جاتی ہے ماں

دل کا جب ناسور بن جاتا ہے یہ زخمِ جہیز
تیل مٹی کا چھڑک کر ہائے مرجاتی ہے ماں

زندگی دشوار کر دیتا ہے جب ظالم سماج
زہر بچوں کو کھلا کر خود بھی مرجاتی ہے ماں

جز خدا اس درد کو کوئی سمجھ سکتا نہیں
کس لئے آخر چتا کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے ماں

گر جواں بیٹی ہو گھر میں اور کوئی رشتہ نہ ہو
اک نئے احساس کی سولی پہ چڑھ جاتی ہے ماں

عمر کا سورج ڈھلا شادی نہ بیٹی کی ہوئی
قبر میں یہ داغ اپنے ساتھ لے جاتی ہے ماں

آتی ہے لبیک کی بابِ اجابت سے صدا
جب دعا کے واسطے ہاتھ اپنے پھیلاتی ہے ماں

ہر عبادت ، ہر محبت میں نہاں ہے اک غرض
بے غرض، بے لوث ہر خدمت کو کر جاتی ہے ماں

اپنے بچوں کی بہارِ زندگی کے واسطے
آنسوؤں کے پھول ہر موسم میں برساتی ہے ماں

زندگی بھر بینتی ہے خار، راہِ زیست سے
جاتے جاتے نعمتِ فردوس دے جاتی ہے ماں

پیار کہتے ہیں کسے اور مامتا کیا چیز ہے
کوئی ان بچوں سے پوچھے جن کی مرجاتی ہے ماں

زندگانی کے سفر میں گردشوں کی دھوپ میں
جب کوئی سایہ نہیں ملتا تو یاد آتی ہے ماں

نونہالوں کو وطن کی سرحدوں پر بھیج کر
زندگی اپنی وطن کے نام کر جاتی ہے ماں

گھر سے جب پردیس جاتا ہے کوئی نورِ نظر
ہاتھ میں قرآن لے کر در پہ آجاتی ہے ماں

دے کے بچے کو ضمانت میں رضائے پاک کی
پیچھے پیچھے سرجھکائے دور تک جاتی ہے ماں

کانپتی آواز سے کہتی ہے بیٹا الوداع
سامنے جب تک رہے ہاتھوں کو لہراتی ہے ماں

رسنے لگتا ہے پرانے زخم سے تازہ لہو
حسرتوں کی بولتی تصویر بن جاتی ہے ماں

دور ہوجاتا ہے جب آنکھوں سے گودی کا پلا
دل کو ہاتھوں سے پکڑ کر گھر کو آجاتی ہے ماں

دوسرے ہی دن سے پھر رہتی ہے خط کی منتظر
در پہ آہٹ ہو ہوا سے بھی تو آجاتی ہے ماں

ہم بلاؤں میں کہیں گھرتے ہیں تو بے اختیار
خیر ہو بچے کی کہہ کر در پہ آجاتی ہے ماں

لوٹ کر واپس سفر سے جب بھی گھر آتے ہیں ہم
ڈال کر باہیں گلے میں سر کو سہلاتی ہے ماں

ایسا لگتا ہے کہ جیسے آگئے فردوس میں
بھینچ کر باہوں میں جب سینے سے لپٹاتی ہے ماں

دیر ہو جاتی ہے گھر آنے میں اکثر جب ہمیں
ریت پر مچھلی ہو جیسے ایسے گھبراتی ہے ماں

مرتے دم بچہ نہ آپائے اگر پردیس سے
اپنی دونوں پتلیاں چوکھٹ پر رکھ جاتی ہے ماں

بعد مرجانے کے پھر بیٹے کی خدمت کے لئے
بھیس بیٹی کا بدل کر گھر میں آجاتی ہے ماں

لینے آتے ہیں جو مولانا اجازت عقد کی
گھر میں جاتی ہے کبھی آنگن میں آجاتی ہے ماں

پونچھ کر آنسو دوپٹہ سے چھپا کر درد کو
لے کے اک طوفان بیٹی سے لپٹ جاتی ہے ماں

شور ہوتا ہے مبارکباد کا جب ہرطرف
بے تحاشہ شکر کے سجدے میں گر جاتی ہے ماں

بازوؤں میں کھنچ کے آجائے گی جیسے کائنات
ایسے بیٹی کے لئے باہوں کو پھیلاتی ہے ماں

ہوتے ہی بیٹی کے رخصت مامتا کے جوش میں
اپنی بیٹی کی سہیلی سے لپٹ جاتی ہے ماں

چوم کر ماتھا، کبھی سر اور کبھی دے کر دعا
کچھ اصول زندگی بیٹی کو سمجھا تی ہے ماں

صبح درزی لائے گا کپڑے تمہارے واسطے
عید کی شب بچوں کو یہ کہہ کے بہلاتی ہے ماں

مرتبہ ماں کا زمانہ دیکھ لے پیش خدا
اس لئے فردوس سے پوشاک منگواتی ہے ماں

زندگی بھر خوش رہے بچہ مرا یہ سوچ کر
اچھی سے اچھی بہو خود ڈھونڈ کر لاتی ہے ماں

شکریہ ہو ہی نہیں سکتا کبھی اس کا ادا
مرتے مرتے بھی دعا جینے کی دے جاتی ہے ماں

دور ہوجاتی ہے ساری عمر کی اس دم تھکن
بیاہ کر بیٹے کی جب گھر میں بہو لاتی ہے ماں

چھین لیتی ہے وہی اکثر سکونِ زندگی
پیار سے دلہن بنا کر جس کو گھر لاتی ہے ماں

پھیر لیتے ہیں نظر جس وقت بیٹے اور بہو
اجنبی اپنے ہی گھر میں ہائے بن جاتی ہے ماں

ہم نے یہ بھی تو نہیں سوچا الگ ہونے کے بعد
جب دیا ہی کچھ نہیں ہم نے تو کیا کھاتی ہے ماں

ضبط تو دیکھو کہ اتنی بے رخی کے باوجود
بددعا دیتی ہے ہرگز اور نہ پچھتا تی ہے ماں

بیٹا کتنا ہی برا ہو، پر پڑوسن کے حضور
روک کر جذبات کو بیٹے کے گن گاتی ہے ماں

اللہ اللہ بھول کر ہر اک ستم کو رات دن
پوتی پوتے سے شکستہ دل کو بہلاتی ہے ماں

زندگی ایسا تماشا بھی دکھا تی ہے کبھی
گھر میں آتے ہی بہو کے خود چلی جاتی ہے ماں

ہاں کوئی سوتیلی ماں گر خادمہ خود کو کہے
ہر عمل میں اس کے بچوں کو نظر آتی ہے ماں

شادیاں کر کرکے بچے جابسے پردیس میں
دل خطوں سے اور تصویروں سے بہلاتی ہے ماں

روح میں پیوست کرتی ہے اطاعت اور وفا
بازوؤں پر زینبؑ و شبیرؑ لکھ جاتی ہے ماں

سال بھر میں یا کبھی ہفتے میں جمعرات کو
زندگی بھر کا صلہ اک فاتحہ پاتی ہے ماں

جب تلک یہ ہاتھ ہیں ہمشیر بے پردہ نہ ہو
اک بہادر باوفا بیٹے سے فرماتی ہے ماں

ایک ہی گھر ہے جہاں خدمت کا یہ بدلا ملا
خادمہ ہوتے ہوئے بھی فضہ کہلاتی ہے ماں

اپنے پہلو میں لٹا کر روز طوطے کی طرح
ایک، بارہ ، پانچ، چودہ ہم کو رٹواتی ہے ماں

عمر بھر غافل نہ ہونا ماتمِ شبیرؑ سے
رات دن اپنے عمل سے ہم کو سمجھاتی ہے ماں

جاتے جاتے بھی عزاداریٔ شاہِ کربلا
جو ملی زینبؑ سے وہ میراث دے جاتی ہے ماں

دوڑ کر بچے لپٹ جاتے ہیں اس رومال سے
لے کے مجلس سے تبرک گھر میں جب آتی ہے ماں

بیکسی ایسی کہ اف! اک بوند پانی بھی نہیں!!
اشک بھر فاتحہ آنکھوں میں بھر لاتی ہے ماں

جاتے جاتے بچہ کو دل سے لگانے کے لئے
توڑ کر بندکفن بانہوں کو پھیلاتی ہے ماں
سب سے پہلے جان دینا فاطمہؑ کے لال پر
رات بھر عون و محمد کو یہ سمجھاتی ہے ماں
نوجواں بیٹا اگر دم توڑدے آغوش میں
زندگی بھر سر کودیواروں سے ٹکراتی ہے ماں
فاطمہؑ کے لال پر قربان کرنے کے لئے
باندھ کر سہرا جواں بیٹے کو لے آتی ہے ماں
خون میں ڈوبے ہوئے آتے ہیں جب سہرے کے پھول
ایک اک ٹکڑے کو اپنے دل سے لپٹاتی ہے ماں
انگلیاں بچوں کی تھامے اپنے بھائی کے حضور
بہرِ قربانی جگر پاروں کو خود لاتی ہے ماں
اللہ اللہ اتحادِ صبر لیلیٰ اور حسینؑ
باپ نے کھینچی سناں، سینے کو سہلاتی ہے ماں
بھیج کر بچے کو تیروں میں سکونِ قلب سے
پھر شہادت کے لئے دامن کو پھیلاتی ہے ماں
گر سکونِ زندگی گھِر جائے فوجِ ظلم میں
چھوڑ کر فردوس کو مقتل میں آجاتی ہے ماں

دے کے اپنے لعل کو اسلام کی آغوش میں
گود خالی پھر سوئے جنت پلٹ جاتی ہے ماں
شمر کے خنجر سے یا سوکھے گلے سے پوچھئے
''ماں'' ادھر منہ سے نکلتا ہے ادھر آتی ہے ماں
ایسی لگتا ہے کسی مقتل سے اب بھی وقتِ عصر
اک بریدہ سر سے ''پیاسا ہوں'' صدا آتی ہے ''ماں''
اپنے غم کو بھول کر روتے ہیں جو شبیرؑ کو
ان کے اشکوں کے لئے جنت سے آجاتی ہے ماں
بیکسی ایسی ہو کہ اک بوند پانی بھی نہ ہو!
آنسوؤں پر فاتحہ بچوں کی دلواتی ہے ماں
لاشِ قاسمؑ پر کہا زندہ رہی تو آؤں گی
اب تو سوئے شام دلہن کو لئے جاتی ہے ماں
ذرّہ ذرہ ہے وہاں کی خاک کا خاکِ شفا
جھاڑ کر بالوں سے اتنا پاک کر جاتی ہے ماں
یہ بتا سکتی ہیں ہم کو بس ربابِ خستہ تن
کس طرح بِن دودھ کے بچے کو بہلاتی ہے ماں

موت کی آغوش میں بھی کب سکوں پاتی ھے ماں

جدید اشعار بعنوانِ ماں

موت کی آغوش میں بھی کب سکوں پاتی ہے ماں
جب بھی بچے ہوں پریشانی میں آجاتی ہے ماں

جس میں آتی ہے نظرخود اپنی ہی صورت نظر
جاتے جاتے غم کا وہ آئینہ دے جاتی ہے ماں

جاتے جاتے بچے کو دل سے لگانے کے لئے
توڑ کر بندِ کفن بانہوں کو پھیلاتی ہے ماں

جز غمِ شبیرؑ ممکن ہی نہیں جسکا علاج
جیسے ساری رونقیں ہمراہ لے جاتی ہے ماں

بھیگی آنکھوں سے پڑھو تو دل کو آتا ہے سکوں
زندگی کی اپنی وہ تاریخ دے جاتی ہے ماں

ہنستا ہی رہتا ہے بچوں کا گلستانِ مراد
نعمتوں کے پھول ہر موسم میں برساتی ہے ماں

خالی ہوتا ہی نہیں بچوں کا دامانِ مراد
جتنی آجائیں دعائیں اتنی بھر جاتی ہے ماں

گرمی اور سردی سے بچوں کو بچانے کے لئے
چاند بنتی ہے کبھی خورشید بن جاتی ہے ماں

ماردیتی ہے طمانچہ گر کبھی جذبات میں
چومتی ہے لب کبھی رخسار سہلاتی ہے ماں

آپریشن کے ذریعہ دے کے بچے کو حیات
زندگی بھر کے لئے بیمار ہوجاتی ہے ماں

ہاتھ اٹھا کر جب میں کہتا ہوں کہ رب ارحمھما
اشک غم بن کر مری آنکھوں میں آجاتی ہے ماں

دل پکڑ لیتی ہے میلے میں کھلونے دیکھ کر
بعد شادی کے جو بے چاری نہ بن پاتی ہے ماں

دے کے گھٹی میں مئے حبِ علیؑ عشقِ حسینؑ
ہر زمانے کے لئے مختارؒ دے جاتی ہے ماں

چودہ صدیوں بعد مجھکو آج بھی ہنگامِ عصر
ایسا لگتا ہے کٹے سر سے صدا آتی ہے ماں

دوڑتا ہے باپ رن کو سن کے بیٹے کی صدا
تھام کر اپنا کلیجہ گھر میں رہ جاتی ہے ماں

قاصدِ صغراؑ کھڑا ہے کچھ تو دو بیٹا جواب
رکھ کے منہ پہ منہ علی اکبرؑ کے چلاتی ہے ماں

میں نے اسکے واسطے پیسی ہیں برسوں چکیاں
چھوڑدے ظالم مرے بچہ کو چلاتی ہے ماں

کیا بگاڑا ہے مرے بیٹے نے اے ظالم ترا
چلتی رہتی ہے چھری چلاتی رہ جاتی ہے ماں

دیکھتے ہی دیکھتے ہوتا ہے اک محشر بپا
دوڑتے ہیں لاش پر گھوڑے تڑپ جاتی ہے ماں

واحسینا کہتی سر کو پیٹتی روتی ہوئی
بیٹیوں کو دیکھے لاشہ خود چلی جاتی ہے ماں

تذکرہ جب بھی کہیں ہوتا ہے اسکے لال کا
رونے والوں کو دعائیں دینے آجاتی ہے ماں

کربلا والوں کے زخموں پر لگانے کے لئے
مجلسوں میں آنسوؤں کو لینے آجاتی ہے ماں

بھول جاتے ہیں شہیدوں کو جو یہ کرسی نشیں
ایک دن فٹ پاتھ پہ فاقوں میں مر جاتی ہے ماں

زلزلہ تبدیل کر دے گھر جو قبرستان میں
خوں کی اک ایک بوند بچے کو پلا جاتی ہے ماں

زلزلے میں دودھ کے بدلے پلا کر اپنا خوں
جان بچے کی بچا کر آ پ مرجاتی ہے ماں

بیٹھ کر ڈولی میں بیٹی تو گئی سسرال کو
دیکھتی گھر کے درودیوار رہ جاتی ہے ماں

آبرو وحشی درندوں سے بچانے کے لئے
زہر بچوں کو کھلا کر خود بھی مرجاتی ہے ماں

جب بھی آتا ہے کوئی درپیش مشکل مرحلہ
باپ کے ہوتے ہوئے بیٹی کو یاد آتی ہے ماں

فلسفی حیران رہ جاتے ہیں دانش ور خموش
زندگی کی گتھیاں کچھ ایسے سلجھاتی ہے ماں

اپنی اک انگلی اٹھا کر عرشِ اعظم کی طرف
ایک ہے اللہ یہ بچہ کو بتلاتی ہے ماں

دل پہ رکھ کر ہاتھ کہتی ہے یہاں پر ہیں علیؑ
بعد میں اسمائے معصومینؑ رٹواتی ہے ماں

چاہے جب چاہے جہاں کوئی کرے ذکرِ حسینؑ
چھوڑ کر فردوس ہر مجلس میں آجاتی ہے ماں

جس کے ٹکڑوں پر پلے اہلِ مدینہ مدتوں
اسکی بیٹی کو ہر اک فاقہ پہ یا د آتی ہے ماں

جب رسن بستہ گزرتی ہے کسی بازار سے
ایک آوارہ وطن بیٹی کو یاد آتی ہے ماں

بے کسی بھی چیخ اٹھی آخر دیارِ شام میں
ادھ جلے کرتے میں جب بچی کو دفناتی ہے ماں

دے کے اپنے لال کو اسلام کی آغوش میں
گود خالی پھر سوئے جنت پلٹ جاتی ہے ماں
شہر میں بلوائی کردیتے ہیں جب برپا فساد
جب تلک بچہ نہ گھر آجائے گھبراتی ہے ماں
کھاکے گولی مرگیا بیٹا تو پھر سرکار سے
قیمت اپنے لال کی اک چیک میں پاتی ہے ماں
توڑ کر مذہب کی دیواروں کو ملتی ہے گلے
حالِ غم اپنا کسی ماں سے جو دوہراتی ہے ماں
حلق میں اٹکا نوالہ آگئی بچوں کی یاد
چھوڑ کر کھانا اچانک بھوکی اٹھ جاتی ہے ماں
قاتلوں کے حق میں جب کرتا ہے منصف فیصلہ
دیکھ کر سوئے فلک دامن کو پھیلاتی ہے ماں
دوپہر میں اپنا جو سب کچھ لٹا دے دین پر
وہ بہادر شیر دل قوموں کی کہلاتی ہے ماں
فرض جب آواز دیتا ہے تو آنسو پونچھ کر
چھوڑ کر بچوں کے لاشے شام کو جاتی ہے ماں
عمر بھر دیتی ہے بچوں کو غلامی کا سبق
اپنے بیٹوں کو وفا کے نام کر جاتی ہے ماں

چار بیٹوں کی شہادت کی خبر جس دم سنی
اپنے پاکیزہ لہو پر فخر فرماتی ہے ماں
جب سنانی لیکے آتا ہے مدینہ میں بشیرؒ
دونوں ہاتھوں سے کمر پکڑے ہوئے آتی ہے ماں
کسنے توڑی ہے دلِ قرآنِ ناطق میں سناں
زخمِ نیزہ دیکھ کر سینہ پہ چلاتی ہے ماں
دین پر جب وقت پڑتا ہے تو سہرے کی جگہ
بہرِ قربانی کفن بچے کو پہناتی ہے ماں
لاشِ اکبر پر جوانی پڑھ رہی ہے مرثیہ
سجدۂ شکر ایسی حالت میں بجا لاتی ہے ماں
تیر کھا کر مسکراتا ہے جو رن میں بے زباں
مرحبا صد مرحبا کہتی ہوئی آتی ہے ماں

دن ڈھلے جب کرکے مزدوری رضاؔ آتا ہے باپ

دن ڈھلے جب کرکے مزدوری رضاؔ آتا ہے باپ
دیکھ کر ہنستے ہوئے بچوں کو سکھ پاتا ہے باپ

سامنے آنکھوں کے جس بیٹے کے مرجاتا ہے باپ
لمحہ لمحہ زندگی بھر اسکو یاد آتا ہے باپ

قدر و قیمت جب پتا چلتی ہے ماں اور باپ کی
جب خدا کے فضل سے انسان بن جاتا ہے باپ

ایک بچے کی طلب میں چھوڑ کر آرام و چین
جانے کس کس در پہ منت مانگنے جاتا ہے باپ

خانقاہ و مندر و مسجد عزاخانہ کبھی
پیرو صوفی سنت و ملاؤں کے گھر جاتا ہے باپ

جب تلک بچہ نہ ہو کاسہ ضرورت کا لئے
بس خدا جانے کہ کتنی ٹھوکریں کھاتا ہے باپ

ایسا لگتا ہے کہ جیسے چل رہی ہے کائنات
گھٹنیوں چلتے ہوئے بچے کو جب پاتا ہے باپ

جانے کتنے خواب کرتے ہیں سفر بچے کے ساتھ
گھر سے پہلی بار جب اسکول لے جاتا ہے باپ

دیکھتا ہے خواب جنکی زندگی کے واسطے
انکے ہی ہاتھوں نہ جانے کتنے دکھ پاتا ہے باپ

بستی بستی گاؤں گاؤں اُف تلاشِ رزق میں
در بہ در شام و سحر پھرتا نظر آتا ہے باپ

لمحہ لمحہ وقف کر کے گود کے پالوں کے نام
ہاتھ خالی دارِ فانی سے چلا جاتا ہے باپ

گود کے پالوں کا مستقبل بنانے کے لئے
وقت کی منڈی میں سستے دام بک جاتا ہے باپ

کھیت رکشا دفتر و مل کار ہوٹل اور دُکاں
اپنی اک اک سانس انکے نام کر جاتا ہے باپ

بیوی اور بچوں کو جو بھی ہو کھلا کر پیار سے
کر کے کوئی بھی بہانہ بھوکا سو جاتا ہے باپ

ہر خوشی کو یوں جکڑ لیتی ہے زنجیر معاش
مسکرانے کو بھی ایسے میں ترس جاتا ہے باپ

زندگی ایسی الجھ جاتی ہے بچوں کے لئے
گھن کی طرح رفتہ رفتہ خود کو کھا جاتا ہے باپ

کانپتی ہیں پنڈلیاں بچوں کی فاقوں میں مگر
جو کمایا تھا وہ سب خیرات کر آتا ہے باپ

ہاتھ خالی جیب خالی بھوکے بچوں کی طرف
خم کئے گردن پریشان حال گھر آتا ہے باپ

جب سزا دیتا ہے بچے کو تو اسکو مارکر
دل ہی دل میں جانے کتنی دیر پچھتاتا ہے باپ

خونِ دل آنکھوں سے بہتا ہے کھلونے دیکھ کر
گاؤں کے میلے میں جب بچے کو لے جاتا ہے باپ

دیکھ کر کوئی کھلونا جب مچلتا ہے پسر
دیکھتی ہے بھیڑ یہ منظر تو شرماتا ہے باپ

پہلے دیتا ہے تسلی پھر بہانہ اور پھر
مفلسی پہ اپنی پہروں اشک برساتا ہے باپ

ہر تمنا ہر خوشی کل حسرتیں ہر آرزو
اپنے بچوں کی خوشی کے نام کر جاتا ہے باپ

پوری کرنے خواہشیں اپنے جگر کے چین کی
اپنی ساری زندگی قربان کرجاتا ہے باپ

ایک دن ہائے نظر انداز کردیتا ہے وہ
بیچ کر اپنا لہو جس کو غذا لاتا ہے باپ

زندگی کیسے گزرتی ہے یہ ان سے پوچھئے
کمسنی میں چھوڑ کر جنکو چلا جاتا ہے باپ

باندھتا ہے سر پہ جب سہرا اُمیدوں کا چراغ
دیر تک خود اپنی خوش بختی پہ اتراتا ہے باپ

روح سے ہے روح کا کچھ اتنا گہرا رابطہ
لگتی ہے بچے کے ٹھوکر اور گر جاتا ہے باپ

باندھ کر سہرا جو بیوہ ماں کو کرتا ہے سلام
ماں کو ہر آنسو میں، بیٹے کا نظر آتا ہے باپ

جب بگڑ جاتے ہیں بچے چھین لیتے ہیں سکوں
کتنے انجانے خیالوں میں الجھ جاتا ہے باپ

نام کرتے ہیں جو روشن بچے اپنے ملک کا
کوششوں پہ اپنی اس دم فخر فرماتا ہے باپ

دیکھ کر ایک خواب میدان منیٰ فرزند کو
ذبح کرنے کے لئے خود گھر سے لے آتا ہے باپ

عید کی پوشاک بچوں کو جو منگواتی ہے ماں
سجدۂ معبود میں خوش ہو کے گر جاتا ہے باپ

زندگی ساری کھپا دیتا ہے بچوں کے لئے
اپنے ماں اور باپ کی خدمت نہ کر پاتا ہے باپ

زندگی کا وزن ڈھوتے ڈھوتے اپنی پشت پر
خوش رہیں بچے اسی دھن میں چلا جاتا ہے باپ

جب اترتا ہے کسوٹی پہ کھرا کردار میں
مسکراکر شکر کے سجدے میں گر جاتا ہے باپ

دوسروں کے کام آتا ہے جو ہر اک حال میں
دیکھ کر دریا دلی بیٹے کی اتراتا ہے باپ

تھام کر انگلی جسے چلنا سکھایا مدتوں
ایک دن اسکے سہارے کو ترس جاتا ہے باپ

بیٹھ کر گاڑی میں گڈ بائی کہا اور چل دیا
زندگی بھر ٹھوکریں جس کے لئے کھاتا ہے باپ

کر کے شادی کورٹ میں دولہا دلہن ہوٹل گئے
بیاہ کا ارماں لئے گھر ہی میں رہ جاتا ہے باپ

ملک خطرے میں ہوتو سرحد پہ بیٹے بھیج کر
اشک آنکھوں میں بھرے ہاتھوں کو لہراتا ہے باپ

پیس کر چکی کھلادیتی ہے وہ بچوں کی ماں
باغ میں مزدوری کرکے گھر میں جو لاتا ہے باپ

جب تھکن سے چور ہوتا ہے پسینہ پونچھ کر
بند آنکھیں کرکے تھوڑی دیر ستاتا ہے باپ

جب نمایاں کامیابی چومے بیٹے کے قدم
نذر دلواتی ہے ماں سجدے میں گرجاتا ہے باپ

جب سفر سے لوٹ کر بیٹا کرے جھک کر سلام
چومتی ہے سر کو ماں سینہ سے لپٹاتا ہے باپ

خود چلا پردیس بچوں کی حفاظت کے لئے
اپنی آنکھیں گھر کے دروازے پہ رکھ جاتا ہے باپ

زندگی بھر چلتا رہتا ہے مشینوں کی طرح
موت کی گودی میں اک دن تھک کے سوجاتا ہے باپ

خرچ کرتی ہے سلیقہ سے اسے بچوں پہ ماں
خوں پسینہ میں بہا کر جو کما لاتا ہے باپ

وقت کرتا ہے جو بچوں کی طرف سے مطمئن
بھول کر سب رنج و غم آخر سکوں پاتا ہے باپ

عمر بھر کی ساری محنت کا صلہ اولاد سے
فاتحہ بس فاتحہ بس فاتحہ پاتا ہے باپ

کیا درست اور کیا غلط بچوں کی خوشیوں کے لئے
جو نہ کرنا چاہیئے تھا وہ بھی کرجاتا ہے باپ

چھوڑ کر کشتیء حق طوفاں میں اپنی ماں کے ساتھ
غرق ہو جاتا ہے بیٹا تکتا رہ جاتا ہے باپ

زندگی بچوں کی ہے ماں کے عمل پر منحصر
بیٹھنے کی گھر میں فرصت ہی کہاں پاتا ہے باپ

عمر بھر رہتی ہے اس بیٹے کے دل میں اک خلش
جب ترقی دیکھنے سے پہلے مرجاتا ہے باپ
چل بسا ساحل پہ پہنچا کر جو کشتیٔ حیات
گھر میں جب کوئی خوشی آئے تو یاد آتا ہے باپ
وقت سے پہلے بچھڑ جائے شریک زندگی
جو فرائض ماں کے ہیں وہ بھی بجا لاتا ہے باپ
دل سے جاتی ہی نہیں بچھڑے ہوئے بچوں کی یاد
زندگی کو گھن کی طرح خود ہی کھا جاتا ہے باپ
رونا بدعت ہے اگر میت پہ اے ناصح تو پھر
قبر پہ ہابیل کی کیوں اشک برساتا ہے باپ
روتے روتے ہوگئیں یعقوبؑ کی آنکھیں سفید
زندہ یوسفؑ ہے تو پھر کیوں دل کو تڑپاتا ہے باپ
کھول کر پڑھ لینا اس کو جب کوئی مشکل پڑے
دے کے ایک تعویذ بیٹے کو چلا جاتا ہے باپ
کرکے نام اللہ کے خود اپنی ساری کائنات
ایک بیٹے کے لئے دامن کو پھیلاتا ہے باپ
اسکی رگ رگ کو پلا کر اپنی رگ رگ کا لہو
زندگی اسکی وفا کے نام کر جاتا ہے باپ

وقت پڑ جائے تو ماموں پر فدا ہو جائیو
چلتے دم عون و محمد سے یہ فرماتا ہے باپ
گود میں اپنے بھتیجے کو اٹھا کر لے گیا
ننگی تلواروں میں بیٹے کو لٹا آتا ہے باپ
اسکے ہوتے کیا بگاڑے گا محمدؐ کا کوئی
جو علیؑ سے سورما بیٹے کا کہلاتا ہے باپ
بارِغم سے نوجوانی میں کمر ہوتی ہے خم
دشتِ غربت کی بہاروں میں بھی مرجھاتا ہے باپ
جسکی اک اک سانس سے آتی ہے خوشبوئے وفا
نام اس فرزند کا عباسؑ رکھ جاتا ہے باپ
اس مجاہد اس محافظ کا ابو طالبؑ ہے نام
جسکے چہرہ میں محمدؐ کو نظر آتا ہے باپ
کر کے بیٹے کے حوالے نصرتِ دیں کا علم
بازوؤں کو چوم کر تھوڑا سکوں پاتا ہے باپ
دیکھ لیتے ہیں ابو طالبؑ کے چہرہ کی طرف
جب کبھی حد سے سوا احمدؐ کو یاد آتا ہے باپ
جب تلک بازو نہ تھامے موت اٹھتا ہی نہیں
فکر وغم کی کھائی میں اس طرح گر جاتا ہے باپ

روتے روتے بس یہی کہتا ہے وہ ہائے حسینؑ
جب کبھی اپنے جواں بیٹے کو دفناتا ہے باپ
جب عمل کرتا ہے بیٹا سیرتِ معصومؑ پر
اور بھی کچھ صاحبِ اقبال ہوجاتا ہے باپ
شادی ہوجاتے ہی بچے بھول جاتے ہیں اسے
زندگی بھر جنکی خاطر ٹھوکریں پاتا ہے باپ
دیکھ کر بیٹے کی گردن پہ چھری کی دھار کو
امّ ِ اسمٰعیلؑ چلاتی ہیں سمجھاتا ہے باپ
ایسا لگتا ہے کہ دو سینوں میں ہے بس ایک دل
چبھتی ہے بیٹے کے برچھی دل کو سہلاتا ہے باپ
چھین لیتی ہے اجل جب ہاتھ سے بیٹے کا ہاتھ
زندگی بھر چپکے چپکے اشک برساتا ہے باپ
کوئی ان بچوں سے پوچھے کیا ہے شادی کا مزا
بیاہ کی تاریخ رکھ کر جن کی مرجاتا ہے باپ
اپنے دل پہ کیا گزرتی ہے اسے جانے وہ خود
سب کو دیتا ہے تسلّی سب کو سمجھاتا ہے باپ
جب نہ چل پائے تو لیجاتی ہے خود گودی میں ماں
بچہ چلتا ہے تو خود مجلس میں لے جاتا ہے باپ

لیکے ہاتھوں میں علم کہتا ہوا ہائے حسینؑ
آگ پہ چلتا ہے بچہ اور سکوں پاتا ہے باپ
مجلسِ شبیرؑ میں اشکوں کو لینے کے
ساتھ میں زہراؑ کے خود فردوس سے آتا ہے باپ
یاد آجاتا ہے کوفہ میں اسے مسلمؑ غریب
جب سفر میں اپنے بچوں سے بچھڑ جاتا ہے باپ
دیکھ کر ماہِ عزا ماں توڑتی ہے چوڑیاں
ہر عزا خانے میں بچوں کو لئے آتا ہے باپ
روز عاشورہ بنا دیتی ہے ماں سقہ ہمیں
ایک چھوٹا سا اٹھانے کو علم لاتا ہے باپ
کچھ نہیں ہوتا میسر جب تو مجلس کے لئے
بچ کر بچہ تبرک گھر میں لے آتا ہے باپ
ہر عزا خانے میں فرشِ مجلسِ شبیرؑ پر
زینبؑ و کلثومؑ کے ہمراہ خود آتا ہے باپ
قافلہ آتا ہے جب بھی لوٹ کر پردیس سے
ایک بیمارِ حزیں صغراؑ کو یاد آتا ہے باپ
عالم غربت میں جب کوئی مسافر مل گیا
کیا کہوں زین العباؑ کو کتنا یاد آتا ہے باپ

نوجواں بیٹے کو دے تو دی اجازت جنگ کی
پیچھے پیچھے ٹھوکریں کھاتا چلا آتا ہے باپ

سن کے بیٹے کی صدائے آخری تھامے کمر
یاعلیؑ کہتا ہوا مقتل میں آجاتا ہے باپ

نوجواں بیٹے کے سینے سے سناں کو کھینچ کر
لاش مقتل سے جواں کی خود اٹھا لاتا ہے باپ

اللہ اللہ ایک بوڑھے تشنہ لب کی بیکسی
ایڑیاں رگڑے ہے بیٹا دل کو سہلاتا ہے باپ

نوجواں کی لاش بوڑھا جسم اور خیمہ بھی دور
چلتے چلتے بیٹھ جاتا ہے جو تھک جاتا ہے باپ

مثل پیغمبرؐ مسلمانو بقول مصطفےٰؐ
ایک ہی بندہ ہے جو امت کا کہلاتا ہے باپ

لمحہ لمحہ وقف کردیتا ہے بچوں کے لئے
دوستوں سے اپنے ملنے کو ترس جاتا ہے باپ

گھر میں اک شب کی دلھن ہے منتظر نو شاہ کی
لاش کے ٹکڑے لئے مقتل سے گھر آتا ہے باپ

اٹھنے لگتا ہے دھواں مقتل کی جلتی ریت سے
اپنی تنہائی پہ اتنے اشک برساتا ہے باپ

بعد اک مدت کے تب جاکر سکوں پاتا ہے باپ
فضل حق سے گود کا پالا جو بن جاتا ہے باپ

پا برہنہ ساتھ بچوں کے شب عاشور کو
ہر عزا خانے میں رونے کے لئے جاتا ہے باپ

تین دن کی تشنگی میں خشک ننھی سی زباں
جب رکھی ہونٹوں پہ بیٹے نے تڑپ جاتا ہے باپ

دل کو ہاتھوں سے سنبھالے ہے درِ خیمہ پہ ماں
ایک ششماہے کو تیروں میں لئے جاتا ہے باپ

تشنگی کا ہے تقاضہ کیجئے پانی طلب
اور پانی مانگنے سے کتنا شرماتا ہے باپ

جس نے دشمن کو کیا سیراب بچے کے لئے
پانی کو دو بوند کو ہاتھ اپنے پھیلاتا ہے باپ

منہ سے جب کچھ بھی نہ کہہ پایا تو جلتی ریت پر
دشمنوں کے سامنے بچے کو رکھ آتا ہے باپ

زلزلہ آیا زمیں کو آسماں تھرا گیا
بچہ ہاتھوں پرلئے خاموش رہ جاتا ہے باپ

کھینچ کر ناوک گلے سے مَل کے چہرے پر لہو
چومتا ہے لب کبھی گردن کو سہلاتا ہے باپ

مرثیہ پڑھتی ہے اسکے حال پہ خود بے کسی
کھود کر جب قبر اک بچے کو دفناتا ہے باپ

قبر پہ پانی نہ کوئی پھول نہ کوئی چراغ
چند آنسو خشک آنکھوں سے چھڑک آتا ہے باپ

خوں میں تر بچے کی میت دیکھ کر عاشور کو
چیخ اُٹھی انسانیت اور صبر فرماتا ہے باپ

پانی کے بدلے گلے پر تیر بچے کے لگا
دیکھ کر بچے کی گردن کو تڑپ جاتا ہے باپ

کیا بتا سکتا ہے اس بیٹی کا کوئی مرتبہ
جسکے استقبال کو مسند سے اٹھ جاتا ہے باپ

پالتی ہے کر کے فاقے جو ذبیح اللہ کو
در پہ اس بیٹی کے کرنے خود سلام آتا ہے باپ

جب کسی بیٹی سے ماں کا پیار پاتا ہے یتیم
ہو کے خوش ام ابیہا اسکو فرماتا ہے باپ

اشکوں کے سیلاب میں ڈوبی ہوئی ہیں پتلیاں
ایک اک آنسو میں بیٹی کو نظر آتا ہے باپ

سر کھلے جانا ہے تجھکو شام کے دربار میں
صبر کرنا صبر یہ کہہ کرچلا جاتا ہے باپ

سرادھر مانگے چھری قاصد اِدھر مانگے جواب
پڑھ کے خط بیمار کا الجھن میں پڑجاتا ہے باپ

جسنے دشمن کو کیا سیراب بچّے کے لیے
پانی کی دو بوند کووہ اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے باپ

رو کے زینبؑ نے کہا بابا بھرا لُٹ گیا
جب شب شامِ غریباں میں نظر آتا ہے باپ

نیند بھی آئے سکینہؑ کو تو آئے کسطرح
شیشہء شامِ غریباں میں نظر آتا ہے باپ

کیا کہوں گا حال اصغرؑ پوچھ بیٹھے جو رباب
آگے جاتا ہے کبھی پیچھے پلٹ آتا ہے باپ

شان میں اُمِّ ابیہا اسکی فرماتا ہے باپ
جسکی چادر کے تلے آکر سکوں پاتا ہے باپ

مانگنے آتی ہے جب دربار میں جب باغِ فدک
غمزدہ بیٹی کو جانے کتنا یاد آتا ہے باپ

کل اسی دربار میں اٹھتے تھے سب تعظیم کو
حال یہ ہوتا ہے اُسکاجسکا مرجاتا ہے باپ

زرد چہرہ خشک لب اور کانپتی ہیں پنڈلیاں
چھن گیا وہ باغ جو بیٹی کو دے جاتا ہے باپ

گونجتی ہے شب کے سناٹے میں بیٹی کی صدا
شیشہء شامِ غریباں میں نظر آتا ہے باپ

دیر تک روتی ہے صغراؑ اور سکینہؑ کے لئے
جب کسی بچھڑی ہوئی بیٹی کو یاد آتا ہے باپ

ہونے ہی والی ہے اِس شامِ غریباں کی سحر
بازوؤں کو چوم کر بیٹی کو سمجھاتا ہے باپ

جو سدا سینے پہ سوتی تھی اسے ہنگام عصر
کربلا کی جلتی ریتی پہ سلا جاتا ہے باپ

قید خانے میں ہوا کہرام بچی مرگئی
خواب میں اک شب سکینہؑ کو نظر آتا ہے باپ

یہ عزا داری کا صدقہ ہے جو برزخ میں رضا
مجلسوں میں روتے ہیں ہم اور جزا پاتا ہے باپ

جانے والے نہیں آئینگے / سبط جعفر

مسجدیں شاید پھر بن جائیں جانے والے نہیں آئینگے
فخر سے اُن کے اہلِ خانہ اُنکے قصے دُہرائیں گے

راہ خدا میں مرنے والوں سے یہ خدا کا وعدہ ہے
موت نہیں آئیگی اُنکو، رزق خدا سے پائینگے

سارے شہیدوں نے پایا ہے قرب و جوارِ امامِ زماں
مولاؑ جب آئینگے اپنے سارے شہید بھی آجائینگے

اولاد و احباب و اعزہ جیتے جی نہ بھلا پائینگے
جب بھی خوشی کا موقعہ ہوگا اپنے پیارے یاد آئینگے

کتنے عزیز اور کتنے ساتھی پہنچے حضورِ شاہِ زمن
کتنے ہم جیسوں کی شِفاعت اپنے ساتھی فرمائینگے

ذِکر جو ہوگا کرب و بلا کا خاصان و مردانِ خدا کا
اُنکی باتیں یاد آئینگی اُنکے قصے یاد آئینگے

فِسق و فجور اور غفلت میں ہیں دعوی ءِ نصرت کرنے والے
وقتِ ظہور اور غیبت میں بھی ایسے غافل پچھتائیں گے

جانتی ہے یہ دنیا ہمکو آپکی نسبت سے مولاؑ
ہاتھ جو حضرت سر سے اُٹھالیں ہم جیتے جی مر جائینگے

ہمکو ہٹا سکتا ہی نہیں ہے راہِ مودۃ سے کوئی
اُنکا ہی کلمہ پڑھتے رہینگے اُنکے ترانے ہی گائیں گے
اپنی ہستی عشقِ محمدؐ اپنی دولت حبِّ علیؑ
اِن نعمات کے مدِّمقابل ہر دولت کو ٹھکرائینگے
جتنی جہادی تنظیمیں ہیں جتنے فسادی لشکر ہیں
اُنکے مظالم سُن سُنکر تو شمر و یزید بھی شرمائینگے
کرب و بلا اور شام و کوفہ پیشِ نظر ہیں ہم لوگوں کے
ظُلم وتشدّد، قید وسلاسل حوصلے پست نہ کر پائیں گے
تھوڑا معاوضہ دیکے حکومت زخمیوں اور شہیدوں کا
اپنے تیئں یہ سمجھے ہوئے ہے زخم ہمارے بھر جائینگے
زندۂ جاوید آپکا شاعر سبطِ جعفر ہوجائے گا
اُسکو بھی مِل جائیگی شہادت آپؐ کرم جو فرمائینگے

پاکستان کی بنیادوں میں / سبطِ جعفرؔ

پاکستان کی بنیادوں میں شامل اپناتن من دھن
کون تھے بانی قائدِ اعظمؒ کون تھیں فاطمہؒ اُنکی بہن
ملتِ جعفریہ کے جوانو وار دو ملک پہ جان اور تن
راجہ صاحبؒ کی دولت اور اثرو رسوخ ہی کام آیا
ملک اور قوم پہ اپنا لگایا سیٹھ حبیبؒ نے سرمایہ
تب کہیں جا کر ہم نے کیا حاصل یہ اپنا پاک وطن
کیا اپنے احسان جتائیں کس کسکے ہم نام بتائیں
غیروں پر تنقید کریں کیا، کیا اُن کے ہم عیب گِنائیں
اپنا ہے پیغام محبت اُنکو مبارک اُنکا چلن
کون تھا جس نے پاکستان کو "کفرستان" قرار دیا تھا
وَبانیء پاکستان کو کس نے "کافرِ اعظم" ٹھہرایا تھا
پاکستان اور مُسلم لیگ کا کوئی نہ تھا ہم میں دُشمن
نفرتیں پیدا کرنے والے مُلک اور قوم کے دُشمن ہیں
کل تھے پاکستان کے دُشمن آج ہمارے دُشمن ہیں
وہ جو رکھے آئے ہیں ہمیشہ ہم سے کدورت اور جلن
پاکستان بنانے والوں کی اولاد پہ اتنی جفا
کتنے مومن اِس دھرتی پر قتل ہوئے بے جرم و خطا
کیسے کیسے مارے گئے ہیں سیمیں بدن اور غنچہ دہن
فرقہ پرستوں کا مَسلک ہے دہشت گردی اور نفرت
دہشت گردی دین ہے اُنکا دہشت گردی قومیّت
کیوں نہ بنادیں اپنے وطن کو دہشت گردوں کا مدفن

نام صحابہؓ کا لیتے ہیں شمر و یزید کے پیروکار
مَسلک اُنکا بغض و تعصب نفرت اُنکا کاروبار
حشر کے دن اصحابؓ چھڑائیں گے اِن سے اپنا دامن

ہر شعبے میں ہم سے تعصب برتا گیا تقسیم کے بعد
مِلتی نہیں ہیں نوکریاں ہمکو اعلیٰ تعلیم کے بعد
کتنے عالم اور مسیحا قتل ہوئے ہیں ماہرِ فن

ملتِ جعفریہ کے جوانو مایوسی ہے کفر سرا سر
دہشت گرداب بھاگ رہے ہیں ٹوٹ رہی ہے اُن کی کمر
وارثِ گلشن ہم ہیں ہمکو کرنا ہے تزئینِ چمن

جوڑ کے پھر سارے تنکوں کو اپنا چمن تعمیر کریں
پاکستانی بھائیو آؤ، اپنا وطن تعمیر کریں
پاکستان ہے اپنا وطن اپنا مسکن اپنا گلشن

جبر وستم کے باقی ماندہ تھوڑے دن بھی کٹ جائیں گے
مِٹ جائیں گے ظالم و جابر، ظلم کے بادل چھٹ جائینگے
دور نہیں ہے سبطِ جعفر زیدی ظہورِ شاہِؑ زمن

(بحوالہ ترانۂ شہادت والیم 2 شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

برائے رابطہ: 021-6028334,021-6366335

اماں

شب تیرہ بھی ہمیں لگتی تھی روزِ روشن
جب تلک سر پہ رہا آپ کا سایہ اماں
آپ کے بعد ہمیں لگتا ہے اب روز بھی شب
یہ وہ شب ہے کہ نہیں جس کا سویرا اماں

اپنے پیاروں سے بچھڑ جانا تمہارا اماں
ہے یہ نقصان نہیں جس کا ازالہ اماں
آپ کے بعد اداسی کا عجب عالم ہے
ایک ویرانہ سی لگتی ہے یہ دنیا اماں

آپ کے دم سے ہی احساسِ تحفظ تھا ہمیں
کتنا مضبوط سہارا تھا تمہارا اماں
کیا کہیں کِس سے کہیں ہم پہ جو آفت آئی
کیسا بگڑا ہے مُقدّر یہ ہمارا اماں

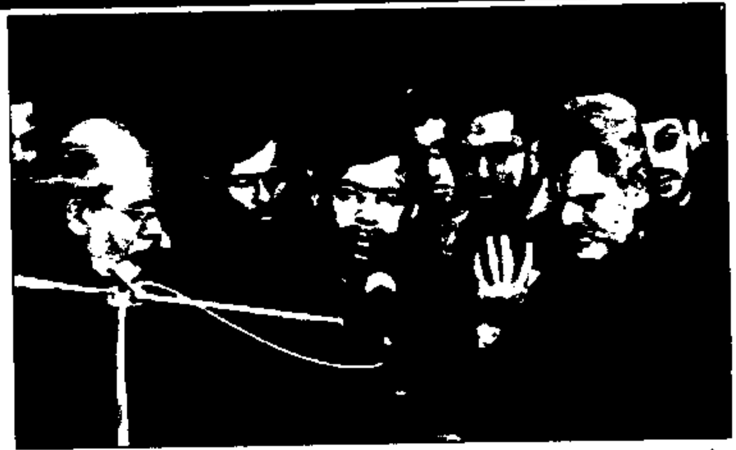
آپ کے بعد یہ احساس سا ہوتا ہے ہمیں
آگیا ہم پہ مصیبت کا زمانہ اماں
وقت کی دھوپ نے جھلسا دیئے کتنے چہرے
ابھی اٹھتا نہ سروں سے تیرا سایہ اماں

کس طرح ہمنے گزارے ہیں یہ دن چہلم تک
دیکھتیں کاش ہمارا بھی تڑپنا اماں

بشکریہ نوحہ خوان وسوز خوان سید اسد علی زیدی صاحب (محمدی ڈیرہ۔ ملیر کراچی)

SOAZKHWANAAN OF THE AGE

سوز خوانان امروز



بانی ادارہ پروفیسر سبط جعفر زیدی 0300-2168328، حسین اختر زیدی 0345-2285272 اور شکیل حیدر جعفری 0345-2544498



امتیاز عباس 0334-3635832



کاشف زیدی 0300-9268953



رضوان عباس 0333-2118614



یاور عباس 0334-3673628



شمیم رضوی 0300-9268953



رضوان جعفری 0345-3931813



وقار ہاشمی 0300-2168328



آصف زیدی 051-9262074



قمر عباس جعفری 0345-2316854



حاجی انتخاب جعفری 0300-2168328



نازش مرزا



سید حیدر حسین



ڈاکٹر محسن کاظمی 0333-2317083



اظہر نقوی 0300-2473966



منظر کاظمی 021-



شاہ زیب رضوی 0322-2340239

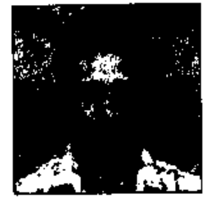


شایان نقوی 0345-2411005



اسد زیدی 021-

سوز خوانانِ امروز
SOAZKHWANAAN OF THE AGE


ڈاکٹر ابرار زیدی


رضوان نقوی


شجاع رضوی ایڈووکیٹ


عرفان رضا نقوی


تکرم رضوی (لندن)


امتیاز نقوی


محمد علی نقوی


آئمن رضوی


اظہر رضوی


عون رضا رضوی


عدیم امام رضوی

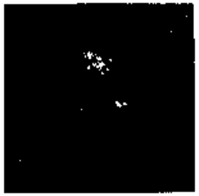

دلاور عباس زیدی

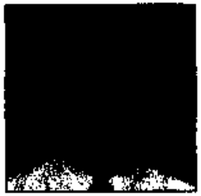

محمد رضا زیدی


آصف رضا


عارف رضا


سیف زیدی

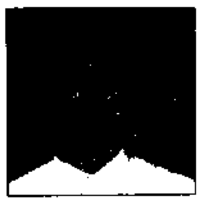

عباس رضا عابدی


فائز حسین


عروج عباس زیدی


محمد علی (کینیڈا)


اظفر اسد زیدی


محمد علی کربلائی مغل ہزارہ


یاسر رضا


مونس زیدی

SOAZKHWANAAN OF THE AGE

سوزخوانان امروز



عظمی بلگرامی



یاور علی رضوی



حسن مرتضیٰ



آصف رضوی



گوہر عباس



اکرام عباس



نوید رضوی



تقی رضا



محمد رضا رضوی



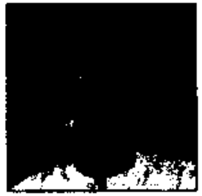
حسین علی عابدی (طالب)



سید محمد کاظم زیدی



بابر زیدی



شیراز حسین



الطاف حیدر (دانش)



علی حیدر



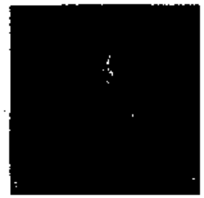
عون رضا



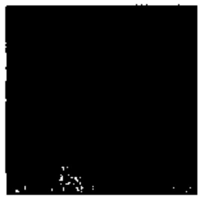
محسن رضا



عرفان



مرتضیٰ علی زیدی



محمد عباس رضوی / نفیس



انیس عباس رضوی



عرفان علی رضوی



کامران عباس



ذیشان حیدر

SOAZKHWANAAN OF THE AGE

سوزخوانانِ امروز


محمد ابوذر زیدی


محمد عباس رضوی

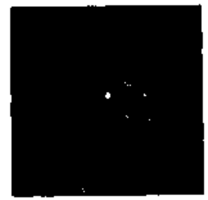

عابد رضوی (خطیب و سوز خواں)


محمد رضا زیدی


انصار حسین زیدی


جرار حسین زیدی


مرزا وحید علی


مرزا ابرار علی


رحمٰن علی کاظمی


سید محمد عباس زیدی


شیخ ظہیر


امیر حسین نقوی


یاور عباس زیدی


میثم جعفری


ریحان عباس


مجتبیٰ عالم


علی مہدی رضوی


عمران مہدی رضوی


تاجدار حیدر


محمد کمیل زیدی


برہان علی زیدی


یاور علی رضوی

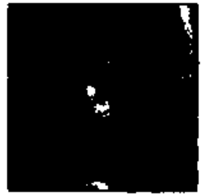

محمد رضا زیدی


آصف رضا زیدی

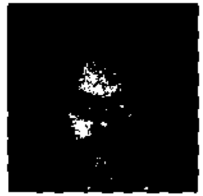
PROMISING SOAZKHWANAAN
سوزخوانانِ فردا


میثم زیدی


عرفان حسین رضوی


مسلم رضا


کمیل، سہیل، سعید اور وجیہہ

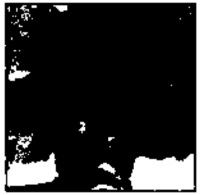

محمد رضا جعفری


علی، فصیح اور ہادی


بریر حسن   عزیر حسن

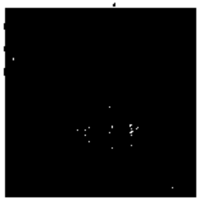



حسن مرزا


انجم عباس ہاشمی


محسن ہاشمی


انوار زیدی


فرخ رضوی (خطیب و سوز خواں)


عون عباس


جاذب رضوی


سید مرتضیٰ محمود


شہزر عباس زیدی


ابوذر زیدی (جونیئر)


محمد شبیر حسین جعفری


یعسوب زیدی


سجاد زیدی

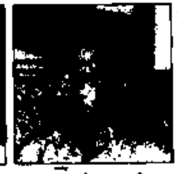
ادارۂ ترویجِ سوز خوانی کے چند سرپرست اور کرم فرما



مولانا محسن جعفر نقوی



حضرت شاداں دہلوی



محترم سرفراز ابد



پروفیسر کنہیالال ناگپال









DVD 2007 — **SOAZKHWANI** منتخب سوزخوانی — In 2 DVDs
Prof. S. Sibt-i-Jaafar Zaidi (Advocate)

DVD 2007 — Method & Curriculum of **SOAZKHWANI** رموز و نصابِ سوزخوانی — In 2 DVDs
Special Sittings / Classes of Soazkhwani

بزبانِ شاعر — ولادت کی خوشیاں منانے کے دن ہیں — In 2 DVDs
A SELECTION FROM WORLD WIDE SITTINGS / MAHAAFIL

منتخب کلام — پروفیسر سید سبطِ جعفر — زیرِ ترتیب

ترتیب و انتخاب



پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی ایڈوکیٹ
بانی (بین الاقوامی) ادارہ ترویج سوز خوانی

تربیتی نشستوں کا انتخاب

پروفیسر کرار حسین، مولانا رضی جعفر نقوی، محترمہ کجن بیگم، پروفیسر سحر انصاری، پروفیسر کنہیالال ناگپال، استاد اسد علی خاں، آرائے کلیمی، استاد امیر احمد خاں، استاد نظام الدین خاں، دلاور فگار، قاری حسن محمود، الحاج خورشید احمد، ندیم سرور، نازش مرزا اور دیگر **REAL VCD & AUDIO-2003**

منتخب لافانی سوزخوانی

استاد معشوق علی خاں، استاد اشتیاق علی خاں، استاد واحد حسین خاں، عظیم الحسن، اختر وصی علی، آباد محمد نقوی، محمد حسن زیدی، علی اوسط زیدی، مظاہر کاظمی، زوار حسین، پیارے خاں، استاد غلام خسرو، بہاؤ الدین اور وابستگان ادارہ

۲۷ کلام و بندش (چھے گھنٹوں) پر مشتمل نصاب سوزخوانی (آڈیو) بھی اس سیٹ میں شامل ہے۔

ادارہ نے اساتذہ کی تین گھنٹوں پر مشتمل لافانی سوزخوانی (آڈیو) کے علاوہ نصاب سوزخوانی اور ادارہ کے ہونہار سوزخوانوں کی آواز میں سوزخوانی اور نعت و منقبت و نوحہ خوانی کے کیسٹس اور سی ڈیز کے علاوہ منتخب معیاری کلام پر مشتمل بستہ، انتخاب بستہ جلد اول و دوم اور جیبی بستہ (گلدستہ) بھی جاری کیا ہے جو مختلف ویب سائٹس پر بھی دستیاب ہے۔ www.bastah.org

www.imambargah.com www.shiamasjid.com (e-book)

ادارہ کی تربیتی نشست میں شرکت کے لئے برائے رابطہ: کاشف زیدی 0300-9268953

2005-6 DVD

VOCAL FINE-ART OF ISLAM / MUSLIMS

SOAZKHWANI

عشرۂ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مسجد سید الشہدا (IRC) کراچی

پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی ایڈوکیٹ **Prof. S. Sibt-i-Jaafar Zaidi (Advocate)**

اطفال نعت و منقبت خواں اور سوز خوانوں کی
محفلِ نعت و منقبت / مجلسِ سوزخوانی

منعقدہ ۲۰۰۴-۰۵ء

Registration No. 10878 Copr. — Description of work Literary Work. (Poetry).

GOVERNMENT OF PAKISTAN
CENTRAL COPYRIGHT OFFICE
KARACHI

Certificate of Registration of Copyright

Certified that the Copyright in the work entitled بستہ authored by S. Sibt -i- Jaafar Zaidi, 4/390, Liaquatabad - 4, Karachi and published by Idaara -e- Tarveej -e- Soazkhawani, 4/390, Liaquatabad-4, Karachi in the year 2000 has been registered in the Register of Copyrights in the name of S. Sibt - i - Jaafar Zaidi, Founder & Prop. of Idaara -e- Tarveej -e- Soazkhawani, 4 / 390, Liaquatabad - 4, Karachi.

under Registration No. 10878 Copr.

GIVEN UNDER MY HAND AND SEAL ON THIS 20TH DAY OF OCTOBER, 2001.

ASHAQIL AHMED ABBASI
REGISTRAR OF COPYRIGHTS.

بستہ

Sallent Features / Some facts about "Soazkhwani"

★ The literal meaning of Soazkhwani is sorrow or smoulder.

★ It is allegorical attribution to the martyrdom of Imam Husain (A.S.), his companions & agony thereof.

★ There are only three basic vocal fine arts of Islam/Muslims: Qirat, Qawwali & Soazkhwani.

★ Its beginning can be traced to three centuries back in this subcontinent (especially in Lucknow & its surroundings/U.P.).

★ In Soazkhwani classical poetry of Urdu is mostly used as the medium thereof.

★ Since its inception nobody cared, discovered & compiled certain rules & regulations of this art. The infrastructure is made/designed by Prof. Sibt-i-Jaafar.

★ Soazkhwani has its own code of conduct, unique to its age old civilization & Islamic culture & has its own phraseology.

★ The melody & its practice is needed or required in performance of the common arts. Whereas soazkhwani needs the pathos & pains of the incident in a touching & moving style.

★ It is a deliberate attempt according to the existing situation where message occupies the priority than the art & craft (where the message comes first & the art after words).

★ In its compositions of "Ragas" there has been clear contradictions among the "Ragees" (Classical Masters), because no clear, identified, categorized (Shudh Raag/Raagnees) are used in Soazkhwani. It does maintain the real effect of "Raga", but excludes the irrelevant.

★ Technically the singer (Performer, Composer/Soazkhwan) is a competant, experienced & trained professional/ skilled person, who is entitled "Ustaad". He is an adept hand, who exercises all the facets of rhythmic metres and knows all the intonations of the lyre.

Prof. S. Sibt-i-Jaafar Zaidi (1957 - 2006)

★ After withdrawal from C.S.S. & advocacy, Prof. S. Sibt-i-Jaafar Zaidi is serving in a Govt. College of Karachi (as Associate Prof./BS-19).

★ He has visited 16 countries as Poet, Scholar & Soazkhwan.

★ More than 50 Audio-Video cassettes & CDS' have been prepared & released by various, reputed companies (all over the world and also available on various web-sites).

★ More than 10 books of professor, have been published on various topics esp. Pak Studies for Intermediate & Degree Classes, Sociology for degree classes, Nishaan-e-Raah, Zaad-e-Raah, Muntakhibaat-e-Nazm-o-Nasr, Sauti Uloom-o-Funoon-e-Islami & Bastah. etc.

★ He is founder & Leading Master / Instructor (Ustaad) & Performer of traditional, Classical Soazkhwani & Founder of "I.T.S." and admired/ recognized by Harvard University & Columbia University of U.S.A., He is being telecasted & broadcasted by the national & international electronic media since 1967 as Naatkhwan, Soazkhwan, Writer/Author, Composer, Scholar & Compere etc.

محرم الحرام

10۔شہادتِ امام حسینؑ ورفقاء

25۔شہادتِ سید سجادؑ

28۔شہادتِ حضرت میثم تمار

صفر المظفر

5۔شہادتِ جنابِ سکینہؑ (بہ روایتے)

7۔ولادتِ امام موسیٰ کاظمؑ

9۔شہادتِ حضرت عمار یاسرؓ

10۔شہادتِ جنابِ سکینہؑ (بہ روایتے)

13۔رحلتِ حضرت سلمانِ فارسیؓ /شہادت بی بی سکینہؑ (بہ روایتے)

17۔شہادتِ امام رضاؑ (بہ روایتے)

20۔چہلم شہدائے کربلا

28۔رحلتِ رسولؐ خدا وشہادتِ امام حسنؑ

ربیع الاول

5۔شہادتِ جنابِ سکینہؑ (بہ روایتے)

8۔شہادتِ امام حسن عسکریؑ

9۔عیدِ زہراؑ/عید شجاع

17۔ولادتِ رسولؐ خدا وامام جعفر صادقؑ

18۔ولادتِ جنابِ ام کلثومؑ

محرم الحرام

1-		
2-		
3-		
4-		
5-		
6-		
7-		
8-		
9-		
10-		
11-		
12-		
13-		
14-		
15-		
16-		
17-		
18-		
19-		
20-		
21-		
22-		
23-		
24-		
25-		
26-		
27-		
28-		
29-		
30-		

26۔رحلتِ حضرت ابوطالبؑ (بہ روایتے)

ربیع الثانی

10۔ولادتِ امام حسن عسکریؑ

جمادی الاول

13۔شہادتِ جنابِ سیدہ (بہ روایتے)

15۔ولادتِ سید سجادؑ

جمادی الثانی

3۔شہادتِ جنابِ سیدہ

15۔ولادتِ سید سجادؑ (بہ روایتے)

20۔ولادتِ جنابِ سیدہ

رجب المرجب

1۔ولادتِ امام محمد باقرؑ

3۔شہادتِ امام علی نقیؑ (بہ روایتے)

5۔ولادتِ امام علی نقیؑ

7۔ولادتِ حضرت عباسؑ (بہ روایتے)

9۔ولادتِ حضرت علی اصغرؑ

10۔ولادتِ امام محمد تقیؑ

13۔ولادتِ امیرالمومنینؑ

15۔شہادتِ امام جعفر صادقؑ (بہ روایتے)

صفر المظفر

1-		
2-		
3-		
4-		
5-		
6-		
7-		
8-		
9-		
10-		
11-		
12-		
13-		
14-		
15-		
16-		
17-		
18-		
19-		
20-		
21-		
22-		
23-		
24-		
25-		
26-		
27-		
28-		
29-		
30-		

مجالس کے وعدے پنسل سے تحریر کئے جائیں تاکہ انہیں مٹا کر ہر سال نئے وعدے تحریر کئے جاسکیں۔

COMMITMENTS OF SOZKHWANI

سوز خوانی کے وعدے / مشغولیات

ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی	رجب المرجب
-1	-1	-1	-1	-1
-2	-2	-2	-2	-2
-3	-3	-3	-3	-3
-4	-4	-4	-4	-4
-5	-5	-5	-5	-5
-6	-6	-6	-6	-6
-7	-7	-7	-7	-7
-8	-8	-8	-8	-8
-9	-9	-9	-9	-9
-10	-10	-10	-10	-10
-11	-11	-11	-11	-11
-12	-12	-12	-12	-12
-13	-13	-13	-13	-13
-14	-14	-14	-14	-14
-15	-15	-15	-15	-15
-16	-16	-16	-16	-16
-17	-17	-17	-17	-17
-18	-18	-18	-18	-18
-19	-19	-19	-19	-19
-20	-20	-20	-20	-20
-21	-21	-21	-21	-21
-22	-22	-22	-22	-22
-23	-23	-23	-23	-23
-24	-24	-24	-24	-24
-25	-25	-25	-25	-25
-26	-26	-26	-26	-26
-27	-27	-27	-27	-27
-28	-28	-28	-28	-28
-29	-29	-29	-29	-29
-30	-30	-30	-30	-30

18۔ رحلتِ فرزندِ رسولؐ جنابِ ابراہیمؑ
24۔ فتحِ خیبر
25۔ شہادتِ امام موسیٰ کاظمؑ
27۔ رحلتِ حضرت خدیجہؑ (بہ روایتے)
27۔ شبِ معراج و یوم بعثت
28۔ روانگی امام حسینؑ از مدینہ

شعبان المعظم

1۔ ولادتِ جنابِ زینبؑ
3۔ ولادتِ امام حسینؑ
4۔ ولادتِ حضرت عباسؑ
5۔ ولادتِ سید سجادؑ (بہ روایتے)
7۔ ولادتِ حضرت قاسمؑ ابنِ حسنؑ
11۔ ولادتِ حضرت علی اکبرؑ (بہ روایتے)
15۔ ولادتِ صاحب العصرؑ
18۔ ولادتِ حضرت علی اکبرؑ

رمضان المبارک

10۔ رحلتِ حضرت خدیجہؑ
15۔ ولادتِ امام حسنؑ
19۔ یومِ ضربت
21۔ شہادتِ امیر المومنینؑ

مجالس کے وعدے پینسل سے تحریر کیے جائیں تاکہ انہیں مٹا کر ہر سال نئے وعدے تحریر کیے جا سکیں۔

سوز خوانی کے وعدے/مشغولیات

ذی الحجہ	ذی قعدہ	شوال المکرم	رمضان المبارک	شعبان المعظم
-1	-1	-1	-1	-1
-2	-2	-2	-2	-2
-3	-3	-3	-3	-3
-4	-4	-4	-4	-4
-5	-5	-5	-5	-5
-6	-6	-6	-6	-6
-7	-7	-7	-7	-7
-8	-8	-8	-8	-8
-9	-9	-9	-9	-9
-10	-10	-10	-10	-10
-11	-11	-11	-11	-11
-12	-12	-12	-12	-12
-13	-13	-13	-13	-13
-14	-14	-14	-14	-14
-15	-15	-15	-15	-15
-16	-16	-16	-16	-16
-17	-17	-17	-17	-17
-18	-18	-18	-18	-18
-19	-19	-19	-19	-19
-20	-20	-20	-20	-20
-21	-21	-21	-21	-21
-22	-22	-22	-22	-22
-23	-23	-23	-23	-23
-24	-24	-24	-24	-24
-25	-25	-25	-25	-25
-26	-26	-26	-26	-26
-27	-27	-27	-27	-27
-28	-28	-28	-28	-28
-29	-29	-29	-29	-29
-30	-30	-30	-30	-30

شوال المکرم

1۔ عیدالفطر
8۔ انہدام جنت البقیع
15۔ شہادت امام جعفر صادقؑ
25۔ شہادت امام جعفر صادقؑ (بہ روایتے)

ذی قعدہ

11۔ ولادت امام رضاؑ
23۔ شہادت امام رضاؑ (بہ روایتے)
29۔ شہادت امام علی نقیؑ (بہ روایتے)

ذی الحجہ

4۔ شہادت امام محمد تقیؑ (بہ روایتے)
5۔ رحلتِ حضرت ابوذرؓ
7۔ شہادت امام محمد باقرؑ
9۔ شہادت حضرت مسلمؑ
10۔ عیدالاضحیٰ
15۔ ولادت امام علی نقیؑ (بہ روایتے)
16۔ شہادت جناب زینبؑ
18۔ عید غدیر
23۔ شہادت پسرانِ حضرت مسلمؑ درکوفہ
24۔ عید مباہلہ

مجالس کے وعدے پینسل سے تحریر کیے جائیں تاکہ انہیں مٹا کر ہر سال نئے وعدے تحریر کیے جاسکیں۔